الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

کتاب

التکمیل

یعنی

آیۂ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کی تفسیر شان نزول تاریخ و مقام نزول کی تعیین

علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبی کے مضامین پر محققانہ تبصرہ اور تاریخ حدیث و درایت کی روشنی میں مکمل بحث

مصنفہ

محقق حقائق تاریخ باحث اسرار التحقیق مدقق جناب حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ دام مجدہ

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد

در نظامی پریس لکھنؤ وکٹوریہ اسٹریٹ مطبوع خاص و عام گردید

تقریظ

حضرت حجۃ الاسلام نجم الملۃ والدین شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ بانی مدرسۃ الواعظین

باسمہ سبحانہ

تاریخی واقعات کا دیانت کیساتھ اصول مسلمہ پر جائزہ لینا۔ ان کے اطراف و جوانب پر فلسفیانہ نظر کرنا اور مختلف واقعات کو سنجیدہ طور سے ترتیب دیکر جدید نتائج کا استخراج کرنا نہ صرف ممدوح ہی ہے بلکہ ایک مورخ کے اعلے کمال کی دلیل بھی ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی خاص مقصد کو پہلے ہی پیش نظر رکھکر کتب تاریخ کی ورق گردانی کیجائے اور تائید کیلئے اقوال شاذہ کی تلاش میں ناروا کوششیں کیجائیں یا واقعات کو توڑ موڑ کر حسب منشا و مقصود بنا کر پیش کیا جائے اور پھر انکو صحیح ثابت کرنے میں صرف قوت انشا پردازی کا سہارا کافی سمجھا جائے اور دلنشین کرنے کی غرض سے شوخی تحریر کا رنگ بھر کر اطمینان کر لیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض مشہور مصنفین کی عام عادت تھی۔ اور وہ انہیں نازیبا تصرفات کو اپنے لئے سرمایہ ناز بلکہ معراج کامیابی تصور کرتے تھے۔

واقعہ غدیر خم بھی جو اسلامی واقعات میں ایک خاص اہمیت کا مالک ہے انکی ستم ظریفیوں کے ہاتھوں مجروح ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ نزول آیہ اکمال دین کا شرف غدیر خم سے چھین کر عرفات کو دیدیا گیا اور بجائے روز پنجشنبہ واقعہ غدیر جمعہ کے دن لکھدیا گیا۔ اسی قسم کی بعض فریب کاریوں کی قلعی کھولنے کیلئے جناب مستطاب سلالۃ الاطیاب حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب ساکن رایان ہاوا نے کمال عرق ریزی و جانفشانی سے یہ لطیف و منقح کتاب تصنیف فرمائی ہے میں نے اسکے بعض مقامات پڑھواکر سُنے مجھے قوی اُمید ہے کہ جن مسائل پر اس میں بحث کیگئی ہے انکی تنقیح و تحقیق اور دوسرے افکار و دلائل کے رد و ابطال میں یہ کتاب کافی و وافی ہوگی۔ خداوند عالم جناب مصنف کو جزائے خیر دے آپ نے باوجود دیگر مشاغل ضروریہ کے اپنا معتدبہ وقت اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں صرف کیا ہے۔

نجم الحسن عفی عنہ

تقریظ

سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام العلیما آقا مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت سے مذہبی حقائق ایسے ہیں جنکی بنیاد تاریخی معلومات پر ہے اور اسی بنا پر ایک غلط فہمی یا مغالطہ جو تاریخی واقعہ کو مشتبہ بنادے ایک عظیم حقیقت کے پامال ہوجانے کا ذریعہ ہوسکتا ہے ایک مورخ کا فرض ہے کہ وہ واقعات کی جانچ میں بالکل تاریخی اعتبار سے کرے اور اسمیں واقعی خدمات [illegible]

نظریات کی روشنی میں نگاہ کرے ورنہ تاریخ تاریخ نہیں رہتی

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو یہ حیثیت سے امتیاز حاصل ہے کہ وہ ہمیشہ تاریخ کو مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنی کسی ذاتی یا مذہبی خیال کی حمایت کو تاریخی مسائل کے حقیقی حل سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ اکثر اپنے مذہبی نقطۂ نظر کی تائید کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخی واقعات کے نظم کو درہم برہم کر ڈالتے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنا پیش نظر مطلب حاصل ہو جائے۔

آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول مستند تصریحات کے مطابق روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں ولایت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اعلان کے موقع پر تھا لیکن مولانا شبلی نے آیۂ مذکورہ کے نزول کو یوم عرفہ جمعہ ۹ ذی الحجہ کو جو بعض قدیم مفسرین کا ایک کمزور قول ہے مرجح قرار دیا ہے۔ اور اسکے یوم نزول سے تا وفات نبی اکاسی[۸۱] یوم زندہ رہنا جناب رسالتمآب کا ثابت کیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف تقویمی نقشوں سے اسکی جد و جہد کی ہے کہ آیۂ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ ہی صحیح قرار پائے اور چونکہ ۹ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذی القعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے اسلئے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ بھی ۲۶ ذی القعدہ یوم شنبہ قرار دی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسکے مصنف جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب متوطن قصبہ ارایان سادات نے تاریخی حیثیت سے اس مسئلہ کو حل کرنیکی کوشش اور مولانا شبلی کے بیانات پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا اور مصنف کتاب کی جانفشانی و عرق ریزی کی قدر کی۔ اس کتاب کا جو شخص بھی مطالعہ کرے وہ اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف نے بہت کافی وقت اس کتاب کی تصنیف اور تتبع کتب میں صرف کیا ہے اور کامل محنت و جانفشانی کیساتھ اس فرض کو انجام دیا ہے۔ امید ہے کہ تحقیق پسند افراد اس کتاب کا مطالعہ کرینگے اور اس سے فائدہ مند ہونگے۔ جزی اللہ مؤلفہ خیر الجزاء

سید علی نقی النقوی عفی عنہ

باسمہ سبحانہ

تقریظ حضرت حجۃ الاسلام عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ

دنیائے تصنیف و تالیف میں قدم رکھنا جس قدر آسان ہے اسیقدر دیانت و انصاف سے قلم اٹھانا مشکل۔ مصنفین کی فہرست میں اپنا نام شمار کرا دینے کا ہر شخص خواہشمند مگر نتائج دعوت سے اکثر لوگ بے خبر ان کی غلطیاں نا پختہ تکلم کی عیب پوشی میں ساعی۔ مگر کتاب کا ثبات بہمہ وجوہ ان لغزشوں کی یاد تازہ کر دیتا ہے جو کسی مصنف کے قلم کو پیش آئی ہوں۔

اسمیں شبہ نہیں کہ شبلی نعمانی نے اپنے خیال کو حق کا لباس پہنانے کے واسطے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا اور تاریخی میدان میں بھی اپنے عقائد کے جذبات سے متاثر ہو کر قلم کو صراط مستقیم سے برگشتہ ہی رکھا۔ کبھی روایات ضعیفہ سے تمسک کرکے معصوم کو گناہگار ثابت کیا۔ کبھی حساب کے گورکھ دھندے میں پھنسا کر جاہل گروہ کو بہکانا چاہا۔ شاید انکا خیال تھا کہ تمام دنیا بصارت سے بے بہرہ ہو چکی جو ہمیشہ انکے قلم کی لغزشوں سے غافل رہے گی مگر یہ انکی خام خیالی تھی جس کا بین ثبوت وہ پے در پے تصانیف ہیں جو صاحبان حق کی طرف سے ظلمت ضلالت مٹانے کے واسطے درخشاں ستاروں کی طرح افق صداقت پر ظاہر ہوئے ہیں کئی کتابیں اسی مقصد کو ادا کرتے ہوئے اہل ایمان کی نظر سے گذر چکی ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی نگاہ افروز رہینگی۔ اسی سلسلہ کی نظیر کڑی یہ جدید کتاب ہے جو تکمیل کے نام سے موسوم اور یقیناً تکمیل ابطال ہے ان درست دلائل کے واسطے جنکو جناب شبلی نے انتہائی استحکام کیساتھ منظر عام پر پیش کیا تھا۔ میں نے اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف میں اپنے خیز قیمتی اوقات کو صرف کر کے صاحبان ایمان و انصاف کے واسطے ایسا گراں بہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جو ثبوت کی رجعت کے بعد بھی بدقت فراہم ہوگا۔ اور علامہ شبلی نعمانی نے جو گرد مغالطات افق حق پر پھیلا دی تھی انکو تحقیق کے ٹھنڈے جھونکوں سے یوں بٹھا دیا ہے کہ تا بمقدور انکے اٹھنے کے قابل نہ رہی۔ خداوند عالم موصوف کو اجر جمیل اور مومنین کو اس بے نظیر کتاب سے استفادہ کرنیکی توفیق عنایت کرے۔ واللہ الموفق۔

حررہ سید کلب حسین

کتاب التکمیل اور اسکے بعض اقتباسات

۱۔ سیرۃ النبی شبلی کے آیۂ تکمیل یوم عرفہ جمعہ اور ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع پر تقویمی نقشہ جنتری ماہ وغیرہ سے ابطال

حاشیہ صہ ۲ و ۱۲ و صہ ۱۰ و ۲۰ و حاشیہ صہ ۲ و ۳۵ و ۳۷ و صہ ۲۴۲ و ۲۴۶

۲۔ الفاروق شبلی کے تاریخ مرض النبی کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ یوم غدیر پنجشنبہ (عشیۂ جمعہ) کو آیۂ تکمیل کا نزول اور ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا صحیح حدیثون سے اثبات

صہ ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۲۰ و ۳۱ مع حاشیہ ۳۹ و ۴۴ و ۴۶ و حاشیہ صہ ۵۲ و ۲۲۶

۳۔ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ۷۰ یوم کا ارباب سیر و محدثین سے تطبیق اور گیارہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ پر اکیاسی ۸۱ یوم کی تصحیح

حاشیہ صہ ۸ و صہ ۷ و ۱۶۶ و ۱۶۹ و ۱۸۶ و ۲۵۰ و ۲۵۴ و ۲۵۵

۴۔ گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شام شب بارہوین ۱۲ ربیع الاول سے بائیسوین ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ دس ۱۰ راتون تک ابوبکر کے زندہ رہنے کی مطابقت۔

صہ ۱۴ و حاشیہ صہ ۵۵ صہ ۱۰۱ و ۱۴۲ و ۲۰۴ و ۲۳۴ و ۲۴۹

۵۔ بارہ ۱۲ تاریخ گذر کر شب تیرہوین ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے بائیسوین ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ نو ۹ شبون تک مدت خلافت ابوبکر مین روایۃً و درایۃً موافقت

صہ ۱۱۸ و ۲۰۳ و ۲۳۹

۶۔ بارہ ۱۲ ربیع الاول کا شبانہ روز یعنی بیاسوان ۸۲ دن جناب امیرؑ کی اصل خلافت و امامت اور رسول خدا کے غسل و کفن مین حضرت جبرئیلؑ کی شرکت و اعانت سے ایک تاریخی خصوصیت

صہ ۱۶۰ و ۳۲۲

۷۔ یکم صفر پنجشنبہ بارہ ۱۲ صفر دوشنبہ پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ ۱۱ مہینے سے محدثین کی تغلطی۔

حاشیہ صہ ۱۲۸ و ۲۲۹ و صہ ۲۳۴ و ۲۵۵ و ۲۶۹ و ۲۸۴

۸۔ پنجشنبہ کا اکاسوان ۸۱ دن دوشنبہ بیاسوان ۸۲ دن سہ شنبہ اور جمعہ کا اکاسوان ۸۱ دن سہ شنبہ بیاسوان ۸۲ دن چہارشنبہ ہونیکی حقیقت۔ صہ ۹ و ۱۴ و ۲۴۵

۹۔ گیارہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ سے تین مہینہ قبل نو ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہونیکی واقعیت صہ ۱۹ و ۲۲۴ و ۲۴۹ و ۲۵۰

۱۰۔ طلب قرطاس سے ۹۰ دن پہلے آیۂ تکمیل کے نزول کی تغلیط اور اکاسی ۸۱ یوم پہلے روایت صحیحہ سے تصدیق صہ ۱۷ و صہ ۲۲۶ و ۲۳۷

۱۱۔ واقعہ قرطاس سے تین ۳ مہینہ پہلے یوم عرفہ کو مہر ختم وحی کی آیۂ تکمیل پر غلط تعبیر اور اکاسی ۸۱ یوم قبل یوم غدیر کو مہر ختم وحی احکامی کی صحیح تطبیق

صہ ۱۶۰ و ۱۶۷

۱۲۔ طلب قرطاس بیغیر سے اکاسی ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذیحجہ (یوم غدیر) کو کامل سورہ مائدہ اور اوسکے اٹھارہ ۱۸ احکام کا نزول۔

حاشیہ صہ ۲۲ و ۶۰ و صہ ۱۸۹ و ۱۹۱ و ۲۰۵ و تا صہ ۲۸۵

فہرست اُن کتابوں کی جن کا مضمون خود دیکھکر اس کتاب تکمیل میں لکھا گیا علاوہ موجودہ کتب کے مختلف کتبخانوں سے مدد لی گئی مثل کتبخانہ نواب احمد حسین خان صاحب رئیس پریانوان ضلع پرتاب گڈھ و کتبخانہ خدا بخش خان صاحب کبیل مرحوم بانکی پور پٹنہ و کتبخانہ مولوی عبدالباری صاحب مرحوم و کتبخانہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محل لکھنؤ و کتبخانہ ندوۃ العلما لکھنؤ و کتبخانہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب طاب ثراہ و کتبخانہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ (شمس العلما) لکھنؤ اور کتبخانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ وغیرہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱	مناقب آل ابی طالب عربی	ابن شہر آشوب	بمبئی
۲	چہار باب فارسی	شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۷۵ھ
۳	سبل الہدیٰ والرشاد المعروف بہ سیرت شامی عربی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی	قلمی
۴	قاموس عربی		مطبوعہ
۵	منتہی الارب عربی	عبدالرحیم بن عبدالکریم	لاہور
۶	زرقانی علی المواہب عربی	محمد بن عبدالباقی	مصر ۱۲۷۸ھ
۷	تفسیر در منثور سیوطی عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۴ھ
۸	تفسیر جلالین عربی	جلال الدین محلی	بمبئی ۱۲۹۳ھ
۹	اسباب النزول عربی	امام واحدی	مصر ۱۳۱۵ھ
۱۰	تفسیر ثعلبی عربی	ابو اسحٰق	قلمی نوشتہ ۶۱۹ھ
۱۱	تفسیر معالم التنزیل عربی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی	بمبئی ۱۳۰۹ھ
۱۲	تفسیر لباب التاویل عربی	علاء الدین خازن	مصر
۱۳	تفسیر مدارک التنزیل عربی	عبداللہ بن احمد نسفی	دہلی
۱۴	تفسیر سراج المنیر عربی	خطیب شربینی	مصر
۱۵	تفسیر کشاف عربی	علامہ جار اللہ زمخشری	"
۱۶	تفسیر بیضاوی عربی	ناصر الدین عبداللہ بن عمر	اسلامبول
۱۷	تفسیر جامع البیان عربی	ابن جریر طبری	مصر ۱۳۲۱ھ
۱۸	تفسیر مجمع البیان عربی	علامہ شیخ امین الدین طبرسی	طہران
۱۹	تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر عربی	علامہ فخر الدین رازی	مصر ۱۳۰۸ھ
۲۰	تفسیر اتقان فی علوم القرآن	شیخ جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۷ھ
۲۱	تفسیر فتح القدیر عربی	قاضی شوکانی یمنی	قلمی نوشتہ ۱۲۴۵ھ در عہد مصنف

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۲۲	تفسیر فتح البیان عربی	نواب صدیق حسن خاں	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۳	تفسیر حافظ ابن کثیر عربی	ابن کثیر شامی	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۴	تفسیر غرائب القرآن عربی	نظام الدین حسن بن محمد	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۵	تفسیر احمدی عربی	ملا احمد ملا جیون	کلکتہ ۱۲۶۳ھ
۲۶	تفسیر بحر مواج فارسی	شہاب الدین عمر دولت آبادی	نولکشور ۱۲۹۵ھ
۲۷	تفسیر مواہب علیہ معروف بہ تفسیر حسینی فارسی	کمال الدین حسین	کلکتہ ۱۲۳۳ھ
۲۸	تفسیر منہج الصادقین فارسی	ملا فتح اللہ کاشانی	طہران
۲۹	تفسیر فتح الرحمٰن فارسی	شاہ ولی اللہ محدث	دہلی و میرٹھ
۳۰	تفسیر فتح العزیز فارسی سورۂ بقر	شاہ عبدالعزیز	چھاپہ محمدی ۱۲۹۴ھ
۳۱	تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ فارسی	"	لاہور
۳۲	تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ اردو	"	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۹۶ھ
۳۳	تفسیر موضح القرآن اردو	شاہ عبدالقادر دہلوی	دہلی ۱۳۰۰ھ و کانپور ۱۳۰۳ھ
۳۴	تفسیر تنویر البیان اردو ترجمہ خلاصۃ المنہج		آگرہ
۳۵	قرآن مجید مع ترجمہ اردو		دہلی ۱۳۲۵ھ
۳۶	تفسیر عمدۃ البیان اردو	مولوی عالم علی صاحب مرحوم	دہلی
۳۷	مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی	مولوی ابوالحسن مصنف فیض الباری اردو	لاہور ۱۳۱۰ھ
"	خصائص	امام نسائی	کلکتہ ۱۳۰۳ھ
۳۸	الفاروق	شبلی نعمانی	کانپور و لکھنؤ و دہلی ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۵ء

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۳۹	الفارق	مرزا حیرت دہلوی	دہلی ۱۸۹۶ء
۴۰	سیرت النبی	شبلی نعمانی اعظم گڈھی	کانپور و اعظم گڈھ
۴۱	سیرت ابن ہشام	عبد الملک	مصر ۱۲۹۵ھ
۴۲	طبقات ابن سعد (۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ جلدیں)	محمد ابن سعد کاتب واقدی	لیڈن یورپ
۴۳	مسند امام احمد	احمد بن حنبل	مصر ۱۳۱۳ھ
۴۴	صحیح بخاری	محمد بن اسمعیل بخاری	مصر ۱۳۱۲ھ
۴۵	تاریخ معارف	ابن قتیبہ	فرنگستان
۴۶	"	"	مصر ۱۳۱۳ھ
۴۷	صحیح مسلم مع شرح نووی	مسلم بن الحجاج	دہلی ۱۳۰۲ھ
۴۸	سنن	امام نسائی	مصر و دہلی
۴۹	تاریخ الرسل والملوک	ابن جریر طبری	لیڈن یورپ
۵۰	الارشاد	علامہ محمد بن محمد بن نعمان الشیخ المفید	لکھنؤ
۵۱	تاریخ ابن خلدون	قاضی عبد الرحمن بن محمد الحضرمی المالکی	مصر ۱۲۸۴ھ
۵۲	فتح الباری شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی ۱۳۰۶ھ
۵۳	ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	امام قسطلانی	مصر ۱۳۰۶ھ
۵۴	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام عینی حنفی	مصر ۱۳۰۸ھ
۵۵	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز	فرخند لکھنؤ ۱۲۹۶ھ
۵۶	ہادی التواریخ	محمد ابن محمد الہمدانی	لکھنؤ ۱۳۱۰ھ
۵۷	روض الانف	عبد الرحمن سہیلی	مصر ۱۳۳۲ھ
۵۸	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ محدث	مطبع محمدی ۱۲۵۰ھ
۵۹	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	نواب محمد علی خاں والی ٹونک	آگرہ
۶۰	انسان العیون حلبی	علی بن ابراہیم حلبی	مصر ۱۳۰۸ھ
۶۱	عقد الفرید	شہاب الدین احمد	مصر ۱۲۹۳ھ
۶۲	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری	مصر ۱۳۰۳ھ
۶۳	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	"	مصر ۱۲۸۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۶۴	تاریخ المختصر فی اخبار البشر	ملک ابی الفدا	لیڈن یورپ
۶۵	تاریخ تتمۃ المختصر	شیخ زین الدین عمر بن مظفر الوردی	مصر
۶۶	قصیدۂ عظمی	مولانا امین اللہ	دہلی ۱۳۰۳ھ
۶۷	بحار الانوار آخر حصہ ششم	علامہ محمد باقر مجلسی	طہران
۶۸	سیرت دمیاطی	حافظ عبد المومن	قلمی پٹنہ ۱۸۹۸ء
۶۹	سیرت مغلطائی	حافظ علاء الدین	مصر ۱۳۲۶ھ
۷۰	مواہب لدنیہ	امام قسطلانی	قلمی پٹنہ ۱۸۹۶ء
۷۱	ینابیع المودۃ	شیخ سلیمان قندوزی	اسلامبول ۱۳۰۱ھ
۷۲	صحیح ترمذی اردو	امام ابو عیسیٰ ترمذی	نولکشور ۱۹۱۳ء
۷۳	مدارج النبوۃ	مولانا معین الدین	لاہور ۱۲۹۳ھ
۷۴	"	"	نولکشور ۱۸۷۵ء
۷۵	عین العیون ترجمۂ سرور المحزون	ابو القاسم مشہدی	لکھنؤ ۱۳۰۱ھ
۷۶	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر مستوفی کاشانی	طہران ۱۲۷۳ھ
۷۷	تاریخ احمدی	شیخ احمد حسین خاں	لکھنؤ
۷۸	صواعق محرقہ	ابن حجر مکی	مصر
۷۹	سر الشہادتین	شاہ عبد العزیز	لکھنؤ
۸۰	الاکمال فی اسماء الرجال	مشکوٰۃ	دہلی
۸۱	تاریخ یعقوبی	ابن واضح کاتب عباسی	لیڈن یورپ ۱۸۸۳ء
۸۲	ریاض النضرہ	محب الدین طبری	مصر ۱۳۲۷ھ
۸۳	عبقات الانوار غدیر	علامہ سید حامد حسین صاحب	لودھیانہ و لکھنؤ
۸۴	عبقات الانوار ولایت	"	لکھنؤ
۸۵	استقصاء الافحام فی نقض منتہی الکلام	"	لودھیانہ
۸۶	جواہر العقدین	علامہ سمہودی	
۸۷	منصب امامت	محمد اسمعیل شہید دہلوی	فاروقی دہلی
۸۸	تذکرہ خواص الامۃ	سبط ابن جوزی	قلمی پٹنہ ۱۸۶۲ء
۸۹	تاریخ مرآۃ الزمان	"	قلمی پٹنہ ۱۸۶۲ء
۹۰	تاریخ بدایۃ والنہایہ	حافظ ابن کثیر	قلمی پٹنہ کتب خانہ ۱۸۹۲ء

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۹۰	تاریخ بدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر	لکھنؤ الکتاب [illegible]
۹۱	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	بریلی ۱۲۸۶ھ
۹۲	کشف الغمہ	مصطفیٰ ابن عبداللہ القسطنطنی	مصر
۹۳	اصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	کلکتہ ۱۸۸۸ء
۹۴	روضۃ الندیہ	سید محمد بن اسمٰعیل الصنعانی	دہلی ۱۳۲۳ھ
۹۵	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین خطیب	دہلی ۱۳۲۷ھ
۹۶	مودۃ القربیٰ	سید علی ہمدانی	بمبئی ۱۳۱۰ھ
"	"	"	قلمی
۹۷	ازاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ	مترجمہ مولوی سید شریف حسین	لاہور
۹۸	غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی	لاہور ۱۳۰۹ھ
۹۹	المامون	شبلی نعمانی	دہلی
۱۰۰	ما نزل من القرآن	حافظ ابو نعیم صاحب حلیہ	قلمی
۱۰۱	انتباہ فی سلاسل اولیا	شاہ ولی اللہ محدث	.
۱۰۲	نفحات الانس	ملا عبدالرحمٰن جامی	قلمی
۱۰۳	منہج المقال	.	طہران
۱۰۴	طبقات الحفاظ	امام سیوطی	قلمی
۱۰۵	تاریخ حبیب السیر	غیاث الدین	بمبئی ۱۸۵۷ء
۱۰۶	ارجح المطالب	مولوی عبیداللہ بسمل امرتسری	لاہور
۱۰۷	حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	نواب صدیق حسن خان	بھوپال ۱۲۹۱ھ
۱۰۸	جامع عباسی	علامہ بہاء الدین محمد عاملی رح	نولکشور ۱۳۱۹ھ
۱۰۹	عبقات الانوار منزلت	علامہ سید حامد حسین صاحب رح	لکھنؤ
۱۱۰	کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار	مقریزی	مصر
۱۱۱	تاریخ اعثم کوفی اردو	اعثم	یوسفی دہلی ۱۹...
۱۱۲	کنز العمال	شیخ علاء الدین علی متقی	حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۱۳	تاریخ مرآۃ الجنان	یافعی	حیدرآباد دکن ۱۳۳۸ھ
۱۱۴	تاریخ دول الاسلام ذہبی	علامہ ذہبی	" ۱۳۳۷ھ
۱۱۵	مسند ابو داؤد	حافظ ابو داؤد طیالسی	" ۱۳۲۱ھ
۱۱۶	تاریخ روضۃ المناظر	ابن شحنہ حلبی	مصر ۱۳۰۰ھ
۱۱۷	سراج المنیر شرح جامع الصغیر بر حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی	شیخ علی بن احمد الشہیر بالعزیزی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۱۸	تاریخ روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بن محمود	بمبئی ۱۲۶۶ھ
"	"	"	نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۱ء
۱۱۹	عیون الاثر حصہ اول	حافظ فتح الدین ابن سید الناس	قلمی
۱۲۰	تاریخ الخلفا عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۲۱	ترجمہ اردو تاریخ الخلفا		لاہور ۱۳۲۴ھ
۱۲۲	فصول المہمہ	ابن صباغ مالکی	طہران ۱۳۰۳ھ
۱۲۳	روضۃ الشہدا	کمال الدین حسین	بمبئی ۱۳۰۹ھ
	"	"	نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۳ء
۱۲۴	گلزار الشہدا	مترجمہ نور الدین	بمبئی ۱۳۰۳ھ
۱۲۵	حیوٰۃ الحیوان	علامہ دمیری شافعی	مصر
۱۲۶	تاریخ خمیس	شیخ حسین دیار بکری	مصر ۱۳۰۲ھ
۱۲۷	نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض	شہاب الدین خفاجی	مصر ۱۲۶۷ھ
۱۲۸	تاریخ وفیات الاعیان	قاضی ابن خلکان	مصر ۱۳۱۰ھ
۱۲۹	مطالب السؤل فی مناقب آل رسول	محمد بن طلحہ	لکھنؤ ۱۳۰۲ھ
۱۳۰	نظم درر السمطین	شیخ جمال الدین محمد بن یوسف	قلمی
۱۳۱	المنتقیٰ من سیرۃ المصطفیٰ	سید کازرونی	قلمی پٹنہ ۱۲۵۷ھ
۱۳۲	تاریخ صغیر	محمد بن اسمٰعیل بخاری	الہ آباد ۱۳۲۵ھ
۱۳۳	روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا	محمد طاہر صاحب	نولکشور ۱۸۷۰ء
۱۳۴	دہ مخزن	حکیم نصراللہ صاحب	دہلی ۱۳۰۸ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام	
۱۳۵	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی
۱۳۶	تہذیب التہذیب	〃	حیدرآباد دکن ۱۳۱۹ھ
۱۳۷	استیعاب	ابو عمر ابن عبد البر	
۱۳۸	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی قاری	مصر
۱۳۹	خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال	صفی الدین خزرجی	سنہ ۱۳۰۱ھ
۱۴۰	تذکرۃ الحفاظ	حافظ ابو عبد اللہ ذہبی	حیدرآباد
۱۴۱	انساب سمعانی	حافظ عبد الکریم	یورپ
	بستان المحدثین	شاہ عبد العزیز	.
۱۴۳	تدریب الراوی	سیوطی	.
۱۴۴	نہایۃ اللغات		
۱۴۵	وسیلۃ النجاۃ	ملا مبین سہالوی لکھنوی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۳ھ
۱۴۶	وجیزہ	علامہ سبحان علیخان	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۷۹ھ
۱۴۷	احیاء المیت	سیوطی	لاہور
۱۴۸	کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد	حکیم ابو یحیی محمد	دہلی سنہ ۱۳۱۹ھ
۱۴۹	شواہد النبوۃ	عبد الرحمن جامی	بمبئی سنہ ۱۸۸۶ء
۱۵۰	رسالہ حج	حاجی علیم الدین	لکھنؤ سنہ ۱۸۹۲ء
۱۵۱	گیارھویں نامہ	عابد علی فتحپوری	چمن پریس فتحپور ۱۹۲۹ء
۱۵۲	حدیقۃ الحقیقۃ	حکیم سنائی	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۸۸۷ء
۱۵۳	تہذیب الاسماء	علامہ محی الدین نووی	گوٹنگن
۱۵۴	سنن ابن ماجہ	قزوینی	دہلی سنہ ۱۳۳۳ھ
۱۵۵	کتاب الوفا باحوال المصطفی	علامہ سید سمہودی	مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
۱۵۶	کشف الغطاء ترجمہ کتاب موطا	.	دلی سنہ ۱۲۹۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام	
۱۵۷	تقویم المحسنین	اخوند ملا محسن کاشی	قلمی
۱۵۸	احتجاج	ابو منصور علامہ طبرسی	طہران و قلمی
۱۵۹	کتاب فہرست	ابن الندیم	یورپ
۱۶۰	مدارج النبوۃ	عبد الحق محدث دہلوی	نولکشور سنہ ۱۲۹۰ھ
۱۶۱	اشعۃ اللمعات	〃	سنہ [illegible]ھ
	شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ	.	کانپور مطبع نظامی
۱۶۳	مستدرک	حاکم	قلمی کہنہ
۱۶۴	ملل و نحل	محمد بن عبد الکریم شہرستانی	مصر سنہ ۱۲۶۳ھ
۱۶۵	امامت و السیاست	ابن قتیبہ	مصر سنہ ۱۳۲۲ھ
۱۶۶	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم	قلمی
۱۶۷	میزان الاعتدال فی نقد الرجال	حافظ ابو عبد اللہ ذہبی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۱ھ
۱۶۸	مفتاح الرشاد	مسیح الدین خاں بہادر	کلکتہ سنہ ۱۲۶۳ھ
۱۶۹	مثنوی	مولانا روم	بمبئی
۱۷۰	روضۃ الاحباب	محدث شیرازی	انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۱ھ
	〃	〃	امین آباد لکھنؤ سنہ ۱۲۹۷ھ
	〃	〃	قلمی
۱۷۱	رجال نجاشی	〃	بمبئی
۱۷۲	تمدن عرب	ترجمہ سید علی بلگرامی	.
۱۷۳	عرب کی دوسری کتاب درس ہائی اسکول	شمس العلماء قاضی میر احمد شاہ رضوانی	لاہور سنہ ۱۹۲۳ء
۱۷۴	تنقید المطاعن	علامہ محمد قلیخاں رح	لودھیانہ سنہ ۱۳۰۳ھ
۱۷۵	حملہ حیدری	ملا باذل رح	لکھنؤ
۱۷۶	نہایہ	ابن اثیر جزری	مصر
۱۷۷	تاریخ الانبیاء	شیخ محمد صاحب دیوبندی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۷ھ
۱۷۸	معجم صغیر	سلیمان بن احمد طبرانی	دہلی سنہ ۱۳۱۱ھ

الحمد للّٰہ کما ھو اھلہ ومستحقہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ وآلہ الاصفیاء

امابعد عبد خاکسار سید مرتضیٰ حسین ابن حکیم سید بدعلی مرحوم و مغفور متوطن قصبہ ایرایان ساداتِ ضلع فتح پور قسمت آگرہ باستغفار اللہ عنہ وعن والدیہ خدمت مین حضرات ناظرین کے عرض کرتا ہے کہ۔

شمس العلما شبلی نعمانی مولف سیرۃ النبی نے آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹۔ ذی الحجہ ۱۰ھ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ و احادیث موثقہ مستندہ سے قطع نظر کرکے یوم نزول سے تا وفات النبی اکاسی یوم زندہ رہنا رسول اللہ صلعم کا دکھایا ہے اور اسی ضمن مین ایک نقشہ سہ ماہہ ذی الحجہ، محرم، صفر تا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بصورت مفروضہ آٹھ اقسام کا تیار کرکے اپنے نقطہ نظر سے میلان کیا ہے جس مین مولف موصوف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ بقید جمعہ صحیح قرار پاجائے اور اپنے خیال مین نقشہ مفروضہ کو صحیح ثابت کیا ہے اور جسکی ابتدا حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ۲۶ ذیقعد یوم شنبہ سے کی ہے کیونکہ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذیقعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے۔

اسلئے اس کتاب مین مولف سیرت النبی کے اسی حصہ پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ حقیقت مین آیہ شریفہ موصوفہ اکمال دین واتمام نعمت و انتخاب دین اسلام کا نزول بمقام غدیر خم[1] ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ یوم پنجشنبہ[2] صحیح الاسناد احادیث و روایات موثقہ سے ثابت ہے جبکہ سرور کائنات علیہ السلام کی واپسی حجۃ الوداع بیت اللہ سے بعد گذر نے تیسری منزل جحفہ[3] مابین مکہ و مدینہ کے آیہ جلیلہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ کی جو

---

[1] قال فی القاموس غدیر خم موضع بالجحفۃ بین الحرمین ۱۲۔

[2] مناقب آل ابیطالب العلامہ ابن شہر آشوب ج ۲ ۔ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ بمبئی فی روایت الخدری انہ کان یوم الخمیس۔ یعنی ابو سعید خدری کے روایت سے ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم مین پنجشنبہ تھا۔

[3] جحفہ جائے است میان مکہ و مدینہ کہ میقات اہل شام باشد وکانت قریۃ علی اثنین وثمانین میلا (منتہی الارب) جحفہ بتقدیم جیم بر حائے حطی بر سہ منزل از مکہ میقات شامیان است (ص ۲۲ کتاب جہاد باب شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی بموذکر لکھنؤ ۱۲۸۹ھ) الجحفۃ بالضم الجیم وسکون الحاء المہملۃ والفاء قریۃ کبیرۃ علی خمس مراحل وھو ثلاث مراحل من المدینۃ الشریفۃ یعنی جحفہ جس کے جیم کو ضمہ اور حائے حطی ساکن ہے یہ ایک بڑا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پانچ یا تین منزل پر واقع ہے۔ (منقول از سیرت شامیہ ج ۲ ۔ الباب السادس سریۃ سعد بن ابی وقاص)

نازل ہوا اور حضور سرور عالم بفور نزول وحی مذکورہ مین فرو کش ہو کر بتعمیل حکم رب جلیل بمقام خم غدیر جو منزل جحفہ سے
تین میل پر واقع ہے تشریف لا کر ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) اصحابہ حجاج مہاجرین و انصار کے مجمع مین اظہار ولایت جناب علی علیہ السلام
بحدیث مشہور من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث وحدیث ثقلین[1] وخلیفتین الحدیث وحدیث لا یؤدی عنی الا انا او علی
یا قال[2] ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث وغیرہ باہتمام مخصوص عمل مین لائی گئی جبرائیل آخری جلسہ پر آیہ مبارکہ الیوم اکملت
لکم دینکم نازل ہوا اور حضرت صلعم اس عبارت سے شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت بجا لائے اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین
واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی جس کے بعد اکیاسی شبانہ روز رسول اللہ زندہ رہے جس
اکیاسی یوم کی روایت کو ہمارے علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم نے احادیث و روایات کے ہوتے ہوئے توجہ نہین فرمائی اس لئے
اس کتاب مین اسی روایت اکیاسی یوم کے مطابق تحقیقات کی گئی ہے تاکہ ارباب سیر و اصحاب تفاسیر کا بیان روایات
صحیحہ کے استناد کے ساتھ تاریخ وفات النبی بقید دوشنبہ بعد نزول آیہ اکمال دین سے اکیاسیوین روز صحیح صحیح آجائین اور
ساتھ ہی اس کے ارباب سیر و شبلی صاحب کے اول تصنیف الفاروق سے ابتدا مرض النبی اخیر ماہ صفر[3] اور سیرت النبی سے
یوم چہارشنبہ اور تیرہ (۱۳) دن علیل رہ کر وفات فرمانا۔ آغاز علالت[4] ایک روز پہلے اسامہ بن زید کا جنگ روم پر جانے کے لئے
سردار فوج ہو کر مامور ہونا سب کا سب مطابق واقعہ کے پایا جائے۔

پس نوعیت مذکورہ کے موافق جس روایت سے ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے دن آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے
اگر بصورت مذکورہ بعد نزول آیہ موصوفہ تا وفات النبی اکیاسی روز بقید دوشنبہ پورے نہ آوین گے اور عشرہ ثالثہ ماہ صفر کا آخری
چہارشنبہ جسمین تیرہ (۱۳) دن شامل کرنے سے اکیاسی دن مطابق نہ ہون گے تو وہ روایت یوم عرفہ والی قطعی وضعی متصور ہوگی
جو کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ اور آیہ اکمال دین دونون سورہ مائدہ کی ہین سورہ[5] مائدہ کے آخر نزول کی ہین جس کے بعد احکام شرعیہ ہین

---

[1] معنی حدیث زید بن ارقم السابق ترجمہ و الثقلین (الروایۃ ثقلین بدون اٰل وفی روایۃ خلیفتین (زرقانی ج ہفتم صفحہ ... مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ)
ایضاً تفسیر در منثور سیوطی جز ثانی سورہ آل عمران صفحہ ... بتفسیر آیہ قولہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً) اخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم
خلیفتین کتاب اللہ عز وجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض تفسیر در منثور سیوطی مین بتفسیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
کے امام احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مین تم لوگون مین دو خلیفہ چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ (قرآن مجید) جو ایک مضبوط رسی درمیان آسمان اور زمین
کے ہے دوسرے عترت اہل بیت میرا اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون (مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ)

[2] عن عائشۃ بنت سعد عن عامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایہا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعہا ثم قال ھذا ولیی
والمؤدی عنی الحدیث۔ ایضاً عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس
انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث (خصائص نسائی حدیث نمبر ۹ حدیث نمبر ۸)

[3] الفاروق ج ۱ اول مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۶ مین ہے "ماہ صفر مین آنحضرت صلعم نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا
کہ ان کے ساتھ جائین لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی رہ گئی، آنحضرت برابر ... تیرہ دن بیمار رہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ مین ہے کہ
آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مین دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا۔ شنبہ کو دوپہر ڈھلے مدفون ہوئے" اور صفحہ ... مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے
خلافت کی مدت سوا دو برس ہے کیونکہ انہون نے جمادی الثانی ۱۳ھ مین انتقال کیا لیکن ... فتح الباری سنتین وثلاثۃ اشہر وایاماً یعنی فتح الباری مین دو سال تین
مہینہ اور چند روز ہین (زرقانی ج ۳ صفحہ ۳۴۵)

[4] سیرت شبلی ج ۱ ... ۱۲ مین ہے "آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین"

[5] تفسیر در منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مین ہے اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ
الحدیث۔ یعنی ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا"

کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہوئی اسلیے منتظم مقاصد کتاب ہذا شبلی صاحب کے فرضی یوم جمعہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ اور نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مقام عرفات میں خطبہ یا ختم خطبہ بعد نماز عصر قطعاً غلط اور غیر صحیح دکھایا ہے چونکہ نعمانی صاحب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو وفات النبی تک اکیاسی یوم دوشنبہ پر قبول کیا ہے اس لئے نزول آیہ موصوفہ سے تا وفات اور یوم دفن تک کے واقعات لازم ملزوم قرار پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا میں درمیانی حالات مع اُن واقعات کے جو مؤلف سیرۃ النبی اور الفاروق نے کتمان حق میں کی ہیں ضبط تحریر میں لائے گئے

اور جو اصول شبلی نعمانی نے متعلق وفات النبی قائم کئے یا از قسم ظاہر تسلیم کئے ہیں وہ سب بغرض تسلیم مان کر اُنکی تردید احسن و اکمل وجوہ کے ساتھ بحجت ظاہرہ و ادلہ باہرہ کیگئی ہے۔

اس تحقیق میں چند اقسام کے نقشے جنتری نا ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ لغایت ربیع الاول سنہ ۱۱ھ پنج ماہ دئے گئے ہیں از آنجملہ پہلا نقشہ جنتری نمبر ایک علامہ ابن سعد صاحب طبقات کے بیان و روایت دو، دو خانوں سے ہے جسکا پہلا خانہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ سے ۱۲ ربیع الاول تک بر دیت ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ انھیں ابن سعد کے مخرجہ روایت ابتداء مرض النبی کے تاریخ سے پلٹ کر تا یوم ابتدائے سفر حجۃ الوداع اور تاریخ مرض النبی سے بارہ ربیع الاول تک ہے۔

اور نقشہ جنتری نمبر (ایک) مذکورہ کے ہر دو خانوں کا تائیدی نقشہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ جو کثیر الوقوع مسلمہ شبلی صاحب ہے وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے نقشہ اول پہلے خانہ کا مؤید ہے اور نقشہ دوم دوسرے خانہ کا تائید کنندہ ہے اور ہر دو نقشوں سے چھ ماہ پر وفات جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تاریخ بقید دن کے اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات حضرت ابوبکر بقید دن کے مطابق ہر دو نقشوں کے صحیح یا غیر صحیح ہونا ظاہر ہوگا۔ واقدی کی تحقیق تیسری ماہ رمضان یوم شنبہ پر جمہور ارباب سیر و محدثین نے اتفاق کیا ہے قطع نظر مدت وفات جناب موصوفہ کے جسمیں سخت اختلاف ہے لیکن یہی ایک تاریخ ہے جس کے تعین باہم ارباب سیر و حفاظ حدیث کچھ اختلاف نہیں ہے۔

دوسرا نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب سیرت کا پہلا خانہ ۲۶۔ ذوقعدہ یوم دوشنبہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ الفاروق شبلی سے ابتدائے مرض النبی اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ سے پلٹتے ہوئے اُنکی تاریخ معینہ ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع تک ہے اور ۲۸ صفر سے ۱۲ ربیع الاول تک کا ہے جسکا پہلا خانہ صفحہ ۱۵۵ سیرت شبلی کے نمبر ۲، ۳، ۵ کے مطابق یکم، ۸، ۱۵ ربیع الاول دوشنبہ ہے۔

تیسرا نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ شبلی صاحب جسمیں ذیقعدہ ۳۰ اور ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور ماہ صفر ۳۰ کا

۱۔ سیرت النبی صفحہ ۱۵۰ میں ہے یہ میں اس وقت جب آپ فرض نبوت ادا کر چکے تھے یہ آیت اُتری الیوم اکملت لکم دینکم خطبے سے فارغ ہو کر آپنے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعا میں مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپنے وہاں سے چلنے کی تیاری کی۔ لیکن جمہور مفسرین ثعلبی۔ واحدی۔ بغوی۔ خازن۔ مدارک التنزیل۔ سراج المنیر۔ حسینی وغیرہ سب شبلی صاحب کے خلاف آیہ موصوفہ کا نزول بعد عصر کے اور ناقہ قصوا پر لکھتے ہیں جس سے دونوں بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہیں۔ نیز یوم (جمعہ) کا اکیاسیواں دن روز (شنبہ) ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ جسمیں یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ۸۰ دن پر اور دوسری ربیع الاول (سہ شنبہ) اکیاسی دن پر ہوتا ہے اور دوسری ربیع الاول کو (دوشنبہ) فرض کرنے سے مراجعت میں ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو پنجشنبہ اور ۲۶ ذوقعدہ کو (جمعہ) ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (جیم) مسلم کا پہلا خانہ اس لئے یہی دونوں بیان غلط اور باطل ہیں تحقیق تفصیل آگے آئیگی۔

لیکر ۱۲، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) صفحہ ۱۳۶ سیرت النبی کے نمبر ۶، ۷، ۸ کے مطابق ہے یہ جنتری کا پہلا خانہ ہے جو ۱۱ ربیع الاول
یوم (شنبہ) پر ختم ہے یہی خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا پہلا خانہ جو کثیر الوقوع ہے ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) ہے جسکی تائید
امام سہیلی کے قول سے ۶، ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے اور ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے جو
وفات حضرت ابوبکرؓ تک مطابق ہوتا ہے یہ دوسرا خانہ ہے جو ۲۵ ذوقعدہ یوم (شنبہ) سے بنایا گیا ہے جس کا فائدہ شبلی صاحب کے
فرضی ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کو غلط اور باطل کرتا ہے

چوتھا نقشہ جنتری حرف (ج) کو دو خانوں سے ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵، ۲۹ سے اور دوسرا خانہ ۳۰، ۳۰ کے
رو سے ہے یہ نقشہ مفردہ مرتبہ شبلی صفحہ ۱۳۵ کے نمبر شمار ایک دو کے مطابق ہے چنانچہ نمبر شمار ایک میں ہے کہ ذوالحجہ، محرم، صفر
سب ۳۰ کے ہوں تو ۶، ۱۳ دوشنبہ (اسی کو امام سہیلی نے ممکن الوقوع سے بیان کیا ہے) اور جسکا حساب ۲۵ ذوقعدہ شنبہ
سفر حجۃ الوداع ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) سے ہوتا ہے جسکو شبلی صاحب ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع
قرار دیکر ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) لائے ہیں یہ ۳۰ ذیقعدہ کا (چہارشنبہ) اہل مکہ و مدینہ کی رو سے غلط ہے کیونکہ ارباب سیر اور
محدثین نے اسکا بھی ذکر کیا ہے کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) شب پنجشنبہ میں ہلال دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ
(پنجشنبہ) شب جمعہ کو ہلال دیکھا پس تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ اس قول سے صحیح اور ۲۶ ذوقعدہ غلط ہے پس چار دن
مہینے ذوقعدہ، ذوالحجہ، محرم، صفر سب ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ جس سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے۔
اگر چار دن مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول دوشنبہ ہوگا۔ اس نمبر شمار ۲ کی رو سے بھی شبلی صاحب کا حساب

؎ اصل تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ ہے جبکہ ذوقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں چنانچہ امام زہریؒ۔ موسیٰ ابن عقبہؒ۔ ابن اسحاقؒ۔ امام مالکؒ۔ واقدی
حافظ ابن ہشام۔ ابن سعد۔ امام احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ ابن قتیبہ صاحب معارف۔ امام نسائی۔ ابن جریر طبری۔ جناب شیخ مفید در فی الارشاد۔ تاریخ ابن خلدون
(لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ) یعنی ۲۵ ذوقعدہ۔ جب اس تاریخ سے ۹ ذوالحجہ عرفہ کو جمعہ نہیں آیا تو لوگوں نے اختلاف مطالع کا حساب پیش کر دیا جس میں ۲۵ ذوقعدہ
کو شنبہ رکھکر ۲۹ ذوقعدہ چہارشنبہ کی رویت اہل مکہ سے ۹ ذوالحجہ عرفہ کو جمعہ اور روایت اہل مدینہ کے رویت ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذوالحجہ کو جمعہ جس سے ۹ ذوالحجہ عرفہ
کو شنبہ ۱۸ ذوالحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ج ۸ باب مرض النبی میں ہے وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین
ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح وہو ظاہر
لمن تامل واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رویۃ ہلال ذی الحجۃ فراٰہ اہل
مکۃ لیلۃ الخمیس ولم یراہ اہل المدینۃ الا لیلۃ الجمعۃ فحصلت الوقفۃ برویۃ اہل مکۃ ثم رجعوا الی المدینۃ فارخوا برویۃ اہلہا فکان
اول ذی الحجۃ الجمعۃ واخرہ السبت واول المحرم الاحد واخرہ الاثنین واول الصفر الثلاثاء واخرہ الاربعاء واول ربیع الاول الخمیس فیکون ثانی
عشرہ الاثنین۔ لیکن امام سہیلی اور ان کے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اسپر
توسب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذوالحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے ۳۰ کے لئے جائیں یا ۲۹ کے یا بعض ۳۰ کا اور بعض ۲۹ کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہیں
ہوتا شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو یعنی یوں کہ
اہل مکہ نے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں ذوالحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام شب جمعہ کو تو یہ بسبب رویت اہل
مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذوالحجہ قرار پائی (۳۰ ذوالحجہ جمعہ ۹ ذوالحجہ شنبہ) ۲۹ ذوالحجہ جمعہ ۳۰ ذوالحجہ شنبہ یکم محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ
اول صفر (سہ شنبہ) ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہو وغیرہ بھی صحیح نہیں ہے علاوہ خلاف اصول ہونے کے یکم ربیع الاول کا پنجشنبہ
۲۹ صفر کا تھا چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم میں ہے در بست ہشتم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود مردم را کہ سامان لشکر کنند برائے جنگ رومیان و انتقام زید بن حارثہ
و روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت و روز چہار شنبہ بست و نہم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد

۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو غلط کرتا ہے۔

پانچوان سادہ نقشہ حرف (د) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع کے تائید مین ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا بنایا گیا ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرتا ہے۔

چھٹوان نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم اور حرف (نون) نووی شارح مسلم سے پہلا خانہ ہے جسکا تائیدی نقشہ (سیوم) ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کا ہے اور خانہ (دوم) موافق روایت مخرجہ ابن سعد جس کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے جس کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے۔

ساتوان نقشہ جنتری حرف (طا) طبری نمبر (۱۷) تاریخ و تفسیر میں رو دو خانون سے مرتب ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵ ذوقعدہ یوم (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اور دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک کا ہے۔

نمبر مذکورہ کے پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے تا وفات حضرت ابوبکر یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کا ہے اور جسکے دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے اسی خانہ دوم کے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اکیاسی روز ہوے جس کی آنے والی شب سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی دس راتین کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی مطابق روایت کے ٹھیک ٹھیک مل جاتی ہے۔

توضیح

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ آیہ موصوفہ اکمال دین یوم عرفہ مین نازل ہوا یا یوم غدیر خم کو ہر دو صورت سے تکمیل دین کا اظہار ہوتا ہے اسقدر طوالت سے تحقیق کی کیا ضرورت تھی نہیں ایسا نہین ہے بلکہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اپنے ہر سہ مطالب کے ساتھ خاص غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ مین بالکل جناب امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابیطالب کی شان مین تکمیل ولایت و تتمیم نعمت پر نازل کی گئی جسکی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث شکریہ اور آیہ موصوفہ کے مفہوم اور الیوم کی تخصیص سے یعنی آج کے روز تبلیغ رسالت اور تتمیم نعمت اور اظہار ولایت علی علیہ السلام پر خداوند عالم راضی و خوشنود ہوا اسلیے یوم غدیر خم بہت بڑی عید ہے۔

اسی تاریخی دن کو رب العزت نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی فضیلت جلیلہ اور منقبت رفیعہ اور منزلت مخصوصہ قرار دی ہے اسیوجہ سے رسول اللہ نے، حاضرین جلسہ سے عموماً اور امہات مومنین سے خصوصاً ولایت علی علیہ السلام پر سلام اور مبارکبادی خیمہ خاص مین بھجوا کر دلائی ہے اور خود جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الشعرا حسان بن ثابت سے اشعار تہنیت سماعت فرمائے ہین۔

یہ صرف مبارکبادی نہین تھی بلکہ یہ اوس قسم کا عہد و قرار تھا جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے

اپنے آخر عمر[1] میں اسی ۱۸ ذیحجہ کو بنی اسرائیل سے وصایت اور خلافت جناب یوشع علیہ السلام مین لیا تھا جسکی آیت
ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا شاہد ہے جو اسی سورۂ مائدہ مین ہے
اور جو اٹھارہ[3] فریضہ یا احکام پر مشتمل ہے جس اثنا عشر نقیبا کے اول نقیب جناب یوشع علیہ السلام جو خلیفہ اور وصی
جناب موسی علیہ السلام ہین۔ ویسے ہی جناب علی علیہ السلام وصی اور خلیفہ جناب احمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اثنا عشر ائمہ اہل بیت علیہم السلام مین اول نقیب یا وصی یا خلیفہ بلکہ ابو الائمۃ الطاہرین ہین اُسی طرح عہد و قرار
است اور حاضرین جلسہ غدیر خم سے بتاریخ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن بعد نازل ہونے آیہ مبارکہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے لیا گیا جس عہد
قرار کے بعد اٹھارھوان فریضہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے پورا کر دیا گیا اور اسی روز کے اہمیت جلیلہ کو خیال
کرتے ہوے یوم عرفہ کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے جسکی نسبت یہ نکتہ فرضی قرار دیا جاتا
ہے کہ یوم عرفہ کو دین کا اکمال اور قرآن مجید کا اتمام ہو چکا جسکے بعد واجبات باقی نہین رہے اور قصۂ غدیر خم
محض شکایات بریدہؓ اور بعضے اصحاب متعینہ مین جو بماتحتی جناب امیر علیہ السلام متعین کیے گئے تھے کہا جاتا ہے
کہ رسول خدا نے صرف تاکید محبت علی علیہ السلام مین خطبہ ارشاد فرمادیا۔

یہی وجہ ہے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے یوم غدیر خم کا خطبۃ الوداعی آخر عمر والا جو مجموعی خطبہ عرفات وغیرہ
سے کم نہ تھا ایک سطر بھی نہین بیان کی صرف حدیث ثقلین کی عبارت ایک جز اور اُسی کے ضمن مین حدیث
غدیر کا ایک حصہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نقل کر دیا۔

اسی سلسلہ مین حضرت عمر کا وہ مشہور قول حسبنا کتاب اللہ جو عین وفات النبی کے روز طلب

---

[1] اردو ترجمہ قرآن مجید موسومہ موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۳۳ھ کے صفحہ ۱۰۱ مین بتفسیر آیہ لقد
اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنا عشر نقیبا کے مرقوم ہے۔ یہ بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسی کے آخر عمر مین یہ قرار دیے مین
یہ سورت (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی الخ
ایضاً سورۂ اعراف منشک بتفسیر آیہ ومن قوم موسی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور موسی کی قوم مین ایک فرقہ راہ بتاتی ہے حق کی اور
اسی پر انصاف کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ بعد وفات حضرت موسی علیہ السلام کے اور بعد وفات خلیفہ انکے کہ یوشعؑ تھے بنی اسرائیل مین ہرج و مرج
ظاہر ہوا اور پیغمبرون کے قتل کرنے اور اقسام گناہون کے مشغول ہوے۔

[2] ہادی التواریخ مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۳۱۰ھ اٹھارھوین ذیحجہ از روے کتاب تاریخ شیخ مفیدؒ اس تاریخ حضرت موسی ساحرون پر
غالب آئے اور احزاب کفر و ضلال فرعون مخذول و مغلوب ہوے اور حضرت ابراہیم پر آتش نمرود سرد ہوئی اور حضرت موسی نے یوشع کو اپنا
وصی کیا اور فضائل اُن کے ظاہر کیے اور حضرت عیسی نے شمعون الصفا کو وصی ظاہر کیا اور سلیمان بن داؤد نے آصف بن برخیا کو
خلیفہ کیا اور فضائل ظاہر کیے۔

[3] تفسیر معالم التنزیل امام محی السنۃ بغوی بتفسیر سورۂ مائدہ یہ حدیث مرقوم ہے۔ روی عن ابی میسرۃ قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ
ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔
ایضاً تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۸ مین ہے (مائدہ) روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ
ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا تفسیر معالم التنزیل مین ابو میسرہ سے اور تفسیر سراج المنیر مین ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سورۂ مائدہ مین اٹھارہ
فریضہ یا احکام ہین جو دوسرے سورہ مین نہین نازل ہوے۔
ایضاً تفسیر احمدیہ ملا احمد الشہیر ملاجیون مطبوعہ [illegible] صفحہ ۱۲۱ [illegible] وعن ابی میسرۃ فیھا ثمانی عشرۃ فریضۃ ولیس فیھا منسوخ [illegible]

قرطاس کے مقدمہ میں ٹھیک اکیاسویں روز زبان سے جاری ہوا تھا جس کے بجائے تین مہینے یعنی (۹۰ دن) کی فرضی مدت بلاسند آنحضرت صلعم کے آخر عمر کی بتائی جاتی ہے کیونکہ اکیاسی دن میں نو دن شامل کرنے سے نوے دن کی مدت ہوجاتی ہے پس اس تحقیق اور تنقید میں ارباب سیر اور احادیث کے دفتر کے چھان بین کی ضرورت ہوئی جس سے حق و باطل راست و دروغ اور صراط مستقیم کا صحیح مفہوم واضح ہوگا حتی الامکان خالص بے طرفداری کا لحاظ کرتے ہوئے واقعات صحیحہ کو مسانید و تفاسیر اور سیر معتبرہ سے منتہائی کوشش کے ساتھ تلاش کیا گیا ہے انشاءاللہ ناظرین مطلع ہونگے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ منیب۔

قبل اس کے دیباچہ کے حاشیہ میں الفاروق شبلی سے رسولخدا کا اخیر صفر میں علیل ہونا اور ۱۳ دن بیمار رہکر ۱۲ ربیع الاول کو وفات فرمانا اور سہ شنبہ کے دن دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہونا نقل ہوچکا ہے۔ اسی اخیر صفر یوم چہارشنبہ کو ابتدائی شکایت ہونا شبلی صاحب کے رفیق سفر مولوی امین اللہ عظیم آبادی نے فرمائی ہے (جو مصنف سیرت منظوم موسوم قصیدۂ عظمیٰ ہیں) جس سے ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت کے بیمار ہونے کی تائید ہوتی ہے جو ذیل کی اُردو کتابوں سے بھی ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن مؤید ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا اُردو قصص الانبیا مولفہ محمد طاہر صاحب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۱۵۱ میں ہے۔

چارشنبہ کے دن اٹھائیسویں تاریخ صفر کی حضرت کے درد سر شدت ہوا چودہ روز حضرت صلعم بیمار رہے دو روز ماہ صفر کے بارہ روز ماہ ربیع الاول کے (یہ کل ۱۴ دن ہوئے۔

ایضاً دہ مخزن مولفہ حکیم نصراللہ خان متخلص بوصال ابن حکیم ثناءاللہ خان مطبوعہ مطبع محمدی محمد مرزا خان دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۴۰ میں ہے۔ اٹھائیسویں صفر کو بدھ کے دن آنحضرت صلعم کے مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور درد سر عارض ہوا اکثر یہ کہتے ہیں کہ تیرہ ۱۳ دن بیمار رہے۔ بعضے کہتے ہیں چودہ دن۔ تاریخ مولف (غم یار ۱۲۵۶ھ)۔

مذکورہ بالا کتابوں سے الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ کو) حضرت صلعم کے بیمار ہونے کی تائید ہوگئی۔

باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ابی مرۃ سے مروی ہے کہ (سورۂ مائدہ) میں اٹھارہ فریضے ہیں اور اس میں کچھ منسوخ نہیں ہے۔

۱۔ ایضاً بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی ہو عاش علیہ السلام بعدہ احدی وثمانین لیلۃ (حاصل ترجمہ) یعنی رسولخدا علیہ السلام بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی رات زندہ رہے۔

۲۔ تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ہے۔ فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد نزول ھذہ الایۃ احدی وثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالیٰ (حاصل ترجمہ) تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز ٹھہرے پھر وفات ہوئی۔

۳۔ تفسیر بحر مواج علامہ شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۷ھ صفحہ ۶۵۳ میں ہے بعد نزول این آیت پیغمبر صلعم ہشتاد و یک شب یا ہشتاد و دو شب در حیات بود۔ روایت ہے کہ بعد نازل ہونے آیہ موصوفہ کے رسولخدا ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہے۔

۴۔ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر ج ۳ صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ قال اصحاب الآثار انہ لما نزلت ھذہ الایۃ علی النبی صلعم لم یعمر بعد نزولھا الا احدی وثمانین یوماً (او اثنین وثمانین یوماً)۔ اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا تو رسولخدا نہیں زندہ رہے مگر ۸۱ یا ۸۲ روز۔

۵۔ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے باب دہم تعہ طلب قرطاس میں ہے قبل ازین واقعہ ب ۱۰ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل نازل شدہ بود یعنی رسالتمآب صلعم طلب قرطاس کے دن سے تین مہینے یعنی ۹۰ روز پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوچکی تھی۔

جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ اور ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو سہ شنبہ ہوا یہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

کو آتا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ)

ہوا کیونکہ ہر چہارشنبہ کا پندرھواں روز چہارشنبہ چودھواں روز سہ شنبہ تیرھواں روز دوشنبہ ہونا بدیہات سے ہے۔

اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن جسمین گیارہ ربیع الاول کے گیارہ روز شامل کرنے سے

۸۱ غبانہ روز کامل ہوتے ہین۔

تنبیہ واضح ہو کہ ہر پنجشنبہ کی اکیاسوین رات دوشنبہ جسکی صبح یوم دوشنبہ اور ہر جمعہ کی اکیاسوین شب

سہ شنبہ جسکی صبح یوم سہ شنبہ ہونا بھی بدیہی ہے۔

اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نو راتون کا فصل ہے جب ۱۸ ذیحجہ مین ۹ دن کم کیے جائین تو ۹

ذیحجہ ہوگا ایسے ہی ۲۸ صفر مین ۹ دن گھٹا دینے سے ۱۹ تاریخ صفر کی ہوگی۔

لیکن شبلی صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب الفاروق کے خلاف سیرۃ النبی جلد ثانی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے

صفحہ ۱۳۴ مین رسول اللہ کا بیمار ہونا اسطرح تحریر فرمایا ہے۔

"(۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع مین (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لیگئے

وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا پانچ دن تک

آپ اس حالت مین بھی ازراہ عدل وکرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے مین تشریف لیجاتے رہے"

پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ نمبر ۳ مرقوم ہے۔ "آنحضرت صلعم کے ابتداے مرض کے دن یا مدت علالت اور تاریخ

وفات کے تعین مین روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے اُن امور کو بتا دینا چاہیے جنپر تمام روایات کا اتفاق

ہے اور جنپر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہین۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل

۱۳ دن بیمار رہے، اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے آپ نے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغاز مرض بھی

متعین کیجا سکتی ہے حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح آٹھ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور یہین

وفات فرمائی اسلیے علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے، عام روایات کے رو سے پانچ دن اور چاہیے ہین اور یہ قرائن

سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ نے دوسرے ازواج کے حجرون مین

بسر فرمائے اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے۔"

ـلہ ۱۸ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کیثر اللوقوع رتبہ شبلی کا پہلا خانہ۔

اور ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ۔

تاریخ وفات کے تعین مین راویون کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجکو احادیث مین نہین مل سکی ارباب سیر کے یہان تین روایتین ہین۔ یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینون روایتون مین باہم ترجیح دینے کیلئے اصول روایت و درایت دونون سے کام لینا ہے۔“

یکم ربیع الاول کی روایت کا متقدمین مین وجود نہین لیکن متاخرین مین بھی کوئی روایت نہین ہے مجرد کسی کا یکم ربیع الاول کہدینا کافی نہین ہے خود شبلی صاحب نے لفظاً تین روایتین لکھی ہین لیکن سند کسی روایت کی نہین لکھی۔

پھر لکھتے ہین: ”روایۃ دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری صفحہ ۱۸۱۵) اس روایت کو اکثر قدیم مورخون نے (مثلاً یعقوبی وغیرہ نے) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونون مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہین یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبریؒ نے نقل کی ہے۔ (جزو وفات)“

بیشک ابن سعد نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو واقدی سے نقل کیا ہے لیکن طبری نے اس روایت کو ابو مخنف کے واسطے سے لیا ہے چنانچہ طبری صفحہ ۱۸۱۵ مین ہے عن ھشام ابن محمد بن السائب عن ابی مخنف قال ثنا الصقعب بن زھیر عن فقھاء اھل الحجاز قال قبض رسول اللہ صلعم نصف النھار یوم الاثنین لیلتین مضتا من شھر ربیع الاول۔ ہشام بن محمد بن سائب نے ابو مخنف سے کہا انھون نے بیان کیا ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہا انھون نے وفات فرمائی رسول اللہ صلعم دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت اور قال الواقدی توفی یوم الاثنین لثنتی عشر لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول و دفن من الغد

۱؎ سیرۃ النبی ج۔ اول صفحہ ۱۸ و ۱۹ مین ہے۔ محمد ابن اسحاق تابعی ہین متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا۔ ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو انکے استاد (واقدی) قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین۔

اور المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صفحہ ۲۶ مین ہے۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحیی ابن معین، امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی ۔۔ حافظ ابن ہشام ۔۔ امام واقدی ۔۔ الخ یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انھین کی روایتون پر قائم ہیں اور سیرۃ النبی ج اول صفحہ ۱۹ مین ہے تاریخی سلسلہ مین سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے طبری اس درجہ کے شخص ہین کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال و ثقہ اور وسعت علم کے معترف ہین انکی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے پھر صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہین کہ سیرت پر آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے سیرت ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، طبری انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین واقدی کے سوا تینون مصنفین اعتبار کے قابل ہین ابن سعد اور طبری مین کسی کو کلام نہین۔“ یہ ہین وہ لوگ جنکی نظر مین احادیث پر شبلی صاحب کی نظر نہین پڑی پھر کتب حدیث کا دفتر کون سی کتابین ہین جنمین وفات النبی یا مرض النبی کی تاریخ ہوتی۔ محمد ابن اسحاق نے صرف ۱۲ ربیع الاول کی روایت اخراج کی ہے۔

واقدی ۵ نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جس سے ابن سعد اور بقول خود شبلی صاحب کے طبری نے اخذ کیا لیکن یکم ربیع الاول کی روایت کا طبری تک کوئی وجود نہین ہے۔

۴؎ یہ حافظ ابن ہشام مصنف سیرۃ ابن ہشام المتوفی سنہ ۲۱۳ ہجری ہین۔ حافظ موصوف سیرۃ ابن اسحاق کے شارح ہین جنکی توثیق شبلی صاحب نے سیرۃ النبی مین ان الفاظ سے کی ہے کہ ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، جنکا حافظ (حدیث) ہونا بھی لکھ چکے جنھون نے حضرت کا آخر صفر کے باقی شب مین بیمار ہونے کی روایت کی ہے جو الفاروق شبلی صاحب کے تحریر کے مطابق اور مؤید ہے۔

۲؎ دوم ربیع الاول کی روایت کو طبری نے واقدی سے نہین لیا یہ شبلی صاحب کا افترا ہے چنانچہ روض الانف سہیلی ج ثانی صفحہ ۳۰۲ مین ہے وذکر الطبری عن ابن الکلبی وابی مخنف انہ توفی فی الثانی من ربیع الاول یعنی طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے دوسری ربیع الاول کا ذکر کیا ہے

واقدی نے کہا ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ
نصف النہار حین زاغت الشمس وذلك يوم الثلاثاء ۔
بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اور دوسرے روز بروز سہ شنبہ دوپہر بعد مدفون ہوئے ۔ اسی کو شبلی صاحب نے
الفاروق مین اختیار کیا ہے ۔

وقال الواقدی بدی رسول اللہ صلعم وجعہ لیلتین بقیتا من صفر ۔ اور واقدی
ایضاً صفحہ ۱۷۹ مین ہے ۔
نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شروع ہوا درد جبکہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین ۔ ان دونون قول واقدی سے حضرت کا
بیمار رہنا چودہ روز ہوتا ہے ۔

عن ہشام بن محمد عن ابی مخنف قال ثنا الصقعب بن زہیر عن فقہاء اہل الحجاز
پھر صفحہ ۱۷۹۹ مین ہے ۔
ان رسول اللہ صلعم وجع وجعہ الذی قبض فیہ فی آخر صفر فی ایام بقین منہ ۔ ہشام بن محمد نے ابی مخنف سے
کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہ رسول اللہ صلعم کو درد ہوا وہ درد جسمین حضرت نے
وفات فرمائی وہ ماہ صفر کی آخری دنون مین ہے اس روایت نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو غلط کر دیا اور یہ
روایت شبلی صاحب کے مصنفہ کتاب الفاروق کے مطابق ہوتی ہے اور جس سے ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد
کے ۲۸ صفر چہار شنبہ ابتداے مرض النبی اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے ۔ پھر شبلی صاحب یہ قمطراز مین
"لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اُس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے"
اس روایت سے واقدی کی دوسری ربیع الاول کی روایت خود واقدی کے قول سے باطل ہو گئی ۔
البتہ بیہقی نے دلائل مین بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس)"
ارباب نظر شبلی صاحب کے اس دوم ربیع الاول کے صحیح السند روایت پر توجہ فرمائین جس روایت کے لکھنے پر
قدیم مورخون یعقوبی و مسعودی کو دروغ گو اور غیر معتبر لکھ چکے ہین جنکی نسبت الفاروق مین لکھتے ہین "مورخ یعقوبی احمد بن یعقوب
بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے الخ"
اور مورخ مسعودی کے حال مین ہے "ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۴۶ھ فن تاریخ کا امام
ہے اسلام مین آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہین ہوا وہ دُنیا کی اور قومون کی تواریخ کا بہت بڑا ماہر تھا"
لیکن اسوجہ سے کہ انھون نے مثل سلیمان تیمی کے دوسری ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی تو دروغ گو ہونے کا تمغہ عطا ہو
یہ دوسری ربیع الاول دو شنبہ کی وہی روایت ہے جسکو ۱۹ صفر چہار شنبہ یعنی گیارہ راتین ماہ صفر کے باقی رہنے پر
حضرت کا بیمار ہونا ہے جسمین دو راتین شامل کرنے سے تیرہ راتین حضرت بیمار رہے جسکے مراجعت سے ۱۱ صفر سہ شنبہ
۸ و یکم صفر (شنبہ) ۳۰ محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم محرم ۱۰ ذیحجہ (چہار شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ
ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے
جس تاریخ کے سفر فرمانے کی کوئی روایت نہین ہے اور یوم (جمعہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری
ربیع الاول تک ۸۱ شبانہ روز ہوتے ہین

اسی دوسری ربیع الاول سے یکم ربیع الاول تصنیف کی گئی ہے جسکی اصل روایت طبقات ابن سعد جزو وفات
مین یہ ہے۔ اخبرنا محمد ابن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی
یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر الخ۔ خبر دی ہم کو محمد بن عمر واقدی نے کہا حدیث کی
مجھ سے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر
کی باقی تھین۔ اس روایت مین لفظ (بقیت من صفر) ہے جسکی جگہ لفظ (مضت من صفر) یعنی گذرے ماہ صفر
کے کرکے یکم ربیع الاول دوشنبہ لایا گیا ہے تاکہ ۹ ذیحجہ (جمعہ) صحیح ہوجائے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۷ھ باب مرض النبی کے ص۹۹ مین ہے
وفی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لاحدی
عشرۃ مضت من صفر (یعنی مغازی ابو معشر مین محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت
ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ گذرے ماہ صفر کے۔ گیارہ صفر کو (چہارشنبہ) ۱۵ صفر (یکشنبہ) ۱۶ صفر (دوشنبہ)
۱۷ صفر (سہ شنبہ) ۱۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۲ و ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جسکی مراجعت سے
یکم صفر (یکشنبہ) ۳۰ محرم (شنبہ) ۲۹ و یکم محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذیقعدہ (شنبہ) ہوا
اسلئے شبلی صاحب نے الفاروق کے خلاف سیرت النبی مین ۱۸ یا ۱۹ صفر چہارشنبہ کو حضرت کا مزاج ناساز ہونا
درمیان مین مشتبہ لفظ (یا) سے لکھا ہے لیکن ۹ ذیحجہ عرفہ سے یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہوتے ہین اسلئے
یکم ربیع الاول کی وفات غلط اور دروغ ہے۔

علاوہ اس کے اسی سیرت النبی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے ص۱۳۳ سطر ۹ مین ہے "تجہیز وتکفین کا کام دوسرے
دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا" یعنی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی تیسری ربیع الاول
(سہ شنبہ) کو تجہیز وتکفین کے کام کا آغاز ہوا۔

پھر شبلی صاحب یہ لکھتے ہین "لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسی بن عقبہ اور مشہور محدث
امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف مین اسی روایت کو اقرب
الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃ اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول
کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتین یقینی طور سے ثابت ہین روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری
ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوۃ)" بیشک ۱۲ ربیع الاول کی روایت مین ایک دن کا اضافہ ہوگیا ہے کیونکہ ۲۸
صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) اور تیرہوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ)
تھا اور علامہ سہیلی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک تجاوز کر گئے دیکھو (جلد دوم ص۳۷۲ روض الانف مطبوعہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء)
پھر اسی کتاب مین امام سہیلی نے خوارزمی کے حوالہ سے وفات النبی یکم ربیع الاول کہا ہے جسکو اقرب فی القیاس
لکھا ہے۔ اسی فقرے کو شبلی صاحب نے اوپر اقرب الی الحق کا غلط اور دروغ لفظ اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور سہیلی

کے جانب نسبت دی ہے

نیز امام سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہے جسکی شام کو وفات النبی فتح الباری میں آیے
یہ وہی روایت ہے جسمین موسیٰ بن عقبہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے عند موسیٰ بن عقبہ والليث والخوارزمی
وابن زبر مات لهلال ربیع الاول یعنی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی اور ابن زبر کے نزدیک
(وفات النبی) ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی اور جو صحیح بخاری کے حدیث سفر حجۃ الوداع مین موسیٰ بن عقبہ
کے واسطہ اور ابن عباس کے سند سے اور ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کرنیسے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۱۰ ذیحجہ
(دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور
۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے اور علامہ
حلبی نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک کل مدت ۹۳ دن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندہ
رہنے کی قرار دی ہے۔

غرضکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک ۹ ،۷ دن اور ۱۰ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) ہوے جس سے شبلی صاحب کا
یکم ربیع الاول ہر صورت سے باطل اور غلط ہوگیا۔

پھر شبلی صاحب لکھتے ہین "اس سے تقریباً تین مہینہ پہلے ذیحجہ ۱۰ھ کے نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحاح
قصہ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک کا
حساب لگاؤ ذیحجہ، محرم، صفر ان تینون مہینون کو خواہ ۲۹، ۲۹ کو خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ بعض ۲۹ بعض ۳۰ کسی حالتمین
اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہین پڑسکتا اس لئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول
کو حساب سے اسوقت دوشنبہ پڑسکتا ہے جب تینون مہینہ ۲۹ کے ہون"

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ۹ ذیحجہ ۱۰ھ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع یعنی دو ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ سے تین مہینہ
یعنی نوّے ۹۰ دنکی مدت بھی ہوتی ہے یا نہین چنانچہ علامہ حلبی نے ۱۴ ربیع الاول تک ۹۳ دن کثیر الوقوع سے حساب کیا ہے

---

[۴] امام سہیلی روض الانف ج ثانی مین لکھتے ہین۔ وقال اکثرهم فی الثانی عشر من ربیع الاول ولا يصح ان يكون توفی صلی اللہ علیہ وسلم الا فی الثانی من الشهر او الثالث عشر او الرابع او الخامس عشر لاجماع المسلمين - ماحصل ترجمہ۔ اکثر قول وفات نبی ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ صحیح نہین ہے مگر دوم ربیع الاول یا ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ ربیع الاول اسلئے کہ اسپر اجماع مسلمین کا ہے۔ لیکن سیرت حلبی ج ۳ صفحہ ۳۹۲ مین قول سہیلی دوم و ۱۵ ربیع الاول کو خارج کرکے کہا ہے۔ وقال السهيلی ان يكون وفاته يوم الاثنين الا فی ثالث عشر او رابع عشر لاجماع المسلمين - یعنی سہیلی نے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے کہا ہے جس سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا جس سے یکم و دوم و ۱۵ ربیع الاول باطل ہوگئے۔

[۵] صحیح بخاری ج ثانی مین ہے۔ قال موسى بن عقبة قال اخبرنی كريب عن عبد الله بن عباس قال انطلق النبی صلعم من المدينة لخمس بقين من ذی القعدة فقدم مكة لاربع ليال خلون من ذی الحجة (ماحصل ترجمہ) موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم چلے مدینے سے جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین اور مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جبکہ چار راتین ذیحجہ کی خالی ہوئین یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے چلے چار ذیحجہ صبح کو مکہ معظمہ پہونچے۔

جس سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یعنی تین مہینہ ہوتے ہیں اور جمہور مفسرین نے دوم ربیع الاول کو (۸۱ دن) کہا ہے دیکھو تفسیر معالم التنزیل بغوی و لباب التاویل خازن و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان وغیرہ) پس دوم ربیع الاول اور (۸۱ دن) میں ۹ دن شامل کرنے سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یا تین مہینے ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن یعنی تین مہینے ایک دن ہوتے ہیں جبکو نعمانی صاحب نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک تین مہینہ غلط حساب کیا ہے پھر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ۳۰، ۳۰ کے حساب سے دوشنبہ کا روز واقع ہو سکتا ہے جبکہ رسولخدا صلعم کے سفر حجۃ الوداع کی صحیح تاریخ ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کیا جائے جو موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (شنبہ) کا روز ہوتا ہے جبکو حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بیان کیا ہے اور امام سہیلی کے ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کی مراجعت سے واقع ہوتا ہے۔

پہلی بات ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ پنجشنبہ اور اہالی مدینہ کے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کے شام شب جمعہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

اسی طرح اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے حساب سے یکم و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (جمعہ) سے تینوں مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو دوم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جو خلاف اصول ہے اور اسی دن ہونے سے یہ دونوں تاریخیں غلط ہیں جبکو شبلی صاحب نے ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) سے اختیار فرمایا ہے جو حدیث و روایت صحاح ستہ کے خلاف اور اہالی مکہ اور مدینہ کے مخالف ہونے سے قطعاً غلط اور دروغ ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ تین مہینے ۳۰، ۳۰ کے قرار دینے سے ۹۲ دن کی مدت ہوتی ہے، ۹ ذیحجہ سے ۳۰ ذیحجہ تک (۲۱ دن)، ماہ محرم (۳۰ دن)، ماہ صفر (۳۰ دن) ربیع الاول کے (۱۲ دن) یہ کل ۹۲ دن ہوئے اور ۲۸ صفر کو بھی (دوشنبہ) آتا ہے جسکی مراجعت میں ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا چنانچہ حضرت ابن عباس کے سند سے اس ۱۸ ذیحجہ کو سورہ مائدہ اور اسکی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہونا محقق ہوتا ہے۔

جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کے ج ۸ ص ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔ یعنی طبری نے ابن لھیعہ کے طریق اور ابن عباس کے سند سے کہا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا یہ دوشنبہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور سہیلی کے ۱۲ یا ۱۴ ربیع الاول کے دوشنبہ کے حساب سے آتا ہے

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ)

اور یہی حساب قرۃ العیون شرح سیر المحزون نواب محمد علی خان صولت جنگ والی ٹونک کے حصہ ششم مطبوعہ مفید عام آگرہ کے صـ۱۵ سے آتا ہے

کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطے حجۃ الوداع کے ہفتہ کے روز پچیسوین ۲۵ تاریخ ذوقعدہ کو دسوین سال ہجرت مین۔

لیکن حقیقت مین سورہ مائدہ اور اسکی آیت موصوفہ کا نزول (پنجشنبہ) کے دن ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین واقع ہوا اور یہی ۱۸ ذیحجہ کا (پنجشنبہ) کثیر الوقوع سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو ۷۰ دن پر پہونچتا ہے جسکو امام سہیلی نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ج ثالث صـ۲۲۹ مین ہے

سریۃ اسامہ بن زید الیٰ ابنیٰ فی کلام السہیلی رحمہ اللہ وہی قریۃ عند موتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ أمر صلی اللہ علیہ وسلم بالتہیؤ لغزو الروم × × × فلما کان یوم الاربعاء بدأ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقدہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ۔

حاصل ترجمہ۔ سریہ اسامہ ابن زید طرف مقام ابنیٰ کے جو ایک گانون ہے موتہ کے قرب مین جہان زید بن حارثہ قتل ہوئے ہین جبکہ ۲۶ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) یعنی چار راتین ماہ صفر کی باقی تھین واقع ہوا تو رسول اللہ صلعم نے مسلمانون کو جنگ روم کے تیاری کا حکم دیا اور جب چہارشنبہ ۲۸ صفر کا آیا تو رسول اللہ صلعم کو بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا تو حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے جھنڈا یعنی نشان فوجی درست فرماکر مرحمت فرمایا جسکو علامہ حلبی نے امام سہیلی سے لیا ہے۔ اور سہیلی نے ابن اسحاق سے جنکی سیرت کے شارح ہین:-

یہ وہی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اپنے الفاروق مین حضرت کا آخر صفر مین بیمار ہونا اور بروایت مشہور ۱۳ دن بیمار رہنا نقل کیا ہے جس سے یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ)۔ ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ یہی (دوشنبہ) ہے جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۸۱ یوم پر ہے اور جسکی شام کو وفات النبی اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کی شب سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۲۲ جمادی الآخر تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تک دس راتین مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب روایت مین ہے دیکھو طبقات ابن سعد عقد الفرید ابن عبدربہ اندلسی تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابوالفدا و تاریخ ابن شاذی وغیرہ۔

اس تاریخ سے یکم اور دوم ربیع الاول دونون کا ابطال ہوگیا اور شبلی صاحب کے اصول معینہ کے مطابق جس پر تمام روایات کا اتفاق اور تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے وہ یہی گیارہ ربیع الاول

دوشنبہ پر صادق اور مطابق ہے۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ (۲) مہینہ ربیع الاول ہے (۳) کم سے ۱۲ ربیع الاول تک ہے (۴) دوشنبہ (۵) عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینے اور ۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۸۱ یوم اور ۲۸ صفر سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱۳ دن اور اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے اور تبلیغ رسالت کے بیس سال کامل ہوئے یعنی اول تبلیغ سنہ ۳ نبوی سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) سنہ ۱ھ تک دس سال مکہ معظمہ مین اور گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ یوم (دوشنبہ) تک دس سال مدینہ منورہ مین کل بیس سال کامل ہوگئے۔

اور دیباچہ کتاب ہذا مین جس نقشہ مرتبہ شبلی نعمانی مولف سیرت النبی جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۵ وصفحہ ۱۳۶ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بجنسہ نقل ہے جسکو ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا قرار دیکر پنجشنبہ کے دن سے شروع کیا گیا ہے جسکی رو سے ۲۹ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ ذوقعدہ چہارشنبہ کامل ۳۰ یوم کا لیکر یکم ذیحجہ و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) و ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) ہوا لیکن ۲۶ ذوقعدہ یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی رہنے پر حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہین اور ذیحجہ ومحرم وصفر سے شبلی صاحب نے دکھایا ہے جسمین ماہ ذیقعدہ کا ذکر خصوصاً تاریخ سفر حجۃ الوداع تحقیق طلب کو قطعاً چھوڑ دیا ہے جس کا یہ نقشہ ہے

قال نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول مین اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہوسکتا ہے۔

اقول اگر ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد اور ابن جریر طبری اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن نسائی کے مطابق ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا لیکر یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو کن کن تاریخون ربیع الاول کے دوشنبہ واقع ہوگا جن ہر دو نقشون مفروضہ سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ سفر حجۃ الوداع کا یوم مفروضہ غلط ہے جس کے ایک دن پہلے یا بعد یوم جمعہ نہین تھا۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ (یوم پنجشنبہ ۲۶ ذوقعدہ کامل سے ہے کل نمبر مین کامل ذوقعدہ ہے۔	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	صورت مفروضہ یوم شنبہ ۲۵ ذوقعدہ کامل سے صرف نمبر شمار (۲) مین ذوقعدہ ۲۹ کا لیا گیا ہے
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون	۶	۱۳	۰	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون ۵-۱۲ دوشنبہ
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۲۹ کے ہون	۲	۹	۱۶	ذلقعدہ، ذیحجہ، محرم وصفر سب ۲۹ کے ہون ۲-۹-۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳۰ کا ہو تو ۷-۱۴
۴	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۶	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳
۷	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۶-۱۳
۸	ذیحجہ ۲۹ اور محرم وصفر ۳۰ کے ہون	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۲۹ اور محرم وصفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳

قل ان مفروضہ تاریخوں میں ۶ - ۷ - ۸ - ۱۳ - ۹ - ۱۴ - ۱۵ خارج از بحث ہیں کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی تائید کی کوئی روایت نہیں، رہ گئیں یکم اور دوم تاریخیں، دوم تاریخ صرف ایک صورت میں پڑ سکتی ہے جو خلاف اصول ہے یکم تاریخ تین صورتوں میں واقع ہو سکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں۔ اور روایات ثقات ان کی تائید میں ہیں اسلیے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہے اس حساب میں فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہوں۔ کتب تفسیر میں تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ) سے روز وفات تک ۸۱ دن ہیں دیکھو (ابن جریر و ابن کثیر و بغوی وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے لیکر یکم ربیع الاول تک (دو ۲۹) اور ایک مہینہ ۳۰ لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے پورے ۸۱ دن ہوتے ہیں۔"

شبلی صاحب لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے بھی دلائل میں بسند یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے اول تفسیر ابن جریر میں ۸۱ رات پھر بر خلاف اور بعد نزول آیہ موصوفہ ہے کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہیں ہے البتہ تفسیر ابن کثیر میں بعد یوم عرفہ اور تفسیر معالم التنزیل میں بعد نزول آیت کے ۸۱ دن ہیں جبکہ دو مہینے اور ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کیا ہے یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک یا ۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک لیکن صورت مفروضہ نمبر ۳-۴-۵ اگر اہل مکہ کے ۲۹ ذی قعدہ (چہارشنبہ) کے شب پنجشنبہ میں چاند دیکھنے کے رو سے یوم عرفہ جمعہ فرض کیا جائے اور پھر دو ۲۹ اور ایک ۳۰ بھی اختیار ہو تو ذیحجہ و محرم و صفر یکم ربیع الاول تک ۸۹ دن جس میں ۹ دن علیحدہ کرنے سے کل ۸۰ شبانہ روز ہوئے پس صورت مفروضہ باطل اور اس سے قبل الفاروق کے یکم ربیع الاول جمعہ سے دوشنبہ باطل ہو چکا ہے۔ نیز قصیدہ عظمیٰ سے بھی یکم ربیع الاول (جمعہ) اور (یکشنبہ) ہے

اور یہ کہ ہر جمعہ کے بعد ۸۰ دن پر (دوشنبہ) ہر پنجشنبہ کے بعد ۸۱ دن پر (دوشنبہ) ہر (سہ شنبہ) کے بعد ۹۰ دن پر (دوشنبہ) اور ۹۱ دن پر (سہ شنبہ) اور پنجشنبہ کے بعد بیاسی دنوں پر (سہ شنبہ)۔ یہی وجہ ہے کہ اکاسی ۸۱ دن کے بجائے تین مہینے یعنی ۹۰ دن کئے گئے۔

اور فتح الباری جزو فتین جہان سے موسیٰ بن عقبہ اور امام لیث مصری کا ہلال ربیع الاول شبلی صاحب نے یکم ربیع الاول بیان کیا ہے اسی کے بعد علامہ رافعی کے حوالے سے ۸۰ و ۸۱ دن اور روضہ کے حوالہ سے ۹۰ یا ۹۱ دن ہیں جسکو فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ۸۱ یا ۸۲ دن اور شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر مواج میں ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہنا نقل کیا ہے جو حدیث صحیح سے ۸۱ شب ہیں اور باقی سب ضعیف و غلط ہیں ہر دو نقشوں مفروضہ کا صحیح نہ ہونا صریح ظاہر ہے الفاروق شبلی کی رو سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ۷۰ دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تک صحیح صحیح ۸۱ شبانہ روز ہوئے جو امام سہیلی کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرہواں روز وفات النبی محقق ہوتا ہے۔ آگے ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد وغیرہ سے یہی تاریخ صحیح آئیگی انشاء اللہ

نقشہ جنتری نمبر (ایک) کے پہلے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذو قعدہ (شنبہ) سے ایک، ۳۰ ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابو بکر تک کا ہے جس میں یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کا دوشنبہ اور یکم ربیع الاول کا سہ شنبہ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو دوشنبہ اور ۲۳ جمادی الثانی کو سہ شنبہ آیا جس میں بعد مغرب وفات حضرت ابو بکر کا ہوا بیان کیا گیا ہے

نقشہ اول

(سنہ ۱۱ھ)

۲۵ ذو قعدہ (شنبہ) ... ۲۹ ذیقعدہ (چہار شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۸ ذی الحجہ (جمعہ) ۹ ذی الحجہ (شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ (دوشنبہ) ۲۹ ذی الحجہ جمعہ

یکم و ۲۹ محرم (یوم شنبہ) ۳۰ محرم (یکشنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول چہار شنبہ یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاولی (جمعہ) ۳۰ جمادی الاولی شنبہ یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ و ۵ رجب (دوشنبہ) ۳۰ رجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہار شنبہ)

یکم ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۲۳ ماہ رمضان (شنبہ) ۲۹ (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم یوم (شنبہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ذی الحجہ الحرام (سہ شنبہ)

سنہ ۱۲ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (چہار شنبہ) ۳۰ محرم (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (جمعہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (چہار شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الآخرہ (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ رجب (جمعہ) ۳۰ رجب (شنبہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رمضان (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (چہار شنبہ)

یکم و ۲۹ ذو قعدہ (پنجشنبہ) ۳۰ ذو قعدہ (جمعہ) یکم و ۲۹ ذی الحجہ الحرام سنہ ۱۲ھ (شنبہ)

سنہ ۱۳ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۳ھ (یکشنبہ) ۳۰ محرم سنہ ۱۳ھ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۳ھ (سہ شنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (چہار شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (جمعہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (یکشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ (دوشنبہ) ۲۳ (سہ شنبہ) ۲۹ جمادی الآخرہ (دوشنبہ)

اور نقشہ جنتری نمبر ایک کے دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) سے ایک ۳۰ اور ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جسمیں یکم ۸ و ۱۵ ، ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کا (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کا (جمعہ) یکم ۸ و ۱۵ ، ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ (پنجشنبہ) اور ۲۲ جمادی الثانی (جمعہ) کے مطابق وفات حضرت ابوبکر ابن اسحاق اور ابن اثیر جزری اور علامہ علینی حنفی اور جمال الدین محدث وغیرہ کے روسے اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا واقع ہوتا ہے اس لیے یہ نقشہ صحیح آتا ہے ۔

نقشۂ دوم

سنہ ۱۰ھ

۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ (شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ)

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہار شنبہ) یکم و ۸ ، ۱۵ و ۲۲ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ)
یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ۲۹ (جمعہ) ۳۰ ربیع الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ جمادی الاول (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الثانی (چہار شنبہ)
یکم و ۲۹ رجب المرجب (پنجشنبہ) ۳۰ رجب المرجب (جمعہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (شنبہ) (شنبہ)
یکم ، ۵ رمضان (یکشنبہ) ۳ ماہ رمضان (سہ شنبہ) ۲۹ (یکشنبہ) ۳۰ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ ذیقعدہ (چہار شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام (جمعہ)
یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (شنبہ) ۳۰ محرم الحرام (یکشنبہ) سنہ ۱۲ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہار شنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (جمعہ) ۳۰ جمادی الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ ماہ رجب المرجب (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رجب المرجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہار شنبہ)
یکم و ۲۹ ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ ماہ شوال المکرم (شنبہ)
یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ماہ ذیحجہ (سہ شنبہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳ھ (چہار شنبہ) ۳۰ محرم الحرام (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر (جمعہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہار شنبہ) یکم ، ۸ ، ۱۵ ، ۲۲ جمادی الثانی (پنجشنبہ) ۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) ۲۹ (پنجشنبہ)

نقشہ جنتری نمبر ۱ ایک کا پہلا خانہ ابن سعد صاحب طبقات کے ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ کے رو سے دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدائے مرض النبی صلعم صحیح الاسناد حدیث کے مرجعت سے ۲۵ ذیقعدہ دوشنبہ تک بنایا گیا ہے اسی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم سہ شنبہ) ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوتا ہے۔

نمبر	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		نمبر شمار	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		نمبر شمار	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱	سہ شنبہ	جمعہ
۲			شنبہ	سہ شنبہ	۲	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲	چہارشنبہ	شنبہ
۳			یکشنبہ	چہارشنبہ	۳	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۳	پنجشنبہ	یکشنبہ
۴			دوشنبہ	پنجشنبہ	۴	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۴	جمعہ	دوشنبہ
۵			سہ شنبہ	جمعہ	۵	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۵	شنبہ	سہ شنبہ
۶			چہارشنبہ	شنبہ	۶	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۶	یکشنبہ	چہارشنبہ
۷			پنجشنبہ	یکشنبہ	۷	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۷	دوشنبہ	پنجشنبہ
۸	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۸	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۸	سہ شنبہ	جمعہ
۹			شنبہ	سہ شنبہ	۹	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۹	چہارشنبہ	شنبہ
۱۰			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۰	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۰	پنجشنبہ	یکشنبہ
۱۱			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۱	جمعہ	دوشنبہ
۱۲			سہ شنبہ	جمعہ	۱۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۲	شنبہ	سہ شنبہ
۱۳			چہارشنبہ	شنبہ	۱۳	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۴	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			جمعہ	دوشنبہ	۱۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			شنبہ	سہ شنبہ	۱۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			سہ شنبہ	جمعہ	۱۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			چہارشنبہ	شنبہ	۲۰	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۱	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۲	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			شنبہ	سہ شنبہ	۲۳	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۴	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۶	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۷	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۸	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۹	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	پنجشنبہ	دوشنبہ	×	×	۳۰	یکشنبہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ۲۵ ذوقعدہ جمعہ کے بعد ۲۶ ذوقعدہ سنیچر سفر حجۃ الوداع پہلا خانہ ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ ۱۲ ربیع الاول جمعہ یکم و ۱۵ ربیع الاول دوشنبہ دوسرا خانہ الفاروق شبلی کے آخر صفر نمبر ۲۸ چہارشنبہ مرض النبی کے روسے ہی جسکے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۲۶ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۴-۱۱ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جو ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین ہفتہ

اور ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۱۱ ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز کامل ہوتے ہیں۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول	
۱	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱	دوشنبہ	جمعہ
۲			جمعہ	سہ شنبہ	۲	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲	سہ شنبہ	شنبہ
۳			شنبہ	چہارشنبہ	۳	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۳	چہارشنبہ	یکشنبہ
۴			یکشنبہ	پنجشنبہ	۴	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۴	پنجشنبہ	دوشنبہ
۵			دوشنبہ	جمعہ	۵	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۵	جمعہ	سہ شنبہ
۶			سہ شنبہ	شنبہ	۶	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۶	شنبہ	چہارشنبہ
۷			چہارشنبہ	یکشنبہ	۷	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۷	یکشنبہ	پنجشنبہ
۸	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۸	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۸	دوشنبہ	جمعہ
۹			جمعہ	سہ شنبہ	۹	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۹	سہ شنبہ	شنبہ
۱۰			شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۰	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۱			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۱	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۲			دوشنبہ	جمعہ	۱۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۲	جمعہ	سہ شنبہ
۱۳			سہ شنبہ	شنبہ	۱۳	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۵	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	سہ شنبہ	۱۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	چہارشنبہ	۱۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	جمعہ	۱۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	شنبہ	۲۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۲	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	سہ شنبہ	۲۳	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	چہارشنبہ	۲۴	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵			یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۶	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۷	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۹	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	چہارشنبہ	×		۳۰		

نقشہ حرف (د) ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کے رد سے

۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر تک پہلا خانہ

سنہ ۱۰ھ

۲۶ ذیقعدہ شنبہ ۲۹ سہ شنبہ ۳۰ ذیقعدہ چہارشنبہ یکم و ۲۹ ذیحجہ پنجشنبہ

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام (جمعہ) ۳۰ محرم شنبہ۔ یکم و ۲۹ صفر (یکشنبہ)

" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ سہ شنبہ۔ " ربیع الثانی چہارشنبہ

" جمادی الاول پنجشنبہ ۳۰ (جمعہ)۔ " جمادی الثانی (شنبہ)

" رجب یکشنبہ ۳۰ (دوشنبہ)۔ " شعبان المعظم (سہ شنبہ)

یکم رمضان چہارشنبہ سوم جمعہ ۲۹ رمضان چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ۔ " شوال المکرم (جمعہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ شنبہ ۳۰ (یکشنبہ)۔ " ذیحجہ (دوشنبہ)

سنہ ۱۲ھ

" محرم الحرام سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ۔ " صفر المظفر (پنجشنبہ)

" ربیع الاول جمعہ ۳۰ (شنبہ)۔ " ربیع الثانی (یکشنبہ)

" جمادی الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ۔ " جمادی الثانی چہارشنبہ

" ماہ رجب پنجشنبہ ۳۰ جمعہ۔ " شعبان المعظم (شنبہ)

" ماہ رمضان یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ۔ " شوال المکرم (سہ شنبہ)

" ذیقعدہ چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ۔ " ذیحجۃ الحرام یوم (جمعہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام شنبہ ۳۰ محرم یکشنبہ۔ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

" ربیع الاول سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ۔ " ربیع الثانی پنجشنبہ

" جمادی الاول جمعہ ۳۰ شنبہ۔ یکم و ۲۲ و ۲۹ جمادی الثانی یکشنبہ

نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ مرتبہ شبلی نعمانی جو آٹھوین نمبر شمار مد ۱۳۹ کے مطابق ۱۴ ربیع الاول دو شنبہ پہلا خانہ ہے۔ یہی ابن سعد اور سہیلی کا کثیر الوقوع ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ۔

دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع سے مطابق قول سہیلی کے ۱۳ ربیع الاول دو شنبہ ممکن الوقوع سے واقع ہوتا ہے

تاریخ	ذیقعدہ ۱۰ھ		ذی الحجہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۱	سہ شنبہ	چہار شنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۲	چہار شنبہ	پنجشنبہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	۳	پنجشنبہ	جمعہ
۴			یکشنبہ	دو شنبہ	۴	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	۴	جمعہ	شنبہ
۵			دو شنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۵	شنبہ	یکشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہار شنبہ	۶	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۶	یکشنبہ	دو شنبہ
۷			چہار شنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۷	دو شنبہ	سہ شنبہ
۸	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۸	سہ شنبہ	چہار شنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۹	چہار شنبہ	پنجشنبہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	۱۰	پنجشنبہ	جمعہ
۱۱			یکشنبہ	دو شنبہ	۱۱	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	۱۱	جمعہ	شنبہ
۱۲			دو شنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۲	شنبہ	یکشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہار شنبہ	۱۳	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۳	یکشنبہ	دو شنبہ
۱۴			چہار شنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۴	دو شنبہ	X
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دو شنبہ	۱۸	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	۱۸		
۱۹			دو شنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہار شنبہ	۲۰	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۰		
۲۱			چہار شنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	۲۴		
۲۵		شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۲۵	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	۲۷	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۷		
۲۸	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	۲۹		
۳۰	چہار شنبہ	پنجشنبہ	X	X	۳۰	شنبہ	یکشنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (ج) جس کا پہلا خانہ چار دن مہینے ۲۹، ۲۹ سے ۲، ۹، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کے اور صحیح حدیث کے مطابق ہے اور سہیلی وغیرہ نے قیاس کیا ہے کہ اہل مکہ کے رویت ہلال ۲۹ ذوقعدہ شب پنجشنبہ سے اور دوسرا خانہ ۳۰ ذوقعدہ شب جمعہ میں رویت ہلال اہالی مدینہ کے مطابق چار دن مہینے ۳۰، ۳۰ سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۵، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱			پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱	یکشنبہ	پنجشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲	دوشنبہ	جمعہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۳	سہ شنبہ	شنبہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۴	چہارشنبہ	یکشنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۵	پنجشنبہ	دوشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۶	جمعہ	سہ شنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۷	شنبہ	چہارشنبہ
۸			پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۸	یکشنبہ	پنجشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۹	دوشنبہ	جمعہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۰	سہ شنبہ	شنبہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۱	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۲	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۰	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۱		
۲۲			پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۳۰	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۹		
۳۰	✗	پنجشنبہ	✗	شنبہ	۳۰	✗	دوشنبہ	✗	چہارشنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم پہلا خانہ ہے اور دوسرا خانہ بروایت ابن سعد عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابیہ مطابق زرقانی علی المواہب ہے جس روایت میں ۲۸ صفر چہارشنبہ کو حضرتؐ کا بیمار ہونا اور روایت ثانیہ میں تیرہ دن بیمار رہنا وارد ہے جس سے گیارہ ربیع الاول کو دوشنبہ آتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱	یکشنبہ	جمعہ
۲			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲	دوشنبہ	شنبہ
۳			جمعہ	چہارشنبہ	۳	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۳	سہ شنبہ	یکشنبہ
۴			شنبہ	پنجشنبہ	۴	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۴	چہارشنبہ	دوشنبہ
۵			یکشنبہ	جمعہ	۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۶			دوشنبہ	شنبہ	۶	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۶	جمعہ	چہارشنبہ
۷			سہ شنبہ	یکشنبہ	۷	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۷	شنبہ	پنجشنبہ
۸	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۸	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۸	یکشنبہ	جمعہ
۹			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۹	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۹	دوشنبہ	شنبہ
۱۰			جمعہ	چہارشنبہ	۱۰	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۰	سہ شنبہ	یکشنبہ
۱۱			شنبہ	پنجشنبہ	۱۱	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۱	چہارشنبہ	دوشنبہ
۱۲			یکشنبہ	جمعہ	۱۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			دوشنبہ	شنبہ	۱۳	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۴	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			جمعہ	چہارشنبہ	۱۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸	پنجشنبہ		شنبہ	پنجشنبہ	۱۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			یکشنبہ	جمعہ	۱۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			دوشنبہ	شنبہ	۲۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۱	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۳	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			جمعہ	چہارشنبہ	۲۴	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۵	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۶	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۷	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۸	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۹	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	جمعہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ سیوم پہلا خانہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم ایک ہے، اور ایک وفات حضرت ابوبکرؓ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ ذیقعدہ دوشنبہ ۳۰ ذیقعدہ سہ شنبہ
یکم و ۲۹ محرم پنجشنبہ ۳۰ محرم (جمعہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول یکشنبہ ۳۰ (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول چہارشنبہ ۳۰ جمادی الاول (پنجشنبہ)
یکم و ۲۹ رجب شنبہ ۳۰ رجب (یکشنبہ)
یکم ماہ رمضان سہ شنبہ بیوم پنجشنبہ ۲۹ (سہ شنبہ) ۳۰ چہارشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ جمعہ ۳۰ ذیقعدہ شنبہ
یکم و ۲۹ محرم دوشنبہ ۳۰ محرم سہ شنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول پنجشنبہ ۳۰ جمعہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ
یکم و ۲۹ رجب چہارشنبہ ۳۰ رجب پنجشنبہ
یکم و ۲۹ ماہ رمضان شنبہ ۳۰ یکشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ
یکم و ۲۹ محرم الحرام جمعہ ۳۰ محرم شنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول پنجشنبہ (۳۰) یوم جمعہ

سنہ	
سنہ ۱۰ھ	یکم ذیحجہ و ۲۹ (چہارشنبہ)
سنہ ۱۱ھ	یکم و ۲۹ صفر (یوم پنجشنبہ)
"	یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ)
"	یکم و ۲۹ جمادی الثانی جمعہ
"	یکم و ۲۹ شعبان دوشنبہ
"	یکم و ۲۹ شوال پنجشنبہ
"	یکم و ۲۹ ذیحجہ یکشنبہ
سنہ ۱۲ھ	یکم و ۲۹ صفر چہارشنبہ
"	یکم و ۲۹ ربیع الثانی شنبہ
"	یکم و ۲۹ جمادی الثانی سہ شنبہ
"	یکم و ۲۹ شعبان المعظم جمعہ
"	یکم و ۲۹ شوال دوشنبہ
"	یکم و ۲۹ ذیحجہ پنجشنبہ
سنہ ۱۳ھ	یکم و ۲۹ صفر یکشنبہ
"	یکم و ۲۹ ربیع الثانی چہارشنبہ
"	یکم و ۲۱ و ۲۲ جمادی الثانی سہ شنبہ

ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف طا د طبری جسکا پہلا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) و ۹ ذیحجہ عرفہ (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک منتہی ہوتا ہے اور تیسری ماہ رمضان (دوشنبہ) ہے دیکھو نقشہ چہارم اور دوسرا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک پہونچتا ہے۔ اور تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) بھی ہے دیکھو نقشہ دوم۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱			۱	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱	پنجشنبہ	جمعہ
۲			۲	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲	جمعہ	شنبہ
۳			۳	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۳	شنبہ	یکشنبہ
۴			۴	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۴	یکشنبہ	دوشنبہ
۵			۵	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۵	دوشنبہ	سہ شنبہ
۶			۶	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۷			۷	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۸			۸	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۸	پنجشنبہ	جمعہ
۹			۹	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۹	جمعہ	شنبہ
۱۰			۱۰	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۰	شنبہ	یکشنبہ
۱۱			۱۱	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۱	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۲			۱۲	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۲	دوشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			۱۳	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			۱۴	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			۱۵	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			۱۶	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			۱۷	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			۱۸	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			۱۹	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			۲۰	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			۲۱	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲			۲۲	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			۲۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			۲۴	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۵	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۶	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۷	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	۲۸	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	جمعہ	شنبہ	۲۹	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	شنبہ	یکشنبہ	۳۰	X	X	سہ شنبہ	چہارشنبہ	X	X	۳۰		

یہ نقشہ (چہارم) پہلے خانہ کا ہے اور نقشہ (دوم)

دوسرے خانہ کا موید ہے

۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (جمعہ) ۳۰ (شنبہ) سنہ ۱۰ھ کیم و ۸ ذیحجہ (یکشنبہ) ۹ ذیحجہ (دوشنبہ)
کیم و ۲۹ محرم (دوشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (سہ شنبہ) سنہ ۱۱ھ کیم و ۲۹ صفر (چہارشنبہ)
〃 ربیع الاول (پنجشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (جمعہ) 〃 ربیع الثانی (شنبہ)
〃 جمادی الاول (یکشنبہ) ۳۰ 〃 دوشنبہ 〃 جمادی الثانی (سہ شنبہ)
〃 ماہ رجب المرجب (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) 〃 ماہ شعبان (جمعہ)
کیم رمضان (شنبہ) سویم (دوشنبہ) ۹ (شنبہ) یکشنبہ 〃 شوال المکرم (دوشنبہ)
〃 ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ 〃 (چہارشنبہ) 〃 ذیحجۃ الحرام (پنجشنبہ)
〃 محرم (جمعہ) ۳۰ محرم (شنبہ) سنہ ۱۲ھ 〃 صفر المظفر (یکشنبہ)
〃 ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ 〃 (سہ شنبہ) 〃 ربیع الثانی (سہ شنبہ)
〃 جمادی الاول (پنجشنبہ) ۳۰ 〃 (جمعہ) 〃 جمادی الثانی (شنبہ)
〃 ماہ رجب (یکشنبہ) ۳۰ 〃 دوشنبہ 〃 شعبان المکرم (سہ شنبہ)
〃 ماہ رمضان (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) 〃 شوال المعظم (جمعہ)
〃 ذیقعدہ (شنبہ) ۳۰ 〃 (یکشنبہ) 〃 ذیحجۃ الحرام (دوشنبہ)
〃 محرم الحرام (سہ شنبہ) ۳۰ 〃 (چہارشنبہ) سنہ ۱۳ھ 〃 صفر المظفر (پنجشنبہ)
〃 ربیع الاول (جمعہ) ۳۰ 〃 (شنبہ) 〃 ربیع الثانی (یکشنبہ)
〃 جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ 〃 (سہ شنبہ) ۲۲ جمادی الثانی چہارشنبہ سنہ ۱۳ھ (پنجشنبہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس کتاب میں آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کے نزول کی صحیح صحیح کامل تحقیقات کی جائے گی تاکہ سلاشیان حق پر کماحقہ روشن وعیان ہو جائے کہ حقیقت میں آیہ مبارکہ صدر کا نزول کب اور کس وقت اور کس روز اور کس سورہ کی جز ہو کر بقید تاریخ و مہینہ و یوم کے اور کیوں ہوا اور ساتھ ساتھ حدیث تصدیق پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام بھی مطابقت کرے۔

اور یہ کہ وہ سورہ جسکے آیات میں سے ایک آیت آیہ موصوفہ ہے وہ قرآن مجید موجودہ ابین فریقین مکی ہے یا مدنی ہے اور مفسرین ومحدثین نے عموما اور روایت کرنوالے اصحاب ثقات سے خصوصا وہ حضرات جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سفر میں از مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا وتعظیما تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج وعمرہ ودیگر فرائض متعلقہ کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس لئے خاص اونھیں اصحاب موصوف الذکر کے مرویات باسنادہ ارباب ناظرین کو دکھاتا ہے۔

واضح ہو کہ اس تحقیق کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ابتدا تاریخ سفر حجۃ الوداع ماہ ذیقعدہ سے کیجائیگی کیونکہ تاریخ آغاز سفر حجۃ الوداع کے صحت پر دار ومدار آیہ اکمال دین اور اتمام نعمت کے صحیح نزول کا ہے اسی سے یوم و تاریخ ابتدا مرض النبی کے صحت اور ارباب سیر کا بیان صحیح میلان کے ساتھ بقید یوم وفات النبی سب کا سب متحقق ہو جائے گا۔

حالانکہ یہ تحقیق طلب امر زمانہ از تیرہ سو سال کے گذرا اور گذر رہا ہے چونکہ تاریخ وسیر نے کوئی امر فروگذاشت نہین کیا البتہ بعض حضرات نے اپنے نقطہ نظر سے تصرفات کیے ہین جسکی وجہ سے آنحضرت کی تاریخ وفات ۱۲ وفات سے مشہور ہو کر غیر محقق رہی۔ یہانتک کہ خود شمس العلما شبلی صاحب کا بیان ہے کہ یکم سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ بھی طرفہ یہ ہے کہ جب تاریخ سفر حجۃ الوداع بقید یوم اور پہونچنے مکہ معظمہ بقید و تاریخ و یوم اور یوم عرفہ اور یوم النحر ایام التشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) ذیحجہ تا واپسی مدینہ منورہ اور پانچوین روز سر راہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے مقام پر نزول آیہ جلیلہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ مع سورہ مائدہ کے ہوا جس کے بعد جناب رسالت مآب صلعم کا ارشاد خطبہ عظیمہ اور دستار بندی جناب ولایت مآب علی مرتضی علیہ السلام بقید مقام و یوم و تاریخ

فی الحدیث غرض جملہ امورات تحقیق طلب کتب سیر و تاریخ و مناقب و صحاح و مسانید مین لفظاً لفظاً موجود ہین پھر بھی صحیح تاریخ بقید یوم وفات النبی صحت مع الحساب سے حتمی نہ ہوا یا جو کچھ یوم بقید و تاریخ کے ہے اوس کا حساب اپنے ہی مطابق احادیث و روایات موثقہ کے موافق درست نہ آنا تصرفات مذکورہ پر اثر ڈالتا ہے۔

جب جمہور ارباب سیر کے بیان اور احادیث مستندہ و روایات موثقہ سے تاریخ و یوم نزول آیہ تکمیل و سبب نزول اور کل تاریخہائے موقوعہ بقید ایام جنکا ذکر ضروری و لازمی ہے مثل تاریخ بقید یوم حکم آنحضرت صلعم برائے تہیہ اسباب سفر جنگ روم یا اسامہ بن زید کیلئے ایک خاص دن و تاریخ مین آنحضرت صلعم کا بنفس نفیس نشان فوجی بناکر اُسامہ کو عطا فرمانا اور سب سے بڑھ کر بعد نزول آیہ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے رسالتمآب صلعم کا صرف اکیاسی شب یا یوم زندہ رہنا مطابق واقع اور تاریخ بقید یوم کے از روی حساب کے صحیح و درست آجانا پایا جائے تو پھر کوئی گنجائش کلام کرنیکی باقی نہ رہیگی۔

کتاب ہذا علامہ شبلی کے سیرت النبی کا تبصرہ ہے جو علیگڈہ کالج کے معزز پروفیسران مین سے تھے جنکی طرز جدید کی پہلی کتاب الفاروق بھی ہے جسکا وہ حصہ جو آنحضرت صلعم کے حالات سے متعلق ہے وہ در اصل سیرت نبوی ہے اس لئے اس الفاروق سے نیز مولانا امین اللہ تلامذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے جنھون نے سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمی تحریر فرمایا ہے اور جو فاضل مخاطب سے ایک سو سال پہلے گذرے ہین۔ اور حجہ سفر حجۃ الوداع مین رفیق سفر بھی ہین اس لئے ہم ہر دو سنی المذہب کے بیان سے ابتدا کرین گے۔

"ناظرین سے التماس عرض ہی کہ ذیل کے آیہ کریمہ کے مفہوم کو ملحوظ خاطر رکھین"

قولہ تعالی قد خاب من افتری و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندہے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔

قبل اس کے کہ سیرت النبی شبلی سے لکھا جائے۔ سیرت منظوم قصیدہ عظمی سے ابتدا سفر ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ تا وفات النبی تمام و کمال امورات لکھے جاتے ہین جو سب کے سب شبلی صاحب کے بیان کے مطابق ہین بلکہ جن بعض امور کو سیرت مین فروگذاشت کر گئے ہین وہ بھی ارباب سیر اور مفسرین کے اقوال کے موافق تائید و تصدیق مین آجائین گے چونکہ ہم کو امورات تحقیق طلب بوجوہ کامل حساب کے ساتھ دکھانا ہے اس لئے ہم کسی امر کو ترک کرنا یا اخفا کرنا نہین چاہتے جس کے بعد حقیقت کا انکشاف ارباب نقد و انصاف پر روز روشن کی طرح عیان ہو جائیگا۔

اس ابتدا سے پہلے مصنف (قصیدہ عظمی) کا ترجمہ جو اسی سیرت (منظوم) کے آخر کتاب پر نقل ہے لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو مولانا امین اللہ مصنف سیرت منظوم کے منزلت اور پایہ سند کا اعتبار واضح ہو جائے۔

(قصیدہ عظمی مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ ہے)

ترجمہ

مولف علامہ رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از کتاب تذکرۃ النبلاء مولفہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی

مولانا امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ الانصاری ابو الدرداء نگرنہسوی العظیم آبادی علوم متعارفہ بحضور والد ماجد خود و دیگر اجلہ کرام مثل الشیخ الاجل محدث الہند ولی اللہ بن عبد الرحیم الدہلوی و حضرت شیخ عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی حاصل ساخت پس از ان بمسند افادہ نشست و تا مدت دراز در مدرسہ عالیہ کلکتہ مدرس بود فیوض و برکات خود بطلبا و مستفیدان ریخت وصف این شیخ اجل شہرۂ آفاق بودہ است و علم ادب و بلاغت و فصاحت بعصر خود نظیرے نداشت بعض قصائد مولفہ حضرت ایشان کہ در کتاب حدیقۃ الافراح موجود است شاہد این مدعا است و تصانیف مفیدہ دارد و منہا قصیدۂ عظمی کہ درآن داد فصاحت دادہ و بہ بیان احوال حضرت احمد مجتبی محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم از بدو مولد تا وفات آن صلی اللہ علیہ وسلم بمرتبہ بلاغت رسانیدہ و منہا حاشیہ بر میر زاہد رسالہ و میر زاہد شرح مواقف و حاشیہ بر مسلم الثبوت و رسالہ در بیان فصاحت آیہ کریمہ و فی القصاص حیاۃ الخ و دیوان فارسی و غیر ذلک کہ از مطالعہ آنہا قدر علم این شیخ معلوم میشود تاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۳ھ در کلکتہ رحلت فرمود۔ و ہمانجا مدفون شد تلامذہ او کثیر اند منہم علامہ معین اللہ ابن ذی رح و منہم مولانا عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ برادر زادہ حقیقی قاضی لنگرن ضلع مدراس و قاضی فضل الرحمن البردوانی و مولوی غلام مخدوم ملیباری و غیرہم و بزرگان ایشان ہم از فضلای نامدار و علمای کبار بودند والد ماجد ایشان شیخ سلیم اللہ بن مولانا علیم اللہ کتب درسیہ از والد ماجد خود حاصل ساختند و بر شاہ عبد اللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردند و منجملہ تلامذہ ایشان مولانا امین اللہ و مولوی غلام بدر پسران ایشان ہستند و سنہ ۱۱۹۱ھ سال وفات ایشان است مرقد ایشان ہمین موضع نگرنہسہ است و اولاد و امجاد ایشان و احفاد برادر ایشان ہم صاحب فضل و کمال شدند ابن ذی مولانا معین اللہ از اعاظم علما بود و مولانا محمد ابراہیم بن مولانا معین اللہ از کملاء دہر و منتخبات عصر شمردہ میشد و او را تصانیف انیقہ است مجتبی شرح دیوان متنبی و ضابطۃ الادبا و غیر ذلک المتوفی ۱۲۸۲ھ و مولانا قاضی عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ المتوفی ۱۲۲۳ھ و مولانا تصدق حسین المتخلص بہ خلاق ابن قاضی عبید اللہ مذکور المتوفی ۱۲۹۹ھ این ہر دو حضرات ہم وحید عصر و فرید دہر بودند للہ الحمد و المنۃ کہ الان در خاندان ایشان صاحب فضل و کمال موجود اند مولانا علیم الدین حسین بن تصدق حسین مرحوم کہ تلمیذ رشید مولانا نعمت اللہ لکھنوی و مفتی صدر الدین خان دہلوی و مولانا شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہستند از یکتائی دہر اند حق تعالی جناب ایشان را بحفظ امان دارد و خلائق را از ذات ایشان منتفع گرداند

قصیدۂ عظمی کے ختم پر قطعۂ تاریخ نتیجۂ نقاد تحریر دوران فخر زمان جناب مولوی حکیم میر شاہجہان صاحب المتخلص بہ کامل سلمہ خویش جناب شیخنا رئیس المحدثین و الفقہا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی ظلہ اللہ تعالی

جو پائی ہے قصیدے نے بصد زیب　　خدا کے فضل سے طبع مجدد
کسی نے اس کا سال طبع پوچھا　　کہا کامل نے "تاریخ مجید" ۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالی

شمس را چون بدید در حیرت　　فلک بگفت چیست ترا
چہ تجلی بدیدہ گفتا　　کہ جمال قصیدۂ عظمی ۱۳۰۳

قصّهٔ حجة الوداع

(صفحه ۸۶ و ۸۷)

بروز شنبه و بست و ششم ز ذی قعده عـلـه (۱) بسوئے مکه روان شد رسول یزدانی

که تا فریضهٔ حج را ادا شتاب کند (۲) حیات را چه وفا تا بموسم ثانی

درین سفر زن و فرزند جمله همراهش (۳) نود هزار برون شد ز خویش و اعوانی

به ذی الحلیفه عـلـه خود احرام بهر حج بسته (۴) براند هدی به تقلید و شق کوهانی

خیار داد بهمراهیان بخواهش شان (۵) بانفراد حج و عمرهٔ و باقرانی

بهشت روزه ره مکه قطع کرد و بدید (۶) صباح چهارم ذی الحجه بیت ربّانی

طواف کعبه نمود و بماند با احرام (۷) که حل صاحب هدی است بعد قربانی

کسے که کرده بُد از حج بانفراد احرام (۸) و لے نه کرد پے هدی حج بغنم رانی

مباح کرد شکستن بر آن کس آن احرام (۹) بکار عمره و بستن برائے حج ثانی

همین است متعه حج کان زمان شد آن مشروع (۱۰) که تا بیک سفر آید دو کار ز آسانی

بروزها که نبی داشت در حرم منزل (۱۱) علی هم از یمن آمد بمکه سر عانی

بساحت عرفه روز جمعه کرد آگاه (۱۲) نزول آیهٔ تکمیل دین حقّانی

که یافت تکمله امروز دین اسلامی (۱۳) گرفت خاتمه زین وقت وحی فرقانی

بدرک آیه ز مفهوم آن عمر بگریست (۱۴) نبی چو دید بپرسید وجه گریانی

بگفت عمر بوحی است اشارهٔ تودیع (۱۵) غم فراق تو کرد است اشکبار آنی

نبی بگفت حق است آنچه فهمیدی (۱۶) طلب همی کندم ربّ النبی و جانی

عـلـه ۲۹ ذوقعده سنه ۱۰ھ شنبه مذکوره جو چار شبون باقی رہنے پر حضرت کے سفر حجة الوداع فرمانے کی تاریخ دی گئی وه صحیح نہیں ہے اسلئے کہ دوسری تاریخ الاوّل یوم دوشنبه وفات النبی کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعده کو جمعه ہوتا ہے دیکھو نقشه جنتری حرف میم مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانه نیز حضرت کے اخیر صفر یعنی ۲۹ صفر چہار شنبه کے مراجعت سے ۲۶ ذوقعده چہار شنبه واقع ہوتا ہے دیکھو نقشه جنتری مذکوره کا دوسرا خانه نیز ۲۶ ذوقعده یعنی چار شبون ماه ذیقعده کی باقی پر سفر حج کو وداع فرمانیکی کوئی روایت نہیں ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعده کے سفر حجة الوداع فرمانیکی روایت اخراج کی ہے۔ (دیکھو حاشیه ص ۳ کتاب ہذا)

چنانچه امام زہری نے حضرت عائشهؓ سے اور موسیٰ بن عقبه نے حضرت ابن عباسؓ سے اور ابن اسحاقؒ اور امام مالکؒ و امام احمدؒ بن حنبل اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنے اپنے صحیح میں اور امام نسائیؒ نے اپنے سنن میں علاوه حضرت جابرؓ کے حضرت عائشهؓ سے اور ابن جریر طبریؒ نے حضرت عائشهؓ سے اس عبارت سے روایت کی ہے (خرج رسول الله صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعده) یعنی نکلے رسول اللهؐ حج کیلئے جبکه ذیقعده کی پانچ راتین باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعده کو مدینه منوره سے روانه ہوئے (اور دیکھو ص ۱۲ کتاب ہذا قرة العیون شرح سرور المحزون شاه ولی الله محدث دہلوی)

عـلـه ۵ ـ اور اسی قرة العیون کے صفحه ۱۵ میں ہے ـ مدینه سے کوچ فرمایا اور ذو الحلیفه مین آکر اُترے اور وہان عصر کی نماز قصر کی اور ایک شب وہان رہے ـ (باقی حاشیه ص ۲۹ پر ہے)

بخطبهٔ عرفات آنچنان مواعظ کرد	۱۷	که پندهاے مودع بجمیع خلانی
بگفت هر که دمه حجة الوداع این است	۱۸	چو سعی کرد نبی در بلاغ زیشانی
روایتے است که اندر منیٰ درین موسم	۱۹	چو سرور از عرفات آمده بجانی
فرود آمد اذا جاء نصر والفتح از آن	۲۰	نزول وحی کتاب خداے پایانی
نبی بفاطمه طلبید و گفت سورهٔ نصر	۲۱	خبر همی دهدم از لقاے رحمانی
شنیده فاطمه این حرف گریه کرد که چون	۲۲	ز رقت پدر آید بدرد هجرانی
نبی بگفت که اے نور دیده گریه مکن	۲۳	کسیکه سوے من آید نخست تو آنی
چو فاطمه بشنید این نوید خندان شد	۲۴	چنانکه از پس شش ماه یافت لقیانی
فراغ یافته پیغمبر از مناسک حج	۲۵	مدینه کرد مع الخیر باز گردانی
رسید بر لب آب که بود نامش خم [۵۱]	۲۶	بداد حکم پے جمع قوم ایمانی
بخواند خطبهٔ تودیع [۵۲] اندر آن مجمع	۲۷	برشدانه نصائح نمود جولانی
که زود پیک قضا سوے من همی آید	۲۸	پیام می دهدم از وصال ربانی
شما عمل بنماید بر نکو کارے	۲۹	که بعد من کند از گمرهی نگهبانی

بقیہ صفحہ گذشتہ

مغرب اور عشاء اور فجر اور ظہر وہان پڑھی × × × اور منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے سواے نماز ظہر کے کوئی نماز خاص واسطے احرام کے پڑھی ہو ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذوالحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے۔

ے سیرت شبلی حصہ ثانی مین ہے کہ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جسکو مولانا امین اللہ نے ۸ روز مین طے ہونا ۵ ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ لکھا ہے جس سے یہ سفر شبانہ روز مین طے ہونا پایا جاتا ہے جو بالکل ناممکن ہے کہ دس منزل کا سفر ایک ہفتہ مین پورا ہو سکے اس لئے ۲۸ ذیقعدہ قطعاً غلط ہے۔

۵۱ خم فی صحیح مسلم قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة یعنی کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے ایک روز ہم مین درحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام خم غدیر درمیان مکہ اور مدینہ کے یعنی ۱۸ ذیحجہ کو اسی مقام اور تاریخ سے آخر عمر کا حساب ہے۔

۵۲ خطبۂ تودیع یعنی الوداعی فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایها الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین (صحیح مسلم) یعنی بعد حمد و ثنا خدا اور وعظ و پند کے فرمایا آگاہ ہو اے الناس کہ نہین ہون مین مگر بشر اور قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی ملک الموت پس اجابت کرونگا اور مین چھوڑے جاتا ہون ثقلین یعنی دو شئی نفیس و عظیم القدر اور غنیة الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی مترجم اردو مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۲ھ کے صفحہ ۳۸۲ مین بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہے ثم مکث رسول اللہ صلعم بعد نزولها احدی وثمانین یوما ثم قبضه اللہ تعالیٰ الی رحمته ورضوانه وروی ذلك عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما وغیره من المفسرین۔ یعنی پھر ٹھہرے حضرت رسول اللہ صلعم اس آیت (الیوم اکملت) کے اترنے کے بعد اکیاسی روز پھر انکو قبض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضا مندی کیطرف عبد اللہ بن عباس اور سوا اون کے مفسرین سے یہ روایت مروی ہے۔ اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے ج ۳ صفحہ ۱۹ مین ہے قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول هذه الآیة احدی وثمانین یوما۔ یعنی کہا ابن عباس نے پس ٹھہرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ اکیاسی (۸۱ یوم) روز۔ اور مناقب آل ابیطالب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ مطبوعہ بمبئی ج ۳ ص ۳۲ مین ہے عن ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی هذه الآیة باحدی وثمانین یوما یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق حضرت رسول علیہ السلام بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز پر وفات فرمائی۔

بحُبِ عترت من اعتصام باید کرد ۳۰ زنید چنگ بحبل المتین قرآنی

علی قافلہ سالار اہل بیت نبی ۳۱ بخطبہ یافتہ تشریف ہا فراوانی

بگفت سرور دین ہر کرا منم مولےٰ[1] ۳۲ وراست خواجہ و مولیٰ علی وحدانی

گرفتہ دست علی را عمر بجنبانید ۳۳ بداد تہنیت و دوستانہ شادانی

کہ اے بَخٍّ لَّکَ اَصْبَحْتَ اَنْتَ مَوْلَی الْکُلِّ ۳۴ فزود قدر تو سرور بہ چشم اعیانی

مدینہ آمدہ سرور بماند چند ایام ۳۵ باعتدال مزاج وصلاح ابدانی

در ذکر مرض و وفات رسول صلعم

بچار شنبہ[2] از عشرۂ اخیر صفر ۳۶ زسال یازدہم موسم زمستانی

زدرد سر مرض الموت ابتدا گردش ۳۷ بعارض تپ مطبق کہ داشت پنہانی

---

[1] سورہ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شیٔ وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و بیان کرد خدا داستانے دیگر دو مرد یکے از ایشان گنگ است قدرت ندارد و بر چیزے و او گران است بر خواجہ خود ہر کجا کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور بیان کی اللہ نے دو مرد کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنی کے جدھر بھیجے۔
شاہ عبد القادر محدث دہلوی موضح القرآن میں فرماتے ہیں وھو ...... یوجھہ (ترجمہ) اور وہ بوجھ ہے اپنے صاحب پر جسطرف اسکو بھیجے۔
اور تفسیر حسینی مواہب علیہ میں ہے وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است بر کسے کہ متولی امر او باشد۔

[2] معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ کے ابتدائے کتاب تاریخی حصہ کے صفحہ ۵ میں ہے صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ حضرت صلعم کے درد پیدا ہوا یعنی ۲۸ صفر (چہار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) آپ نے بعمر ۶۳ سال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا۔ دو دن اخیر صفر کے بارہ دن ربیع الاول کے کل چودہ دن ہوئے اسی مدت کو شاہ ولی اللہ نے سرور المحزون میں حضرت کا بیمار رہنا لکھا ہے۔ اور قرۃ العیون (حصہ ششم) شرح (سرور المحزون شاہ ولی اللہ) کے صفحہ میں ہے اور اسی گیارہویں سال میں صفر کی چھبیسویں تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کیواسطے لڑائی روم کی کریں۔
سیرۃ حلبیہ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ ۔ سریۃ اسامۃ بن زید الی اُبنیٰ فی کلام السہیلی رحمۃ اللہ وھی قریۃ عند موتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رض لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ امر صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ
اسامہ بن زید کی مقام اُبنیٰ کیطرف بغرض جنگ روانگی سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مطابق اُبنیٰ ایک قریہ کا نام ہے جو موتہ کے قریب واقع ہے جہاں زید بن حارثہ شہید ہوگئے۔ ۲۶ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے روم کی چڑھائی کیلئے آمادگی کا حکم دیا جب بدھ کے دن ۲۸ صفر ۱۱ھ ہوا تو آنحضرت کو درد کی شکایت پیدا ہوئی اور آپ بخار و دردسر میں مبتلا ہو گئے اور دوسرے دن پنجشنبہ ۲۹ صفر کو آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لوائے جنگ درست فرمایا۔
نیز سیرۃ حلبیہ مذکورہ کے ۲۸ صفر (چہار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی تائید میں بحار الانوار ج ۶ ششم نصف آخر صفحہ ۹۶۵ مطبوعہ طہران سے یہ عبارت نقل ہے۔ کانت سریۃ اسامۃ بن زید وذلک ان رسول اللہ صلعم امر الناس بالتھیؤ لغزو الروم لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان من الغد دعا اسامۃ بن زید فقال سر الی موضع مقتل ابیک واوطئھم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل اُبنیٰ فلما کان یوم الاربعاء بدأ رسول اللہ صلعم فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔
ترجمہ ۔ سریہ اسامہ بن زید کا واقعہ یہ ہے کہ بتاریخ ۲۶ صفر ۱۱ھ رسول اللہ نے لوگوں کو روم پر چڑھائی کیلئے آمادہ ہونے کا حکم دیا دوسرے روز (۲۷ صفر) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے باپ کے قتلگاہ کیطرف جاؤ اور ان کے لوگوں کو گھوڑوں سے کچل دے دیجئے۔ باقی ترجمہ دیکھو صفحہ

بازو یا در مرض اشتداد حمی شد ۳۸ کز احتراق ہمی کرد آب پاشانی

بانتہا شدہ غشی و افاقہ مستبدل ۳۹ روادۂ مرض آورد سوی بحرانی

دگر اسامہ بن زید را امارت داد ۴۰ کہ داشت سرور دین مہر با وی ارزانی

بگفت با کبرائے[۵۱] مہاجر و انصار ۴۱ کنند جملہ بہ ہمراہیش شتابانی

رسیدہ در حد امنی نواحی بلقا ۴۲ ز رومیان بستانند کین اعیانی

کہ زید و جعفر و ابن رواحہ را کشتند ۴۳ بجنگ موتہ و دارند عزم طغیانی

بدست خویش لوائے اسامہ را بستہ ۴۴ برون شہر نہاد شد بہ جمع شجعانی

اکابران بوداع رسول می رفتند ۴۵ ہمی شدند بعسکر بحال گریانی

زدند طعنہ جوانان کہ چون امیر شود ۴۶ غلام زادۂ بر مجمع مومنانی

نبی شنیدہ ببالائے منبر مسجد ۴۷ برفت و کرد خدا را ثنا فراوانی

خطاب کرد از آن پس بہ مجمع انسان ۴۸ کہ گفت وگوئے چہ دارند بعض شبانی

بر آن کہ میری لشکر اسامہ را دادم ۴۹ کہ ہست زادۂ زید شہید میدانی

مدار طعن شما بر اسامہ تنہا نیست ۵۰ نہ بیش ازین پدرش شد امیر سرانی

بہ آن خدائے کہ جانم بدست قدرت اوست ۵۱ کہ زید بد بامارت حقیق و شایانی

اسامہ را کہ بجانش عزیز میدارم ۵۲ بہ از شماست بسالاریش چہ نقصانی

ہمان بہ است کہ در خیر خواہیش کوشید ۵۳ بکار جنگ شویدش بطوع فرمانی

شنیدہ جملہ سران[۵۲] خیمہ ہا برون کردند ۵۴ فضائے بطن جرف شد ز فوج ملانی

گذشت کار چو از اشتداد بیماری ۵۵ از آن کہ جانب مسجد رود بآسانی

براد حکم کہ بوبکر امام وقت شود ۵۶ نماز مقتدیان را کند نگہبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ میں نے اس لشکر کا سردار انہی کو بنایا ہے تو اہل انبنی پر کل صبح ہی سے چڑھائی کر دے غرض جب بدھ (۲۸ صفر) کا دن ہوا تو رسول اللہ تپ اور درد سر میں مبتلا ہو گئے اور بروز پنجشنبہ (۲۹ صفر) اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے علم تیار فرمایا۔

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے باب دہم مطبوعہ فرخ ہند ۱۲۹۰ھ آخر صفحہ ۳۲۱ میں ہے۔ "روز چہارشنبہ بست وہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد۔ یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کو رسول اللہ مرض میں مبتلا ہوئے جسکا تیرہواں روز بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ او وفات یعنی اور تیرہواں دن (دوشنبہ) ۱۲ ربیع الاول ہوا۔

[۵۱] سیرۃ النبی شبلی ج ۲۔ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۳ میں ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔" یہ پہلا حکم ہے جو ۲۸ صفر (پنجشنبہ) کو ہوا دوسرا حکم لوگوں کا طعن سنکر وفات سے دو دن پہلے ہوا۔ (مؤلف)

[۵۲] اسی سیرۃ النبی شبلی کے صفحہ میں ہے۔ "۱۱ھ زمانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے لشکر کو یمن روانہ فرمائیں گے۔ یہ دوبارہ حکم وفات کے دو یوم قبل سنیچر کے دن نویں ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو (۲۹ صفر) پنجشنبہ کا دسواں روز تھا دیا گیا۔ الفاروق صفحہ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۸ھ میں ہے کہ ۱۱ھ صفر میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کیلئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم ہوا کہ ان کے ساتھ جائیں لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر میں آنحضرت صلعم بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی ہو گئی۔

بوقت فجر دوشنبہ بروز استحضار ۵۷ تن مبارکش آمد زتپ بآسانی

پے نماز جماعت برفت تا مسجد ۵۸ کہ از افاقہ در آمد دلش بفرحانی

نہادہ دست زیکجانبی بدوش علی ۵۹ بشانۂ بن عباس جانب ثانی

زپیش خواست ابوبکر تا بصف آید ۶۰ اشارہ کرد نبی تا بجاے خود مانی

نبی یسار ابی بکر رفت بنشستہ ۶۱ نشستہ کرد امامت بقول رجحانی

باذن رفت ابی بکر اندرین فرصت ۶۲ بخانہ کہ بدش از مدینہ بالائی

کہ بنت خارجہ جفتش مقیم بد آنجا ۶۳ دگر کسانش نبی را بدند حیرانی

خطاب کرد ہمان روز پیش استحضار ۶۴ بالتفات سوے جمع خویش اخوانی

بگفت پارۂ قرطاس سوے من آرید ۶۵ پے شما بنویسم سطور چندانی

کہ بعد ازان نہ رود کس براہ گمراہی ۶۶ باقتضای طبیعی و میل نفسانی

عمر کہ کن مکن او بارگاہ نبی ۶۷ بسند بود و موید بوحی قرآنی

بگفت منع کنان حسبنا کتاب اللہ ۶۸ نبی زشدت حمی است در سخن رانی

---

۵ شبلی صاحب سیرت النبی صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ جن صحابی نے قلم دوات لانے میں گفتگو کی، بخاری میں ان کا نام نہیں لیکن حدیث کی اور کتابوں میں (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں انکے یہ الفاظ ہیں قد غلب علیہ الوجع وعندکم قرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتوں کے یہ الفاظ ہیں) قالوا ان رسول اللہ صلعم یہجر) تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلعم بے حواسی (ہجر) کی باتیں کرتے ہیں۔ اور الفاروق کے صفحہ ۱۶ میں (ہجر) کا معنی ہذیان ہیں بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جن میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً اہجر ہجر (دو دفعہ) غرض صحیحین (بخاری و مسلم) کے سب جملوں میں حضرت عمر کا نام ہے جسکو اب سیرت النبی میں انکار ہے۔

طلب قرطاس فرمانے کی روایت تائیداً فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے جزو (۳۰) مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۔۔ اب کرتا ہوں اختلاف سے بخاری کی یہ حدیثیں جسمیں بالخصوص حضرت عمر کا نام ہے لکھی جاتی ہیں۔ حدثنا ابراھیم بن موسی قال اخبرنا ھشام عن معمر عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال و فی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال ھلم اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدہ، قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ واختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم کتاباً لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند النبی صلعم قال قوموا عنی الخ۔

بخاری کہتے ہیں حدیث کی مجھ سے ابراہیم بن موسی نے کہا خبر دی مجھکو ہشام نے معمر سے انہوں نے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس سے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے پاس گھر میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سامان کتابت لادو کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھدوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ میں اختلاف واقع ہوا بعض تو کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ حضرت جو کچھ چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ الخ۔ (ایسی حدیثیں آگے بخاری صحیح مسلم میں آئینگی)

الفاروق شبلی کے صفحہ ۳۰ میں ہے (نعوذ باللہ) روایت میں ہجر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہذیان کے ہیں علاوہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ)

آخر صفحہ ۲۹ میں ہے کہ تمام روایتوں میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت نے کاغذ و قلم مانگا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں

مرادش آنکه بفحوای آیه تکمیل ۶۹ نماند واجبی از واجبات ایمانی

برای مصلحت اکنون که اندیشد ۷۰ کجاست طاقتش اندر توای جسمانی

ازین سخن چو درین کار اختلاف افتاد ۷۱ نکرد کار کسی جز بلند افغانی

نبی هم از شغب مردان برنج آمد ۷۲ برون روید ازینجا بگفت سرگرانی

برآمدند چو مردان ز حجرۂ نبوی ۷۳ بحجر عایشه تنها و سر بگریبانی

اسامه کش نبی آن روز کرده بد رخصت ۷۴ بنزد لشکر کوچ بداد و جمع اعیانی

عمر هم از بر سرور میان لشکر رفت ۷۵ که تا همی او کند شتابانی

بر آن بدند که بندند رخت کوچ آن روز ۷۶ بر پشت اشتر و اسپ و بعیر نوقانی

که ام ایمن اتم اسامه کس بفرستاد ۷۷ بر اسامه که سرور همی شود فانی

اسامه با عمر آمد بمدینه بشنید ۷۸ که بست رخت اقامت بملک روحانی

باختلال درآمد شنیده هوش عمر ۷۹ درون حجره درآمد باذن نسوانی

بدید روی نبی را و گفت در غشی است ۸۰ نمرده است و نمیرد رسول ربانی

حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔ علامہ قرطبی نے یہ تاویل کی ہے اور اس پر ان کو ناز ہے کہ جن لوگوں نے یہ لفظ (یہجر ہذیان) انکار و استعجاب کے طور پر کہا تھا یعنی یہ کہ آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے خدانخواستہ آنحضرت کا قول ہذیان تو نہیں ہے کہ اس پر لحاظ نہ کیا جائے یہ تحریر کر کے شبلی صاحب لکھتے ہیں یہ تاویل نکتہ سنجی ہوئی ہے لیکن بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جس میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً ہجر ہجر دو دفعہ۔

پھر لکھتے ہیں یہ اس تمام مدت (۱۳ دن) بیماری میں آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت میں نہیں ۔

لہ سیرت شبلی ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے غزوات میں گزر چکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو حدود شام کے عربوں نے شہید کر ڈالا تھا آنحضرت اس کا انتقام لینا چاہتے تھے آپ کی زندگی کے آخر روز پہلے (یعنی دو شنبہ ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ) آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائیں اور ان ظالموں سے اپنے باپ کا انتقام لیں۔

تجرید الطبری سنہ ۱۱ھ میں رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو سردار بنا کر شام کی مہم پر بھیجا اور چونکہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ تھا حضرت ابوبکر و عمر اور بڑے بڑے نامور صحابہ مامور ہوئے کہ فوج کے ساتھ جائیں اسامہ ابھی روانہ نہ ہونے پائے تھے کہ رسول اللہ نے بیمار ہو کر انتقال فرمایا الفاروق ص ۵۰

یہ اول حکم ہے جو ۲۹ صفر (چہارشنبہ) کو مہاجرین کبار کا اسامہ بن زید کی ماتحتی میں امر ہوا ہے جسکے بعد ۹ ربیع الاول دو شنبہ کو جو ۳۰ صفر کا دوسرا دن تھا رسول اللہ نے لوگوں کے طعن آمیز کلمات سماعت فرما کر غضبناک شدید اسے خطبہ فرمایا ہے اور بار دیگر اسامہ کی ہمراہی میں جانے کے لئے تاکید کی ہے جسکی بھی تعمیل نہیں کی گئی اور آخر میں وفات کے دن کا (تو مواعتی) حضرت کا ارشاد دیکر حضرت عمر کا لشکر گاہ تک جانا ہوا جسکو بھی شبلی صاحب نقل نہیں کرتے اور لکھتے ہیں یہ لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے لیکن ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ اسامہ کے ہمراہ حضرت عمر کی واپسی لشکر گاہ جرف سے لکھتے ہیں دیکھو تجرید ابن اسحاق و واقدی (اور دیکھو سیرت دمیاطی اور مغلطائی ص ۹۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ اور مواہب لدنیہ ان سب کتابوں میں ۱۲ ربیع الاول کی واپسی ہے)۔ اسی وفات کی صبح حضرت نے یہ حدیث ارشاد کی ہے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کی حدیث نمبر (۶۰) نقل ہے جسکا ترجمہ آگے نمبر ۱۳ صحیح ترمذی میں آئیگا۔

اخرج سید ابو الحسن یحیی بن الحسن فی کتابہ اخبار المدینۃ عن محمد بن عبد الرحمن بن خلاد عن جابر بن عبد اللہ قال اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی والفضل ابن عباس فی مرضہ وفاتہ تعتمد علیہما حتی جلس علی المنبر فقال ایہا الناس قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فلا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ ثم اوصیکم بعترتی اہل بیتی ۔ مرض وفات کے دن حضرت کا ابن عباس و جناب علی کے سہارے مسجد جانا دیکھو شرح ص ۵۹ کتاب ہذا

برون ستاده همی گفت من حواله کنم ۸۱ بهر که گفت نبی مُرد تیغ بُر آنی

خبر شنیده ابوبکر شد بر اسپ سوار ۸۲ رسید و گرد ز سالم چو حال پرسانی

بگفت این ست عمر تیغ کشیده بدست ۸۳ چگونه با تو شوم حرف موت گویانی

بحجره رفت و ز روی نبی نقاب کشود ۸۴ بدید و بوسه ز حسرت زدش بپیشانی

بگفت با عمر اے مرد تیغ را افگن ۸۵ بیا بر سخنم گوش دار تا دانی

بگفت هر که پرستنده محمد را ۸۶ بداند آنکه محمد[۲] بمرد و شد فانی

بداند آنکه پرستنده خدا باشد ۸۷ که اوست زنده نمیرد بصرف ازمانی

بخواند آیت موت نبی و جمله بشر ۸۸ که خواه نخواه تو میرنده و ایشانی

شنیده گفت عمر واے حال من چون شد ۸۹ تو گوئی این همه نشنیده ام الی الآنی

دوم[۴] عزه ماه ربیع الاول بود ۹۰ که یافته است ز اهل حدیث رجحانی

ولے دوازدهم شهر شد آن تاریخ ۹۱ باختلاف روایات غیر اذعانی

---

۱ وفی روایة ان سالم بن عبید ذهب وراء الصدیق الی السنح فاعلم بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت النبی شبلی ج ۲ ص ۳۲۲) یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔ اور حضرت ابوبکر مقام سنح (مدینہ سے دو میل پرے) میں تھے۔

۲ مولانا امین احسن نے وفات النبی کی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے حدیث اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے شہرت کے لکھی ہے دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۱۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع میں (پنجشنبہ) اور ۲۹ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم اسلم حرف دون، نووی شارح مسلم جنکی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین باقی تھین ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی یعنی (۱۹ صفر) کو چہارشنبہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) جنکی مراجعت میں ۲۹، ۲۲، ۱۵، ۸ و یکم صفر (شنبہ) پس گیارہ صفر میں (سہ شنبہ) ہوا جس سے ۹ ذی الحجہ عرفہ کو پنجشنبہ ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ہوا۔ اسی حدیث مذکورہ میں لوگوں نے تصرف کر کے لفظ بقیت کی جگہ معنی باقی رہنے کے ہیں لفظ مضت جسکے معنی گذر رہے کے ہیں بدلدیا ہے اور مغازی ابو معشر کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ کتاب المغازی جزو ۱۰ صفحہ ۹۹ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور زرقانی علی المواہب جلد ۸ ثالث آخر صفحہ ۱۲ میں ہے۔

فی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر وهذا موافق لقول سلیمان التیمی المقتضی لان اول صفر کان السبت۔ یعنی مغازی ابو معشر میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ گذرے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان تیمی کے ہے اسلئے کہ اول صفر (شنبہ) تھا ترجمہ تمام ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ گیارہ صفر کو چہارشنبہ سے ۸ و یکم صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا پس ۲۹ صفر (یکشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا ہلالی خانہ جسمین ۱۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اور مولانا امین احسن نے اور ۲۰ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجائے یوم شنبہ اور اخیر صفر یعنی ۲۹ صفر کو (چہارشنبہ) لائے ہیں جس سے دوسری ربیع الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت میں ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کا دوسرا خانہ جسمین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اور مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین حدیث کے مطابق ٹھیک ٹھیک ہیں لہذا پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف الف اور حرف میم دونوں غلط اور باطل ہیں اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی صحیح روایت سے تائید ہوتی ہے۔

---

۳ ترمذی نے اپنے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے روایت کی ہے کہ میں ابو معشر سے کوئی روایت نہیں لیتا ۔ (اول صحیح ترمذی)

اب ہم نعمانی صاحب کے بیان سیرت النبی ۔ ج ثانی کے مقالے سے ابتدا کرتے ہیں ۔

قال

انحضرت صلعم نے ہجرت کے زمانے سے اب تک فریضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا ایک مدت تک قریش سدراہ رہے صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض آخر میں ادا کیا جائے ۔

بہر حال ذو قعدہ میں اعلان ہوا کہ انحضرت حج کے ارادے سے تشریف لے جا رہے ہیں ۔ یہ خبر دفعتًا پھیلگئی اور شرف ہمرکابی کے لیے تمام عرب اُمنڈ آیا (سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندھی نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینے سے چھ میل کے فاصلے پر ذو الحلیفہ ایک مقام ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے جہاں پہونچکر (شب بھر اقامت) فرمائی دوسرے روز دوبارہ غسل فرمایا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک پر عطر ملا اسکے بعد آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر قصوا پر سوار ہوکر احرام باندھا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے ۔

لبیك لبیك اللھم لبیك لا شریك لك وان الحمد والنعمة والملك لك لا شریك لك ۔

اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تعریف و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں حضرت جابر رض جو اس حدیث کے راوی ہیں اونکا بیان ہے کہ میں نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے داہنے بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا انحضرت صلعم جب لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے ایک صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی اور تمام دشت و جبل گونج اوٹھتے تھے ۔

سرف پہونچکر غسل فرمایا دوسرے دن اتوار کے روز ذیحجہ کی ۴ تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ داخل ہوئے ۔ مدینے سے مکہ تک یہ سفر نو دن میں طے ہوا"

۱ؔ شبلی صاحب کا سنیچر ۲۶ ذوقعدہ کا تعین غلط اور دروغ ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے علاوہ اسکے اسی ۲۵ ذوقعدہ سے نو شبانہ روز چار ذیحجہ کی صبح تک ہوتے ہیں جسکو خود مخاطب نے بیان کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی ۱۲۹۶ھ صفحہ ۱۱ میں ہے بروایتے روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ و بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد ۔

۲ؔ کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۳ھ رکن چہارم صفحہ ۲۱۳ میں ہے بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتی روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد

۳ؔ ناسخ التواریخ ج ۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صفحہ ۱۹۲ میں ہے ۔ روز شنبہ بست و سیوم و بروایتے دوشنبہ بست و پنجم ۲۵ از مدینہ منورہ خیمہ بیرون زد

۴ؔ عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) معروف بہ نور علی نور ترجمہ مولوی ابو القاسم بن عبد العزیز لکھنوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۷۰ھ کے صفحہ ۱۳ میں ہے ۔ آپ حجۃ الوداع میں دوشنبہ کے دن بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے مدینہ سے ۲۵ ذیقعدہ کو نکلے اور شب ذو الحلیفہ میں فروکش ہوئے

تنبیہ ۔ واضح ہو کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) اور ۳۰ صفر (چہارشنبہ) کے پلٹنے سے ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) آتا ہے دیکھو ساتواں نقشہ جنتری ...

۸۱ بدین ستاده همی گفت من حواله کنم	بهر که گفت نبی مُرد تیغ بُرّانی
۸۲ خبر شنیده ابوبکر شد بر اسپ سوار	رسید در گذر سالم چو حال پرسانی
۸۳ بگفت این ست عمر تیغ کشیده بدست	چگونه با تو شوم حرف موت گویانی
۸۴ بحجره رفت و زروی نبی نقاب کشود	بدید و بوسه ز حسرت زدش به پیشانی
۸۵ بگفت با عمر ای مرد تیغ را افگن	بیا بر منبرم گوش دار تا دانی
۸۶ بگفت هر که پرستنده محمد را	بداند آنکه محمد[۲] بمرد و شد فانی
۸۷ بداند آنکه پرستنده خدا باشد	که اوست زنده نمیرد و بصرف از مانی
۸۸ بخواند آیت موت نبی و جمله بشر	که خواه نخواه تو میرنده و ایشانی
۸۹ شنیده گفت عمر وای حال من چون شد	تو گوئی این همه نشنیده ام الی الآن
۹۰ دوم[عله] عزه ماه ربیع الاول بود	که یافت است ز اهل حدیث رجحانی
۹۱ ولے دوازدهم شتهر شد آن تاریخ	باختلاف روایات غیر ادعائی

سلہ . وفی روایۃ ان سالم بن عبید ذهب وراء الصدیق الی السنح فاعلم بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت النبی حلبی . ج ۳ ۔ صفحہ ۳۸۲) یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی ۔ اور حضرت ابوبکر مقام سنح (مدینہ سے دو میل پرے) میں تھے ۔

سلہ مولانا امین احسن نے وفات النبی کی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے حدیث اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے شہرت کے لکھی ہے دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۱۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع میں (پنجشنبہ) اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم اسلم حرف دنون) نووی شارح مسلم جنکی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر الواقدی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتیں باقی تھیں ۱۱ھ صفر سنہ کی یعنی (۱۹ صفر) کو چہارشنبہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (یکشنبہ) و دوم ربیع الاول (دوشنبہ) جسکی مراجعت میں ۲۹، ۲۲، ۱۵، ۸ و یکم صفر شنبہ ہیں گویا کہ سفر چہارشنبہ ہوا جس سے ۹ ذوالحجہ عرفہ کو پنجشنبہ ۲۵ ذیقعدہ پنجشنبہ ہوا ۔ اسی حدیث مذکورہ میں لوگوں نے تصرف کر کے لفظ بقیت کو جسکے معنی باقی رہنے کے ہیں لفظ مضت جسکے معنی گذرنے کے ہیں بدلدیا ہے اور مغازی ابو معشر کا حوالہ دیا ہے ۔ چنانچہ کتاب المغازی جزو ۱۰ صفحہ ۹۹ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور زرقانی علی المواہب جلد ۔ ثالث آخر صفحہ ۱۳۰ میں ہے ۔

فی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر وهذا موافق لقول سلیمان التیمی المقتضی کان اول صفر کان السبت یعنی مغازی ابو معشر میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ گذرے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان تیمی کے ہے اسلئے کہ اول صفر شنبہ تھا ترجمہ تمام ہوا ۔

ہم کہتے ہیں کہ گیارہ صفر کو چہارشنبہ سے ۸ و یکم صفر یکشنبہ ہوا پس ۲۹ صفر یکشنبہ یکم ربیع الاول دوشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کبیر تو وقوع مرض کا پہلا خانہ جسمیں ۱۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اختیار کیا ہے ۔ اور مولانا امین احسن نے اول ۲۹ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجائے یوم شنبہ اور اخیر صفر یعنی ۲۹ صفر کو چہارشنبہ لائے ہیں جس سے دوسری ربیع الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت میں ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کا دوسرا خانہ جسمیں گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اور مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتیں حدیث کے مطابق ہیں ٹھیک ٹھیک ہیں لہذا پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف الف اور حرف میم دونوں غلط اور باطل ہیں اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی صحیح روایت سے تائید ہوتی ہے ۔

سه ترمذی نے اپنے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے روایت کی ہے کہ میں ابو معشر سے کوئی روایت نہیں لیتا (ج ۔ اول صحیح ترمذی)

اب ہم نعمانی صاحب کے بیان سیرت النبی ۔ ج ثانی کے ملاحظہ سے ابتدا کرتے ہیں۔

قال

آنحضرت صلعم نے ہجرت کے زمانہ سے ابتک فریضۂ حج ادا نہیں فرمایا تھا ایک مدت تک قریش سدراہ رہے صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض آخر بن ادا کیا جائے۔

بہرحال ذوقعدہ میں اعلان ہوا کہ آنحضرت حج کے ارادے سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ خبر دفعتاً پھیلگئی اور تشرف ہمرکابی کے لئے تمام عرب امنڈ آیا (سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ[1] کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہبند باندھی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے جہاں پہونچکر (شب بھر اقامت) فرمائی دوسرے روز دوبارہ غسل فرمایا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک پر عطر ملا اسکے بعد آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر قصوا پر سوار ہوکر احرام باندھا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے۔

لبيك اللهم لبيك لاشريك لك وان الحمد والنعمة والملك لك لاشريك لك۔

اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تعریف و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں حضرت جابر رض جو اس حدیث کے راوی ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے داہنے بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا آنحضرت صلعم جب لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے ایک صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی اور تمام دشت و جبل گونج اٹھتے تھے۔

نرف پہونچکر غسل فرمایا دوسرے دن اتوار کے روز ذیحجہ کی ۴ تاریخ کو صبح کے وقت کہ معظمہ داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن میں طے ہوا"

---

[1] شبلی صاحب کا سنیچر ۲۶ ذوقعدہ کا قطعی غلط اور دروغ ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے علاوہ اسکے اسی ۲۵ ذوقعدہ سے نو شبانہ روز چار ذیحجہ کی صبح تک ہوتے ہیں جسکو خود مخاطب نے بیان کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی ۱۲۶۶ھ ص۱۱ میں ہے بروایتے روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ و بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد۔

[2] کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۳ھ رکن چہارم ص۳۱۳ میں ہے بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد

[3] ناسخ التواریخ ۔ ج ۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران ص۹۳ میں ہے ۔ روز شنبہ بست و سیوم (۲۳) و بروایتے روز شنبہ بست و پنجم (۲۵) از مدینہ منورہ خیمہ بیرون زد

[4] عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) معروف بہ قرۃ العیون ترجمہ مولوی ابوالقاسم بن عبدالعزیز لکھنوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۸۳ھ کے ص۱۳ میں ہے۔ آپ حجۃ الوداع میں دوشنبہ کے دن بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل ورخوشبو ملے ہوئے اپنے دولتکدہ سے تشریف لائے اور ذوالحلیفہ تک تشریف فرما ہوئے

تنبیہ۔ واضح ہو کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۵ ذوقعدہ دوشنبہ) اور ۳۰ صفر (چہارشنبہ) کے پلٹنے سے ۲۵ ذوقعدہ شنبہ آتا ہے دیکھو ساتوں نقشہ جنتری جو ہمارا طریق لازمی کا ہے (مؤلف)

اقول

شبلی صاحب نے ۲۶ ذوقعدہ کو حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا نماز ظہر کے بعد قرار دیا ہے یعنی ۱۱ ذوقعدہ کی چار راتین باقی تھین جسین بھی اس ۲۶ ذوقعدہ کو صرف چھ میل یعنی تین کوس کا سفر ذوالحلیفہ تک کا ہوا اور ۲۷ ذوقعدہ کو ظہر کے بعد سے سلسل روانگی اور چار ذیحجہ کی صبح تک ایک ہفتہ کو ۹ دن مین طے ہونا بتایا ہے۔ اگر ۲۶ تاریخ کے سفر کو جو صرف چھ میل کی مسافت کا تھا شامل کر لیا جائے تو آٹھ روز ہوتے ہین جیسا کہ امین اللہ صاحب جو شبلی صاحب کے رفیق سفر ہین ۹ دن مین یہ سفر طے ہونا لکھا ہے پس یہ سفر ایک ہفتہ مین طے ہونا بالکل ناممکن ہے اگر ۲۵ تاریخ سے یہ سفر ہو تو نوشبانہ کی تنگی مدت ہوگی اسلئے شبلی صاحب اور اُن کے رفیق سفر کا ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر بالکل غلط اور ہرگز صحیح نہین ہے چنانچہ حضرت جابرؓ کی یہ صحیح روایت سنن نسائی کی جو آخر کتب صحاح ستہ سے ہے لکھی جاتی ہے

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمدؑ حدثنی ابی

ملہ توثیق حضرت جابر اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام جن کے سند کی حدیث امام نسائی نے ۲۵ ذوقعدہ کی وارد کی ہے۔ سیرت شبلی حصہ ثانی صفحہ ۱۱۰ مین ہے ابو داود اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے جسکا شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام باقرؑ حضرت جابر سے جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے آنحضرت صلعم کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ گریبان کے تکمے کھولے اور اُن کے سینے پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بھتیجے پوچھو کیا پوچھتا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے۔

اخرج ابن جریر فی تاریخہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال جاءنی جابر بن عبد اللہ فقال لی اکشف لی عن بطنک فکشف له عن بطنی فقبله ثم قال ان رسول اللہ صلعم امرنی ان اقرئك السلام (حاصل ترجمہ) تاریخ ابن جریر مین امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جابر بن عبد اللہ نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کھولو مین نے کھولدیا اونہون نے میرے سینہ پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے۔

دفی الصواعق عن جابر قال کنت عند رسول اللہ صلعم والحسین فی حجرہ فقال یا جابر یولد لابنی الحسین ابن یقال له علی اذا کان یوم القیمۃ ینادی مناد لیقم سید العابدین فیقوم علی بن الحسین ابن یقال له محمد یا جابر ان ادرکته فاقرأه منی السلام۔ (حاصل ترجمہ) صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ مین ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا حسین بن علی رسول اللہ صلعم کی گود مین بیٹھے تھے آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا اے جابر حسین کا ایک فرزند ہوگا علی اور جب بروز قیامت منادی ندا کریگا کہ اُٹھے اے زین العابدین تو وہ اُٹھ کھڑے ہونگے اور اسکا ایک فرزند ہوگا محمد اے جابر اگر تم اس سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔

در روضۃ الاحباب از امام محمد باقر مروی است کہ گفت روزے پیش جابر بن عبد اللہ در آمدم و او مکفوف البصر بود سلام کردم در جواب مبادرت نمودہ پرسید کہ تو کیستی گفتم محمد بن علی بن الحسین ام گفت نزدیک من بیا رفتم دست مرا بوسید و چون خواست کہ پاے مرا ببوسد دور تر شدم گفت حضرت رسول صلعم ترا سلام می رساند گفتم علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ این صورت چگونہ بود یا جابر کیفیت مرا یاد کردہ گفت روزے در خدمت حضرت رسول اللہ صلعم بودم فرمود۔ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال له محمد بن علی بن الحسین یهب اللہ له النور والحکمۃ فاقرأه منی السلام (حاصل ترجمہ) روضۃ الاحباب مین امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میرا گذر جابر بن عبد اللہ کے پاس ہوا جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے مین نے انکو سلام کیا اونہون نے میرا نام پوچھا مین نے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے قریب بلاکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤن کو بھی بوسہ دین

قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسألناہ عن حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینہ تسع حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر کثیر کلھم یلتمس ان یاتم برسول اللہ صلعم ویفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ وخرجنا معہ۔

(حاصل ترجمہ) خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا حدیث کی ہم سے امام جعفر صادق نے انھوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہا انھوں نے کہ مین جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا ان سے رسول صلعم کے حج کا حال دریافت کیا انھوں نے کہا آپ نو سال تک مدینہ مین زمانہ حج مین رہے پھر لوگون اطلاع کی گئی کہ رسول اللہ اس سال حج کیلئے تشریف لیجائینگے تو کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپ کی پیروی کرین پھر آپ ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ (جبکہ ذیقعدہ کے مہینہ کی پانچ راتین باقی تھین)۔۔۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مین ان سے علیحدہ ہو گیا انہون نے کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا علیہ السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر جابر سے اسکی تصریح دریافت کی انہون نے کہا کہ مین ایک دن رسول مقبول کیخدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہے کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جسکا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا اور خدا اسکو نور وحکمت عطا کرے گا اگر تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا (تاریخ احمدی)

یہ امام محمد باقر علیہ السلام آل محمد ہیں جن پر نماز مین درود وسلام بھیجنا فرض ہے اور یہی صالحین سے ہین کیونکہ یہی ذوات مصطفی ومجتبی ہین اور یہی وارث کتاب اللہ ہین قولہ تعالی ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ پھر وارث کیا ہم (خدا) نے کتاب کا ان بندون کو جن کو مصطفی کیا ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے نام کیساتھ علیہ السلام ہوا چاہئے قرآن مین یہ حکم ہے قولہ تعالی قل الحمد سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ خدا فرماتا ہے ہم کو حمد کے ساتھ اور بندگان مصطفی کو سلام کے ساتھ مخاطب کرو۔

تفسیر جز سیوم شوکانی موسومہ فتح القدیر سورہ والصافات میں قولہ تعالی سلام علی آل یسین کے تفسیر مین ہے قال الکلبی المراد بآل یاسین آل محمد۔

ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی ج پنجم مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ کے صفحہ ۲۸۵ کے حاشیہ پر سلام علی آل یاسین علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اور آخر صفحہ ۲۸۶ سطر ۲۵ پر ہے ۔ واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ تعالی سلام علی آل یاسین قال نحن آل محمد آل یاسین ابن عباس سے اس آیت سلام علی آل یسین کے تفسیر مین مروی ہے کہ سلام ہو اوپر آل یاسین کے اس سے مراد ہم آل محمد ہین۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی رح۔ اول صفحہ ۳ مین ہے واخرج ابو نعیم الحافظ وجماعۃ المفسرین عن مجاہد وابی صالح عن ابن عباس قال آل یاسین آل محمد ویاسین من اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حافظ ابو نعیم اور ایک جماعت مفسرین قرآن نے) بحوالہ ابن عباس رض لکھا ہے کہ آل یاسین سے مراد آل محمد ہے اور یاسین بھی حضرت کا ایک نام ہے امام محمد باقر علیہ السلام اور سب آبا واجداد جناب علی علیہ السلام تک سب کے سب مصطفی ہین اس لئے موافق آیہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی علیہ السلام کے ساتھ خطاب کیا جانا ضروری ہے چنانچہ صحیح بخاری باب فی المشیۃ والارادہ مین ہے عن ابن شہاب عن علی بن حسین ان حسین بن علی علیہما السلام (لکھا ہوا ہے)

اور خصائص نسائی حدیث ۱۱۳ مین ہے۔ عن ابن نجی قال قال علی علیہ السلام کان لی من رسول اللہ صلعم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنہار یعنی ابن نجی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے حضرت صلعم کے پاس آنیکے دو وقت تھے ایک وقت رات کے آنیکا اور ایک وقت دن کے آنے کا۔

ایضاً حدیث ۱۲۳ مین ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلعم انہا صغیرۃ فخطبہا علی علیہ السلام فزوجہا منہ یعنی عبد اللہ نے اپنے باپ بریدہ سے روایت کی ہے کہ پیغام بھیجا نسبت کا ابوبکر وعمر نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھ حضرت نے فرمایا وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کا علی علیہ السلام کیساتھ سر الشہادتین شاہ عبد العزیز دہلوی مین ہے ۔ ابو نعیم عن اصبغ بن نباتۃ قال انما سمی علی علیہ السلام علیاً ہو ہو ۔۔۔

مدینہ منورہ سے نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔
جسطرح حدیث مذکو یحیی بن سعید نے جعفر بن محمد اور اُن کے باپ امام محمد باقرؑ کے طریق اور حضرت جابر بن عبداللہ کے سند سے ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا روایت کی ہے ویسے ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یحیی بن سعید نے عمرۃ بنت عبدالرحمن کے واسطہ اور حضرت عائشہ کے سند سے اور یحیی بن سعید نے قاسم بن محمد کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے اسی ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی روایت اخراج کی ہے جس نے ۲۶ ذوقعدہ کو غلط کر دیا اور شبلی صاحب کے نزدیک ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ تھا وہ صحیح نہ رہا کیونکہ اُن کا خود بیان ہے کہ حضرت صلعم نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے جس سے یہ بھی متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سے پہلے یا بعد یوم جمعہ نہیں تھا اور الفاروق کے تحقیق کے مطابق جبکہ حضرت اخر صفر میں بیمار ہوئے جس میں ۲۸ صفر (چہار شنبہ) تھا جس کے مراجعے ۲۵ ذوقعدہ کو (دوشنبہ) ہوا پس ۹ ذیحجہ عرفہ ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۸ صفر کا تیرہواں روز اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیواں روز کامل تھا سب صحیح مطابق آگیا۔

قال

عرفہ میں حاجیوں کا قیام حضرت ابراہیم کی یادگار ہے

اور راویوں نے اس مقام کو اس غرض کے لئے متعین کیا ہے عرفات میں ایک مقام نمرہ ہے وہاں آپ نے ایک کمل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ دوپہر ڈہل گئی تو ناقہ پر جسکا نام (قصوا) تھا سوار ہو کر میدان میں آئے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ پڑہا۔
پھر صفحہ ۱۲۵ کے سلسلہ خطب میں ہے۔ یہ فرما کر آپ نے مجمع کیطرف خطاب کیا انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون

ماخذ صفحہ گذشتہ
فقال ههنا مناخ رکابهم و موضع رحالهم و مهراق دماءهم فئة من ال محمد يقتلون بهذه العرصة تبكي عليهم السماء والارض۔ ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا کہ ہم آئے تھے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قبرگاہ حسین پر سو کہا جناب امیر نے کہ شہیدوں کے اونٹ بندہنے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکہنے کی جگہ ہے اور یہ اون کے خون بہنے کا مقام ہے کہتے جوان محمد کے اہل بیت اس میدان میں مارے جاوینگے جن پر روئے گا آسمان و زمین
ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ وفی المناقب عن الاصبغ بن نباتة عن علي عليه السلام قال نزل القرآن على اربعة ارباع ربع فينا وربع في عدونا وربع سنن وامثال وربع فرائض واحكام ولنا كرائم القرآن۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ نے جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن چار حصوں پر نازل ہوا ایک چہارم ہم آل محمد کے حق میں اور ایک چہارم ہمارے دشمنوں کی مذمت میں اور ایک چہارم سنن و امثال میں اک چہارم فرائض و احکام میں اور ہمارے لئے کرائم قرآن ہے۔
الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ میں ہے۔ جعفر الصادق هو جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب الصادق كنيته ابو عبدالله كان من سادات اهل البيت روى عن ابيه وغيره سمع منه الائمة الاعلام نحو يحيى بن سعيد وابن جريج ومالك ابن انس والثوري وابن عيينة وابو حنيفة ولد سنة ثمانين ومات سنة ثمان واربعين ومائة سنہ ۱۴۸ھ

(صحیح مسلم و ابو داؤد) تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا تم کیا جواب دو گے صحابہ نے عرض کیا ہم کہینگے آپنے خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اپنا فرض کر دیا آپ نے آسمان کیطرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا اے خدا گواہ رہنا (اللھم اشھد) عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے تب یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج مین نے تمہارے لئے دین کو کمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا"

اقول

شبلی صاحب نے عین خطبہ کے اندر یعنی دوران خطبہ مین آیہ اکمال دین کا نازل ہونا بلا سبب کے ظاہر کر دیا اور وہ خدا کا پیغام یا پیغمبر کا فرض جسکی بابت رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا کے یہان میری نسبت پوچھا جائیگا وہ نہین بتایا کہ کون سا ضروری پیغام اور پیغمبر کا فرض تھا کہ جسکے ظاہر فرمانے کے بعد آیہ موصوفہ نازل ہو گیا کیونکہ ابھی پورا خطبہ ختم نہ ہوا تھا اور جس خطبہ کو حضرت نے ناقہ (قصوا) پر فرمایا تھا اوسی پر آیہ موصوفہ کا نازل ہونا پایا جاتا ہے لیکن اس آیت کے نزول پر حضرت کا ناقہ سے اتر آنا اور آیہ موصوفہ کے نزول کو اعلان فرمانا یا ناقہ ہی کے اوپر سے خطبہ کے ساتھ حضرت کا فرمانا شبلی صاحب نے نہین ظاہر کیا اور حضرت جابر جو حدیث حجۃ الوداع کے راوی ہین جنھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حج نبوی کے حالات مین منجملہ احادیث کے حدیث ثقلین کو بھی بتایا تھا اور جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اسکو بھی اخفا کر گئے وہ حدیث یہ ہے جو صحیح ترمذی کے ابواب مناقب سے نقل کیجاتی ہے

حدثنا نصر بن عبد الرحمٰن الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید وزید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید ھذا حدیث

لیکن تاریخ یعقوبی مین ہے۔ وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولھا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ بغدیر خم۔ اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب کے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے یہ آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نازل ہوئی۔ (جلد ۲ ص ۴۳ مطبوعہ لیڈن)

ھو محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر المعروف بالباقر سمع اباہ وجابر بن عبد اللہ وروی عنہ ابنہ جعفر الصادق وغیرہ ولد سنۃ ست وخمسین (۵۶ھ) ومات بالمدینۃ سنۃ سبع عشرۃ ومائۃ وقیل ثمانی عشرۃ ومائۃ وھو ابن ثلث وستین وقیل غیر ذلک ودفن بالبقیع وسمی الباقر لانہ تبقر فی العلم ای توسع (اکمال فی اسماء الرجال)

ص۔ جابر بن عبد اللہ کنیتہ ابو عبد اللہ الانصاری السلمی من مشاھیر صحابۃ واحد المکثرین من الروایۃ شھد بدرا وما بعدھا مع النبی صلعم ثمانی عشر غزوۃ وقدم الشام ومصر وکف بصرہ فی آخر عمرہ روی عنہ خلق کثیر مات بالمدینۃ سنۃ اربع وسبعین ولہ اربع وتسعون سنۃ وھو آخر من مات بالمدینۃ من الصحابۃ۔

لہ ابواب المناقب ترمذی مین ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق

غریب حسن من هذا الوجہ و زید بن الحسن وقد روی عنہ سعید بن سلیمان وغیر واحد من اہل العلم۔

(حاصل ترجمہ) حدیث کی ہم سے نصر بن عبد الرحمن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن حج میں اپنی اونٹنی (قصوا) پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑ و گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ ایک تو کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت اور اس باب میں ابو ذر و ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث غریب حسن ہے اس طریق سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو ذر کی روایت آگے آئیگی ابو سعید اور زید بن ارقم کی روایت جو حضرت جابر کی روایت مذکورہ کے بعد صحیح ترمذی میں تفصیل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا علی بن المنذر الکوفی نا محمد بن فضیل نا الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما ھذا حدیث حسن غریب	حدیث کی ہم سے علی بن منذر کوفی نے محمد بن فضیل اوس نے اعمش سے اوس نے عطیہ سے اوس نے ابو سعید سے اور نیز اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اوس نے زید بن ارقم سے کہا اوس نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے ایک دوسرے سے بڑا ہی کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہلبیت میرے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں کیساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو یہ حدیث حسن غریب ہے

تنبیہ۔ حدیث مذکورہ میں محمد بن فضیل رواۃ حدیث سے ہیں جنکی بخرجہ حدیث کے فقرات معلوم ہوگئے آگے یہی حدیث ثقلین، جسکو شبلی صاحب صحیح مسلم سے مناقب علی کی روایت لکھیں گے اور یہ بھی لکھیں گے کہ نسائی، مسند امام احمد ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں اور صحیح مسلم کی حدیث میں ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل کے

من ابی ذر وفی الباب عن ابی الدرداء و ابی ذر ھذا حدیث حسن۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا سے کہ فرماتے تھے نہیں سایہ ڈالا آسمان نے اور نہیں اوٹھایا زمین نے کوئی آدمی سچا ابو ذر سے اور اس باب میں روایت ہے ابو درداء اور ابو ذر سے یہ حدیث حسن ہے۔

طریق سے روایت کی ہے انھین فقرات مذکورہ کو حذف و اسقاط کرکے یعنی رسول اللہ صلعم کی حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اخراج کی ہے جسکو شبلی صاحب دم غدیر خم مین آگے لکھین گے جسمین سند نہ دین گے اور فقرات کے ہونے کا ترمذی مین قبول کرینگے۔ اور حدیث ثقلین صحیح مسلم مین لفظ کتاب اللہ کے بعد اہلبیتی ہے جس سے شبلی صاحب نے لفظ (مناقب حضرت علی کی روایت کی ہے) لکھا ہے اور حدیث مذکورہ صحیح ترمذی مین عترتی اہلبیتی ہے اور لفظ عترۃ سے بھی علی علیہ السلام ہی مراد ہین چنانچہ کنز العمال ج ۶ - صہ ۳۹۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن مین ہے۔

اسند الصدیق عن معقل بن یسار المزنی قال سمعت ابابکر الصدیق یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی سند صدیق مین معقل بن یسار مزنی سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب عترت رسول اللہ صلعم ہین۔

ترمذی نے جس حدیث کا حضرت ابوذر کی جانب اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے جسکو حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ ج اول صہ ۲۸ مین ہے۔

والسمعانی ایضا عن سلیم بن قیس الھلالی قال بینا انا وحنش بن المعتمر بمکۃ اذ قام ابوذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ ابوذر فقال ایھا الناس انی سمعت نبیکم صلعم یقول مثل اھلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبھا نجا ومن ترکھا ھلک ویقول مثل اھلبیتی مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

اور سمعانی نے بھی سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مین حنش بن المعتمر کہ مین تھے اور حضرت ابوذر نے زنجیر در خانہ کعبہ کو پکڑکر کہا کہ اے حاضرین جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے لیکن جو مجھے نہین جانتا وہ اب جان لے کہ مین جندب بن جنادہ ابوذر ہون اور کہ اے جماعت حاضرین مین رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت تم لوگون مین مثل کشتی حضرت نوح ہین اور کہ تم مین سے جو اس کشتی مین سوار ہو گیا وہ بچگیا اور جسنے ترک کیا وہ ہلاک ہوا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہین، تم مین سے جو اس حطہ مین داخل ہوا وہ بخشا گیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ تم لوگون کے درمیان ایسی چیزین چھوڑتا ہون کہ اگر تم انکی پیروی کرتے رہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ ہونگے وہ کتاب خدا (یعنی قرآن) اور میری عترت (یعنی علی) اور یہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہین کبھی علیحدہ علیحدہ نہ ہونگے تا آنکہ وہ حوض کوثر پر مجھ سے آملین۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی مین ہے۔

وعن ابی اسحاق السبیعی عن حنش بن المعتمر الصنعانی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا غرق مثل باب حطۃ لبنی اسرائیل۔

ابی اسحاق سبیعی نے حنش بن معتمر صنعانی کے طریق اور ابوذر کے سند سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر نے کہا کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت کشتی نوح کے مثال ہین بیچ قوم یعنی اُنکے جو اُسپر سوار ہوا نجات پاگیا جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہوا اور اہلبیت میرے کی مثال باب حطہ یعنی دروازہ توبہ کے مانند ہین جو بنی اسرائیل مین تھا جو اسمین داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی مین بسلسلہ حدیث ثقلین ابوسعید خدری کے سند سے احمد اور طبرانی اور ابویعلی نے یہ حدیث اخراج کی ہے۔

واخرج الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ وفیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذلک فی حجۃ الوداع وزاد مثل یعنی کتاب اللہ کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومثلہم یعنی اہلبیتہ کمثل باب حطۃ من دخل غفرت الذنوب

حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اخضر نے اپنے کتاب معالم العترۃ النبویہ مین رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ کتاب خدا یعنی (قرآن مجید) مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اسپر سوار ہو نجات پائے اور میرے اہلبیت کی مثال باب حطہ (دروازہ توبہ) کے ہے جو شخص اسمین داخل ہوا اسکے جمیع گناہ بخشے گئے۔

(منقول از عبقات مرتبہ حصہ اول صفحہ ۵۶۶-۵۶۷)

جسکی تائید کی یہ حدیث تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مطبوعہ چھاپہ محمدیہ حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ صفحہ ۲۷۷ سے بتفسیر آیہ۔ ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ لکھی جاتی ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از علی کرم اللہ وجہہ آوردہ انما مثلنا ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل۔

حاصل ترجمہ۔ یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے ہماری مثال اس اُمّت مین مثل سفینۂ نوح ؑ اور مثل باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ بنی اسرائیل کے ہے۔

اور اسی حجۃ الوداع مین رسول اللہ صلعم نے یہ حدیث بھی ارشاد فرمائی ہے جسمین ترمذی اور نسائی نے لفظ (حجۃ الوداع) کو نہین لکھا تاکہ یہ حدیث ایک سال قبل سنہ ۹ھ کے واقعہ تبلیغ سورہ براۃ کی سمجھی جائے جسکو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند مین لفظ حجۃ الوداع سے روایت کی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب الدین طبری۔ ج ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۱۶۹ میں یہ ہے اور مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ج چہارم صفحہ ۱۶۴ اور صفحہ ۱۶۵ میں ہے جسکو آگے لکھا جائیگا۔

عن حبشی بن جنادہ کان قد شہد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی اخرجہ الحافظ السلفی

حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں موجود تھا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر میں یا علی جسکو حافظ سلفی نے اخراج کی ہے۔

انتی حدیثیں حضرت صلعم نے خطبہ عرفہ سے لیکر ۱۲ ذیحجہ تک فرمائیں چنانچہ ۱۲ ذیحجہ کے خطبہ کے ثبوت میں یہ بیان شبلی صاحب دیتے ہیں۔

قال

بقیہ ایام تشریق یعنی ۱۲ ذیحجہ تک آپنے مستقل اقامت منی میں فرمائی ہر روز زوال کے بعد رمی جمار کی غرض سے تشریف لیجاتے رہے پھر واپس آجاتے ابو داؤد (باب الخطبہ بمنی) میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ۱۲ ذیحجہ کو منی میں بھی ایک خطبہ دیا تھا جسکے الفاظ مختصر اوہی ہیں جو پہلے خطبوں میں گذر چکے ہیں۔ ۱۳ ذیحجہ (سہ شنبہ) کے دن زوال کے بعد آپنے منی سے نکلکر وادی محصب میں قیام کیا اور شب کو اسی مقام پر آرام فرمایا پچھلے پہر اٹھکر مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور خانہ کعبہ کا آخری طواف کرکے صبح کی نماز ادا کی اسکے بعد قافلہ اسی وقت اپنے مقام کو روانہ ہوگیا (یعنی ۱۴ ذیحجہ صبح چہارشنبہ) اور آپنے تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کیطرف مراجعت فرمائی۔

اور صفحہ ۱۲۲ میں لکھتے ہیں "بہر حال صحاح ستہ اور مسانید کے تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپنے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو اور تیسرا خطبہ ایام التشریق ۱۱ یا ۱۲[1] میں"

اقول

صحاح ستہ صحیح ترمذی کی حدیث خطبہ عرفہ والی حضرت جابر اور ابوذر و ابو سعید و زید بن ارقم کے اسناد کی گذر چکی اور مسانید کی حدیث حبشی بن جنادہ والی سند امام احمد بن حنبل سے صفحہ ۱۶۵ کی یہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو احمد الزبیری ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن

باسناد مذکورہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں حاضر تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

---

[1] ۱۱ ذیحجہ کا خطبہ جمعہ کے دن کا تھا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کنبر ابو تورع کا دوسرا خانہ۔ جسکو حضرت نے مسجد خیف (یہ مسجد منا میں واقع ہے) میں فرمایا تھا۔ اسی خطبہ میں رسول اللہ نے بار دیگر حدیث ثقلین ارشاد کی ہے دیکھو نمبر "د" صحیح مسلم

حبشی بن جنادة السلولی وکان قد شهد حجة الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منه ولا یؤدی عنی الا انا او علی۔

علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون کوئی نہین ادا کر سکتا مجھ سے مگر مین خود ہی یا علی علیہ السلام۔

حدیث مذکورہ کو رسول مقبول نے اس حجۃ الوداع کے موقع پر کیون ارشاد فرمایا کیونکہ اس سے پہلے سورہ براۃ کے تبلیغ پر اسکا اظہار اُس وقت فرما چکے تھے جبکہ حضرت نے پہلے ابو بکر کو بھیجا پھر جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے اور فرمانے سے کہ خدائے تعالی کا حکم ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس کا جو تم سے ہو اور حضرت ابو بکر ذو الحلیفہ تک یعنی چھ میل تک گئے تھے کہ واپس بلائے گئے جیسا کہ ابواب تفسیر القرآن صحیح ترمذی مین ہے۔

حدثنا بندار نا عفان بن مسلم وعبد الصمد قالا نا حماد بن سلمة عن سماک بن حرب عن انس بن مالک قال بعث النبی صلعم ببراءة مع ابی بکر ثم دعاه فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا فاعطاه ایاه هذا حدیث حسن غریب من حدیث انس۔

باسناد مذکورہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابو بکر کو مکہ مین بھیجا پھر حضرت نے ابو بکر کو بلا لیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہین کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اس مرد کے جو میرے اہل سے ہو پس بلایا حضرت علی کو تو مذکورہ سورت دیدی یہ حدیث حسن ہے غریب ہے طریق انس سے۔

اس ثبوت مین کہ ذو الحلیفہ تک جو تین کوس مدینے سے ہے حضرت ابو بکر گئے تھے کہ بلا لئے گئے چنانچہ تاریخ کامل ج۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ صـ۱۱۱ مین ہے۔

وفیها حج ابو بکر بالناس ومعه عشرون بدنة لرسول اللہ صلعم ولنفسه خمس بدنات وکان فی ثلثمائة رجل فلما کان بذی الحلیفة ارسل رسول اللہ صلعم فی اثره علیا وامره بقراءة سورة براءة علی المشرکین فعاد ابو بکر وقال یا رسول اللہ صلعم انزل فی شیٔ قال لا ولکن لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی۔

اسی سال مین ابو بکر نے لوگون کے ساتھ حج کیا۔ اور اُن کے ساتھ بیس اونٹ تھے رسول اللہ صلعم کے لئے اور خود پانچ اونٹ اپنے لئے اور وہ تین سو آدمیون کے ہمراہ گئے۔ جب مقام ذو الحلیفہ مین پہونچے تو رسول اللہ صلعم نے اُنکے پیچھے علی کو بھیجا اور انکو سورہ براۃ کے پڑہنے کا مشرکین پر حکم دیا پس ابو بکر پلٹ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارے مین کوئی چیز نازل ہوئی۔ فرمایا نہین لیکن میری طرف سے نہین پہونچا سکتا ہے کوئی مگر مین یا کوئی ایسا شخص جو مجھ سے ہو۔

حدیث مذکورہ سورہ براۃ کے تبلیغ کی ہے جسکے لئے اول حضرت ابوبکر اس کام کے لئے متعین ہوئے۔ لیکن
خدا کے حکم سے رسول اللہ صلعم نے ابوبکر کو واپس بلا لیا اور جناب علی علیہ السّلام کو اس تبلیغ پر مامور فرمایا
اور یہ کہ جبرئیل علیہ السّلام نے نازل ہو کر کہا رسالت کی تبلیغ تمہارا کام ہے یا اُس مرد کا جو تم سے ہو چنانچہ حضرتؐ نے
جناب علی علیہ السلام کو بھیجا اسی حکم خدا کی تعمیل میں رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس حدیث سے اعلان فرمایا
کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں کوئی مجھ سے نہ ادا کریگا مگر میں خود ہی یا علی علیہ السلام یہ اسلئے فرمایا
تاکہ لوگوں کو خوب طرح سے معلوم ہو جائے کہ وہ حکم جو سورہ براۃ کے موقع پر آیا تھا وہ وقتی نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور یہی
وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خطبۂ عرفہ میں حدیث ثقلین کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی یعنی علی علیہ السلام کی راہ
پر چلنے کا اعلان عام فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ یہی اہلبیت سفینۂ نوح اور مثل باب حطۂ بنی اسرائیل
ہیں اور وہ عترت اہلبیت مع کتاب اللہ ایک حبل اللہ (خدا کی رسّی) ہیں جو باہم ایک دوسرے سے قیامت
تک بلکہ اسوقت تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں جدا نہیں ہو سکتے اور اسی لئے جناب علی علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ میں قرآن ناطق ہوں۔

جیسا کہ کتاب منصب امامت میں محمد اسمٰعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ محدث مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ
میں لکھتے ہیں اسکا ترجمہ اسی کتاب مطبوعہ کا ہے۔ مثل آنچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ منقول است۔

انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی
الا کذاب وانا القران الناطق
ایضاً صـ۴۴ قال النبی صلعم لعلی اللّھمّ
ادر الحق معہ حیث دار وقال النبی
القران مع علیؑ علی مع القران و
قال النبی صلعم انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی
ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

میں بڑا سچا ہوں میرے پیچھے نہیں کہے گا
اسکو مگر جھوٹا اور میری باتیں قرآن کے موافق ہیں
فرمایا نبی صلعم نے حضرت علی کے حق میں اے
اللہ تعالیٰ حق جاری کر اسکے ساتھ جس جگہ وہ جائے
اور فرمایا نبی صلعم نے کہ قرآن ہمیشہ ساتھ
علی کے اور علی ساتھ قرآن کے اور فرمایا نبی صلعم نے
میں چھوڑے جاتا ہوں تمہارے اندر دو بھاری
چیزیں قرآن شریف اور اہلبیت اپنے اور جدا
نہیں ہونگے وہ یہاں تک کہ حوض پر آویں۔

یہ آخری حدیث ثقلین جسکو صحیح ترمذی سے خطبۂ عرفہ میں ناقہ قصوا پر حضرت جابر اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے
بیان سے سُن چکے لیکن نعمانی صاحب قبل اس کے کہ حضرت صلعم اصولی احکام کا اعلان فرمائیں۔
حدیث ثقلین کا ایک ٹکڑا بلاسند جسمیں صرف لفظ (صحاح) ہے وارد کی ہے۔
وانی قد ترکت فیکم مالن تضلوا — میں نے تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم

بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ — اسکو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے اور وہ چیز کیا ہے کتاب اللہ

حدیث مذکورہ مین کوئی سند نہین ہے اور نہ لفظ صحاح سے کسی جلد کا پتہ چلتا ہے کہ صحاح ستہ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نسائی سے کونسی صحاح مراد ہے۔

اب اس کے بعد شبلی صاحب رقمطراز ہین

قال

اسکے بعد چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔ جس کے بعد عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اتری۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا۔	مذہب اسلام کو انتخاب کر دیا۔

اقول

یعنی خطبہ کے سلسلہ مین آیہ موصوفہ کا نزول ہو گیا جو اُسی ناقہ پر نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اسمین بھی سند نہین دیگئی معلوم نہین کہ انہون نے کہان سے لکھا ہے۔

قال

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے وہان سے چلنے کی تیاری کی"

اقول

غرضکہ ظہر اور عصر کے نماز کے بعد سے مغرب کے قریب تک اب مطلع صاف ہے جسمین مفسرین ثعلبی واحدی۔ معالم التنزیل بغوی۔ لباب التاویل خازن۔ مدارک التنزیل حسینی۔ سراج المنیر خطیب شربینی

وغیرہ آیہ موصوفہ کا نازل ہونا بعد عصر کے لکھتے ہیں جس کے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ کا زندہ رہنا دوسری یا ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کرتے ہیں جس سے دونوں بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہیں چونکہ ہر دو بیانات میں اکمال دین اور اتمام نعمت پر رسول اللہ صلعم کا کوئی شکریہ نہیں ہے جس سے آیہ اکمال دین کا عرفہ کے روز نازل ہونا کسیطرح صحیح نہیں آتا کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا اور ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے رسول پر اکمال دین اور اتمام نعمت فرمائے اور رسول اللہ خاموش رہیں بس عرفہ کے روز آیہ موصوفہ کا نزول یقیناً نہیں ہوا اور یہی تکبیر حمد و ثنا کا نہ ہونا اس آیت کے عدم نزول کیلئے کافی دلیل ہے۔

حالانکہ مراجعت میں جبکہ سواد مدینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ فرمائے جسکے زیر حاشیہ صد ۱۳۲ میں ہے حجۃ الوداع کے واقعات تمام تر صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ابو داؤد اور نسائی سے لئے گئے ہیں۔

الله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔

خدا بزرگ و برتر ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں کوئی اسکا شریک نہیں بس اوسی کی سلطنت ہے اسی کیلئے مدح و ستائش ہے وہ ہر بات پر قادر ہے لوٹے آرہے ہیں توبہ کرتے ہوئے فرمانبردار زمین پر پیشانی رکھکر اپنے پروردگار کی مدح و ستائش میں مصروف ہوکر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔

عبارت مذکورہ جو شکریہ کے جگہ پر کتب اربعہ صحیح بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی سے لیگئی ہے لیکن اکمال دین جیسی جلیل آیت کے عین خطبہ میں نازل ہونیکا کوئی شکریہ نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے تفسیر فتح الرحمن میں بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ عبارت لکھتے ہیں:-

این آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نہ شد۔ یعنی یہ آیت آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہیں اتری اور اُن کے بیٹے شاہ عبد القادر تفسیر موضح القرآن پر تفسیری حاشیہ دیتے ہیں کہ یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد حضرت تین مہینے زندہ رہے ہیں اوپر لکھا گیا ہے کہ تفاسیر میں کل اکیاسی دن حضرت زندہ رہے جسکی دوسری یا ۱۲ ربیع الاول ہے دونوں کے مدت اور دن میں کچھ تغیر نہیں کیا گیا۔ شاہ عبد القادر تین مہینے (۹۰ دن) زندہ رہنا بتاتے ہیں اس سے گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ دن ہوتے ہیں جسکے مراجعت سے عرفہ ۹ ذیحجہ کو (شنبہ) اور ۱۰ ذیحجہ کو (یکشنبہ) ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ شبلی کا دوسرا خانہ۔

جس میں ۱۸ ذی الحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن کامل ہوئے یہ صحیح حدیث کے سند کے مطابق ہے اسلئے آیہ موصوفہ کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم میں حتماً وجزماً ویقیناً ثابت ہوگیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے شبلی صاحب لکھتے ہیں "کہ رسول خدا صلعم ۱۴ ذی الحجہ کی صبح نماز کے بعد تمام مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی[1] جسکے بعد پانچویں دن ۱۸ ذی الحجہ کو ظہر کے وقت غدیر خم میں داخل ہوئے جو مکہ معظمہ سے تیسری منزل پر ہے۔ یہاں سے ذوالحلیفہ سات منزل پر ہے

قال

راہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب ہے عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اس لئے اس مقام کا عام نام غدیر خم آتا ہے۔"

اقول

اس عبارت سے جحفہ کا اول راستہ پر واقع ہونا پایا جاتا ہے جو ایک قریہ یعنی ایک آبادی ہے جو میقات اہل شام ہے یہ قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جس کے علاقہ میں غدیر خم کا میدان ہے جو راستہ سے علیحدہ ۱½ کوس پر واقع ہے یہ مقام ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے جہاں اُترا اور شدید گرم جگہ ہے چنانچہ علامہ حازمی نے لکھا ہے۔ هو واد بين مكة والمدينة عند الجحفة غدير وهذا الوادي موصوف بكثرة الوخامة وشدة الحر یعنی وہ غدیر ایک میدان بیابان جنگل ہے درمیان مکہ اور مدینہ اور جحفہ کے قریب اور وہ جنگل موصوف ہے ایک قسم گھاس سے اور شدت گرمی سے رسول خدا صلعم جب جحفہ کے قریب پہنچے تو وہاں سے تین میل جاکر غدیر خم کے میدان میں تمام صحابہ کو روک دیا جو آگے بڑھ گئے تھے اون کو واپس بلایا اور جو پیچھے آرہے تھے اونکا انتظار ہوا کیونکہ یہ مجمع ایک لاکھ بیس ہزار حجاج کا تھا[1] جس کے لئے وسیع میدان کی ضرورت تھی تاکہ یہ مجمع سما سکے۔

قال

"آپنے یہاں تمام صحابہ کو جمع کرکے ایک مختصر سا خطبہ دیا[2]"

---

[1] اتفق علماء السير ان قصة الغدير كانت بعد رجوع النبي صلعم من حجة الوداع في الثامن عشر من ذي الحجة جمع الصحابة وكانوا مائة وعشرين الفا (تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی قلمی نوشتہ سنہ ۱۰۰۲ھ کتبخانہ مجتہد)

[2] تاریخ حافظ ابن کثیر قلمی جسکا سنہ کتابت سنہ ۹۹۵ھ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ ورق ۳۴۹ پر ہے "لما تفرغ عليه السلام من بيان المناسك ورجع الى المدينة من ذلك في اثناء الطريق فخطب خطبة عظيمة في اليوم الثامن عشر من شهر ذي الحجة"

[3] صفحہ ۲۳ کتاب چہار باب مولانا شاہ اہل اللہ مطبوعہ محمد مصطفی خان سنہ ۱۲۵۰ھ میں ہے۔ ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است

اَقُولُ

یہ مختصر خطبہ نہین تھا بلکہ ایک بڑا عظیم الشان خطبہ تھا دیکھو حاشیہ صفحہ ۳ جسمین مقام اور تاریخ اور تعداد صحابہ جس کے اظہار سے آپنے گریز کیا ہے صرف ۱۲ ذیحجہ تک تاریخ بقید دن کے بتایا ہے اب آنحضرت صلعم کے داخلہ مدینہ منورہ تک تاریخ اور دن دونون ندارد ہین۔

وہ مختصر خطبہ صحیح مسلم کے حوالہ کا جو زید بن ارقم کے سند سے ہے جسکا ابتدائی حصہ چھوڑ کر مولف مخاطب نے لکھا ہے وہ یہ ہے جسکی ابتدائی عبارت لکھنے کے بعد سیرت شبلی سے نقل کیجائیگی جسمین اصل حدیث صحیح مسلم کے بعضے الفاظ ساقط کر کے لکھا ہے نیز اول بیان مین لفظ (ثقلین) ہے۔ دوسرے بیان زید بن ارقم مین ثقلین ہے جس کے بعد عبارت (احدھما کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ و من ترکہ کان علی الضلالۃ۔ ہے اور اول حدیث مین بعد لفظ ثقلین کے (اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذ وا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ و رغب فیہ ثم قال واھل بیتی الخ) اور دونون حدیثوں کے درمیان مین (قال مسلم) حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا محمد بن فضیل ح بھی ہے یعنی مسلم بن الحجاج صاحب صحیح نے کہا حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اسی حدیث محمد بن فضیل کو ترمذی نے علی بن المنذر کوفی کے واسطہ اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے سند سے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع کے حدیث مین وارد کیا ہے جسکو ہم نقل کر آئے ہین۔

مولف مخاطب نے لاپرواہی کیساتھ حدیث پیغمبر کو غلط نقل کیا ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیباً بماء یدعیٰ خماً بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثم قال۔	کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا صلعم نے ایک روز ہم مین درانحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام غدیر خم درمیان مکہ و مدینہ پس بعد حمد و ثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا۔
اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ۔!	حمد و ثنا کے بعد اے لوگون مین بھی بشر ہون ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے یعنی موت ہین تمہارے درمیان دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہین مین اپنے اہلبیت کے بارہ مین تمہین خدا کو یاد دلاتا ہون

آخری جملہ کو آپنے تین بار مکرر فرمایا یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علی) کی روایت ہے۔ نسائی۔ مسند امام احمد۔ ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جنمیں حضرت علی رض کی منقبت ظاہر کی گئی ہے "
محمد بن فضیل نے اعمش کے واسطہ ابو سعید خدری اور زید بن ارقم کے سند سے جو حدیث وارد کی ہے وہ خطبہ حجۃ الوداع عرفہ میں نقل ہو چکی جسمین وہ فقرے جو مسلم کے مخرجہ حدیث مذکورہ سے نکل گئے تاہم لفظ (الثقلین) جسمین ایک قرآن دوسرے اہلبیت نبی جو عرفہ والی حدیث میں کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ہیں جن ہر دو لفظوں سے ایک حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں جنکے منقبت کی حدیث تسلیم کیگئی ہے جبکہ نو دن پہلے ۹ ذی الحجہ کو خطبہ عرفہ میں حدیث مذکورہ مع اون فقرات کے جنکو مسلم نے نہیں لکھا تو پھر اسی حدیث (ثقلین) کو عین شدت گرما جنگل بیابان میں مکرر ارشاد فرمانے کی کونسی ضرورت شدید پیش آئی کیونکہ وہی سامعین صحابہ عرفہ کے روز والے مہاجرین وانصار وغیرہ تھے
البتہ غیر مکہ معظمہ اور اسکے اطراف کے اپنے اپنے وطن کیطرف گئے ہوں گے اور مکہ معظمہ سے شمال کی جانب مدینہ منورہ جاتے ہوئے اکتالیس ۴۱ کوس پر جحفہ کا مقام جو درمیان مکہ و مدینے کے واقع ہے کہ حضرت صلعم آگے گئے ہوؤں کو واپس بلوایا اور عقب آنیوالے قافلہ کا انتظار فرمایا اور جحفہ سے تین میل آگے جا کر میدان میں صفائی کرا کے منبر تیار کیا گیا۔

جسکی وجہ ہم علامہ عینی حنفی کے شرح صحیح بخاری۔ ج ۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ ص ۵۷۲ باب تفسیر سورۂ مائدہ سے لکھتے ہیں۔

وذکر ابو عبیدۃ عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقتہ فاندقت رکبتھا فنزل عنھا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

یعنی ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ نازل ہوا جبکہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے پس جلدی کی اوس ناقہ نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں پس رسول اللہ صلعم اتر پڑے

وقال السخاوی ذھب جماعۃ الی ان المائدۃ لیس فیھا منسوخ لانھا متاخر النزول

اور علامہ شیخ علم الدین سخاوی[1] نے کہا ہے کہ ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ سورۂ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اسلیے کہ آخر نزول سے ہے۔

یعنی سورۂ مائدہ آخر عمر میں رسول اللہ صلعم کے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینے کے نازل ہوا چنانچہ اسی سورۂ مائدہ کی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جو آخر نزول سے ہے جسکے بارے میں عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۵۷۵ میں ہے

[1] کشف الظنون میں ہے۔ شیخ علم الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد الصمد السخاوی سنۃ ثلاث واربعین وستمائۃ "

ذکر الواحدی من حدیث الحسن بن محمد قال حدثنا علی بن عیاش عن الاعمش وابی الجحاف عن عطیہ عن ابی سعید قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب ۔	امام واحدی نے حسن بن محمد کی حدیث کے بروایت ابو سعید خدری ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز خم غدیر حضرت علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہوا۔

پس رسول اللہ صلعم کا درمیان مکہ و مدینہ متصل موضع جحفہ کے ناقہ سے اترنا اسی فرمان باری عزاسمہ سے ہوا اور رسول اللہ تین میل مقام غدیر خم پر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو وہان ٹھہرا کر منبر پالان شتر سے تیار کرایا اور سب سے پہلے جو عمل کیا گیا وہ جناب علی علیہ السلام کے سر مبارک پر عمامہ بندی ہے جسکو رسول خدا صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جناب علی علیہ السلام کے سر پر باندھا۔

جیسا کہ ریاض النضرہ حافظ محب الدین طبری المکی ۔ ج ۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۲۱۷ مین ہے

عن عبد الاعلی بن عدی النہروانی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ العمامۃ من خلفہ ۔	عبد الاعلی سے مروی ہے کہ حضرت علی کے سر پر رسول اللہ صلعم نے بروز خم غدیر عمامہ باندھا اور اسکا شملہ پیچھے کے جانب لٹکا دیا۔

اور کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۔ ج ۔ ثانی ۔ حافظ ابن حجر قسطلانی مین ہے ۔

اخرج البغوی عن علی قال عممنی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء اطرفہما طرفیہا علی منکبی الحدیث	امام بغوی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے بروز خم غدیر میرے سر پر ایک سیاہ عمامہ باندھا اور اسکے دونوں کنارون کو دوش پر ڈال دیا۔

پس سورۂ مائدہ کا نزول مابین مکہ و مدینہ اور اسکی آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم خم غدیر یعنی درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) کے روز ہوا (دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ علامہ شبلی کا دوسرا نقشہ) ؎

ھ ۔ حدیث مذکورہ اسباب النزول واحدی مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۱۵۰ مین اسناد مذکورہ ابو سعید خدری سے ہے جنکی توثیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۸ مین کی ہے وہ یہ ہے ۔ وہمچنین قراء سبع در قرات وشیخ ابوالحسن اشعری در علم کلام وثعلبی وواحدی وامثال ایشان در تفسیر ومحمد بن اسحاق در سیرت ؎
جب کہ ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ موصوفہ کا نزول واحدی کے اسباب النزول سے ثابت ہو گیا تو شاہ ولی اللہ کے شرط کے مطابق آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے بعد کوئی آیت نہین اتری پس اسی یوم غدیر خم مین اس آیہ اکمال دین کا نزول بعد آیہ بلغ کے ثابت ہو گیا۔ جہان سے ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی روز شاہ ولی اللہ کے سر در المحزون کے مطابق ہو گئے۔

اب زید بن ارقم کی مرضیہ حدیث ثقلین خصائص نسائی سے ملاحظہ ہو جسمیں وہ حدیث بھی ہے جسکو آنحضرت صلعم نے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے اور جس کے عمدہ فقرات کو جامع صحیح مسلم نے نہیں اخراج کیا وہ یہ ہے۔

اخرج النسائی[عہ] عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجة الوداع ونزل خم غدیر امر بدوحات فقمن ثم قال کانی دعیت فاجبت انی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله وعترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله مولای وانا ولی کل مومن ثم انه اخذ بید علی فقال من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزید سمعته من رسول الله قال ما کان فی الدوحات احد الا راه بعینیه وسمعه باذنیه۔

امام نسائی نے کتاب خصائص میں بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام خم غدیر میں نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت صلعم اسپر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ میں جناب باری میں بلایا گیا ہوں اور میں نے حکم الہی کو قبول کیا ہے اب میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ دوسرے اپنے اہلبیت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن اور اہلبیت سے کیونکر برتاو اور تمسک کرتے ہو پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ سنو میرا مولا اللہ تعالے ہے اور میں کل مومنین کا ولی ہوں بعد ازاں حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ دیکھو جسکا میں ولی ہوں علی بھی اوسکا ولی ہے خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث سنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسول خدا سے سنا ہے زید بن ارقم نے کہا کہ ایک میں کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے اُن سب نے یہ آنحضرت کو ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا۔

ایضاً عن عائشة بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول الله صلعم یوم الجحفة واخذ بید علی فخطب فحمد الله

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سعد بن وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ کہا سعد نے سنا میں حضرت صلعم سے جحفہ کے دن کہ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ

عہ حافظ نسائی مسلم بن الحجاج سے حافظ تر ہیں۔ زرقانی شرح مواہب میں ہے۔ النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمة المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذهبی هو احفظ من مسلم مات سنة ثلث وثلثمائة۔

و اثنیٰ علیہ ثم قال ایها الناس انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول الله ثم اخذ بید علی فرفعها فقال هذا ولیی والمؤدی عنی ان الله موالی من والاہ و معاد من عاداہ

پکڑا اور خدا کی تعریف اور ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپنے سچ کہا اور پھر رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر لبند کیا اور فرمایا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری طرف سے احکام پہونچانیوالا ہے جو علی کو دوست رکھے اسکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو اسکو دشمن رکھے خدا اسکو دشمن رکھتا ہے۔

اور اُسی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ صفحہ ۵۸۴ میں تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے منقول ہے

قال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابیطالب فلما نزلت هذه الآیة اخذ بید علی و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیت کا مقصود (شان نزول) یہ ہے کہ اے رسول پہونچا دو اُس امر کو جو تمہارے ربنے علی بن ابیطالب کے فضل میں نازل فرمایا پس جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے مولا علی علیہ السلام ہیں

اور آنحضرت صلعم نے سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر منزل جحفہ سے تین میل میدان خم غدیر میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا جسکو کتاب روضہ ندیہ مولفہ علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمنی صنعانی مطبوعہ انصاری دہلی کے صفحہ ۶۸-۶۹ سے لکھا جاتا ہے

واخرج الخطبة بطولها الفقیه العلامة حمید الشهید رحمه الله فی المحاسن فی شرح قول الامام المنصور بالله۔

روایت کیا ہے خطبہ غدیر خم کو پورا فقیہ علامہ حمید شہید رحمہ اللہ نے کتاب محاسن میں امام منصور کے اس شعر کی شرح میں۔

”ایھا ناض بعما الحبل ۔ لعلی المکی الیثربی“ بسنده الی زید بن ارقم قال اقبل النبی صلی الله علیه و سلم من حجة الوداع حتی نزل بغدیر الجحفة بین مکة والمدینة فامر بالدوحات فقم ما تحتهن من شوک ثم نادی الصلوٰة جامعة فخرجنا الی رسول الله صلعم فی یوم شدید الحر ان منا لمن یضع بعض ردائه

یماانض بجاجبل ۔ لعلی المکی والیثربی ۔ اپنی سند سے زید بن ارقم تک کہا زید بن ارقم نے مراجعت فرمائی آنحضرت نے حجۃ الوداع سے اور راہ میں مکہ و مدینہ مقام غدیر خم میں نزول فرمایا پس حکم دیا اور درختوں کے نیچے جگہ صاف کیگئی پھر ندا دیگئی کہ الصلوۃ جامعۃ یعنی سب نماز جماعت کو حاضر ہوں پس ہم سب آنحضرت کی طرف چلے بڑی شدت کی گرمی تھی

على راسه وبعضه على قدميه من
شدة الرمضاء حتى اتينا الى رسول الله
صلعم فصلى بنا الظهر ثم انصرف الينا
فقال الحمد لله نحمده ونستعينه ونؤمن
به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيات اعمالنا الذى لا هادى
لمن اضل ولا مضل لمن هدى واشهد
ان لا اله الا الله وان محمدًا عبده و
رسوله اما بعد ايها النّاس فانه لم يكن لنبى
من العمر الا النصف من عمر الذى قبله
وان عيسى بن مريم لبث فى قومه اربعين
سنة وانى اشرعت فى العشرين الاولى
يوشك ان افارقكم الا وانى مسئول و
انتم مسئولون فهل بلغتكم فماذا انتم
قائلون فقام من كل ناحية من القوم
مجيب يقولون نشهد انك عبد الله ورسوله
قد بلغت رسالته وجاهدت فى سبيله
وصدعت بامره وعبدته حتى اتاك
اليقين جزاك الله عنا خير ما جزى نبيا عن
امته فقال الستم تشهدون ان لا اله
الا الله وان محمدًا عبده ورسوله
وان الجنة حق وان النّار حق وتؤمنون
بالكتاب كله قالوا بلى قال فانى
اشهد ان قد صدقتكم وصدقتمونى
الا وانى فرطكم وانتم تبعى توشكون
ان تردوا على الحوض فاسئلكم حين
تلقونى عن الثقلين كيف خلفتمونى

ہم مین بعض لوگون کی یہ حالت تھی کہ چادر کا
ایک سرا سر پر اور دوسرا زمین کے تپنے کی
وجہ سے اپنے قدمون کے نیچے۔ کھتے تھے اسطرح
آکر جمع ہوئے ۔ پس آنحضرتؐ نے نماز ظہر پڑہائی
پھر لوگونکیطرف متوجہ ہوکر بعد حمد و ثنا جو متن مین
مذکور ہے فرمایا.....
ایہا الناس ہر نبی کی عمر اُس نبی کی عمر
نصف ہوتی ہے جو اُس سے پہلے گذرا ہے اور
تحقیق کہ عیسیٰ اپنی قوم مین چالیس برس رہے
اور میرے زمانۂ نبوت کا اب بیسوان سال شروع ہوا
زمانہ قریب ہے کہ مین تم سے جدا ہو جاؤنگا آگاہ
ہو جاؤ کہ مجھ سے بھی سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی
باز پرس ہوگی آیا مین نے احکام الٰہی تمہین پہونچا دیے
پس تم کیا کہنے والے ہو چارون طرف سے لوگون نے
بالاتفاق جواب دیا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ خدا کے
برگزیدہ بندے اور اُسکے رسول ہین اور آپنے
رسالت خدا کو پہونچا دیا اور مجاہدہ فرمایا راہ خدا مین
اور آشکارہ کیا اُسکے امر کو اور اُس معبود حقیقی کی
عبادت کی یہانتک کہ زمانہ وفات قریب آیا۔ انشاء اللہ
آپکو اس ہدایت کے عوض اُن سب انبیاء سے بہتر جزا عطا
فرمائے جنھین بعوض ہدایت انکی اُمت سے ملی ہے
پس آنحضرتؐ نے فرمایا آیا تم نہین گواہی دیتے ہو کہ
نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمدؐ اوسکا بندہ
اور رسول ہے اور بہشت و دوزخ حق ہین اور ایمان لائے
ہو تم پوری کتاب خدا پر سبنے کہا بیشک ہم ان سب کے
مقر ہین۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون کہ
البتہ مین نے تم کو سچا جانا اور تم نے میری تصدیق کی

فیما قال فاعتل علینا ماندری ما الثقلان حتی قام رجل من المهاجرین فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما الثقلان قال الاکبر منہما کتاب اللہ سبب طرف بید اللہ وطرف بایدیکم فتمسکوا بہ ولا تولوا ولا تضلوا والاصغر منہما عترتی من استقبل قبلتی واجاب دعوتی فلا تقتلوہم ولا تقہروہم ولا تقصروا عنہم فانی قد سالت لہم اللطیف الخبیر فاعطانی ناصرہما لی ناصر وخاذلہما لی خاذل ووليہما لی ولی وعدوہما لی عدو الا فانہا لن تہلک امۃ قبلکم حتی تدین باہوائہا وتظاہر علی نبوتہا وتقتل من قام بالقسط ثم اخذ بید علی بن ابیطالب۔

آگاہ ہو کہ مین تمہارا بشیر ہون اور تم میرے پیچھے ہو قریب ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے پس جب تم مجھ سے ملاقی ہوگے تو مین تم سے ثقلین کی بابت سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد ان دونون کیساتھ کیا عمل کیا (راوی) کہتا ہے کہ ہم نہ سمجھے کہ ثقلین سے آنحضرت کی کیا مراد ہے حتی کہ مہاجرین مین سے ایک شخص اُٹھا اور اُس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ ثقلین سے آپکی کیا مراد ہے آنحضرت نے فرمایا ثقل اکبر ان دونون مین کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ۔ اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ مین ہے پس اس کے ساتھ متمسک ہو اور نہ پھرو اور نہ ضلالت اختیار کرو اور ثقل اصغر میری عترت ہے جس نے عبادت خدا کیلئے میرے قبلہ کیطرف منہ کیا اور میری دعوت قبول کی اُسے چاہئے کہ نہ قتل کرے اور نہ ذلیل کرے انکو اور نہ تقصیر کرے ان کے حقوق مین کیونکہ مین نے اُن کے حق مین حضرت لطیف وخبیر سے مسئلت کی اور رب العزت نے اس میری مسئلت کو قبول فرمایا جو کتاب خدا اور میری عترت کی مدد کرنیوالا ہے وہ میرا ناصر ہے اور جو انھین چھوڑنیوالا ہے وہ مجھ چھوڑنیوالا ہے اور انکا دوست میرا دوست ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے بات یہ ہے کہ تمہارے پہلے اسوقت تک کوئی قوم ہرگز ہلاک نہین ہوئی جبتک اُس نے برخلاف احکام شرع اپنی ہوائے نفس کا اتباع اور اپنے سچے رہنماؤن اور پیشواؤن کو قتل نہین کیا۔

فرفعہا وقال من کنت مولاہ فہذا مولاہ من کنت ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قالہا ثلثا۔

کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُسکا یہ مولا ہے جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ ولی ہے۔ پھر تین مرتبہ جناب علی علیہ السلام کے حق مین یہ دعا فرمائی کہ خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

اور کتاب جواہر العقدین مولفہ علامہ سمہودی مین ہے

عن عامر بن لیلی وحذیفہ بن اسید
رضی اللہ عنہما قال لما صدر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع
ولم یحج غیرہا اقبل حتی اذا کان
بالجحفۃ نہی اصحابہ عن شجرات بالبطحاء
متقاربات لا تنزلوا تحتہن حتی اذا نزل
القوم واخذوا منازلہم سواہن ارسل
الیہن فقم ما تحتہن وشذب عن
رؤس القوم حتی اذا نودی للصلوٰۃ غدا
الیہن فصلی تحتہن ثم انصرف الی الناس
وذلک یوم غدیر خم وخم من الجحفۃ
ولہ بہا مسجد معروف فقال ایہا الناس
انہ قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر
نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ
وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی مسئول
وانتم مسئولون ہل بلغت فما انتم
قائلون قالوا نقول قد بلغت وجہدت
ونصحت فجزاک اللہ خیرا قال الستم
تشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان
نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا
بلی نشہد قال اللہم اشہد ثم قال
ایہا الناس الا تسمعون الا فان اللہ
مولای وانا اولی بکم من انفسکم الا
ومن کنت مولاہ فہذا مولاہ

کہ عامر بن لیلی اور حذیفہ بن اسید سے مروی ہے،
کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے مراجعت
فرمائی اور مقام جحفہ مین پہونچے تو اوس میدان مین
جہان چند اشجار ثمرہ تھے آنحضرت نے صحابہ سے
کہا کہ ان کے نیچے نہ اترو چنانچہ صحابہ نے ان سے
علیحدہ قیام کیا بعد ازان آنحضرت نے حکم فرمایا
اور ان اشجار کے نیچے صاف کیا گیا اور جو شاخین
ایسی جھکی ہوئی تھین جو سرون پر لگین وہ چھانٹ
ڈالی گئین یہانتک کہ اذان نماز دیگئی اور لوگ
ان اشجار کے نیچے جمع ہوئے پس آنحضرت نے
نماز پڑہی پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے (اور یہ روز
غدیر خم تھا اور خم متعلقات جحفہ سے ہے اور اوس
دن کی یادگار مین وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو
مشہور و معروف ہے) اور فرمایا کہ تحقیق حضرت
لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے
اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف عمر
پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ
رحلت قریب ہے اور مجھ سے سوال کیا جائیگا اور
تم سے بھی کہ آیا مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس
تم کیا کہنے والے ہو سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین
کہ آپنے کما ینبغی ابلاغ رسالت کیا اور سعی بلیغ کی
پس آپکو خدا جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا
آیا تم اسکی گواہی نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود
سوا اللہ کے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت
دوزخ حق ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے

واخذ بيد علی فرفعها حتی عرفه القوم
اجمعون ثم قال اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس
انی فرطكم وانتم واردون علی الحوض
اعرض مما بين بصری وصنعا فيه
عدد نجوم السماء قدحان من فضة الا
وانی سائلكم حين تردون علی عن
الثقلين كيف تخلفونی فيهما
حين تلقونی قالوا وما الثقلان يا
رسول الله قال الثقل الاكبر كتاب الله
سبب طرفه بيد الله وطرف بايديكم
فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا
الا وعترتی فانی قد نبانی اللطيف
الخبير ان لا يتفرقا حتی يلقيانی و
سالت الله ربی لهم ذلك فاعطانی
فلا تسبقوهم فتهلكوا ولا تعلموهم
فهم اعلم منكم۔

بیشک ہم سب ان امور کا اقرار کرتے ہین
اسپر آنحضرت نے کہا خدایا تو شاہد رہ پھر
فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا مولا ہے
اور مین تمہارے لئے تمہارے نفسون سے اولی
ہون آگاہ ہو جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ مولی
ہے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا یہانتک
کہ پہچان لیا اونکو تمام قوم نے پھر حضرت علیؑ کے
حق مین یہ دعا دی کہ خدایا دوست رکھ علی کے
دوست کو اور دشمن رکھ علی کے دشمن کو پھر
فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سے پہلے پہونچونگا اور
تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اوسکا
عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری وصنعاء
سے اور اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی
کے پیالے ہونگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے
مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے اون دونون
کے حق مین کیا کیا سب نے کہا ثقلین سے آپکی کیا مراد
ہے فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جسکا ایک سرا تمہارے ہاتھون مین ہے۔

پس اُس سے تمسک کرو تبدل اور ضلالت سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق کہ حضرت لطیف وخبیر نے مجھے
خبر دی ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہون اور مین نے اپنے عترت کے حق مین خدا سے سلت کی تھی
چنانچہ اللہ تعالی نے میری التجا کو اُنکے حق مین قبول فرمایا پس میری عترت پر سبقت مکرنا ورنہ ہلاک ہوجاوگے اور اُنکو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے علم مین

وعن ام سلمة رضی الله عنها قالت
اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بيد علی رضی الله عنه بغدير خم فرفعه
حتی رأينا بياض ابطه فقال من كنت مولاه
فعلی مولاه الحديث وفيه قال يا ايها الناس انی
مخلف فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی و

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے
کہ آنحضرت صلعم نے غدیر خم مین علی کا ہاتھ پکڑ کر
اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مشاہدہ ہوئی پس
فرمایا جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے الحدیث
اور اسی حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایہا الناس
مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑنیوالا ہون ایک

لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

کتاب منزل اور دوسری اپنی عترت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

وفی المشکوٰۃ قال خرج احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر و اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن و مومنۃ۔

اور مشکوٰۃ مین بروایت مسند احمد بن حنبل براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا کے ساتھ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لیے درختون کے نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کیلئے اون کے نفوس سے اولی ہون سب نے فرمایا درحقیقت یارسول اللہ آپ ہر مومن کیلئے اس کے نفس سے اولی ہین تب آپ نے ارشاد کیا جسکا مین مولی ہون علی بھی اُسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

درمعارج النبوۃ گفتہ گویند کہ بیشتر اصحاب حتی امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند

اور کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ اُس روز اکثر اصحاب حتی کہ اُمہات المومنین نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔

(تاریخ احمدی للشیخ احمد حسین خان پریانوان)

چونکہ مولف مشکوٰۃ نے امام احمد بن حنبل کے تخریجہ روایت براء بن عازب کے سند سے واقعہ غدیر مین حضرت عمر کا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو تہنیت دینا نقل کیا ہے اس لئے براء بن عازب کے سند سے آیہ بلغ ما انزل الیک من ربک کے نزول کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ جس سے رسول اللہ صلعم کا دفعۃً درمیان مکہ اور مدینہ کے عین دوپہر کے وقت تپتی زمین پر فروکش ہونا اور تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ غدیر خم پر ایک خاص اہتمام سے قیام فرمانا معلوم ہوجائے چنانچہ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر امام فخر الدین الرازی ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک اور جناب علی کو علیہ السلام سے لکھا ہے دیکھو ص ۶۳۶

(العاشر)

نزلت الآیۃ فی فضل علی بن ابی طالب علیہ السلام ولما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی۔

یہ آیت جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے فضیلت مین اتری ہے جسوقت اسکا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس ملاقات کی جناب علی علیہ السلام سے حضرت عمر نے اور کہا کہ مبارک ہوئے ابن ابیطالب آج تم نے ایسی صبح کہ میرے اور جملہ مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے اور یہ قول ابن عباس اور براء بن عازب ور امام محمد بن علی علیہ السلام کا ہے

اور رسالہ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ کے مودۃ خامسہ کے ص۷ مین ہے۔

عن البراء بن عازب قال اقبلت مع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوٰۃ جامعۃ فجلس رسول اللہ صلعم تحت الشجرۃ واخذ بید علی وقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الا من انا مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وفیہ نزلت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔

براء ابن عازب سے مروی ہے کہ مراجعت کی مین نے ہمراہ پیغمبر خدا کے حجۃ الوداع سے جب آنحضرت مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت ندا دیگئی کہ الصلوٰۃ جامعۃ چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑکے فرمایا کہ کیا مین مومنین پر اونکے نفسون سے اولیٰ نہین ہون تو لوگون نے کہا سچ کہا یا رسول اللہ تو فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابن ابیطالب مبارک ہو تمنے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ہوئے اور اسی بارے مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی حصہ اول اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر ج ۳ ص ۸۹ مین ہے۔

اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے

قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

کہ ہم رسالت مآب صلعم کے زمانہ مین اس آیت کو اس طرح پڑہتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اوس چیز کو کہ تیرے رب کی طرف سے تیرے طرف اوتاری گئی یہ کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہوا تو گویا تونے میری رسالت ہی کو نہین پہونچایا اور اللہ تجھے لوگون سے بچائیگا۔

عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت مذکورہ مین ابتدای آیت مین یا ایہا الرسول بلغ اور آخر حصہ واللہ یعصمک من الناس تک ہے جسکے فرداً فرداً ہر حصہ سے خواہ اول حصہ آیت کا خواہ آخر حصہ آیہ موصوفہ کا ذکر کیا جائے اوس سے پوری آیت مذکورہ مراد ہوگی اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے اور یہ سورہ مائدہ پورا نازل ہوا جسکے نازل ہونے کے ذکر مین تین الفاظ ہین۔ ا کملہا جمیعاً۔ کاملاً اور جسکا نزول ناقہ پر سواری کی حالت مین رسول اللہ پر ہوا صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مع اسکے جز کے ناقہ پر نہین ہوا۔

روایت مذکورہ سے واللہ یعصمک من الناس جو آیہ یا ایہا الرسول بلغ کا آخری جز ثابت و محقق ہے اور یہ آیت یوم غدیر خم مین نازل ہوئی اور غدیر خم ایک مقام ہے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور رسول اللہ صلعم واپسی حجۃ الوداع سے اسی دن دفعۃً راہ مین ٹہر گئے اور یہ کہ آیہ موصوفہ سورہ مائدہ کا آخری جُز ہے اور جس سورہ کا نزول سفر مین درمیان مکہ اور مدینہ کے اور حجۃ الوداع مین ہوا پس آیہ بلغ ما انزل الیک بھی درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین سواری ناقہ پر نازل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت کو اُترنا پڑا وہ خم غدیر کا روز اٹھارہ ہوین ذیحجہ تھی۔

اور یہ کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس جو سورۂ مائدہ کا جز ہے جسکا نزول سفر مین ہوا جو سورۂ مائدہ کے نزول سفر حجۃ الوداع کی تائید مین ہے چنانچہ کتاب اتقان فی علوم القرآن سیوطی مطبوعہ مصر ١٣٠٦ھ کے ج اول صفحہ ٣٢ تفسیر سورہ مائدہ کے نزول مین ہے۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ھریرۃ انہا نزلت فی السفر۔

صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس رسول اللہ صلعم پر بحالت سفر نازل ہوا۔

۱؎ سیرت النبی شبلی ج اول مین ہے عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی اور مجتہدین صحابہ مین داخل ہین۔ اور جلد ثانی مین ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی ہین فقہ حنفی کے بانی اول گویا وہی ہین امام ابوحنیفہ کے فقہ کا سلسلہ ان ہی کی روایات اور استنباطات پر منتہی ہوتا ہے کہ معظمہ مین قرآن مجید کی اشاعت آنحضرتؐ کے ابتدائی زمانہ مین ان ہی نے کی ستر سورتین خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کین تھین۔ الفاروق مین ہے۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی علمی مجلسون کے بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابتؓ۔ عبد اللہ بن مسعود عبد اللہؓ بن عباس۔ عبد الرحمنؓ بن عوف۔ حضرتؓ قیس عبد اللہ بن مسعود کی بھی نہایت قدر کرتے تھے ١٢ھ مین انکو کوفہ کا مفتی اور افسر خزانہ مقرر کرکے بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا۔ کہ مین انکو معلم اور وزیر مقرر کرکے بھیجتا ہون"

جسکی تائید کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے ج۔ اوّل ص۱۲۰ سے بہ تفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

اخرج الثعلبی عن ابی صالح[علہ] عن ابن عباس عن محمد الباقر رضی اللہ عنھما قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی ایضاً الحموینی فی فرائد السمطین اخرجہ عن ابوھریرۃ ایضاً المالکی اخرج فی فصول المھمۃ عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ فی غدیر خم ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النووی۔	ثعلبی نے ابی صالح کے واسطہ اور ابن عباس کے سند اور امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ جناب علی کی شان مین نازل ہوئی اور بھی علامہ حموینی نے فرائد السمطین مین ابوہریرہ کے سند سے اور ابن صباغ مالکی نے فصول المھمہ مین ابو سعید خدری کے سند سے کہا ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم کے روز ہوا اور ایسا ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی اور تفسیر لباب التاویل علاء الدین خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی وغیرہ مین بذکر آیہ واللہ یعصمک من الناس مرقوم ہے کان سورۃ المائدۃ من آخر ما نزل من القرآن۔ یعنی سورہ مائدہ ازروی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی مین بہ تفسیر سورہ مائدہ یہ روایت ہے

عن محمد بن کعب القرظی قال انھا نزلت فی حجۃ الوداع بین مکۃ والمدینۃ وھکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ درمیان مکہ اور مدینہ کے حجۃ الوداع مین نازل ہوا اور اسیطرح ابن جریر نے ربیع بن انس سے اسی زیادتی کیساتھ روایت کی ہے

بس ان مجموعی روایات سے کل سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا متحقق و مبین ہوگیا جس سورہ مائدہ مین اٹھارہ[۱۸] فریضہ و احکام ہین

[علہ] توثیق ابی صالح غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی ص۴۳۲ مین اسی سند سے یہ روایت ہے وعن ابی صالح عن ابن عباس قال انما سمیت ترویۃ وعرفۃ لان ابراھیم رای اللیلۃ الترویۃ فی منامہ انہ یؤمر بذبح ابنہ۔ ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ترویہ اور عرفہ اس سے نام رکھا گیا کہ ابراہیم نے ترویہ کی رات کو خواب مین دیکھا کہ وہ حکم کئے گئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے مین۔

اب رہ گئی دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے اثبات کی ضرورت نہ تھی جبکہ کل سورہ کا سورہ (مائدہ) ابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع مین نازل ہوا لیکن چونکہ شبلی صاحب بزاسلاف کی تقلید کرتے ہوئے بلکہ دس قدم آگے بڑھ کر آیہ اکمال دین کا نزول ۱۸ ذیحجہ سے ۹ دن پہلے قبل از ادائے حج اور پہلے ہی خطبہ عرفہ کے دوران مین یوم جمعہ کے قید کے ساتھ لکھا ہے تاکہ عید غدیر محو ہو جائے۔ اس لئے ہم کو وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کے انکشاف کی ضرورت ہوئی جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور آگے بھی پوری توضیح ہوگی انشاء اللہ۔

مورخ یعقوبی جو تیسری صدی کے مورخ ہین جنکی دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے جس سے اُن کا سنہ وفات ۲۶۰ھ ہوتا ہے جس تاریخ کے سند سے شبلی صاحب نے المامون اور الفاروق مین بکثرت اور اس سیرت النبی مین متعدد جگہ خصوصاً خطبہ حجۃ الوداع کے ایک فقرے کے سند مین زیر حاشیہ صہ ۱۲۳ لکھتے ہین۔

"البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرا خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے"

(صہ ۱۲۳ طبع یورپ)

چنانچہ اسی کتاب کے صہ ۱۲۳ مین آیہ اکمال دین کا ذکر بھی ہے

وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت	یعنی تحقیق کہا گیا کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی	رسول اللہ صلعم پر جو آیت سب کے آخر مین نازل
ورضیت لکم الاسلام دینا وھی	ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ و	نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ
کان نزولہا فی امیر المومنین علی	آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی
بن ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ بغدیر	بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل
خم۔	ہوئی۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲ مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۳ء)

ناسخ التواریخ۔ ج۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صہ ۵۱۲ مین ہے۔ ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خم کے روز یکصد وبست ہزار تن بشمار میرفت (یعنی ایک لاکھ بیس ہزار آدمیون کا مجمع تھا) جبرئیل فرود شد این آیت مبارک بیاورد (جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے) الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت

عہ شبلی صاحب المامون مین لکھتے ہین کہ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اس نے اپنی تاریخ (یعقوبی) مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدے کے موافق سند نشینی کا ایک زائچہ نقل کیا ہے

مامون الرشید کے زمانے سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانے کے واقعات ان لوگون کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے

(صہ ۳۲، ۱۲۲ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی بار چہارم)

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

جس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا:-

الحمد للہ علی کمال الدین وتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی۔

پس مردمان فوج فوج بر آنحضرت بدآمدند وبدینگونہ سلام دادند وگفتند السلام علیک یا امیر المومنین۔

پس صحابہ کے گروہ کے گروہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین کہتے

عمر بن الخطاب برین تہنیت سخنے چند برافزود گفت بخ بخ لک اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ

اور حضرت عمر نے اس تہنیت میں چند کلمہ اور اضافہ کرکے کہا مبارک ہو مبارک ہو ایسی صبح کی کہ مولا ہوئے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے۔

اور رسول خدا صلعم نے فرمایا

انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین وھذا ولی کل مومن بعدی وان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن ومومنۃ

تحقیق تو مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام ہے اور سفید منہ والوں کا قائد ہے اور میرے بعد کل مومنین اور مومنات کا ولی ہے، اور تحقیق علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور وہ ولی ہر کل مومنین کا اور مومنہ کا

کتاب مفتاح النجا مولفہ علامہ مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی میں ہے۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلعم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تو پیغمبر صاحب نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے، اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور

واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مثلہ وفی آخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضوا لرب برسالتی والولایۃ

مثل اس حدیث کے ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے جسکے آخر میں اتنا اور ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی

لعلی بن ابی طالب ۔ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ پس آنحضرتؐ نے
کہا اللہ اکبر (تکبیر کہتا ہوں) اکمال دین اور اتمام نعمت پر راضی ہونے خداوند عالم کے میری رسالت اور
علی کی ولایت سے۔

اور کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی نے یہ روایت
اخراج کی ہے۔

عن قیس بن الربیع عن ابی ھارون
العبدی عن ابی سعید الخدری ان
رسول اللہ صلعم دعا الناس الی علی فی
غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من
شوک فقم وذلک فی یوم الخمیس
فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھما
حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول
اللہ صلعم ثم لم یفترقوا حتی نزلت
ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا فقال
رسول اللہ صلعم اللہ اکبر علی اکمال
الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب
برسالتی وبالولایۃ لعلی من بعدی

باسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے مروی ہے
کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں پنجشنبہ کے دن
غدیر خم میں رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ درختوں کے
نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کیے جائیں پھر وہاں
لوگوں کو جمع کرکے، سب کو علی کی ولایت کیطرف
بلایا اور حضرت علی کے دونوں بازو پکڑ کے اونھیں
اسقدر بلند کیا کہ لوگوں نے رسول خدا کے
بغلوں کی سفیدی مشاہدہ کی پس لوگ ابھی
متفرق نہ ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم
دینکم الآیۃ نازل ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
اللہ اکبر (خدا کا شکر ادا کرتا ہوں) اکمال
الدین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ
خداوند کریم میری رسالت اور میرے بعد
علی کی ولایت سے خوشنود ہوا۔

اور سند مذکورہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنے تفسیر ج ۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ جو حاشیہ فتح البیان مولوی صدیق حسن خان پر
طبع ہے جس کے ص۲۸۱ میں بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یہ ہے۔

وقد روی ابن مردویہ[ع۵] من طریق
ابی ھارون العبدی عن ابی سعید
الخدری انھا نزلت علی رسول اللہ
صلعم یوم غدیر خم حین قال لعلی

حافظ ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے
طریق ابوسعید خدری کے سند سے روایت
کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم
کے روز اسوقت نازل ہوا جبکہ حضرتؐ نے

ع۵ ابن مردویہ کی توثیق خود تفسیر ابن کثیر مذکورہ کے ج ۳ سورۃ النساء بتفسیر صلاۃ الخوف ص۵۴۳ میں ہے وقد اجاد الحافظ ابوبکر بن مردویہ فی سرد طرقہ والفاظہ وکذا ابن جریر ولغیرہ فی کتاب الاحکام الکبیر ان شاء اللہ وبہ الثقۃ ۔ حاصل ترجمہ
حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نقل اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام الکبیر میں لکھیں گے ان شاء اللہ اسی سند پر اعتماد ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم
رواہ عن ابی ہریرۃ وفیہ انہ
الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ
مرجعہ علیہ السلام من حجۃ الوداع

علی کے لئے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں
اس کا علی مولا ہے اور حافظ ابن مردویہ نے
ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ اٹھارہویں
ذیحجہ تھی۔ یعنی حجۃ الوداع کے مراجعت میں

وفی لتاریخ البدایۃ والنہایۃ لحافظ ابن کثیر (کتب خانہ باکی پور پٹنہ کے ص۲۳۳ میں ہے)
رواہ ضمرۃ[1] عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ قال
لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم
اکملت لکم دینکم قال ابو ہریرۃ وھو غدیر خم من صام یوم ثمانی عشرۃ من ذی الحجۃ کتب لہ
صیام ستین شہرا۔

ترجمہ۔ ضمرہ نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اوس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابوہریرہ کے سند کی
روایت کی ہے کہا ابوہریرہ نے جبکہ پکڑا ہاتھ علی کا رسول اللہ نے اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو
الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا کہا ابوہریرہ نے یہ دن غدیر کا تھا۔ (یعنی ۱۸ ذیحجہ تھی۔ جو اٹھارہویں ذیحجہ کو روزہ
رکھے تو اس کے واسطے ساٹھ مہینہ کے روزہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور حدیث مذکورہ کے تائید کی یہ حدیث کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مودۃ خامسہ ص۱۶ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ نقل کیجاتی ہے

عن ابی ہریرۃ رض قال من
صام یوم الثامن عشر من ذی الحجۃ کان
لہ کصیام ستین شہرا وھو الیوم الذی
اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ جو شخص اٹھارہ
ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کا ثواب ساٹھ مہینہ
کے روزہ کے برابر ہوگا اور وہ دن غدیر خم ہے
جس میں رسالت مآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر

---

[1] توثیق ضمرہ طبقات جز ہفتم قسم دوم میں ہے، ضمرۃ بن ربیعۃ ویکنی اباعبد اللہ کان ثقۃ مامونا لخیرا لم یکن ہناک افضل منہ مات اثنین ومائتین ۲۰۲ھ
ایضا روایت مذکورہ کے کل رواۃ کی توثیق غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی ص۲۳۲ فصل ۸ رجب کے روزہ کے بیان مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ سے ہوتی ہے۔ اخبرنا
ضمرۃ بن ربیعۃ القرشی عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال من صام یوم السابع والعشرین من رجب کتب لہ ثواب
صیام ستین شہرا وھو الیوم نزل فیہ جبرئیل علیہ السلام علی النبی صلعم بالرسالۃ ایضا۔ فی سیرۃ الحلبیہ ج۱ اول ص۲۵۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ فقد اورد الحافظ
الدمیاطی فی سیرۃ عن ابی ہریرۃ رض قال من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ تعالیٰ لہ صیام ستین شہرا وھو الیوم الذی نزل فیہ جبرئیل
علی النبی صلعم بالرسالۃ واول یوم ہبط فیہ جبرئیل۔ ترجمہ روایت اول۔ ضمرہ بن ربیعہ قرشی نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اس نے شہر بن
حوشب سے اس نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے فرمایا آپ نے کہ جو شخص ماہ رجب کے ستائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو لکھا جاتا ہے اس کے لئے ثواب ساٹھ مہینہ کے روزہ
کا اور وہ پہلا دن ہے جس میں نزول فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلعم پر ساتھ پیغمبری کے (اس روایت کو حافظ دمیاطی نے اختیار کیا ہے)
اور حافظ ابن کثیر ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو قبول کرتے ہوئے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام کو جمعہ سے یکم ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ لاتے
ہیں۔ دیکھو حاشیہ ص۱۲ اور ص۱۲ کتاب ہذا اور دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ص۱۹ اور نقشہ جنتری حرف جیم کا دوسرا خانہ ص۲۲ کتاب ہذا
اور حضرت ابن عباس کی روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز دوشنبہ جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر ہے واقع ہوتا ہے (دیکھو ص۱۳ کتاب ہذا)

وسلم بید علی فی غدیر خم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وعن الامام الباقر علیہ السلام مثل ذلک بل یروی عن کثیر الصحابۃ فی اماکن مختلفۃ ھذا الخبر۔

ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُس کا مولا علی ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور چھوڑ دے اسکو جو چھوڑ دے علی کو اور نصرت کر اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور مثل اس حدیث کے امام محمد باقر علیہ السلام سے بلکہ کثیر صحابہ سے اور مختلف مقامات سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور اسی مودۃ خامسہ سید علی ہمدانی[1] کے صفحہ ۱۸ مین ہے۔

عن فاطمۃ علیھا الصلواۃ والسلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

جناب فاطمہ علیہا السلام سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین ولی ہون اوسکا علی ولی ہی اور جسکا مین امام ہون اوسکا علی امام ہے۔

اور تاریخ مذکورہ حافظ ابن کثیر رحکا قلمی نسخہ کتبخانہ مولوی عبدالباری صاحب لکھنوی نوشتہ ۱۲۵۶ھ مین ہے

توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ذلک فی ضحی ذلک الیوم فاشتغل الناس ببیعۃ الصدیق فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ثم فی المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ فی بقیۃ یوم الاثنین وکانت خلافۃ الصدیق سنتین ثلاثۃ اشھر وعشر ایام وکانت وفاۃ الصدیق یوم الاثنین لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔ ترجمہ۔ یعنی وفات فرمایا رسول اللہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کے دن چڑھے اسی دن لوگونکا سقیفہ بنی ساعدہ مین شغلہ بیعت ابوبکر کا ہوا پھر مسجد نبوی مین بیعت عام باقی یوم دوشنبہ مین واقع ہوئی اور خلافت ابوبکر صدیق کی دو سال تین مہینہ دس دن ہوے اور وفات ابوبکر صدیق کی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ مین واقع ہوئی۔

روایت صحیح سے مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین ہین اور بخاری کی روایت انس سے وفات النبی آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت مین واقع ہوئی جس سے ۱۱ ربیع الاول کو وفات النبی کے بعد سے بارہوین شب سے ۲۲ جمادی الآخرہ کا حساب اگر کیا جائے تو دس راتون کا ہوتا ہے۔

[1] شاہ ولی اللہ رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھتے ہین۔ ثم الامیر السید علی الھمدانی اخذ الطریقۃ عن الشیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المزدقانی والشیخ تقی الدین الدوستی السمنانی کلاھما عن الشیخ علاء الدولہ احمد بن محمد السمنانی الخ۔
ملا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الھمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و برادہ علوم اہل باطن مصنفات مشہورہ است ۔ ۔ ۔ × سہ نوبت ربع مسکون را سیر کرد و صحبت ہزار و چہار صد ولی را دریافت کرد و چہار صد ولی را در یک مجلس دریافت سادس ذی الحجہ سنت ست وثمانین وسبعمائۃ نزدیک بولایت کبر وسواد فوت شد واز انجا بختلانش نقل کردند۔

چنانچہ سیرت شبلی۔ ج۔ ثانی صفحہ ۱۴۳ اپہلی سطر میں ہے۔

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا۔ یہ بہر بھی زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے۔ ابن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن انس بن مالک سے بخاری اور مسلم میں یہ روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت وفات فرمائی۔"

پس یہ وفات ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کے شام میں واقع ہوئی۔ اور تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن یعنی بارہ (۱۲/۵) ربیع الاول سہ شنبہ کو شروع ہوا۔ اسی دن دن چڑھے صحابہ اپنے اپنے مقام سے آئے اسلئے وفات النبی دن چڑھے بعض لوگوں نے قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور بلا شبہ اسی یوم سہ شنبہ کو رسول اللہ صلعم بعد دوپہر دفن ہوگئے۔"

(دیکھو الفاروق شبلی ص۲۲ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۸ء)

جس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے ابن مردویہ کے طریق ابی ہارون عبدی اور ابو سعید خدری کے سند کی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کا نازل ہونا غدیر خم میں نقل کیا ہے اسی کو حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں قیس بن الربیع اور ابی ہارون العبدی کے طریق اور ابو سعید خدری کے سند سے آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم میں پنجشنبہ کے دن تکبیر و تشکر یہ کے ساتھ وارد کیا ہے۔

اسی حدیث کو علامہ طبرسی[1] نے اپنے تفسیر مجمع البیان مطبوعہ طہران ص۲۸۲ میں علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ حسکانی[2] (جو پانچویں صدی کے علماء اعلام سے ہیں) کے سند کی نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

وقد حدثنا السید العالم ابو الحمد مہدی بن نزار الحسنی قال حدثنا ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی[2] قال اخبرنا ابو عبد اللہ الشیرازی قال اخبرنا ابو بکر الجرجانی قال حدثنا ابو احمد البصری قال حدثنا احمد بن عمار بن خالد قال حدثنا یحیی[3] بن عبد الحمید قال حدثنا قیس بن الربیع عن ابی ہارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم لما نزلت ہذہ الآیۃ الیوم

---

[1] الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقۃ فاضل دین عین لہ تصانیف منہا مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشرۃ مجلدات ۔ ۔ ۔ قال ابن شہر اشوب علیہ الرحمہ فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی لہ مجمع البیان فی معانی القرآن الخ المتوفی فی ۵۴۸ھ (منہج المقال مطبوعہ طہران ص۲۶۰)

[2] طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے۔ الحسکانی القاضی المحدث ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الحسکانی القرشی العامری النیشاپوری ویعرف بابن الحذاء الحنفی شیخ متقن ذو عنایۃ تامۃ بعلم الحدیث عمر وعلا اسنادہ وصنف فی الابواب وجمع وحدث عن جدہ والحاکم وابی طاہر بن محمش وتفقہ بالقاضی ابی العلاء الخ المتوفی سنہ ۴۷۰ھ۔

[3] ترجمہ یحیی حمانی، از تراجم الحفاظ مرزا احمد بن محمد خان میں ہے۔ قال ابو حاتم الرازی سألت یحیی بن معین عن الحمانی یعنی یحیی بن عبد الحمید فاجمل القول فیہ وقال مالہ کان یسرد مسند ۱۰ اربعۃ الاف سرداً وذکر ابو حاتم نحو عشرۃ الاف وقال کان احد المحدثین صدوق مشہور بالکوفۃ مایقال فیہ الا من حسد، وقال العباس الدوری لم یزل یحیی بن معین یقول یحیی بن عبد الحمید ثقۃ حتی مات۔

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا قال اللہ اکبر علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی وولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

اور اسی تفسیر مجمع البیان کے صفحہ ۲۸۰ مین سورۂ مائدہ کے کامل نازل ہونیکی یہ روایت ہے ،

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت ابا عبداللہ یقول نزلت المائدۃ کملا ونزل معھا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ نازل ہوا سورۂ مائدہ کامل جسکے ہمراہ ستر ہزار فرشتے اُترے

اور تفسیر مجمع البیان طبرسی کے صفحہ ۲۸۱ اور کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ ۲۸۸ ج ۔ اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ ۱۲۸۳ھ مین ہے

وانہ مضی بعد ذلک باحد وثمانین لیلۃ والمروی عن الامامین ابی جعفر وابی عبداللہ انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیا علما للانام یوم غدیر خم منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو آخر فریضۃ انزل اللہ تعالی ثم لم ینزل بعدھا فریضۃ ۔

تحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ (الیوم اکملت لکم دینکم) کے اکیاسی راتون پر یہ روایت کی گئی ہے دونون اماموں یعنی امام جعفر اور امام محمد باقر علیہما السلام سے اس بات کی کہ جزاین نیست کہ نازل ہوئی آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز واپسی حجۃ الوداع مین ہر دو اماموں نے فرمایا کہ یہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جل شانہ نے جس کے بعد کوئی فریضہ نہین اُترا ۔

اور مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب[ع] واقعہ غدیر ۔ ج ۔ ۳ صفحہ ۳۳ مطبوعہ بمبئی مین ہے ۔

وفی روایۃ الخدری انہ کان یوم الخمیس وقال ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی بعد ھذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوما ۔

اور روایت ابو سعید خدری سے غدیر خم مین یوم پنجشنبہ تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ یوم پر وفات فرمائی ۔

ع ۔ تاریخ وافی بالوفیات (صفدی) مین ہے ۔ محمد بن علی بن شہر آشوب بثانیۃ سین مھملۃ ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القرآن ولہ ثمان سنین وبلغ النھایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی علم القرآن والغریب والنحو ووعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبہ وخلع علیہ وکان بھی المنظر حسن الوجہ والشیبۃ صدوق اللھجۃ ملیح المحاورۃ واسع العلم کثیر الخشوع والعبادۃ والتھجد لا یکون الا علی وضوء اثنی علیہ ابن ابی طی فی تاریخہ ثناء کثیرا توفی فی سنۃ ثمان وثمانین وخمسمائۃ ۵۸۸ھ ۔

وعلامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحویین میں ... محمد بن علی بن شہر آشوب ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی ... [illegible]

... [illegible] ... المتشابہ ... القرآن ... ما ت سنۃ ...

جب یہ امر حدیث سے یعنی ابو سعید خدری کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے دن پنجشنبہ کے آخر روز آیہ اکمال دین نازل ہوا اور یہی پنجشنبہ آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر تک ابن اسحاق، واقدی ابن سعد کے بیان سے مطابقت کرتا ہے۔

اور گیارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کے دن ۸۱ یوم بھی ہوتے ہیں اور ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے تیرہویں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو دوچار روز ہوتا ہے تو آیہ اکمال دین کا شمل سورہ مائدہ اور اصلی آخری آیت آیہ بلغ کا مدنیہ ہونا بالکل ٹھیک ٹھیک ثابت ہو گیا

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر ج ۲ صفحہ ۳۷۹ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تحریر فرماتے ہیں

والصحیح ان ھذہ الآیۃ مدنیۃ بل ھی من اواخر ما نزل بہا۔

اور صحیح اور تحقیق یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنی ہے بلکہ آیہ موصوفہ بحسب تنزیل قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول تکمیل تبلیغ کے بعد ہوا صرف بحث اس بات کی ہے کہ آیا دین اسلام اور تبلیغ رسالت کی تکمیل بروز عرفہ ہوئی یا بروز غدیر خم اور آیہ موصوفہ الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ عرفہ میں نازل ہوا یا خطبہ غدیر خم کے بعد . . . . آپ کا بیان ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول عین عرفہ میں ہوا۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر خطبہ عرفہ میں تبلیغ رسالت کی تکمیل ہو چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ کے تمام مقاصد و معارف کو خطبہ غدیر خم میں دوبارہ ادا فرمایا! اور جو کلمات مواعظ و احکام اصول کے آنحضرت نے خطبہ عرفہ میں فرمائے تھے انکا اعادہ پھر خطبہ غدیر خم میں کیا چنانچہ

روضۃ الصفا صفحہ ۱۷۳ ج دوم مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ

بعد از قطع منازل بغدیر خم کہ نواحی جحفہ است رسیدہ در آن مرحلہ نزول فرمود و آنحضرت نماز پیشین گذاردہ روی باصحاب آورد و فرمود الست اولی بالمومنین

کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرما کر منزل غدیر خم علاقہ جحفہ میں پہنچے تو وہاں قیام پذیر ہو کر نماز ظہر اول وقت ادا فرمائی پھر آپنے اپنے اصحاب کیجانب مخاطب ہو کر ارشاد کیا

من انفسهم آیا نیستم من اولی بمومنان
از نفسهای ایشان و بقولے فرمود کہ
گویا مرا از عالم بقا استدعا نمودند من
اجابت کردم معلوم شما باد کہ من در میان
شما دو امر عظیم می گزارم کہ یکے از دیگرے
اعظم است قرآن و اہلبیت من پس ببینید
کہ بعد از من چگونہ و بچہ کیفیت با آن دو
امر سلوک خواہید کرد و رعایت آن
دو امر بچہ نوع بجاے خواہید آورد و
آن دو امر از ہم متفرق نخواہند گشت تا
در کنار حوض کوثر بمن رسند بعد ازان
بر زبان معجز بیان گزرانید کہ بدرستیکہ
خداے تعالی مولاے من است و من
مولاے مومنان آنگاہ دست علی را
گرفتہ فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ
واخذل من خذلہ وانصر من
نصرہ وادر الحق معہ حیث کان

کہ کیا مین کل مومنین کیلیے انکے نفسون سے اولی
نہین ہون اور دوسری روایت مین یون
ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین عالم بقا کیطرف
بلایا گیا ہون اور مین نے اس حکم الٰہی کو
قبول کیا ہے۔ پس آگاہ ہو کہ مین تم مین
دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے
سے بزرگ تر ہین قرآن مجید اور اہلبیت
میرے۔ پس تم دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے
بعد ان دونون سے کیا سلوک کروگے
اور اُن کے حقوق کی رعایت کس طرح
ملحوظ رکھو گے اور یہ دونون جب تک میرے
پاس حوض کوثر پر وارد ہون ایک دوسرے
سے جُدا نہ ہون گے۔ بعد ازآن فرمایا کہ
خدا تعالی میرا مولا ہے اور مین کل مومنین
کا مولا ہون یہ فرما کر پیغمبر صاحب نے حضرت
علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا
ہون اُسکا علی مولا ہے خدایا دوست رکھ
اسکو جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ

اس کا ثبوت کہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع مین یوم (شنبہ) اور ۹ ذی الحجہ عرفہ مین (پنجشنبہ) اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم مین (یکشنبہ)
تھا یہ ہے کہ پنجشنبہ سترہوین یا ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کو ہوتا ہے جس کا دسوان دن ۹ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو یوم شنبہ تھا چنانچہ (وقایع سنہ ۱۱ھ) روضۃ
الصفا ج ۲ صفحہ ۱ ۔ در روز دوشنبہ سادس عشرین صفر فرمان داد کہ طایفۂ از مسلمانان تہیہ اسباب مقابلہ و مقاتلہ لشکر روم پرداختہ و بخدمت
اسامہ بن زید ما ملبیہ فرمود کہ ترا امیر این لشکر ساختہ ام برو تا بنواحی موتہ کہ پدرت را کشتہ اند و بر سر آن جماعت تاختن کن و آتش در اکنہ
و امتعہ ایشان زن و در رفتن تعجیل نمای تا پیش از وصول خبر بر سر آنقوم رسی و اگر خداے تعالے ترا بر ایشان ظفر دہد زیادہ توقف
منمای و زود باز آی و جاسوسان از پیش روان کن و راہ بران ہمراہ خویش گردان و در روز چہارشنبہ ثامن عشرین صفر آن سرور را
تب و درد سر عظیم روی نمود و در روز پنجشنبہ ہمین ماہ باوجود انحراف مزاج مبارک لوای بدست فرخندہ جہت اسامہ بستہ باو گفت اغز بسم اللہ
و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ و اسامہ لوا را برگرفتہ و بیرون رفتہ بہ بریدہ بن الحصیب داد تا صاحب لوای آن لشکر او باشد و اسامہ
موضع جرف را منزل ساخت تا سپاہ در آنجا مجتمع گردند و از موقف نبوت زبان وجوب لازم الاذعان صادر گشت کہ صدیق و فاروق و ذی النورین
و غیرہم از اعیان مہاجر و اشراف انصار در آن سفر با اسامہ موافقت نمایند بر خاطر بعضے از یاران گران آمدہ زبان طعن دراز کردہ
گفتند رسول اللہ این غلام را بر مہاجرین و انصار حاکم گردانیدہ سخن طاعنان بسمع حبیب ملک منان رسیدہ عظیم خشمناک
شد و عصابہ بر سر مبارک بست باوجود صداع از منزل مقدس بیرون آمد بر منبر رفتہ بعد از شکر و سپاس فرمود کہ یا معشر الناس

باقی حاشیہ صفحہ ۷۱

محصل آنچه در کتاب اعلام الوری و ربیع الابرار
درین باب سطوره مذکور شده این ست
که حضرت مقدس نبوی در وقت رجعت
از مکه چون بغدیر خم رسید فرمود تا زیر
درختان آن موضع را صفا دادند و پالانهای
شتران را جمع کرده بر زبر یکدیگر نهادند
آنگاه باشارت آنحضرت بلال موذن ندا
کرد الصلوة جامعة و بروایتے ندا کرد حی
علی خیر العمل خلق مجتمع گشته رسول
اللہ بر بالای آن پالانها برآمد و علی
نیز بامر آن سرور بر آن موضع برآمد در
پہلوے راست او بایستاد و حضرت
ختمی پناه زبان خجسته بشکر و سپاس حضرت
عزت کشود و خلائق را نصیحت فرمود و
از مرگ خویش ایشان را خبر داده فرمود که
مرا بدار باقی میخوانند و زود باشد که
اجابت کنم۔

اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما
اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے
حق کو علی کی جانب جدہر علی پھر جائے
اس باب مین اعلام الوری اور ربیع الابرار
مین جو کچھ ہے اسکا محصل یہ ہے کہ جناب
رسول جب مکہ سے پلٹتے وقت غدیر خم
مین ہونچے تو ارشاد فرمایا کہ ان درختون
کے نیچے صفائی کیجائے اور پالان
شتر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر بنایا
جاوے اسوقت حضرت کے حکم سے
بلال نے الصلوة جامعة سے بروایت
دیگر حی علی خیر العمل کی ندا دی جب
سب لوگ مجتمع ہو گئے تو رسول اللہ بالائے
منبر رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت علی
بھی داہنے جانب کھڑے ہو گئے اور ختمی
مرتبت نے حمد و سپاس الٰہی سے لب کشائی فرمائی
اور حضار کو وعظ و نصیحت کی اور اپنی رحلت کی پیشینگوئی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عالم جاودانی سے میری طلبی
ہو رہی ہے۔ عنقریب مین قبول دعوت کرون گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ این چه سخن است که در باب امارت اسامه از شما بمن رسیده اگر امروز طعن در امارت او می کنید البتہ طعن
در امارت پدر وے پیش ازین کرده اید بخدا سوگند که زید شائستہ امارت بود و بعد از وے پسرش نیز شائستہ امارت است
اکنون وصیت مرا در شان بخیر و نیکوئے قبول کنید که او از جمله اخیار شماست پس چون حضرت مقدس نبوی ازین حدیث فارغ گشت از منبر
فرود آمده بجانب حجره همایون شتافتہ و این قضیه در روز شنبه عاشر ربیع الاول دست داد و درین روز طائفه که مامور گشته بودند که
با اسامه بروند فوج فوج بمنزل اقدس می آمدند و آنحضرت را وداع کرده بلشکرگاه می شتافتند و در آن روز مرض بر رسول اللہ
سخت تر زاید پذیرفته روز یکشنبه یازدهم ماه مذکور اسامه از لشکر خویش بعزم وداع آنحضرت بیرون آمد و بر بالین مبارکش حاضر شده
سر و دست آنحضرت را ببوسید و مرض رسول اللہ در آن روز چنان اشتداد یافت که قوت تکلم نداشت اما دستهاے مبارک بر آسمان
می داشت و بر اسامه فرود می آورد و اسامه گوید که معلوم کردم که برای من دعا میکند بعد از آن اسامه از حجره رسول اللہ بیرون آمده بلشکرگاه
رفت و شب در آنجا توقف کرده صباح دوشنبه بار دیگر بخدمت آنحضرت مبادرت نمود در آن زمان رسول اللہ را خوشی روی نموده بود
و اسامه را وداع کرده فرمود اغز علی برکة اللہ
بنا بر فرموده پیغمبر بمعسکر معاودت نموده فرمان داد تا لشکر آن کوچ کنند و چون خواست که خود سوار شود مادرش ام ایمن باو پیغام داد که رسول اللہ

واز میان شما بیرون بردم و در میان
شما دو چیز میگذارم کہ اگر دست بران
زنید گمراہ نشوید و آن دو چیز
کتاب خدا است و عترت من و این ہر دو
جدا نشوند تا بر لب حوض کوثر بمن رسند
آنگاہ فرمود کہ اے گروہ مردم کیست
اولی بشما از نفسہاے شما مجموع جواب
دادند کہ خداے عز و جل و رسول او
فرمود کہ ہر کہ من بدو اولی ام از نفس
او علی بدو اولی است از نفس او
و دست علی را گرفتہ از پالانہاے
شتر برداشت چنانچہ قدم امیر
بر سر زانوے پیغمبر رسید و فرمود ہر کرا
من مولاے اویم علی مولاے اوست
بارخدایا دوست دار آنرا کہ او را دوست
دارد و دشمن دار آن را کہ او را دشمن
دارد و یاری دہ آنکس را کہ او را
یاری دہد و مخذول گردان آنکس کہ
او را مخذول دارد و فرو گذارد پس
فرود آمد و در خیمۂ خاص بنشست و فرمود
کہ امیر المومنین علی در خیمۂ دیگر بنشیند
بعد از آن طبقات خلائق را امر کرد
کہ بخیمۂ علی رفتند و زبان تہنیت
آنحضرت کشادند و چون مردم

اور تمہارے درمیان سے دوسرے
عالم کا عازم ہون گا اور تم مین دو
چیزون کو چھوڑ جاونگا اور وہ دو چیزین
کتاب خدا اور میری عترت ہے
یہ دونون حوض کوثر تک ایک دوسرے
کا ساتھ نہ چھوڑین گے اس کے بعد
ارشاد ہوا کہ اے حاضرین وقت تمہارے
نفسون سے تمہارے نزدیک اولی
کون ہے سب نے باتفاق لفظ جواب
دیا کہ خدا اور اُس کا رسول۔ ارشاد
فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے نفس سے
مین اولی ہون علی بھی اس کے نفس سے
اولی ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر پالان شتر سے
اوٹھا لیا اتنا بلند کیا کہ علی کے قدم
رسول کے زانون تک پہونچ گئے اور
ارشاد فرمایا جس شخص کا مین مولا
ہون علی بھی اُس کے مولا ہین معبود
انکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور اوسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
اور اُسکی نصرت کر جو علی کی نصرت
کرے اور اُسکو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے
اس کے بعد خیمۂ خاص مین فروکش ہوئے
اور حکم دیا کہ امیر المومنین علی دوسرے
خیمہ مین نشست فرمائین اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ در حالت نزع است لاجرم اسامہ بازگشتہ اصحاب نیز مراجعت کردند صفحہ ۲۰ مین بذکر خلافت حضرت ابوبکر مرقوم ہے۔
وکانت خلافتہ مدت سنتین وثلاث اشہر وعشر لیال وکان مولدہ بعد عام الفیل بثلاث سنین۔ یعنی مدت خلافت حضرت ابوبکر
دو سال تین مہینے دس راتین انکی ولادت سنہ فیل کے تین برس بعد واقع ہوئی۔

ازین امر فارغ شد امہات بفرمودہ خواجۂ کائنات نزد علی رفتہ و ادائے تہنیت گفتند و از جملہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولائے من و مولائے جمیع مومنین و مومنات۔

گروہ خلائق کو مامور فرمایا کہ علی کے خیمہ میں جاکر تہنیت دیں جب لوگ اس سے فارغ ہوگئے تو امہات (مومنین) کو حکم دیا کہ علی کے پاس جاکر تہنیت ادا کریں از انجملہ تمام صحابہ کے عمر بن خطاب نے کہا اے علی خوشا حال آپ پر آپ تو میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوگئے

مورّخ حبیب السّیر اپنے تاریخ جز سوم جلد اول مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء کے صفحہ ۷۶، ۷۷ میں لکھتے ہیں

در کشف الغمہ[۵] مسطور است۔ این آیہ نازل شد یا ایّھا الرّسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک یعنی فی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ فان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللّٰہ یعصمک من النّاس بلال باشارت آنحضرت ندا کرد کہ الصّلوٰۃ جامعۃ و بروایتے آوردہ اند کہ حیّ علیٰ خیر العمل و خلائق مجتمع گشتہ رسول اللّٰہ صلعم بر بالائے آن پالانہا برآمد و علی مرتضیٰ نیز بفرمودہ آنحضرت بالا رفتہ بر یمین سید المرسلین بایستاد و آن سرور بعد از حمد و ثنائے باریتعالی از انتقال خویش بعالم بقا مردم را آگاہ گردانید و فرمود کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم اگر دست در آن زنید گمراہ نشوید و یکے از آن دو بزرگ تر است از دیگرے و آن دو چیز گرانمایہ قرآن است و اہلبیت من و این ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود کہ ایّھا النّاس الستُ اولیٰ بکم من انفسکم آیا نیستم من اولی بشما از نفسہائے شما از اطراف و جوانب آواز برآمد کہ بلے آنحضرت فرمود ہر کہ من اولی ام باو از نفس او علی بد و اولی است از نفس او آنگاہ دست شاہ ولایت پناہ را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللّٰھمّ وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث کان۔

پس امیر المومنین کرم اللّٰہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالت صلی اللّٰہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمت رفتہ لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ خوشا حال تو

---

[۵] ترجمہ (کشف الغمہ) فی تاریخ الامم لعلی بن عیسی الاربلی المتوفی سنہ ۶۹۲ھ (کشف الظنون)

اے پسر ابو طالب بامداد کردی در وقتیکہ مولائے من و مولائے ہر مومن و مومنہ بودی بعد از آن امہات
مومنین برحسب اشارت سید المرسلین بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند و بروایت علماء مذہب
امامیہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا۔ درین روز نازل گشت و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔

اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابی طالب

حاصل ترجمہ۔ مورخ حبیب السیر[5] تاریخ کشف الغمہ کے حوالے سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی
اے رسول پہونچا دو اس امر (حکم) کو جو تم پر تمہارے خدا کیطرف سے نازل ہوا یعنی (جناب علی علیہ السلام کے خلافت
اور امامت کے نص مین) پس اگر ایسا نہ کیا پس نہ پہونچایا تم نے ہماری رسالت کو اور خدا تم کو لوگون کے شر سے بچائیگا۔
جب حضرت بلال نے الصلوۃ جامعۃ سے بروایت لفظ حی علی خیر العمل سے موافق اشارہ حضرت رسول
صلعم کے ندا دی اصحاب جمع ہوئے اس کے بعد رسول مقبول بالائے منبر تشریف فرما ہوئے اور علی مرتضی موافق
زمانے کے حضرت صلعم کے داہنے جانب کھڑے ہو گئے اسوقت رسول خدا صلعم حمد و ثنائے الہی کے بعد اپنے رحلت آخرت سے
لوگون کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تم مین دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے اگر دونون چیزونکو
پکڑوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دونون نفیس چیزین قرآن اور اہلبیت ہمارے ہین اور وہ دونون ایک دوسرے سے
میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے تک جدا نہ ہون گے۔

پھر فرمایا کہ (ایہا الناس کیا مین کل مومنین کے لئے اُن کے نفوس سے اولی نہین ہون) ہر جانب سے
آواز آئی کہ سچ فرمایا آپ نے آنحضرت نے فرمایا جس کے نفوس سے مین اولی ہون علی اولی ہے اون کے نفوس سے
اُسوقت جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جسکا مین مولا ہون پس یہ علی بھی اوسکا مولا ہے خدایا دوست رکھ اسکو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے حق کو علی کیجانب جدھر علی پھر جائے۔

پھر علی علیہ السلام موافق فرمانے رسول مقبول صلعم کے خیمہ مین بیٹھے اور گروہ خلائق کا حضور ولایت
مآب مین پہونچکر مراسم تہنیت بجالایا منجملہ اصحاب کے امیر المومنین عمر بن خطاب نے جناب ولایت مآب سے کہا کہ مبارک ہو
اے فرزند ابو طالب تم نے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے، بعد اس کے
امہات مومنین موافق اشارہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے خیمہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام مین
جا کر رسم تہنیت بجا لائین علمائے امامیہ کے روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا

۵ ترجمہ (تاریخ حبیب السیر) (حبیب السیر فی اخبار افراد البشر) فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وہو تاریخ کبیر
مختصر من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا × × × × وہو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی ۹۴۲ھ
(کشف الظنون)

اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر کرتا ہوں اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہوا

پوشیدہ نہ رہے کہ خطبہ میں من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ کے بعد اصحاب کبار اور ازواج رسول مختار کا حضرت علی علیہ السلام کو مولائے مومنین ہونے کی مبارکباد دینا اور تقریب غدیر خم کو یوم عید و روز تہنیت گردانا واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کی مولائیت کا جو عظیم المرتبت مقصود ظاہر کرتا ہے وہ ارباب بصیرت کے لئے ہرگز محتاج شرح نہیں ہے علی الخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسم تہنیت اور ازواج میں حضرت عائشہ اور حفصہ دختران حضرت ابوبکر و عمر کا آنحضرت صلعم کے اشارہ سے خیمہ امیر المومنین میں جا کر تعمیل حکم رسول مقبول سے تہنیت ادا کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ جناب علی علیہ السلام کے ولایت اور خلافت کے باب میں عہد لیا گیا ہے

فی تاریخ حبیب السیر۔ جز سیوم جلد اول ص ۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء۔

در کشف الغمہ مسطور است کہ محمد بن اسحاق را عقیدہ آنست کہ واقعۂ ہائلۂ حضرت خیر البریہ علیہ السلام والتحیہ در دوازدہم ربیع الاول سمت وقوع پذیرفتہ۔ روایت اشہر و اکثر آنکہ دوازدہم بودہ۔

تاریخ کشف الغمہ میں ہے کہ محمد بن اسحاق (صاحب سیرت) کا اعتقاد ہے کہ واقعہ وفات رسول خدا بارہ ربیع الاول کو واقع ہوئی۔ زیادہ تر مشہور یہی بارہ ربیع الاول کی ہے۔

ایضاً ص در کتاب روضۃ الاحباب سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ رض در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ پس از فوت پیغمبر بشش ماہ۔

کتاب روضۃ الاحباب (جمال الدین محدث) میں نقل کر کے قبول کیا ہے کہ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام تیسری شب ماہ رمضان میں بعد وفات رسول خدا کے چھ مہینے پر واقع ہوئی۔

بیشک ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی جو ۲۰ صفر کا چودھواں روز ہے اختیار کیا ہے۔ اور اسی کو مورخ روضۃ الصفا بدیع السیر نے بالکل اسی نہج سے لکھا ہے دیکھو حاشیہ ص کتاب ہذا

و فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی۔ جلد ۱۰ ص ۵۴ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ باب بعث النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ الخ۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ (۲۸) صفر چہارشنبہ کو رسول اللہ صلعم کے تپ اور درد سر کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ درست فرمایا۔ باقی تفصیل آگے نمبر (۳) ابن اسحاق میں انگی اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے راجعت سے ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو دو شنبہ ۲۵ ذیقعدہ کو شنبہ یہی شنبہ ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم)

لیکن تمام ارباب سیر نے غلط طور سے ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) کی جگہ بارہ ربیع الاول دو شنبہ لکھا ہے اور دوسری حدیث کے مؤید جو مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتوں کی ہے وہ اسی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام یعنی بارہویں شب دو شنبہ سے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تک دس راتیں ٹھیک ہوتی ہیں۔

اور نواب محمد علی خان والی ٹونک نے قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حصہ ششم ص ۱۱۱ میں انہیں تاریخوں کے حساب سے لکھا ہے کہ اسی گیارہویں سال صفر کی ۲۶ تاریخ دو شنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کے واسطے لڑائی روم کی کریں۔ دوسرے دن ۲۷ صفر (سہ شنبہ) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم کو میں اس لشکر کا امیر کرتا ہوں۔ × × × × × × × ×
اور حضرت اسی مہینہ کی ۲۸ صفر تاریخ کو بیمار ہوئے اور عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن ۲۹ صفر باوجود بیماری کے آپ نے اپنے

(باقی آئندہ)

چنانچہ زرقانی علی المواہب جلد ہفتم صفحہ ۱۵ مین ہے

وروی الدارقطنی عن سعد (بن ابی وقاص) قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلک قالا امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنۃ

حافظ دارقطنی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے جبکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت کا ارشاد (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) سنا تو کہا کہ اے فرزند ابوطالب تم نے اس حال مین شام کی کہ تمام مومنین مرد اور تمام مومنات عورت کے مولا ہوئے۔

نیز کتاب ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرت سری مین مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے

عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ علیا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ	جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ سرور عالم صلعم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا
واخذل من خذلہ وانصر من	علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست
نصرہ اللھم انت شہیدی علیھم قال	رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ
عمر وکان فی جنبی شاب حسن	اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے
الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد	جو اُسے چھوڑ دے اور نصرت دے اُسے
عقد رسول اللہ صلعم عقدا لا یحلہ	جو اُسے نصرت دے اے میرے پروردگار
الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر	تو میرا ان پر گواہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے
فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت	ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ دست مبارک سے ایک لوا یعنی نشان اسامہ کے واسطے بنایا اور بڑے بڑے سرداروں مہاجرین وانصار کو مثل صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور عثمان ذو النورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہم کو حکم کیا کہ اس لشکر میں ہمراہ اسامہ کے جاوین یہ بات بعضون پر شاق و دشوار ہوئی۔ اور از روے طعن کے کہنے لگے کہ اس غلام کو حضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کیا ہے رفتہ رفتہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی آپ کمال غضب مین آگئے غرضکہ یہ معاملہ ارشاد حضرت کا دسوین تاریخ ۱۰ ربیع الاول کو ہوا ۱۲

نوٹ۔ یہ دسوین ربیع الاول نہین تھی بلکہ ۹ ربیع الاول یوم شنبہ تھا ۲۹ صفر چہارشنبہ کا دوسرا دن تھا جبکہ حضرت نے صحابہ کے کلمات طعن کے باعث نہایت کمال غضب مین آ کے تو یہ حدیث بھی فرمایا تھے جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا۔

دیکھو کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال سنہ ۱۲۹۱ھ

فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا و کذا قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد یوکد علیہم ما قلتہ فی علی۔

سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں کھولے گا بس تو اس کے کھولنے سے ڈر تارہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا تھا میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا۔ اُس نے مجھ سے ایسے اور ایسے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد مین سے نہین تھا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تائید کرنے کیلئے آئے تھے جو کچھ مین نے تم سے علی کے بارہ مین کہا تھا۔

(مدہ۶۵ ارجح المطالب باب چہارم)

حدیث مذکورہ سے صاف صاف خود حضرت عمر کا بیان واضح کرتا ہے کہ واقعہ غدیر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے ولایت کے مقدمہ مین عہد و قرار کا تھا جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے آخر عمر مین اسی ۱۸۔ ذیحجہ کو جناب یوشع علیہ السلام کے وصایت و خلافت کے عہد و قرار مین تھا جس کے ثبوت مین شاہ عبد القادر محدث دہلوی بہ تفسیر آیہ اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا مین یہ تفسیری حاشیہ تفسیر موضح القرآن مد۱۱ ۱۳۲۲ھ مین لکھتے ہین "

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لئے ہین۔ یہ سورت[۵] مائدہ حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہم کو بھی تقید ہے ایک عہد اُس اگرسے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہوں اُنکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو۔ یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ[۱۲] خلیفہ ہوں گے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوگی پہلے

---

[۵] تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳ مد۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ مین تفسیر سورۂ مائدہ یہ حدیثین ہین جو سورۂ مائدہ رسول اللہ مین نازل ہونے کی تائید و تصدیق کرتی ہین عن محمد بن کعب القرظی قال انہا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ۔ محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم) کے نازل ہوا۔

و اخرج ابو عبید عن ضمرۃ بن حبیب وعطیۃ بن قیس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المائدۃ من آخر القرآن تنزیلا ابو عبیدہ نے ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخر سورہ ہے مد۱۱ مین بہ تفسیر آیہ اکمال دین یہ روایت مرقوم ہے۔ قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ہذہ الآیۃ

(باقی آیندہ)

امت مین سو ہو گی تم مین وہ خراب ہوے پیغمبر دن کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے"۔

اور کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مولفہ علامہ بہاء الدین محمد عاملی المتوفی سنہ ۱۰۳۰ھ صفحہ ۴۹ مطبوعہ نولکشور واقعہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین مذکور ہے۔

روز نصب آنحضرت (علی علیہ السلام) بامامت ہجدہم ذیحجہ سال دہم از ہجرت × × × × ×
درہمین روز موسیٰ بر ساحران غالب آمد ودرہمین روز ابراہیم از آتش نجات یافت ودرہمین روز موسیٰ وصی خود یوشع و سلیمان آصف را تعیین نمودند وسایر اوصیا درہمین روز تعیین شدہ اند۔

اسی غدیر خم مین بہت سی باتین حضرت نے فرمائین چونکہ بیان بہت بڑا عظیم الشان خطبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ احد وثمانین یوماً ثم قبض الله الیہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن ٹھرے پھر لیا اللہ نے اپنی طرف یعنی وفات کی آپ نے۔

اور صفحہ ۹۰ سطر ۹۰۰ مین بتفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک یہ حدیث مرقوم ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔ یعنی ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک یوم غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کے ولایت یا خلافت یا امامت کے حق مین نازل ہوا۔

وعن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عھد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیہ تبلیغ کو یون پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی نہ ادا کی۔

تفسیر فتح العزیز (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) پارہ عم مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان لکھنؤ سنہ ۱۲۶۷ھ۔ بتفسیر سورہ والشمس وضحٰھا صفحہ ۱۵۰ مین ہے النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے۔ سو سوقت وجود بعض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا۔

صفحہ ۱۵۵۔ اور یہ قصہ چالیس سال ہجری مین واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ رہا × × ×
اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نشاء عبداللہ کی اولاد مین ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔
اور ایک سوانحہ عجیبہ آپ کی شہادت کے یہ ہے کہ اس دن بیت المقدس مین کوئی پتھر اٹھاتے تھے نیچے سے خون جوش مارتا تھا۔ (واللہ اعلم)

اور تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے صفحہ ۲۵ سورہ اعراف میں ہے فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی اُمت مین امام تھے الخ

عبقات الانوار دفتر کے صفحہ ۱۱ مین محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب مین بعد ذکر حدیث منزلت لکھا ہے۔

قال الحاکم النیسابوری ھذا حدیث دخل فی حد التواتر وقد نقل عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال فی قولہ صلی الله علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ وکان ھارون افضل امۃ موسیٰ فوجب ان یکون علی افضل من کل امۃ محمد صلی الله علیہ وسلم صیانۃ لھذا النص الصحیح الصریح۔ (ترجمہ)
کہا حاکم نیشاپوری نے کہ یہ حدیث داخل ہے حد تواتر مین اور بیشک نقل کیا ہے شعبہ ابن حجاج سے اسلئے کہ اس نے کہا ہے اپنے قول مین جو علی کے لئے ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ اے علی تو بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے اور ہارون اُمت موسیٰ مین سب سے افضل تھے۔ لہٰذا اُمت محمدی مین بنا بر اس حدیث کے علی سب سے افضل ہوئے۔ حفاظت کرتی ہے یہ نص صحیح صریح۔

حضرتؐ نے فرمایا جسکو جو بات یاد تھی اُس نے اُسکی روایت کر دی۔

چنانچہ تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰ ۔ ۱۳۱۰ھ میں بذکر مستنصر باللہ یہ مرقوم ہے۔

كانت ولادته المستنصر صبيحة
يوم الثلاثاء لثلاث عشرة
بقيت من جمادى الآخرة سنة
عشرين واربعمائة وتوفي ليلة
الخميس لاثنتي عشرة ليلة بقيت
من ذي الحجة سنة سبع وثمانين
واربعمائة رحمه الله تعالى
(قلت) وهذه الليلة هي ليلة
عيد الغدير اعني ليلة الثامن عشر
من ذي الحجة وهو غدير خمّ بضم الخآ
وتشديد الميم ورأيت جماعة
كثيرة يسألون عن هذه الليلة متى
كانت من ذي الحجة وهذا المكان
بين مكة والمدينة وفيه غدير ماء
يقال له انه غيضة هناك ولمّا
رجع النبي صلعم من مكة شرفها
الله تعالى عام حجة الوداع ووصل
الى هذا المكان واخى علي
بن ابي طالب رضي الله عنه قال
علي مني كهرون من موسى
اللهمّ وال من والاه وعاد من
عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله قال الحازمي هو وادٍ بين
مكة والمدينة عند الجحفة غدير

مستنصر باللہ کی ولادت سہ شنبہ کی صبح جبکہ
ماہ جمادی الآخرہ ۴۲۰ھ کی تیرہ راتیں
باقی تھیں اور وفات پائی پنجشنبہ میں
جبکہ بارہ راتیں باقی تھیں ماہ ذیحجہ ۴۸۷ھ
کی رحمت کرے اللہ تعالیٰ (قاضی ابن
خلکان کہتے ہیں) کہ یہ شب پنجشنبہ
شب عید غدیر یعنی شب ۱۸ ذیحجہ تھی اور یہ
غدیر خم جسکے حرف خا کو ضمہ اور حرف میم کو
تشدید ہے دیکھا میں نے مجمع کثیر کو
سوال کرتے اس شب ۱۸ ذیحجہ سے جبکہ
وہ شب غدیر ۱۸ ذیحجہ میں واقع ہو اور
غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے
اُنمیں تالاب پانی کا ہے کہا جاتا ہے اُس کیلئے
کہ وہ اُس جگہ ایک جھاڑی ہے جبکہ واپس
ہوئے رسولؐ مکہ شرف سے سنہ حجۃ الوداع
میں اور پہونچے اس مقام غدیر خم پر
تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اخوت
کا شرف عطا کر کے ارشاد فرمایا
کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہیں
جس منزلت پر موسیٰ کیلئے ہارون تھے
الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اس سے جو علی سے دشمنی
رکھے اور نصرت فرما اُسکی جو علی کی نصرت
کرے اور چھوڑ دے اُس کو

عندہ خطب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

جو چھوڑے علی کو کہا ہے حافظ حازمی نے کہ یہ (غدیر خم) بیان ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے علاقہ جحفہ میں جس کے نزدیک رسول خدا صلعم نے خطبہ دیا تھا ۔

اس حدیث منزلت کو یوم غدیر میں فرمانے کی تصدیق اس قول جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوتی ہے جو ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز اپنے پدر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھیں ۔
چنانچہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری شمس الدین صاحب اسنی المطالب وحصن حصین کے سند سے لکھتے ہیں ۔

عن ام کلثوم بنت فاطمة ان فاطمة بنت رسول اللہ صلعم قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلة هارون من موسی ۔

اسنی المطالب شمس الدین جزری میں بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب میں فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا کہ انت منی بمنزلة هارون من موسی ۔

ایضاً

اور کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار میں ہے

قال ابن زولاق وفی یوم ثمانیة عشر من ذی الحجة سنة اثنتین وستین وثلثمائة وهو یوم الغدیر یجتمع خلق من اهل مصر والمغاربة ومن تبعهم للدعا لانه یوم عید لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عهد الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فیه واستخلفه فاعجب المعز ذلك من فعلهم وكان

ابن زولاق کہتے ہیں کہ زمانہ معز باللہ ۳۶۲ھ اٹھارہویں ذی الحجہ کو جو یوم عید اہل مصر اور مغاربہ اور ان کے تبعین دعا کیلئے مجتمع ہوتے تھے اس لئے کہ اس روز رسول اللہ نے امیر المومنین کو اپنا خلیفہ و جانشین بنایا تھا اور عہد خلافت ان سے متعلق کیا تھا پس معز باللہ اہل مصر کے اس فعل سے اور اس روز دعا کرنے اور عید منانے سے نہایت متعجب ہوا اور یہ اہل

هذا اول ما عمل بمصر۔ مصر کا پہلا عمل تھا۔

مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری اپنے ارجح المطالب جلد۔ ثانی باب چہارم میں بسلسلۂ تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الگنجی الشافعی کے کفایۃ الطالب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

هکذا ذکرہ شیخ محی الدین نووی فقال ابوبکر النقاش انہا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی

ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کی ولایت میں نازل ہوئی۔ ارجح المطالب باب چہارم ص۲۶ آیت نمبر (۱) باب دوم

حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیریہ

جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اس تقریب ولایت (ولیعہدی) کے موقع پر دربار رسالت کے ملک الشعرا حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ رسول اللہ صلعم کی اجازت سے انشا فرما کر عین جلسہ غدیر میں پڑھا۔

جسکو حافظ ابوبکر ابن مردویہ نے مناقب میں حافظ ابونعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں اخطب خوارزم نے مناقب میں۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں امام سیوطی نے اپنی کتاب الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار میں تحریر فرمایا ہے۔

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم (۱) بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم بس کس قدر قابل سماعت ہے آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولاکم و ولیکم (۲) فقالوا ولم یبدوا هناک التعامیا

درانحالیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الہک مولانا و انت ولینا (۳) وما لک منا فی الولایۃ عاصیا

ؔ ترجمہ ابوبکر نقاش اور انکا حافظ حدیث ہونا۔ زرقانی۔ ج۔ ۳۔ ص۱۲ مطبوعہ مصر میں ہے دی النقاش الحافظ ابوبکر محمد بن الحسن محمد بن زیاد الموصلی ثم البغدادی المقری المفسر احد الاعلام صاحب التصانیف ۔

ؔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزعلی سبط ابی الفرج ابن الجوزی ولد سنۃ ۵۸۱ھ ببغداد وتفقہ و برع و سمع من جدہ ابن الجوزی وکان فی صغرہ حنبلیا فصار حنفیا وکان عالما فقیہا واعظا ہو اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ خواص الامۃ فی ذکر مناقب الائمہ۔

ؔ کشف الظنون میں ہے کہ الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار رسالۃ لجلال الدین سیوطی۔

چنانچہ سب نے (جو ناواقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص درباب ولایت آپ کا نافرمان بردار نہیں ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی (۴) رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ (۵) فکونوا لہ انصار صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں علی اوسکا ولی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے سچے مددگار اور فرمان بردار رہو۔

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤیدًا بروح القدس (یعنی) رسول مقبول نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید ہے۔

حسان بن ثابت کے تیسرے شعر کے لفظ ولایۃ کے تائید میں بیھدیت

ابو سعید خدری کی تفسیر دُرّ منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ سے نقل کیجاتی ہے

واخرج ابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال لما نصب رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیاً یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبرئیل علیہ بھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسول خدا نے جناب علی کو غدیر خم کے روز نصب کیا اور علی ابن ابیطالب کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔

اور عقد الفرید[1] شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جلد ۳ ص ۴۲ میں ہے،

احتجاج مامون الرشید میں ہے۔

قال المامون یا اسحاق ھل تروی حدیث الولایۃ قلت نعم یا امیر المؤمنین۔

مامون الرشید نے کہا اے اسحاق کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے ہو اسحاق نے کہا ہاں یا امیر المؤمنین۔

[1] ابو الفداء نے اپنی تاریخ میں واقعہ ۳۲۸ھ میں لکھا ہے۔ وفیھا ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القرطبی مولی ہشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس الاموی وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات کتاب العقد وھو من الکتب المفیدۃ ومولدہ فی سنۃ ست واربعین ومائتین ۲۴۶ھ

قال اروہ ففعلت قال یا اسحاق ارایت ہذا الحدیث (فقال رسول اللہ صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ)۔

مامون الرشید۔ اچھا بیان کرو

اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث موصوف پڑھی۔

قال یا اسحاق ارائت ہذا الحدیث ہل اوجب علی ابی بکر وعمر مالم یوجب لھما علیہ

تو پھر مامون نے کہا کہ اسحاق تمہارے نزدیک یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت ابوبکر اور عمر پر جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابوبکر اور عمر کو علی پر نہیں ہے۔

اسحاق ان الحدیث انما کان بسبب زید بن حارثۃ لشئ جری بینہ وبین علی وانکر ولاء علی فقال رسول اللہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔

اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علی کے درمیان واقع ہوا اور زید نے ولاء علی سے انکار کیا زید کے انکار پر رسول اللہ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔

قال المامون فی ای موضع قال ہذا الیس بعد منصرفہ من حجۃ الوداع

مامون نے کہا کہ رسول اللہ نے یہ حدیث کہاں فرمائی کیا واقعہ حجۃ الوداع سے مراجعت کے وقت کا نہیں ہے۔

قلت اجل

اسحاق نے کہا ہاں۔

قال (مامون) فان قتل زید بن حارثۃ قبل الغدیر کیف رضیت لنفسک بہذا۔

مامون نے کہا زید تو حجۃ الوداع سے پہلے شہید ہو چکے تھے اسحق تم نے یہ توبات کس طرح پسند کی۔ الخ۔
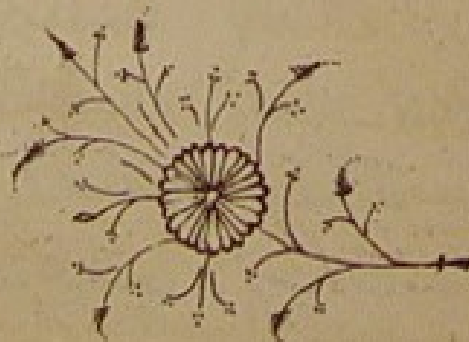
اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آ گئے

قال

ان روایتون مین ایک نقرہ اکثر مشترک ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔
احادیث مین خاص تصریح نہین کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی

اقول

یہ شبلی صاحب کا جدید سوال نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات مین خود حضرت سے ایسا ہی سوال کیا گیا ہے یہ وہی ولایت ہے جسکو حضرت نے خدا کے حکم سے آیہ تبلیغ کے نازل ہونیکے بعد فرمایا جسکے بغیر تکمیل دین کا اظہار موقوف تھا اسی کے بعد خدا نے دین کو کامل کرکے اتمام نعمت رسالت و ولایت فرما دیا یہ وہی ولایت ہے جسکا سوال موقف حشر مین اُمت سے ہوگا۔
جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی آیہ رابعہ وقفوھم انھم مسئولون اور ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے ۱۱۲ مین ہے
اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی واھلبیتہ۔

ایضاً

صفحہ ۱۱۲ ینابیع المودۃ مین ہے۔ ابو نعیم اخرج بسندہ عن الشعبی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلعم فی ھذہ الآیۃ قال عن ولایۃ علی ابن ابیطالب۔
اور جسکو محمد اسمعیل شہید دہلوی اپنی کتاب منصب امامت مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۷ مین لکھتے ہین

قال النبی صلعم الستم تعلمون	فرمایا رسول خدا نے کیا تم کو معلوم نہین
انی ولی بالمومنین من انفسھم	کہ مین مومنین کے جانون سے بہتر ہون
قالوا بلی فقال اللھم من کنت	کہا کیون نہین پھر فرمایا اے اللہ جسکا مین
مولاہ فعلی مولاہ قال اللہ تعالی	ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور
ویوم ندعو کل اناس بامامھم	فرمایا اللہ تعالی نے اور جسدن بلا وینگے
وقفوھم انھم مسئولون قال النبی	ہم سب کو اُن کے امامون کے ساتھ

مائم انهم مسئولون عن ولایۃ علی۔	اور کھڑا کرو اُن کو اُن سے دریافت ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی کی ولایت کے بابت دریافت ہوگا۔

یہ وہی ولایت و امامت ہے جسکو خلفا کے خلافت کے معنون مین محدثین نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن اسحاق اور ابن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی اور صاحب معارف ابن قتیبہ اور امام ابن جریر طبری اور صاحب تاریخ روضۃ المناظر اور صاحب سیرت انسان العیون حلبی وغیرہ نے اپنے اپنے تصنیفات مین ذکر کیا ہے۔

معارف ابن قتیبہ صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہی

قال ابن اسحاق فکانت خلافۃ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال	(حاصل ترجمہ) ابن اسحاق نے کہا ہی کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین

اور صفحہ خلافت حضرت عمر بن خطاب مین ہے۔

قال ابن اسحاق کانت ولایتہ عشر سنین وستۃ اشہر وخمس لیال۔	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت ولایت یعنی خلافت حضرت عمر بن خطاب دس سال چھ مہینہ پانچ راتین ہین۔

(جس کو شبلی صاحب نے الفاروق مین دس برس چھ مہینہ چار دن لکھا ہی)

اور تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی مین مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے

وکانت ولایتہ سنتین و اربعۃ اشہر۔	اور تاریخ یعقوبی مین مدت ولایت یعنی خلافت حضرت ابوبکر دو سال چار مہینہ ہین

اور تاریخ الرسل والملوک طبری جلد اول صفحہ ۲۱۲۹ مطبوعہ لیدن۔ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہی

کانت ولایۃ ابی بکر سنتین و ثلاثۃ اشہر وعشرین یوما ویقال عشرۃ ایام۔	اور تاریخ کبیر طبری مین مدت ولایت (خلافت) حضرت ابوبکر دو سال تین مہینہ بیس دن یا دس دن ہین

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین معاویہ اور بنی امیہ کے خلافت مین ہے۔

(واستقل) معاویۃ بالخلافۃ و ولی بعدہ من بنی امیۃ ثلاثۃ عشر نفرا مدۃ ولایۃ الجمیع الف شہرا	(حاصل ترجمہ) مستقل بخلافت ہوا معاویہ اور حاکم ہوے بعد اس کے بنی امیہ مین ۱۳ اشخاص مدت ولایت یعنی خلافت کل ہزار مہینہ رہی۔

اور سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ میں ہے۔

وماتت ام سلمۃ رض فی ولایۃ یزید بن معاویۃ۔

سیرت حلبیہ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رض کی وفات، ولایت (حکومت) یزید بن معاویہ میں واقع ہوئی۔

پس حدیث غدیر (ولایت) مذکور کو منافقین صحابہ نے رسول اللہ سے سنکر رد و رد یہ کہا جس کو ہم سراج المنیر شرح جامع الصغیر شیخ علی بن شیخ احمد الشہیر بالعزیزی کے حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے شرح سے لکھتے ہیں۔

ولما سمع ذلک بعض الصحابۃ قال اما یکفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ناتی بالشہادۃ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ حتی یرفع علینا ابن ابی طالب فہل ہذا من عندک ام عند اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من عند اللہ فھو دلیل عظم فضل علی

جب حضرت نے خطبہ میں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا تو اُسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگوں کا کلمۂ شہادت ادا کرنا صلوۃ و زکوۃ کا پابند ہونا کافی نہیں ہے کہ اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلند کیا جاتا ہے۔ پس آیا یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا رسول اللہ یا خدا کے جانب سے ہے آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ امر خدا کے جانب سے ہے (علامہ حفنی فرماتے ہیں) یہ امر حضرت علی کی عظیم الشان فضیلت پر دال ہے۔

اور ایسے ہی علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ کے جلد ہفتم صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں

وفی تفسیر الثعلبی عن ابن عیینۃ ان النبی صلعم لما قال ذلک من کنت

(اصل ترجمہ) علامہ زرقانی نے تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے ابن عیینہ سے روایت کی ہے

عہ سیرت النبی شبلی ج ۱ اول میں ہے عہ سیرت حلبی مشہور متداول ہے۔

عہ محمد خلیل مرادی کے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے۔ شیخ محمد الحفنی بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالے قطب وقتہ ابو المکارم شمس الدین ولد بحفنۃ قریۃ من قری مصر سنۃ احدی ومائۃ الف × × × وکانت وفاتہ احدی وثمانین ومائۃ والف رحمۃ اللہ تعالی۔

عہ سلک الدرر مذکور میں ہے۔ محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف الازہری المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث خاتمۃ المحدثین الفقیہ العلامۃ۔

ایضاً کشف الظنون میں ہے وشرح المواہب المولی العلامۃ خاتمۃ المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی سنۃ ۱۱۲۲ھ اثنتین وعشرین ومائۃ والف شرحا حافلا فی اربعۃ مجلد ات جمع فیہ اکثر الاحادیث المرویۃ فی شمائل المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسیرہ وصفاتہ الشریفۃ جزاہ اللہ خیرا ورحمہ ورحمۃ واسعۃ۔

مولاہ فعلی مولاہ طارفی الآفاق فبلغ الحارث ابن النعمان فاتی رسول اللہ صلعم فقال یا محمّد اُمرتنا عن اللہ بالشہادتین فقبلنا وبالصّلوۃ وبالزّکوۃ والصیام والحج فقبلنا ثم لم ترضی حتیٰ فعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فہذا شئ منک ام من اللہ فقال والّذی لا الٰہ الّا ھو انہ من اللہ فولی دھو یقول اللھم ان کان مایقول محمّد حقا فامطر علینا حجارۃ من السّماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل الی راحلتہ حتی رماہ اللہ بحجر فسقط علی ہامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ۔

کہ جب رسول خدا صلعم نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور یہ بات اطراف عالم مین مشہور ہوئی اور حارث ابن نعمان فہری کو معلوم ہوئی تو رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمدؐ آپنے ہمکو خدا کی وحدانیت کے شہادت کا حکم دیا ہم نے قبول کیا نماز اور زکوۃ روزہ حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا پھر بھی راضی نہ ہوئے یہان تک کہ آپنے اپنے چچازاد بھائی کے بازوؤن کو بلند کرکے ہم پر فضیلت دی، پس یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا خدا کے جانب سے ہے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا کوئی اور خدا نہین ہے یہ حکم (مولائیت علی) خدا کے جانب سے ہے پس حارث یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ خداوندا جو کچھ محمدؐ نے کہا حق ہے۔ تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر پس وہ اپنی سواری تک نہین پہونچا کہ خداوند تعالے نے آسمان سے ایک پتھر گرایا جو اُس کے سر سے نکل گیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔

واقعہ حدیث غدیر جو حدیث ولایت کے نام سے ہے اور جسکو آیہ یا ایّہا الرّسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور جس تبلیغ رسالت کے تکمیل پر آیہ اکمال دین اوسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت رسالت مآب نے جناب علی علیہ السلام کے ولایت کا اعلان عام فرمایا اور جو ابوسعید خدری کے روایت سے محقق ہوچکا ہے اور جسکا شکریہ رسول اللہ نے ادا فرمایا اور حسان بن ثابت کی نظم جو عین جلسہ غدیر مین ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے مجمع مین پڑھی گئی اور جسمین لفظ ولایت اور امام ہادی جناب علی علیہ السلام کے لئے وارد ہین اور جس پر صحابہ اور امہات مومنین نے رسول اللہ کے فرمانے کے موجب خیمہ جناب امیرؑ مین جاکر تہنیت ادا کی ہے۔

ان تمام مجموعی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے صحابہ کا حضور نبوی مین عرض کرنا کہ یہ امر حضور کی جانب سے ہوا یا خداوند عالم کے حکم سے جسپر رسالت مآب علیہ السلام کا بہ قسم ارشاد فرمانا کہ یہ مولائیت وغیرہ رب العزت کے حکم سے کیا گیا۔

چنانچہ رسالت مآب علیہ السلام نے جیسا کہ مقام غدیر خم مین عام تبلیغ فرما کر تمام حاضرین سے ان الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا کہ حاضرین غائبین کو اس خبر کو پہونچادین۔

اور پھر حضرت صلعم نے خاص تبلیغ مدینہ منورہ مین فرمائی ہے یعنی حدیث غدیر کو دوہرایا ہے جسکو رسول اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے

کتاب مودۃ القربیٰ (سید علی ہمدانی) کے مودۃ خامسہ سے جسکو مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری نے بھی اپنے کتاب ارجح المطالب باب چہارم مین نقل کیا ہے

ارجح المطالب ص۵۹۵ باب چہارم — (لکھی جاتی ہے) — مودۃ خامسہ ص۱۳ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ

عن ابی الحمراءؓ خادم رسول اللہ	ابو حمراء خادم رسول اللہؐ سے منقول ہے
صلعم قال بعد کبر سنہ لواحد	اس نے اپنے زمانہ پیری مین بعض رفقا
من رفقائہ لاحدثنک ما سمعت	سے کہا کہ مین تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہون
اذنای ورأت عینای اقبل رسول	جسے میرے کانون نے سنا اور انکھون نے
اللہ صلعم حتی دخل علی عائشۃ	دیکھا (ایکدن) رسالت مآب عائشہؓ کے
فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت	پاس آئے اور فرمایا کہ سید العرب کو بلواؤ
الی ابی بکر فدعتہ فجاء حتی کان	اُنہون نے ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا اور
کرأی العین علم ان غیرہ دعی	بلوایا اور وہ آئے یہانتک کہ جس وقت وہ
فخرج من عندھا حتی دخل علی	سامنے آئے تو حضرت نے جانا کہ جسکو بلوایا
حفصۃ فقال لھا ادعی لی سید	گیا تھا یہ شخص وہ نہین ہے پس آپ ان
العرب فبعثت الی عمرؓ فدعتہ حتی	کے یہان سے واپس ہوئے اور حفصہ کے
اذا اھا دکرای العین علم	پاس تشریف لائے اور اُن سے کہا کہ
ان غیرہ دعی فخرج من عندھا	سید العرب کو بلواؤ اُنہون نے عمرؓ کے
حتی اذا دخل علی ام سلمۃؓ کانت	پاس آدمی بھیجا اور بلوایا جسوقت وہ
من خیرمن وقال ادعی لی سید	سامنے آئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ بھی وہ

سید العرب فبعث الی علی فدعته
ثم قال لی یا ابا الحمراء ادع لی وائتنی
بمائة من قریش وثمانین من
العرب وستین من الموالی واربعین
من اولاد الحبشة فلما اجتمع الناس
قال ائتنی بصحیفة من ادیم فاتیته
بها ثم اقامهم مثل صف الصلوة
فقال یا معشر الناس الیس الله اولی
بی من نفسی یامرنی وینهانی مالی
علی الله امر ولا نهی قالوا بلی یا
رسول الله فقال الست اولی بکم
من انفسکم امرکم وانهاکم
لیس لکم علی امر ولا نهی قالوا
بلی یا رسول الله قال من کان
الله وانا مولاه فهذا علی مولاه یامرکم
وینهاکم ما لکم علیه من امر ولا
نهی اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله اللهم انت شهیدی
علیهم انی قد بلغت ونصحت ثم
امر فقرأت الصحیفة علینا ثلثا
ثم قال من شاء ان یقیله ثلثا
نقلنا نعوذ بالله وبرسوله ان
نستقیله ثلثا ثم ادرج الصحیفة
وختمها بخواتیمهم ثم قال یا علی
خذ الصحیفة الیک فمن نکث
لک فاقتل بالصحیفة فاکون

نہین ہین، پس حفصہ کے پاس سے بھی واپس
ہوئے اور ام سلمہؓ کے پاس آئے اور یہ
حضرتؐ کے بہترین ازواج سے تھین
اور فرمایا کہ سید العرب کو بلوا دو انھون نے
علی کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے ابوالحمرا جاؤ ایکسو آدمی قریش
کے اور اسی عرب کے اور ساٹھ غلام اور
چالیس حبشیون کو لاؤ پس جو وقت سب لوگ
جمع ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ چمڑے والا صحیفہ
لاؤ مین نے لاکر حاضر کیا پھر حضرتؐ نے
ان لوگون کو مثل صف نماز کھڑا کیا اور
فرمایا اے گروہ مردم کیا خدا میری جان پر
مجھ سے بہتر و افضل نہین ہے مجھے
امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور مجھے خدا
پر نہی اور امر کرنے کا کوئی حق نہین ہے
لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہ پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ کیا مین تمھارے نفسون سے بہتر و افضل
نہین ہون کہ مین امر کرتا ہون تمہین اور نہی
کرتا ہون اور تمہین مجھ پر امر و نہی کرنے کا کوئی
حق نہین ہے لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہؐ
پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا، اور مین اسکا
مولی و اولی بالتصرف ہون یہ علی بھی اوس کے
مولی و اولی بالتصرف) ہین یہ امر کرینگے
تمہین اور نہی کرینگے اور تمہین ان پر نہی و
امر کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا بار الہا دوست
رکھ اسکو جو اسے دوست رکھے اور دشمن
رکھ اسکو جو اس سے دشمنی رکھے اور مدد کر

انا خصیمہ ثم تلا ھذہ الآیۃ
ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا
وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا
فتکونوا کبنی اسرائیل اذا شددوا
علی انفسہم فشدد اللہ علیہم
ثم تلا فمن نکث فانما ینکث
علی نفسہ الآیۃ

اور کمی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسکو
جو اس کو چھوڑ دے بار الٰہا تو گواہ ہے میرا
ان لوگوں پر کہ میں نے تیرے حکم کو پہونچا دیا
اور نصیحتیں کیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرتؐ نے
حکم دیا اور وہ صحیفہ پڑھ کر ہم لوگوں کو تین مرتبہ
سنایا گیا پھر حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا جس کا
دل چاہے وہ اپنے اقرار دن کو واپس لے

پس ہم نے تین بار کہا کہ ہم پناہ مانگتے ہیں خدا اور رسولؐ سے اس امر میں کہ ہم واپس چاہیں۔ پھر حضرتؐ نے اس صحیفہ کو لپیٹ دیا
اور حضرتؐ نے مہر لگائی اُن سب کی مہروں سے پھر فرمایا کہ اے علی تو اس صحیفہ کو پس جو شخص عہد شکنی کرے پس آپ اس صحیفہ کو پڑھ دینا
پس میں اوس کے مقابلہ میں مدعی ہوں گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا
وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ پھر حضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الآیۃ۔

اور روایت مذکورہ کو علامہ عبد القادر ابن محب الطبری کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ میں بھی وارد کیا ہے

آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔ فقال الست اولی بکم من انفسکم وامرکم الیکم انما الکم امر ولا نہی قالوا بلیٰ یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ یامرکم وینہاکم ومالکم علیہ امر ولا نہی الحدیث۔ پس یہ روایت مع امور مذکورہ بالا دلالت واضحہ رکھتی ہے خلافت اور ولایت علیؑ پر بعد رسولؐ اسی کو خلافت بلا فصل کہتے ہیں۔ ۲۔ (اس کا ترجمہ دیکھو صفحہ)

یہاں سے ابتدائے سفر حجۃ الوداع کی تاریخ بقید یوم کے تحقیق کیجاتی ہے

شبلی صاحب اعظم گڑھی اور اُن کے رفیق سفر مولانا امین اللہ تاریخ سفر کی ۲۶۔ ذوقعدہ سنیچر کا دن بیان کرتے ہیں جس سے ۲۹۔ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰۔ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۴۔ ذیحجہ (یکشنبہ) داخلہ مکہ معظمہ اور ۹۔ ذیحجہ عرفہ کو (یوم جمعہ) لائے ہیں ؟ ہی جمعہ ۲۵۔ ذوقعدہ اور ۱۲۔ ربیع الاول وتیری ماہ رمضان نہیں آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ خبری حرف (الف) کثیر التوضیح شبلی صاحب کا بیان غلط ہے دیکھو نقشہ صفحہ)
ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن لانے کیلئے ۲۶۔ ذوقعدہ کو (سنیچر) کا دن لایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب اعظم گڑھی اپنے سیرت میں اسطرح بیان کرتے ہیں۔

(سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندھی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے پھر لکھتے ہیں ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دنمیں طے ہوا!
چونکہ رسالت آب علیہ السلام نے دوسرے وقت سفر فرمایا ہے اس لئے آنیوالی شب سے حساب کیا گیا ہے اور یہ کہ اس دن صرف ذو الحلیفہ تک ۶ میل کا سفر ہے شب کو ذو الحلیفہ میں قیام رہا پھر ظہر کے بعد احرام وغیرہ سے فارغ ہو کر روانگی مسلسل ہوئی اور ۲۸۔ ذوقعدہ کی صبح کو ۸ و ۹ بجے ایک منزل پر پہونچے جو ۲۹ و ۳۰ ذوقعدہ تک تین روز اور چوتھی ذیحجہ کی

صبحکو سات دن ہوتے ہین جسکو نعمانی صاحب ۹ دن کا سفر اور مولانا امین اللہ آٹھ روز کا سفر لکھتے ہین
دیکھنا یہ ہے کہ یہ مسافت کتنے دنون کی ہے اور محدثین نے کس تاریخ سے اس سفر کا ہونا بیان کیا ہے
اور اونٹ کی سواری سے قافلہ کے ساتھ یہ سفر کتنی مدت مین طے ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔

شبلی صاحب باوجود سیرت مین ملک عرب کا نقشہ دینے کے میلون کا پیمانہ نہین لکھا۔ ہم نے تمدن عرب مترجمہ سید علی بلگرامی مین نہایت عمدہ صحیح نقشہ دیکھا ہے جس کے حساب سے مکہ سے مدینہ کا فاصلہ تخمیناً ۲۵۶ میلون کا آتا ہے۔

اور ہائی اسکول مین جو عربی کی دوسری کتاب مولفہ شمس العلما قاضی میر احمد شاہ رضوانی مطبوعہ لاہور ۱۹۲۴ء ہے جسکے صفحہ ۵ مین یہ عبارت ہے

المدینۃ المنورۃ ھی المشھورۃ بمدینۃ النبی صلعم × × وموقعھا الی جانب الشمال من مکۃ بمسافۃ نحو اثنتی عشرۃ مرحلۃ۔

یعنی مدینہ منورہ جو مدینۃ النبی صلعم سے مشہور ہے اور جو مکہ معظمہ سے جانب شمال بارہ مرحلہ پر واقع ہے۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المخزون نواب محمد علیخان والی ٹونک کے صفحہ ۱۵ مین ہے "ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذو الحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینے سے دو فرسخ ہے"

اور کتاب چہار باب مولفہ شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع محمد مصطفی خان ۱۲۵۶ھ کے صفحہ ۱۲ مین ہے۔ ذو الحلیفہ ده منزل از مکہ میقات مدینان ۱۲۔

اور اردو ترجمہ صحیح ترمذی حصہ اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۶۰ کے حاشیہ مین ہے "(ذو الحلیفہ ایک جگہ ہے چھ میل ہے مدینے سے اور دس منزل ہے مکہ سے)"

ایضاً حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدینے سے روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذو الحلیفہ مین کہ میقات اہل مدینہ ہے پڑھی اور رات کو وہان رہے اور صبحکو احرام باندھا۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المخزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حصہ ششم جلد اول مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین ہے "غرضکہ جب حضرت نماز ظہر پڑھ کر اور احرام باندھ کر اور لبیک کہکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے پھر اونٹنی اٹھی تب دوسری بار آپنے لبیک کہی پھر جب ٹیلے پر کہ برابر بیدا کے ہی چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر ہی کے تھی"۔

غرضکہ ظہر اور عصر کے درمیان سے سلسلہ روانگی ہوئی۔ چنانچہ در رسالہ حج یعنی مفصل حالات سفر حرمین شریفین مع ادعیہ ماثورہ مروجہ از وقت روانگی تا آخر سفر مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مقیم جدہ (عرب) بار اول مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ ۱۸۹۶ء صفحہ ۷۵ مین ہے "

مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ نو بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین۔ صفحہ ۷۵ مین ہے۔ شغدف کے اوپر دری یا کپڑا

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں لگانا لازم ہے کیونکہ یہاں گیارہ دن کا سفر ہوگا دن کی دھوپ و رات کی شبنم سے بچنا نہایت ضروری ہے"

یہاں تک کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک یہ سفر گیارہ دنوں میں طے ہونا معلوم ہو گیا تقریباً یہی مدت ہجرت کے زمانہ میں حضرت و دو تین شخصوں سے کیا گیا اور حضرت صلعم بارہویں روز بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن صبح کو دن چڑھے مدینہ منورہ پہونچے اور یہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کا پہونچنا متفق علیہ ہے۔ اور حضرت شب دوشنبہ میں گھر سے نکلکر غار میں داخل ہوئے اور تین شبانہ روز غار میں رہے۔ اور شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول غار سے نکلکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

سیرت حلبی جلد ثانی ص[illegible] میں ہے

(وفی الفصول المهمة) واقام رسول الله صلعم ثلاثة ایام بلیالیها فی الغار	فصول المہمہ میں ہے کہ رسول خدا صلعم غار میں تین شبانہ روز ٹھہر کر۔

تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ ص[illegible] میں ہے۔

عن ابن عباس ولد نبیکم صلعم یوم الاثنین وخرج من مکة ودخل المدینة یوم الاثنین۔	ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلعم دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے نکلکر دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

ایضاً تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۲ ص[illegible] میں ہے۔

عن ابن عباس قال ولد النبی صلعم یوم الاثنین وخرج مهاجراً من مکة الی المدینة یوم الاثنین و قدم المدینة یوم الاثنین۔	حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کیا دوشنبہ کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی ص[illegible] میں ہے

وکانت هجرة فی الثانی عشر من شهر ربیع الاول۔	۱۲ ربیع الاول سنہ کو ہجرت کر کے پہونچے

اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی ص[illegible] میں ہے۔

فنزل علی عمرو بن عوف لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول	رسول اللہ صلعم ربیع الاول کے بارہ راتوں گذرے عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے
قال ابو الفدا قدم رسول الله المدینة لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدی۔	تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ رسول خدا صلعم بارہویں ربیع الاول سنہ ہجری کو مدینہ منورہ پہونچے۔

جبکہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہونچے تو یکم ربیع الاول پنجشنبہ تھا اور ۲۷ صفر شب دوشنبہ کو حضرت صلعم مکہ معظمہ سے نکلکر داخل غار ہوئے۔

چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم مطبوعہ لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ ص۵ مین ہے۔

درشب دوشنبہ بست و ہفتم صفر از راہ دریچہ	شب دوشنبہ ستائیسوین صفر آنحضرت صلعم پچھوے
خانہ بیرون رفتند و متوجہ غار ثور شدند۔	دروازہ سے نکلکر غار ثور کے جانب روانہ ہوئے۔

بہر حال یہ سفر ہجرت کا بارہ روز مین طے ہوا جو گیارہ دن حال کے مدت سفر کی تائید مین ہے جسکو شبلی صاحب نے نو دن مین طے ہونا لکھا ہے جو حساب سے کل ایک ہفتہ ہوتے ہین جسکو مولوی امین اللہ اپنے سیرت منظوم (قصیدہ عظمیٰ) مین آٹھ دن کا سفر لکھا ہے جس مین اونھون نے ۲۶ ذیقعدہ کا مدینہ منورہ سے ذو الحلیفہ تک ۶ میل والا سفر بھی شامل کیا ہے جس سے آٹھ دن ہوتے ہین اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے۔

پس شبلی صاحب کے نو دن ۲۵ ذیقعدہ سے ہوسکینگے اسلئے اونکا ۲۶۔ ذیقعدہ خود اونہین کے قول سے باطل اور غلط ہوگیا گو یہ مدت اس سفر کے طے ہونیکی کافی نہین ہوتی لیکن محدثین نے پانچ راتون باقی پر حضرت صلعم کا سفر فرمانا لکھا ہے اسلئے ہم اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر فرمانا مانے لیتے ہین جو شبلی صاحب کے ماہ ذیقعدہ کامل ۳۰ دن سے ہے کیونکہ ۲۹ کی رویت سے وہی حساب سات آٹھ دن کا ہوگا جیسا کہ ۲۶۔ ذیقعدہ مین گزر چکا۔ اور محدثین نے کامل ۳۰ دن کا لیا ہے جسکو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہین۔

ذیل مین مخرجین حدیث سفر حجۃ الوداع اور وفات النبی کے روایت کنندگان کی فہرست نمبروار دیجاتی ہے یہی وہ محدثین اور مورخین و مفسرین وارباب سیر ہے ہین جن مین آراکین قوم و اساطین اور حفاظ حدیث بھی داخل ہین جنپر دارومدار مذہب اسلام ہے۔

(۱) امام ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی سنہ ۱۲۴ھ (۲) موسیٰ بن عقبہ امام مغازی المتوفی سنہ ۱۴۱ھ (۳) محمد ابن اسحاق امام و رئیس مغازی المتوفی سنہ ۱۵۱ھ (۴) امام مالک بن انس المتوفی سنہ ۱۷۹ھ (۵) محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی قاضی بغداد المتوفی سنہ ۲۰۷ھ (۶) امام عبد الملک بن ہشام المعروف بابن ہشام ملخص سیرت ابن اسحاق المتوفی سنہ ۲۱۳ھ (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی سنہ ۲۳۰ھ (۸) امام احمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند المتوفی سنہ ۲۴۱ھ (۹) امام و الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل جامع صحیح بخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ (۱۰) احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی (۱۱) امام و الحافظ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح مسلم المتوفی سنہ ۲۶۱ھ (۱۲) صاحب (معارف) ابن قتیبہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ھ (۱۳) امام و الحافظ محمد بن عیسیٰ صاحب جامع صحیح ترمذی المتوفی سنہ ۲۷۹ھ (۱۴) امام و الحافظ ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب صاحب سنن مع خصائص المتوفی سنہ ۳۰۳ھ (۱۵) امام و الحافظ و مجتہد مطلق ابو جعفر ابن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ (۱۶) امام و ناقد و حافظ ابن حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم المتوفی سنہ ۳۲۷ھ (۱۷) شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی المالکی المتوفی سنہ ۳۲۸ھ (۱۸) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد صاحب الصحیح المتوفی سنہ ۳۵۴ھ (۱۹) حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی سنہ ۳۶۰ھ (۲۰) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم المتوفی سنہ ۴۰۵ھ (۲۱) ابو بکر احمد بن عبد الرحمن

شیرازی المتوفی سنہ ۴۰۷ھ (۲۲) حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۱۰ھ (۲۳) ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی صاحب تفسیر کشف والبیان عن علوم القرآن المتوفی سنہ ۴۲۷ھ (۲۴) تاج الحفاظ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ (۲۵) امام والحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ (۲۶) امام والحافظ ابوعمر ابن عبدالبر صاحب استیعاب المتوفی سنہ ۴۶۳ھ (۲۷) حافظ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب المتوفی سنہ ۴۶۳ھ (۲۸) امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب تفسیر اسباب النزول المتوفی سنہ ۴۶۸ھ (۲۹) ابوالحسن علی بن محمد بن الخطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی المتوفی سنہ ۴۸۳ھ (۳۰) امام محمد بن محمد ابوحامد غزالی صاحب کتاب سر العالمین المتوفی سنہ ۵۰۵ھ (۳۱) حسین بن مسعود بغوی امام محی السنۃ صاحب تفسیر معالم التنزیل المتوفی سنہ ۵۱۶ھ (۳۲) امین الدین ابوعلی فضل بن حسن طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان المتوفی سنہ ۵۴۸ھ (۳۳) ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی (۳۴) ابوالمؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم المتوفی سنہ ۵۶۸ھ (۳۵) حافظ الکبیر ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر الدمشقی المتوفی سنہ ۵۷۱ھ (۳۶) صاحب روض الانف امام عبدالرحمن السہیلی شارح سیرت ابن اسحاق المتوفی سنہ ۵۸۱ھ (۳۷) صاحب کتاب الوفا للحافظ جمال الدین ابوالفرج ابن جوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ (۳۸) للشیخ والامام مجد الدین صاحب نہایہ وجامع الاصول المعروف بابن اثیر جزری المتوفی سنہ ۶۰۶ھ (۳۹) امام فخرالدین محمد بن عمر الرازی صاحب تفسیر کبیر وغیرہ المتوفی سنہ ۶۰۶ھ (۴۰) صاحب تاریخ الکامل واسد الغابہ فی الصحابہ للامام علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد ابن الاثیر جزری المتوفی سنہ ۶۳۰ھ (۴۱) صاحب تاریخ مظفری قاضی شہاب الدین ابراہیم بن عبداللہ بن ابی الدم المتوفی سنہ ۶۴۲ھ (۴۲) صاحب مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی المتوفی سنہ ۶۵۲ھ (۴۳) علامہ سبط ابن الجوزی صاحب تاریخ مرآۃ الزمان وتذکرہ خواص الامۃ المتوفی سنہ ۶۵۴ھ (۴۴) صاحب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابیطالب الشیخ الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی المتوفی سنہ ۶۵۸ھ (۴۵) تاریخ وفیات الاعیان للامام قاضی شمس الدین ابوالعباس المعروف بابن خلکان المتوفی سنہ ۶۸۱ھ (۴۶) ریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ للحافظ محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی سنہ ۶۹۴ھ (۴۷) حافظ ابومحمد عبدالمومن بن خلف الدمیاطی المتوفی سنہ ۷۰۵ھ (۴۸) صاحب تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل شیخ الاسلام حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ (۴۹) صاحب فرائد السمطین للشیخ ابوالجامع صدر الدین ابراہیم بن محمد بن المؤید الحموینی المتوفی سنہ ۷۲۲ھ (۵۰) صاحب تاریخ المختصر فی اخبار البشر المعروف بتاریخ ابی الفدا المتوفی سنہ ۷۳۲ھ (۵۱) عیون الاثر للحافظ فتح الدین محمد المعروف بابن سید الناس المتوفی سنہ ۷۳۴ھ (۵۲) صاحب تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم الخازن المتوفی سنہ ۷۴۱ھ (۵۳) حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ (۵۴) صاحب تاریخ تتمۃ المختصر الشیخ والامام زین الدین ابن عمر بن الوردی المتوفی سنہ ۷۴۹ھ (۵۵) صاحب کتاب نظم درر السمطین للشیخ والامام والعلامہ جمال الدین محمد بن یوسف محدث الحرم المتوفی سنہ ۷۵۰ھ (۵۶) صاحب کتاب منتقی من سیرۃ المصطفیٰ سعید کازرونی المتوفی سنہ ۷۵۸ھ (۵۷) کتاب الاشارہ فی سیرۃ المصطفیٰ للحافظ علاء الدین عبداللہ مغلطای المتوفی سنہ ۷۶۲ھ (۵۸) صاحب تاریخ بدایہ والنہایہ وتفسیر للحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر المعروف بہ حافظ ابن کثیر الدمشقی الشامی المتوفی سنہ ۷۷۴ھ (۵۹) علامہ سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربیٰ وغیرہ المتوفی سنہ ۷۸۶ھ (۶۰) قاضی عبدالرحمن

بن محمد الحضرمی المالکی مورخ ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ (۶۱) صاحب کتاب حیوۃ الحیوان دمیری شافعی المتوفی ۸۰۸ھ (۶۲) صاحب روضۃ المناظر ابن شحنہ حنفی المتوفی ۸۱۵ھ (۶۳) صاحب تصحیح المصابیح واسنی المطالب شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ (۶۴) صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری الحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی ۸۵۲ھ (۶۵) صاحب عمدۃ القاری شارح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۶) صاحب کتاب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۷) مورخ روضۃ الصفا فارسی محمد خاوند شاہ المتوفی ۹۰۳ھ (۶۸) صاحب معارج النبوۃ فارسی مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۹۰۷ھ (۶۹) صاحب روضۃ الشہدا فارسی وتفسیر مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی حسین بن علی الکاشفی وواعظ البیہقی المتوفی ۹۱۰ھ (۷۰) صاحب تاریخ الخلفا سیوطی وتفسیر درمنثور واتقان وغیرہ للشیخ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ (۷۱) صاحب مواہب اللدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری للشیخ شہاب الدین احمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ (۷۲) صاحب تاریخ حبیب السیر فارسی غیاث الدین بن ہمام الدین المتوفی ۹۴۲ھ (۷۳) سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد محمد بن یوسف الشامی الدمشقی ۹۴۲ھ (۷۴) تاریخ الخمیس شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری المتوفی ۹۶۶ھ (۷۵) صاحب تفسیر سراج المنیر للامام محمد بن احمد الخطیب الشربینی المتوفی ۹۶۸ھ (۷۶) صاحب کتاب اربعین وروضۃ الاحباب فارسی جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ محدث الشیرازی المتوفی ۱۰۰۰ھ (۷۷) انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرت حلبی نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی الشافعی المتوفی ۱۰۴۴ھ (۷۸) مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ (۷۹) مناقب مرتضوی محمد صالح الحسینی الترمذی کشفی فارسی (۸۰) نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض شہاب الدین خفاجی حنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ (۸۱) زرقانی شرح علی المواہب للشیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ (۸۲) سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ (۸۳) شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی المتوفی ۱۱۸۱ھ (۸۴) سید محمد بن اسمعیل یمنی صاحب روضۃ الندیہ المتوفی ۱۱۸۲ھ (۸۵) مولوی امین اللہ صاحب سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ المتوفی ۱۲۳۲ھ (۸۶) شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ وتفسیر عزیزی المتوفی ۱۲۳۹ھ (۸۷) شاہ عبد القادر صاحب موضح القران اردو مع تفسیر المتوفی ۱۲۴۳ھ (۸۸) تفسیر فتح القدیر للشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ (۸۹) صاحب تاریخ حبیب الٰہ مولفہ محمد عنایت احمد کاکوروی مولفہ ۱۲۷۵ھ (۹۰) سیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ سید احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ مولفہ ۱۲۷۶ھ (۹۱) صاحب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی المتوفی ۱۲۹۴ھ (۹۲) صاحب تفسیر فتح البیان نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی ۱۳۰۷ھ (۹۳) صاحب ناسخ التواریخ سپہر مستوفی لسان الملک طہرانی (۹۴) تاریخ الاسلام علامہ ابو الفضل محمد بن احسان اللہ گورکھپوری (۹۵) خاتمہ

فہرست مذکورہ مین ان چار لفظون کا استعمال اکثر آیا ہوا ہے۔

حافظ، امام، شیخ، محدث وغیرہ جنکی اصطلاح فن رجال ومحدثین مین یہ ہے جسکو جمع الوسائل شرح الشمائل نور الدین علی بن سلطان محمد القاری سے نقل کیا جاتا ہے۔ ثم الحافظ فی اصطلاح المحدثین من احاط علمہ بمائۃ الف حدیث متناً واسناداً والطالب ھو المبتدی الراغب فیہ والمحدث والشیخ والامام ھو الاستاذ الکامل والحجۃ من احاط علمہ بثلثمائۃ الف حدیث متناً واسناداً واحوال رواتہ جرحاً وتعدیلاً وتاریخاً والحاکم ھو الذی احاط علمہ بجمیع الاحادیث المرویۃ کذالک۔

(۱) ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ

ابن شہاب زہری کے بیان سے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی ابتدا کیجاتی ہے کہ حضرت صلعم ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ ج۔۶ باب حجۃ الوداع صفحہ ۲۹۲ مین ہے۔

قال حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ) الاویسی قال (حدثنا مالک) ھو ابن انس امام الائمۃ (عن ابن شھاب) محمد بن مسلم الزھری (عن عروۃ بن الزبیر) بن العوام (عن عائشۃ رض) انھا (قالت خرجنا) من المدینۃ (مع رسول اللہ صلعم) فی حجۃ الوداع لخمس بقین من ذی القعدۃ۔

کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن عبد اللہ اویسی نے کہا حدیث کی مجھسے امام مالک بن انس نے ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر بن عوام سے اونہون نے حضرت عایشہ رض سے روایت کی ہے انکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے مدینہ منورہ سے واسطے حجۃ الوداع کے جبکہ پانچ (راتین) باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو

حدیث مذکورہ مین (۲۵ ذیقعدہ) تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم نہین ہے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کس دن سفر فرمایا جسکے تحقیق کے لئے رسول اللہ صلعم کے تاریخ ابتداء مرض اور تاریخ وفات ہر دو سے مراجعت کر کے صحیح پتہ لگایا جائے گا کہ درحقیقت حضرت نے کس دن سفر کیا۔ (صحیح بخاری۔ ج۔ اول باب وفات النبی)

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ وابن عباس رض ان النبی صلعم لبث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن وبالمدینۃ عشراً۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہمسے شیبان نے یحیی سے اوس نے ابی سلمہ سے اوسنے عایشہ رض اور ابن عباس رض سے کہ رسولخدا صلعم مکہ معظمہ مین قرآن نازل ہونے کے بعد دس برس اور مدینہ مین دس برس ٹھہرے۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شھاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ۔

حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہے لیث نے عقیل سے اونہون نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر سے اونہون نے عایشہ رض سے بتحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ تریسٹھ سال کے تھے اور مثل اسکے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ مطبع احمدی الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ صفحہ ۱۹ مین ہے۔

اخبرنا اسمعیل بن ابی ادریس حدثنی اسمعیل بن ابراھیم بن عقبۃ عن موسی بن عقبۃ قال ابن شہاب اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت توفی النبی صلعم وھو ابن ثلاث وستین وقال ابن شہاب حدثنا مثل ذلک سعید بن المسیب وحدثنا ابراھیم بن المنذر ثنا محمد بن فلیح عن موسی بن عقبۃ عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ مثلہ۔

خبر دی ہمکو اسمعیل بن ابی ادریس نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسی بن عقبہ سے کہا اونھون نے ابن شہاب زہری سے خبر دی مجکو عروہ بن زبیر نے اونھون نے حضرت عایشہؓ زوج النبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ترسٹھ سال پر وفات فرمائی اور مثل اسی حدیث کے کہا ہے ابن شہاب زہری نے کہ حدیث کی مجھسے سعید بن مسیب نے اسی طرح اور حدیث کی مجھسے ابراہیم بن المنذر نے اون سے محمد بن فلیح نے موسی بن عقبہ سے اونھون نے ابن شہاب زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عایشہؓ سے مثل حدیث مذکورہ کے روایت کی ہے۔

صحیح مسلم ج ثانی صفحہ ۲۶۰ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

حدثنی عبد الملک بن شعیب بن اللیث قال حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ[۱] ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلاث وستین سنۃ وقال ابن شہاب اخبرنی سعید بن المسیب بمثل ذلک۔

حدیث کی مجھسے عبد الملک بن شعیب بن لیث نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ شعیب نے اون سے میرے دادا لیث نے کہا حدیث کی مجھسے عقیل بن خالد نے ابن شہاب زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عایشہ سے تحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ حضرت صلعم تھے ترسٹھ سال کے اور مثل اس حدیث کے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے

صحیح ترمذی ج ثانی۔ باب نبی صلعم کے عمر کے بیان مین اور جب آنحضرت فوت ہوئے تو کتنی عمر کے تھے۔

حدثنا العباس العنبری والحسین بن

حدیث کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی

[۱] اسی صفحہ کی شرح صحیح مسلم النووی مین یوم الوفات ثانی عشر ربیع الاول بوقت صبح (دن چڑھے) مرقوم ہے (الفاروق) شبلی مین ہے کہ وفات نبی صلعم ۱۲ ربیع الاول ... [illegible]

[۲] عروہ بن زبیر اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے سات فقہا مین محسوب ہین جنپر حدیث وفقہ کا مدار تھا اور انکے فتوی بغیر کوئی قاضی فیصلہ کرتے ... [illegible]

مهدی البصری قال نا عبد الرزاق
عن ابن جریج قال اخبرت عن
ابن شهاب الزهری عن عروة
عن عائشة وقال الحسین بن مهدی
فی حدیث ابن جریج عن الزهری عن
عروة عن عائشة ان النبی صلی الله
علیه وسلم مات وهو ابن ثلاث وستین
هذا حدیث حسن صحیح وقد رواه
ابن اخی الزهری عن الزهری عن
عروة عن عائشة مثل هذا یعنی
(حدیث حسن صحیح ہے۔

بصری نے کہا دونون نے حدیث کی ہم سے عبد الرزاق
نے ابن جریج سے کہا اوسنے مجھے ابن شہاب زہری
سے خبر ملی ہے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے
عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث
مین یہ روایت ہے زہری سے اوسنے روایت کی
عروہ سے اوس نے عائشہ سے یہ کہ نبی صلعم فوت ہوئے
اس حالت مین کہ ترسٹھ سال کے تھے یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے یعنی
ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) نے زہری سے
اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے
مثل اس کے۔

احادیث مذکورہ سے زہری نے عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے آنحضرت صلعم کا ترسٹھ سال کی عمر مین فوت ہونا واضح ہوگیا جسکو موسی بن عقبہ نے زہری اور عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے روایت کی ہے اور زہری نے سعید بن مسیتب کی سند سے یہی روایت اخراج کی ہے۔ لیکن یہ وفات النبی صلعم کس تاریخ کو واقع ہوئی جسکے تحقیق کے بعد تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم استخراج کیا جاتا ہے۔

چنانچہ طبقات الکبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۳۰ھ کے صفحہ ۵۸ پہلی سطر سے پانچ سطر تک یہ حدیث وارد ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراهیم بن یزید
عن ابن طاوس عن ابیه عن ابن عباس قال
وحدثنی محمد بن عبد الله یعنی (ابن اخی
الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة
قالت توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین
لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول

خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھے
ابراہیم بن یزید نے عبد اللہ ابن طاؤس سے اون
سے اونکے باپ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے
کہا حضرت ابن عباس رض نے اور حدیث کی مجھے محمد
بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) زہری کے بھتیجے نے
زہری سے اون سے عروہ نے اون سے حضرت عائشہ
نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول کو

سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر حافظ دمیاطی کے
جزء پنجم مین ہے
وعن ابن عباس وعائشة قالا توفی رسول الله

روایت مذکورہ کو حافظ دمیاطی نے اپنے سیرت المختصر من سیرۃ
سید البشر کے جزو پنجم مین وارد کیا ہے۔
ابن عباس اور عائشہ نے روایت کی ہے کہ وفات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وقیل توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین حین اضحی لثمان خلون من شہر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توفی لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول

فرمائی رسول اللہ صلعم نے دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو کہا گیا ہے کہ ۸ ربیع الاول دوشنبہ ۱۱ھ کو دن چڑھے وفات ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ تحقیق وفات ہوئی ۱۲ ربیع الاول کو۔

ایضاً تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۸ مین ہے

واخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم ان یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشر لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ۔

اور واقدی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور سعید بن مسیب وغیرہ کے طرق سے روایت کی ہے ابوبکر کی بیعت یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو واقع ہوئی۔

تاریخ کبیر ابن جریر طبری ج۔ اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۴ مین ہے۔

صالح بن کیسان عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول فی الیوم الذی قدم فیہ المدینۃ مہاجرا فاستکمل فی ہجرتہ عشر سنین کوامل۔

صالح بن کیسان نے زہری سے اونھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم ہجرت مین داخل مدینہ منورہ ہوے پس اسی ۱۲ ربیع الاول کو دس سال کامل ہجرت کے ہوئے۔

طبقات کبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۸ مین ہے۔

اخبرنا سعید بن منصور نا سفیان بن عیینۃ عن الزہری سمع انس بن مالک یقول آخر نظرۃ نظرتہا الی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین کشف الستارۃ والناس صفوف خلف ابی بکر فلما راہ الناس تحشحشوا فاومأ الیہم ان امکثوا مکانکم

خبر دی مجکو سعید بن منصور نے سفیان بن عیینہ سے اونے زہری سے اونے سنا انس بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ اخیر نظر جو مین نے جناب رسالتماب صلعم پر ڈالی تو وہ بروز دوشنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو ہٹایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صف بصف تھے جب حضرت کو لوگون نے دیکھا تو اون مین ایک انتشار سا

۱؎ اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری ص ۲۳ جلد اول مین ہے۔

قال ابو عمر بدا برسول اللہ صلعم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء لیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ

ابو عمر کہتا ہے کہ رسول اللہ کو ابتدائے مرض ۲۸ صفر چہار شنبہ ۱۱ھ کو ہوا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین۔

فنظرت الی وجهه کانه ورقة مصحف ثم القی السجف و توفی من اخر ذلك الیوم۔

پیدا ہوا حضرت نے اونکی طرف اشارہ کیا کہ اپنے جگہ پر ٹہرے رہو انس کہتے ہین اوسوقت مین نے حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ورق ہے بعد اوسکے حضرت نے پردہ ڈالدیا اور اوسی دن کے آخر دن مین حضرت نے وفات پائی۔

ایضاً تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ الہ آباد ج اول کے صہ ۱۵ مین ہے

عن ابن شهاب اخبر نی انس قال و توفی اخر ذلك الیوم

زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجکو انس رض نے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے آخر یوم (دوشنبہ) پر

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۔ ۸ صہ ۲۳۷ مین ہے۔

وفی حدیث ابو یعلی باسناده عن انس انه توفی اخر نهار یوم الاثنین۔

اور حدیث مین ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس رض سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے دوشنبہ کے آخر یوم پر یعنی شام کے وقت۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری حصہ اول صہ ۳۳ ذکر وفات و مبلغ عمرہ صلعم مین ہے۔

سفیان بن عیینة الهلالی عن الزهری عن انس و توفی اخر ذلك الیوم

سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے اونھون نے انس رض سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے آخر دن (دوشنبہ) مین۔

اور تاریخ صغیر بخاری ج۔ اول صہ ۱۷ مین حضرت ابو بکر کے ذکر مین ہے۔

قال ابو نعیم توفی ابو بکر لثمان لیال بقین من جمادی الاخرة سنة ثلاث عشرة۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ وفات حضرت ابو بکر کی آٹھ راتون ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ کے باقی پر واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ج۔ ۳ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ کے صہ ۲۲۳ و صہ ۲۲۴ مین ہے۔

قال واخبرنی ابی باسناده عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد الله (ابن اخی الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت کان اول مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین سبع خلون من جمادی الاخرة وکان یوماً بارداً فحم خمسة عشر یوماً لا یخرج الی صلوٰة وکان

کہا راوی نے کہ خبر دی ابی نے اسناداً محمد بن سعد سے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن عمر نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عائشہ سے کہا حضرت عائشہ نے کہ اول مرض ابو بکر کا یہ تھا کہ غسل کیا اونھون نے دوشنبہ کے دن ۷ جمادی الآخر کو اور وہ دن سرد تھا

یأمر عمر یصلی بالناس ویدخل الناس علیه یعودونه وهو یثقل کل یوم وکان عثمان الزمهم له فی مرضه توفی ابو بکر رحمه الله مساء لیلة الثلاثا لثمانی لیال بقین من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة من مهاجر النبی صلعم فکانت خلافته سنتین وثلاثة اشهر وعشر لیال وکان ابو معشر یقول سنتین واربعة اشهر الا اربع لیال وتوفی رحمه الله وهو ابن ثلاث وستین سنة مجمع علی ذلک فی الروایات کلها استوفی سن رسول الله صلعم وکان ابو بکر ولد بعد الفیل بثلاث سنین۔
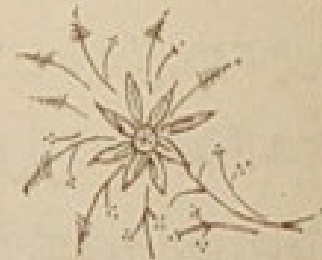
پس بخار مین مبتلا رہے پندرہ روز تک نماز پڑھانے نہین جاتے تھے اور عمر کو حکم دیتے تھے کہ وہ لوگون کو نماز پڑھائین اور لوگ آتے تھے اونکے پاس عیادت کرنے کے لیے اور اونکی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی اور عثمان اونکے پاس ہر وقت رہتے تھے اور وفات پائی ابوبکر نے شب سہ شنبہ کی شام کو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳؁ھ تھی اور مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز ہوئے اور ابو معشر کہتا ہے کہ دو سال چار مہینے چار راتین کم اکل مدت خلافت ہے۔ اور وفات پائی درآنحالیکہ وہ ۶۳ سال کے تھے تمام روایتین اس بات پر متفق ہین کہ ابوبکر نے سن رسول کو پورا کیا اور حضرت ابوبکر واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے

احادیث وفات النبی ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ کی ہین جن سے یکم ربیع الاول کو (پنجشنبہ) کا روز اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (دوشنبہ) کا دن آتا ہے جسکی تائید مین مورخ روضۃ الصفا اپنے تاریخ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶؁ھ ص ۱۷۱ مین لکھتے ہین بروایتے روز شنبہ بست وپنجم (ذیقعدہ) اور بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد یعنی ایک روایت سے یوم شنبہ ۲۵ ذیقعدہ اور ایک سے دوشنبہ کے روز حضرت کا سفر حج کیلیے برآمد ہونا محقق ہوتا ہے۔

ایضاً اور معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۹۰۷؁ھ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۴؁ھ کے رکن چہارم ص ۲۲۳ سطر ایک مین ہے۔ بست وپنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ وبروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمدند۔ یعنی ۲۵ ذیقعدہ یوم دوشنبہ یا بروایتے روز شنبہ (رسول اللہ صلعم) مدینہ سے باہر نکلے۔

ایضاً اور عین العیون ترجمہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معروف بہ نور علی نور مترجمہ ابو القاسم بن عبد العزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۳۰۷؁ھ کے ص ۶ مین ہے۔ اور آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالون مین کنگھی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے در دولت سے تشریف لائے آخرش ذوالحلیفہ مین فروکش ہوئے۔ اور رات کو وہین قیام فرمایا الخ“

اور ص ۲۸ مین ہے۔ ”آنحضرت صلعم جب ترسٹھ برس کے ہوئے بارھوین ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور آپ چودہ ۱۴ روز بیمار رہے“

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۶؁ھ ۱۸۷۹؁ء کے آخر ص ۲۰۲ مین

مثل روضۃ الصفا اور معارج النبوۃ کے ہے کہ روز چہار شنبہ بست و ہشتم صفر بود کہ آنحضرت را مرض طاری شد یعنی روز چہار شنبہ ۲۸ صفر کو مرض رسولخدا صلعم پر ظاہر ہوا جس سے ۲۸ صفر (چہار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) دو یوم آخر ماہ صفر کے اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے کل چودہ دن حضرت بیمار رہے جیسا کہ اور شاہ ولی اللہ محدث پدر شاہ عبد العزیز کے رسالہ سرور المحزون اور اوسکے ترجمہ عین العیون مین ہے۔

لیکن مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی کے مقصد عاشر (دہم) مین ہے۔

قال الحافظ ابن رجب کان ابتداء مرضہ صلعم فی اواخر صفر وکانت مدۃ مرضہ ثلث عشر یوماً

حافظ ابن رجب نے کہا ہے کہ حضرت صلعم اخیر صفر مین بیمار ہوئے اور کل مدت بیماری کے تیرہ روز ہین۔

واضح ہو کہ ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جو بدیہی ہے۔ گیارہ ربیع الاول کے آخر یوم پر وفات النبی ہے یہ تاریخ ۹۔ ذیحجہ سے نوے یوم پر اور ۸ ذیحجہ سے اکیانوے یوم پر پہونچتی ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو بیاسیوان روز یا عرفہ کے بعد سے اکانوے یوم اور اسی ۱۲ ربیع الاول کی شب سے پہلی تاریخ حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت مین ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتین۔ جو گیارہ ربیع الاول کی شام سے بعد وفات النبی کے ۱۲ ربیع الاول سلہ یوم سہ شنبہ لغایت ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الآخرہ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ دس راتین کامل ہوتی ہین۔

۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول کو ہوجاتا ہے اور مدت خلافت کا حساب ۱۳ ربیع الاول سے ہوگا جس سے بجائے دس دن کے نو دن ہونگے جیسا کہ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۵۶ مین بحوالہ ابن اسحاق ہے وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر) دو سال تین مہینے نو راتین ہین جو حضرت عائشہ کی روایت کے معارض ہے۔ اور علاوہ اسکے ۱۲ ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے تیسری ماہ رمضان کو (دوشنبہ) آئیگا حالانکہ تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) تاریخ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مسلمات ارباب محدثین وسیر سے جسکو ہم آگے بیان کرینگے اور آخر عمر کی مدت مین حدیث کے خلاف ایک دن کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اصلی رسالہ سرور المحزون مطبوعہ چھاپہ محمدی ۱۲۵۶ھ کے صفحہ ۳۴ مین لکھتے ہین

وفات یافتند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم شد چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول و بیمار ماندند چہاردہ روز۔

یعنی حضرت صلعم نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے روز چودہ دن بیمار رہکر وفات فرمائی۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون حصہ ششم جز اول کے صفحہ ۸ سطر ۱۸ مین ہے۔ اور اسی گیارھوین سال صفر کی چھبیسوین تاریخ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کرین۔ اور اسی مہینہ کی اٹھائیسوین تاریخ کو آنحضرت صلعم بیمار ہوئے عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک

ایک لواے یعنی نشان اسامہؓ کے واسطے بنایا آلخ

اور روضۃ الاحباب ج۔ اول مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۲ھ کے صفحہ ۳۳ مین ہے۔

درروز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ مذکورہ حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید جہۃ حرب روم روز دیگر اسامہ بن زید را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم آلخ

یعنی ۲۶ صفر دوشنبہ کے روز رسولخدا صلعم نے لوگونکو جنگ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلا کر امیر لشکر فرمایا۔

درروز چہارشنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور آنحضرت را مرض طاری شد در روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لواے برای وے عقد فرمود۔

یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن آنحضرت صلعم کو مرض لاحق ہوا اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) کو باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے جھنڈا درست فرمایا۔

غرضکہ آخر ماہ صفر کے دو دن ۲۸ و ۲۹ صفر اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے سرور المحزون والے یہ کل چودہ دن ہوئے جو ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز (سہ شنبہ) ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات فرمایا ہے جو تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول کو ہوتا ہے جسکی آخر یوم پر رحلت ہے اور حضرت ابوبکر غیر حاضر تھے چونکہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو دن چڑھے اپنے مکان سے جو مدینہ سے دو میل پر تھا تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے بعد طلب خلافت مین سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے ہین اسلئے عام روایتون مین وفات النبی گیارہ ربیع الاول کے بجائے ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے جو تاریخ مرض النبی سے ایک روز کا فرق ہو جاتا ہے یہی نکتہ تحقیق سے صحیح آتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز محدث اور شاہ عبد القادر محدث پسران شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عرفہ ۹ ذیحجہ سے حضرت صلعم کا زندہ رہنا تین مہینے یعنی نوے روز (۹۰ دن) فرماتے ہین جو حدیث مین اکیاسیؔ یوم آخر عمر کے ہین چنانچہ نقشہ مرتبہ اور مسلّمہ حضرت نعمانی کے مطابق ۹ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ شبانہ روز) ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) جسکی میزان (۹۰ شبانہ روز) یعنی گیارہ ربیع الاول تک تین مہینے ہو گئے جس کا دوسرا حساب ۱۰ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (گیارہ شبانہ روز) اور ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) یہ کل میزان (۸۱ شبانہ روز) کی ہوئی جو صحیح حدیث کے مطابق ہے جس مدت کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو پہلے حساب سے (۹۱ روز) اور دوسرے حساب سے (۸۲ روز) ہوتے ہین جو خلافت کے پہلی تاریخ مین داخل ہے

اب ہم حضرت عائشہ کی مخرجہ روایت کی جانب توجہ کرتے ہین جس مین ساتویں جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو غسل کرنے سے اور سردی کی وجہ سے حضرت ابوبکر بیمار ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی کی شام کو بعد مغرب کے شب سہ شنبہ مین وفات فرمائی جس روز کل مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز کے بتائے گئے ہین۔ یہ آخر کے دس شبانہ روز ادنی ۱۲ تاریخ کی شب سے یعنی

گیارہ تاریخ کی شام سے محسوب کئے گئے ہین ورنہ دس شبانہ یوم نہین ہو سکتے۔

جب پیغمبر صاحب کی وفات گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) کے آخر یوم پر واقع ہوی تو شب ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کے شام سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

چنانچہ مورخ ابو الفدا وغیرہ اوسی حدیث حضرت عایشہ کے مطابق اپنی اپنی تاریخ مین لکھتے آئے جیساکہ تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین ہے۔

قال ابو الفدا ثم توفی (ابوبکر) مساء لیلۃ الثلاثاء بین المغرب والعشاء لثمان بقین من جمادی الاخری سنۃ ثلاث عشرۃ فکانت خلافۃ سنتین وثلاثۃ اشہر وعشر لیال۔

مورخ ابو الفدا کہتے ہین کہ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو درمیان مغرب اور عشا کی شب سہ شنبہ مین حضرت ابوبکر نے وفات پائی اور مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔

روایت حضرت عایشہ اور مورخ ابو الفدا وغیرہ ۲۲ جمادی الآخرہ کو (دوشنبہ) جسکی آنیوالی شب (سہ شنبہ) مین وفات ابوبکر بیان کرتے ہین حالانکہ روایت حضرت عائشہ مین سات جمادی الآخرہ کے دوشنبہ کے روز حضرت ابوبکر کو غسل کرنے سے سردی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی۔ تو آٹھ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) ہوا جسکی آنیوالی شب شب (چہارشنبہ) درمیان مغرب وعشا کے رحلت ابوبکر ثابت ہوتی ہے۔

جسکی تائید مین علامہ ابن شحنہ حلبی حنفی روضۃ المناظر مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۳ھ صفحہ ۱۱۴ مین سنہ ۱۳ھ کے حال مین صحیح حساب وفات حضرت ابوبکر لکھتے ہین۔

وتوفی ابوبکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وعشرۃ ایام

وفات فرمائی ابوبکر نے شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ کو اور دو سال تین مہینے دس دن خلافت کی

علامہ موصوف کا یہ حساب ازروی حساب کی روایت سے ملتا ہے جس مین مدت خلافت کو بجائے دس راتون کے دس دن کئے ہین یعنی ۱۲ ربیع الاول کے دن سے شمار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی جگہ امامت یا خلافت ۱۱ ربیع الاول کی شام سے اور ۹ و ۱۰ بجے دن تک خالی رہی کیونکہ ابھی سقیفہ بنی ساعدہ مین داخلہ نہین ہوا۔ غرضکہ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیان مین ہونا اوسی حدیث حضرت عائشہ سے غلط ہو گیا۔ اور صحیح شب جمعہ ہے۔

چنانچہ روضۃ الاحباب ج ثانی آخر صفحہ ۵۹ مطبوعہ مطبع نامی تیغ بہادر سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ آوردہ اند کہ ابوبکر صدیق رض بعد از واقعہ فیل بدو سال وچہار ماہ متولد شد ودر آخر روز دوشنبہ وبقولے شب سہ شنبہ واصح آنیست وبقولے روز جمعہ بست دوم یا سیوم جمادی الآخرہ سال سیزدہم از ہجرت وفات یافت۔

یعنی ارباب وتواریخ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ پر پیدا ہوے اور آخر یوم دوشنبہ اور بقولے شب سہ شنبہ اور صحیح یہ ہے اور بقولے روز جمعہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کو وفات فرمائی۔

اور مراۃ الجنان یافعی اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ملا علی قاری مین ولادت حضرت ابوبکر کی ابو معشر کی مدت خلافت کے لحاظ سے ہے۔ (حالانکہ ابوبکر کی ولادت سنہ فیل کے تین سال بعد ہوئی۔ دیکھو صفحہ کتاب ہذا۔)

ولد رضی اللہ عنہ بعد عام الفیل بسنتین و اربعۃ اشہر الا ایاما۔

یعنی حضرت ابوبکر بعد واقعہ سنہ فیل دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر پیدا ہوئے۔

اور حضرت عائشہ کی روایت مین بسلسلہ روایت گئی ہے کہ حضرت ابوبکر بعد واقعہ فیل کے تین سال پر پیدا ہوئے جس سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر کچھ مہینے کم ۶۰ سال کے تھے اور وفات پر باسٹھ سال کے قرار پاتے مین

اور اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ مین ہے

ابوبکر صدیق کان مولدہ بمکۃ بعد الفیل سنتین و اربعۃ اشہر الا ایاما، مات بالمدینۃ لیلۃ الثلثاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ کانت خلافتہ سنتین و اربعۃ اشہر۔

یعنی اکمال اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔ کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ شب سہ شنبہ کو مدینہ منورہ مین رحلت کی خلافت کا زمانہ دو سال چار مہینے ہوئے جسکو ابو معشر نے دو سال چار راتون کم چار مہینے کی کل مدت خلافت بیان کی ہے

جس سے ابو معشر کا قول ۲۶ صفر (دو شنبہ) سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب اس طرح آتا ہے۔

۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ لغایت ۲۶ صفر سنہ ۱۳ھ دو سال تا ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ ایک ماہ اور تا ۲۶ جمادی الآخرہ کل چار ماہ ہوئے چونکہ وفات ابوبکر کی آٹھ راتون باقی ماہ جمادی الآخرہ کو واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ جسکی ایک رات ۲۳ دوسری ۲۴ تیسری ۲۵ چوتھی ۲۶ جمادی الآخرہ کی یہ چار راتین چوتھے ماہ کی پورے ہونیکو باقی رہگئین تھین۔

حاصل مقصود ابو معشر کے قول سے یہ نکلا کہ ۲۶ صفر کو (دو شنبہ) تھا اسی تاریخ مین حضرت صلعم نے لوگون کو جنگ روم پر جانے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو حضرت نے اسامہ بن زید کو طلب فرماکر تین ہزار کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ اور ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز حضرت کے درد سر اور بخار کا آغاز ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح کو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے علم بناکر مرحمت کیا اور اکابرین صحابہ کو جن مین مہاجرین و انصار سب کے سب داخل تھے اسامہ کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور فرمایا۔

لہ سیرت النبی شبلی کے جلد اول مین ہے۔ "اس زمانہ مین امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف مین تصریح کی ہے یہ اس کتاب کی پہلی تصنیف تھی امام زہری اس زمانہ کے اعلم العلما تھے فقہ و حدیث مین انکا کوئی ہمسر نہ تھا امام بخاری کے شیخ الشیوخ مین۔ زہری کے تلامذہ مین سے دو شخصون نے اس فن مغازی مین نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہین جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق "۔

سلہ قدح ابو معشر صحیح ترمذی ج۔ اول باب ما بین المشرق والمغرب قبلۃ کی ہے۔ قال ابو عیسی قد تکلم بعض اہل العلم فی ابی معشر من قبل حفظہ واسمہ نجیح مولی بنی ہاشم قال محمد لا اروی عنہ شیئا۔ یعنی ابو عیسی ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ابو معشر کے حافظہ کی نسبت کلام کیا ہے اور نام اسکا نجیح مولی بنی ہاشم کا ہے کہا محمد ابن اسمعیل بخاری نے مین اس سے کوئی روایت نہین کرتا۔

جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) لغایت ۸ ربیع الاول (جمعہ) اکابرین صحابہ اسامہ مذکور کے سردار ہونیکے متعلق چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ ۹ ربیع الاول یوم (شنبہ) کو کہ دسواں روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا گزرا کہ حضرت صلعم کو خبر طعن صحابہ مامورین اسامہ کی معلوم ہوئی یہ خبر سماعت فرماتے ہی حضرت کمال غضب مین آئے اور ویسے ہی سر مین پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمایا جسکی تفصیل آگے آئیگی پھر بیت الشرف مین داخل ہوگئے اور دس ربیع الاول (یکشنبہ) کے روز حضرت پر تپ درد کی شدت رہی جس سے حضرت بالکل کلام تک نہین کرسکے گیارہ ربیع اول (دوشنبہ) کی صبح کو افاقہ ہوا اس روز کا غالب حصہ ہدایت و وصیت وطلب قرطاس وغیرہ مین صرف ہوا آخر یوم پر حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی اوسوقت حضرت ابو بکر وغیرہ جو اسامہ کی ماتحتی مین مامور ہوئے وہ سب غیر حاضر تھے۔ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی صبح کو دن چڑھے اطلاع ہونے پر سب سے پہلے حضرت عمر و ابو عبیدہ وغیرہ اور پھر حضرت ابو بکر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ انصار کے مجمع مین تشریف لے گئے جنکی خلافت کا آغاز اسی بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) کے روز سے شمار کیا گیا ہے جس مین وہ وقت جو غیر حاضری مین گذرا وہ بھی محسوب کرلیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت جو پہلے لکھی گئی ہے اوس سے کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔ یہ دس راتین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی ختم پر بارھوین ربیع الاول کی شب (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے اور جو بارہ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال تا ۲۰ جمادی الاخرہ سنہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہوئین۔

نمبر (۲) امام موسی بن عقبہ

یہ امام موسی بن عقبہ ابن شہاب زہری کے تلامذہ سے ہین جن سے امام مالک کو تلمذ ہے اور جو زہری کے بھی شاگرد ہین بخاری نے اپنے صحیح مین انہین موسی بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع فرمانے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری باب مایلبس المحرم مین ہے۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنی موسی بن عقبۃ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباس رض قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ ××× وذالک لخمس بقین من ذی القعدۃ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ۔

بیان کیا مجھے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا فضیل بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہم سے موسی بن عقبہ نے کہا خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہا اونھون نے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے چلے تو وہ دن ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین) کا تھا پس مکہ مین آپ پہونچے کہ ذیحجہ کی چار راتین گزر چکی تھین۔

روایت مذکورہ مین ۲۵ ذیقعدہ کا دن نہین بتایا گیا لوگون نے یوم (شنبہ) یا (دوشنبہ) فرض کیا ہے۔ یہ موسی بن عقبہ

امام مغازی بھی ہین جنکی کتاب کو شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ آج موجود نہین چونکہ نعمانی صاحب نے اپنے مطالب کے ثبوت مین موسیٰ بن عقبہ کو ارباب سیر پر مقدم کرکے ثقہ ترین ارباب سیر سے لکھکر یکم ربیع الاول کی روایت کو منسوب کیا ہے اسلئے ہم ۲۵ ذیقعدہ کے دن کی تحقیق کرتے ہین۔

اور شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۶ ذیقعدہ (سنیچر) نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلنا قرار دیا ہے جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) اور ۹ ذیحجہ (جمعہ) اور ۱۲ ربیع الاول (جمعہ) اور ۱۰ ذیحجہ (یکشنبہ) اور ۲۹ صفر (یکشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۵ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین۔ (دیکھو نقشہ مفروضہ شبلی صفحہ ۱۵ کتاب ہذا نمبر ۲ و ۳ و ۵)

لیکن ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) کا روز نہین تھا کیونکہ صحیح بخاری مین ابن جریج کے واسطہ انس کی سند سے رسول اللہ صلعم نے ظہر کی چار رکعت مدینہ منورہ مین پڑھی اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر کی گئی۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد ثانی باب مذکورہ بالا مین ہے۔

حدثنی عبد اللہ بن محمد حدثنا ہشام بن یوسف اخبرنا ابن جریج حدثنا محمد بن المنکدر عن انس بن مالک قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین۔

حدیث کی مجھے عبد اللہ بن محمد نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن یوسف نے خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے کہا اونھون نے کہ رسول اللہ نے مدینہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت (قصر) پڑھی۔

اگر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو ۹ ذیحجہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (شنبہ) اور ۱۰ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور ۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے۔

اور ۲۵ ذیقعدہ کو ابن عباس کی روایت مین یوم (شنبہ) حافظ ابن سعد[1] اپنے طبقات کبیر مین اور بالکل یہی روایت حافظ دمیاطی نے المختصر من سیرۃ سید البشر مین وارد کی ہین۔

عن ابن عباسؓ یکرہ ان یقال حجۃ الوداع ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ وذلک یوم السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ فصلی الظہر بذی الحلیفۃ رکعتین۔

ابن عباس حجۃ الوداع کہنے سے کراہیت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے سنیچر کے دن جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین نماز ظہر پڑھکر نکلے اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی

اور حضرت شبلی نے جس قول موسیٰ بن عقبہ سے یکم ربیع الاول وفات النبی فتح الباری وفات سے لکھا ہے وہ روایت

---

[1] توثیق ابن سعد (سیرت شبلی جلد اول صفحہ ۱۰ مین ہے۔ ابن سعد مشہور محدث ہین محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ اونکے استاد واقدی قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اہل العلم والفضل والفہم والعدالۃ لہ کتابا کبیرا فی الطبقات الصحابۃ والتابعین اور الفاروق حصہ اول صفحہ ۷ مین ہے۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے اسکے ثقہ ہونے مین کسی کو کلام نہین اسلئے ایک کتاب آنحضرت صلعم اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے حالات مین نہایت بسط وتفصیل سے دس بارہ جلدون مین لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ سند لکھا ہے۔

یہ ہے جو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ اور زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ کے ص ۱۳۱ مین یہ ہے۔

عند موسی بن عقبہ واللیث والخوارزمی وابن زبر مات لھلال ربیع الاول۔

موسی بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی وابن زبر کے نزدیک رسول اللہ صلعم کی وفات چاندرات کے وقت یعنی (آخر یوم پر ہوئی)

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص ۴۳۷ باب مرض النبی مین ہے

قال ابو نعیم الفضل بن دکین توفی یوم الاثنین مستھل ربیع الاول۔

ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ وفات النبی دوشنبہ کے روز چاندرات ربیع الاول مین ہوئی۔

لفظ (ہل) برآمدن ہلال (اہلال) برآمدن ماہ نو ولفظ (استھلال) برآمدن ماہ نو (ہلال) ماہ نو دیدن (منتہی الارب)
چونکہ حضرت شبلی اُسی روایت موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کی سند اور امام سہیلی کے بیان "اقرب الی الحق"[1] سے یکم ربیع الاول کو بتایا ہے جسکو علامہ سیرت حلبیہ نے اونھین امام سہیلی کے قول سے وفات النبی ہونا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اپنے سیرت جلد ۳ ص ۳۸۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین وارد کی ہے جس سے امام سہیلی کا موسی بن عقبہ وغیرہ کے قول کو چاندرات کے وقت مین وفات النبی کا واقع ہونا یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہونا قبول کیا ہے چونکہ وفات النبی ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی ہے اسلئے امام سہیلی نے ۱۳ تا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا۔
پہلی صورت ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے جس سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) اور ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہوا اور دوسری صورت اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن لیا جائے تو ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا۔

ہر دو صورت سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ۱۸ ذی الحجہ (دوشنبہ) ۹ ذی الحجہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) اور حضرت شبلی کا ۲۶ ذیقعدہ (یکشنبہ) ہوا جو موسی بن عقبہ کی وفات النبی ہلال ربیع الاول سے واقع ہوگیا اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کا (جمعہ) اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول باطل اور غلط ہوا۔ دیکھئے شبلی صاحب کبھی دروغ کو فروغ نہین ہوتا۔ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر مین جناب علی علیہ السلام کی ولایت کے اظہار اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حاضرین جلسہ اور امہات المومنین کے مبارکباد ادا کرنے کے بعد آخر دن پر نازل ہوا جس کے تائید کی یہ روایت ہے جو ابن عباس کی سند سے ہے

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی

[1] امام سہیلی کے روض الانف مطبوعہ مصر جلد ثانی کے ص ۳۷۲ مین خوارزمی کے حوالہ سے یکم ربیع الاول کو " ھذا اقرب فی القیاس" لکھا ہے نہ کہ اقرب الی الحق کا غلط لفظ جسکو شبلی صاحب نے تصنیف کرکے بڑھایا ہے۔ اور سہیلی کے جانب نسبت دی ہے۔

عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔

سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

حدیث مذکورہ سے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم (شنبہ) کے فرض کرنے سے ۱۸ ذی الحجہ کو دوشنبہ آیا جس سے اس تاریخ میں آیہ موصوفہ کا نزول متحقق ہو گیا لیکن ۱۸ ذی الحجہ سے اکیاسی یوم پر جمعہ ہوتا ہے اسلئے یوم صحیح نہیں ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو چوراسی دن ہوتے ہیں علاوہ مدت کے خلاف ہونے کے خلاف اصول بھی ہے، کیونکہ شبلی صاحب نے اپنے سیرت النبی میں یہ طے کر دیا ہے کہ "تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا"

اور سیرت حلبیہ میں ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن یعنی تین مہینے تین دن کی مدت حضرت کے آخر عمر کی لکھی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا جس سے ۲۹ صفر تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے۔

اگر ۹ ذی الحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بالفرض قرار دیا جائے تو یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہونے سے غلط ہے اسی یکم ربیع الاول کو شبلی صاحب نے ۸۱ یوم کا حساب دکھایا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع (مندرجہ جنتری کے پہلا خانہ)

۹ ذی الحجہ عرفہ سے ۲۹ ذی الحجہ تک ۲۰ شبانہ روز ماہ محرم ۳۰ شبانہ روز ماہ صفر ۲۹ شبانہ روز تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے اس یکم ربیع الاول سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے اکیس دن ہوتے ہیں جسکے تائید کی کوئی روایت نہیں ہے اسلئے بھی یکم و دوم غلط ہے۔

چونکہ موسی بن عقبہ کے ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کے یوم شنبہ سے ۹ ذی الحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ کو (دوشنبہ) ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہوتا ہے اور وفات النبی ہلال ربیع الاول یعنی ۲۹ صفر کے آخر روز میں ہونے سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) صرف ۷ ربیع الاول کو دوشنبہ واقع ہوتا ہے اور اس تاریخ میں وفات النبی کے تاریخ کی تاریخ اسلام مدعی نہیں ہے اسلئے تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم غلط ہے جو محض عرفہ ۹ ذی الحجہ میں یوم جمعہ لانیکے لئے اختلاف کیا گیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس حدیث مخرجہ ابن جریر طبری کے حوالہ سے آیہ اکمال دین کا نزول یوم دوشنبہ کو کہا ہے اور جو ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم میں واقع ہوتا ہے اوس کی اصل حدیث یہ ہے جس میں پورا سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لھیعۃ عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس انزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اونے حنش سے اونے حضرت ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا

جسکی تائید سیرت مغلطای سے بھی ہوتی ہے۔

ذکر یعقوب عن ابن عباس ولد علیہ السلام

یعقوب نے ابن عباس کے سند سے ذکر کیا ہے کہ

يوم الاثنين وخرج من مكة يوم الاثنين ودخل المدينة يوم الاثنين وفتح مكة يوم الاثنين ونزلت سورة المائدة يوم الاثنين۔

رسول خدا علیہ السلام دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ فتح ہوا، اور سورہ مائدہ کا نزول دوشنبہ کو ہوا۔

یہ علاء الدین مغلطای بھی شارح صحیح بخاری ہین یہ بھی اپنی کتاب سیرت المصطفےٰ مین حجۃ الوداع کا سفر ۲۵ ذیقعد شنبہ کے ساتھ وارد کیا ہے وہ یہ ہے۔

ثم حجة الوداع قال ابن الجزار وتسمى البلاغ وحجة الاسلام يوم السبت لخمس ليال بقين من ذى القعدة

ابن الجزار نے کہا کہ پھر حجۃ الوداع جسکا نام البلاغ اور حجۃ الاسلام ہے اوسکے لئے سنیچر کے دن جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کے خاتمہ کو باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ (تو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سفر فرمایا) یہی ۲۵ ذیقعدہ کا سنیچر تھا

۹ ذیحجہ عرفہ کے دن اور بارہ ۱۲ ربیع الاول کو آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ جس مین ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) اور ۹ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) واقع ہے۔ یہی ۲۹ صفر کا (دوشنبہ) اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ و ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ آتا ہے دیکھو نقشہ (اول) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کی تائید مین سنہ ۱۳ھ تک ملتا ہے۔ دیکھو صفحہ [illegible]

اسی ۲۵ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) کی شام کو وفات النبی موسی بن عقبہ کے قول کے مطابق یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو سال تین مہینے بائیس دن ہوئے جسکی تائید مین یہ دو قول نقل کئے جاتے ہین۔

چنانچہ قال الحاکم فی المستدرک (جلد ۳) توفی ابوبکر واستخلف عمر على راس سنتين وثلاثة اشهر واثنين وعشرين يوماً۔

یعنی حاکم نے مستدرک مین کہا ہے کہ وفات حضرت ابوبکر اور خلافت عمر دو سال تین مہینے بائیس دن پر ہوئی۔

ایضاً۔ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی بزبان اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۳۳ مین ہے۔

صدیق نے عایشہ کو اپنے پاس بلایا، اور کہا اے میری بیٹی میرا آخر وقت آپہونچا، عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے جب مین شربت مرگ پی چکون مجھے اچھی طرح غسل دینا حنوط و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھوانا (الی ان قال) جس دن یہ وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی۔ پھر مرقد رسول کے پہلو مین دفن کیا، اوسوقت سنہ ۱۳ھ تھا، جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ گذر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری مین گذرے اور بائیسوین جمادی الآخر کو وفات پائی تریسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن، یہ مدت بااسند ہے۔

پس موسی بن عقبہ کا قول کہ پیغمبر کی وفات یکم ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی وہ ۲۵ صفر (دوشنبہ) کی شام کو

ہونا ثابت ہو گیا جنکے ساتھ لیث، خوارزمی اور ابن زبر بھی ہین۔

لیکن امام سہیلی نے اس قول کو یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) کا ہونا قبول کرتے ہوئے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا ہے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت کی وفات (دوشنبہ) کے دن اور ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی۔

چونکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) کے بعد ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے ہوتا ہے اسلئے دونون تاریخین قرار دیگئین جنکے تائید کی مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے آٹھ دن محسوب کئے گئے ہین۔

چنانچہ حیوٰۃ الحیوان کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۶ مین ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ الثلاثا بین المغرب والعشا لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من الھجرۃ۔

یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے منگل کی شب مین درمیان مغرب اور عشا کے جبکہ آٹھ راتین ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تھی۔

وکانت خلافتہ رضی اللہ عنہ سنتین وثلاثۃ اشھر وثمانیۃ ایام

اور خلافت حضرت ابوبکر کی دو برس تین مہینے آٹھ دن ہوئے یہ مدت بھی بلا سند ہے یعنی اسکے تائید کی کوئی روایت نہین ہے۔

لیکن یہ دونون مدت خلافت حضرت ابوبکر کی اوس حدیث حضرت عایشہ کے معارض ہے جس حدیث کو امام زہری (استاذ اور شیخ موسیٰ بن عقبہ) نے حضرت عایشہ کی سند سے دو سال تین مہینے اور دس راتون تک بیان کیا ہے۔

یا ابن اسحاق نے اسی مدت خلافت کو دو سال تین مہینے نو راتین بیان کی ہین۔ یہ دونون آخری مدت امام زہری اور ابن اسحاق کے سند کی اوس روایت کے مطابق صحیح ملجاتی ہے جس مین ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۱ یوم زندہ رہے۔ کیونکہ ۲۹ صفر کو ۹ ذیحجہ سے ۷۹ دن اور ۱۰ ذیحجہ سے ۸۰ دن تک ہوتے ہین۔ اور موسیٰ بن عقبہ کی رو سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) لغایت ۱۱ ربیع الاول (شنبہ) مین صرف ۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ اور سات ربیع الاول کی وفات النبی کے لئے تاریخ اسلام خاموش ہے۔ اسلئے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا یوم (شنبہ) قطعاً غلط ہے نیز اس تاریخ کے ایک یا دو روز قبل اور بعد کو جمعہ کا دن نہین تھا۔

نمبر(۳) امام محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ

محمد ابن اسحاق نے جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے اسی روایت کو صحیح بخاری وصحیح مسلم مین یحییٰ بن سعید کے طریق حضرت عایشہ کی سند سے بیان کیا گیا ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین تو رسالتمآب صلعم سفر حجۃ الوداع کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے جسکو ہم سیرت ابن ہشام ج۔۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۵ سے نقل کرتے ہین۔

قال ابن اسحاق فلمّا دخل علی رسول الله صلعم ذوالقعدة تجهز للحج وامر الناس بالجهازله قال فحدثنی عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه القاسم بن محمد عن عائشة زوج النبی صلعم قالت خرج رسول الله صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدة۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جسوقت ماہ ذیقعدہ آیا تو رسول اللہ نے حج کے لئے تیاری کی اور لوگون کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا ابن اسحاق نے کہا کہ بیان کیا مجھے عبد الرحمن ابن قاسم نے اون سے اونکے باپ قاسم بن محمد نے اور اون سے عائشہ نے کہ جو زوجہ رسول اللہ صلعم تھین کہا اونھون نے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلعم حج کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ تھی

حدیث مذکورہ مین محدثین نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا جسکو ہم تاریخ مرض النبی کے یوم سے اور تاریخ وفات النبی کے یوم سے دو طرح پر تحقیق کرینگے تاکہ سفر حجۃ الوداع کا روز صحیح صحیح متحقق ہو جائے۔

تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) اور مرض النبی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کی روایت کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (چہارشنبہ) اور ۲۵ ذوقعدہ کو (دوشنبہ) آتا ہے اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک بن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ یورپ لیدن صفحہ ۱۸۱۰ مین ہے۔

عن محمد بن اسحاق عن عبد الرحمن بن الحارث[1] بن عیاش بن ابی ربیعة ابتدای صلعم شکوه النبی قبضه الله عزوجل الی ما اراد به من رحمته وکرامته فی لیال بقین من صفر۔

محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا اون سے عبد الرحمن بن حارث ابن عیاش ابن ربیعہ نے کہ وہ شکایت کہ جس مین خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو اپنے جوار رحمت مین لیا وہ اواخر ماہ صفر مین جبکہ ایک شب باقی تھی پیدا ہوئی۔

ایضاً صفحہ ۱۸۳۷ مین ہے۔

عن ابن اسحق عن عبد الله[2] بن ابی بکر بن محمد[3] بن عمرو بن حزم عن ابیه قال توفی رسول الله

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

---

[1] توثیق (عبد الرحمن) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبد الرحمن بن الحارث ابن عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعة المخزومی ابو الحارث المدنی صدوق له اوہام من السابعة مات سنة ۱۴۳ه ثلث واربعین ومائة وثلث وستون (۶۳) [2] توثیق (عبد الله) تقریب التہذیب مین ہے۔ عبد الله بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری المدنی القاضی ثقة من الخامسة مات سنة ۱۳۵ه خمس وثلاثین وهو ابن سبعین سنة۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے قال ابن عبد البر کان من اہل العلم ثقة فقیها محدثا مامونا حافظا وهو حجة وقال مالک کان من اہل العلم والبصیرة۔ [3] ابوبکر بن محمد کے حال مین سیرت النبی شبلی جلد اول مین طبقات ابن سعد کے حوالہ سے ہے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے (عمر بن عبد العزیز نے) انکو بخط خاص طور پر احادیث کے جمع کرنیکا حکم بھیجا۔

صلعم فی شهر ربیع الاوّل فی ثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاوّل یوم الاثنین و دفن لیلة الاربعاء

اونھون نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ماہ ربیع الاول مین بارہ راتین گذرین اور ربیع الاول کی دو شنبہ کا دن تھا اور دفن ہوئے شب چہار شنبہ مین۔

ایضاً عمدة القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ صفحہ ۲۴۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل فی الیوم الذی قدم فیه المدینة مهاجرا

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول کو اوسدن جسدن آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے تھے اور پورے ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کے دس سال کامل

ایضاً تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۴ سے یہ حدیث نقل ہے جسکے کل رواۃ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی وغیرہ کے ہین۔

عن سلمة عن ابن اسحاق عن صالح بن کیسان عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله بن عتبة عن عائشة قالت توفی رسول الله صلعم لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاوّل فی الیوم الذی اقدم فیه المدینة مهاجرا واستکمل فی هجرة عشر سنین کوامل۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا صالح بن کیسان نے زہری سے اون سے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ نے اون سے حضرت عائشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اوس روز جس روز آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین پس آنحضرت صلعم کے دس سال کامل پورے ہوگئے تھے

صحیح ترمذی جلد ثانی۔ باب نبی صلعم کے ولادت کے بیان مین محمد بن بشار العبدی ثنا وهب بن جریر ثنا ابی قال سمعت محمد بن اسحاق یحدث عن المطلب بن عبد الله بن قیس بن مخرمة عن ابیه عن جده قال ولدت

ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے محمد بن بشار عبدی نے کہا حدیث کی ہم سے وہب بن جریر نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے کہا سنا مین نے محمد بن اسحاق سے کہ حدیث کرتا تھا مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ سے اسنے روایت کی اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے

۱؎ محمد بن اسحاق (عیون الاثر حافظ ابن سید الناس جلد اول صفحہ ۸ یہ نسخہ کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب ابو الحسنات لکھنوی فرنگی محلی مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار بن کوتان المدنی مولی قیس بن مخرمة بن المطلب بن عبد مناف ابو بکر وقیل ابو عبد الله رأی انس بن مالک وسعید بن المسیب وسمع القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وابان بن عثمان بن عفان ومحمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب وابا سلمة بن عبد الرحمن بن الاعرج ونافعا مولی ابن عمر والزهری وغیرهم وحدث عنه ائمة من العلماء منهم یحیی بن سعید الانصاری وسفیان الثوری وابن جریج وشعبة والحمادان وابراهیم بن سعد وشریک بن عبد الله النخعی وسفیان بن عیینة ومن بعدهم ذکر ابن المدینی عن سفیان بن عیینة انه سمع من شهاب یقول لا یزال بالمدینة علم ما بقی هذا یعنی ابن اسحاق وقال ابن علیة بقیة حاشیہ ۱۱۴

انا و رسول الله صلعم عام الفیل۔

کہا اوسنے مین اور رسول اللہ صلعم ہاتھیون والے سال مین پیدا ہوئے ہین

اور عیون الاثر حافظ ابن سید الناس مین ہے۔

ولد سیدنا و نبینا محمد صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول

کہ نبی و سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کی بارہ راتین گذرنے پر پیدا ہوئے۔

ایضاً تاریخ الخمیس دیار بکری مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ جز اول کے ص۲۲۲ مین ہے و المشہور انہ ولد فی ثانی عشر ربیع الاول وھو قول ابن اسحاق وغیرہ

اور تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے کہ محمد بن اسحاق کا قول مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

ایضاً عقد الفرید فاضل وحید شہاب الدین احمد المعروف بابن عبدربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جز ثانی ص۲۴۵ مین ولادت باسعادت صلعم اور ص۲۴۶ مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے۔

قالوا ولد رسول الله علیه وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

بہت لوگون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم سنہ فیل یعنی ہاتھی والے سال مین بارہ ربیع الاول جبکہ بارہ راتین گذرین پیدا ہوئے ہین۔

ص۲۴۶ مین وفات حضرت ابوبکر مع مدت خلافت کے یہ عبارت مرقوم ہے۔

تو فی لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشر من التاریخ فکانت خلافتہ سنتین ثلاثۃ اشہر وعشر لیال

وفات پائی (حضرت ابوبکر) نے شام شب سہ شنبہ جبکہ آٹھ راتین باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تھی جنکی مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

بقیہ حاشیہ ص۱۱۳ سمعت شعبۃ یقول محمد بن اسحاق ہو صدوق فی الحدیث ومن روایۃ یونس بن بکیر عن شعبۃ محمد بن اسحاق امیر المحدثین الخ ایضاً حدیث مذکورہ حسن صحیح ہے چنانچہ ابن اسحاق کی مخرجہ روایت صحیح ترمذی جلد اول باب مغرب مین قراۃ کا بیان جو کتاب الصلوۃ مین ہے۔

حدثنا هناد نا عبدۃ عن محمد بن اسحاق عن الزہری عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول الله صلعم و ہو عاصب راسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرا بالمرسلات الخ قال حدیث ام الفضل حسن صحیح۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ہناد بن عبدہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے زہری سے اوسنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہون نے ابن عباس سے انہون نے ام الفضل سے کہا انہون نے کہ رسول خدا بحالت مرض مین نماز مغرب کے لئے برآمد ہوئے اور آپ سر باندھے ہوئے تھے پس سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی۔ الغارد تو ہم زاجرت مین ہے۔ زہری کہتا ہے کہ جو شخص ابتدائے مسلمانون کے فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اس کہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے۔ اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیراً بیان کرتا ہے یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانون کے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ یحیی بن معین احمد بن حنبل اور یحیی بن سعید ابن اسحاق کو قابل حجت سمجھا کرتے خیال کرتے تھے اور اسکی روایتون کو اپنے شرعی اصول کے ثبوت مین سنداً لاتے تھے"

طبقات ج ہفتم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۲ھ ص۶۷ مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار مولی قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی ویکنی محمد ابا عبد اللہ وکان جدہ یسار من سبی عین التمر وکان محمد ثقۃ وقد روی الناس عنہ روی عنہ الثوری وشعبۃ وسفیان بن عیینۃ ویزید بن زریع وابراہیم بن سعد واسمعیل بن علیہ ویزید بن ہارون ویعلی ومحمد ابنا عبید وعبد اللہ بن نمیر وغیرہم الخ مات سنہ احدی وخمسین ومائۃ ۱۵۱ھ۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر رضی اللہ یوم الجمعة لسبع لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنة ثلاث عشرۃ ۔

اور اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر جزری کے جلد ۳ مین ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکر یوم جمعہ مین جبکہ سات راتین ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین وفات فرمائی ۔

یہان سے اس امر کا ثبوت لکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کس تاریخ اور دن مین بیمار ہوئے اور کب وفات پائی اور حضرت ابوبکر کی خلافت کس تاریخ سے محسوب ہو کر وفات تک دو سال تین مہینے دس یوم ہوتے ہین تاکہ پوری صحت تاریخ اور روایات کے مطابق ثابت ہو جائے ۔ اور تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم محقق آجائے ۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص ۴۵۴ مین یہ عبارت مرقوم ہے ۔

ص ۔ باب بعث النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسامة بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ ش ۔ ای ھذا باب فی بیان بعث النبی صلعم اسامة بن زید بن حارثة مولی النبی صلعم من ابویہ وکان تجہیز اسامة یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین وکان بعثہ الی الشام ۔

یہ بات اوس بیان مین ہے کہ بھیجا رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو جو غلام زادہ تھا رسول اللہ صلعم کا اور اسامہ کی تیاری شنبہ کے روز وفات النبی سے دو روز قبل تھی اسلئے کہ آنحضرت نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی ۔

قال ابن اسحاق[1] لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامة لواء بیدہ ثم قال اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ وسر الی موضع مقتل ابیك فقد ولیتك علی ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل

ابن اسحاق لکھتے ہین کہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن شروع ہوا رسول اللہ صلعم کو درد بخار اور درد سر ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح حضرت صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور اسامہ کو حوالہ کیا اوسکے بعد فرمایا کہ جاؤ لڑو خدا کا نام لیکر اور جنگ کرو کافرون سے اور جاؤ اپنے باپ کے مقام قتل پر تحقیق کہ مین نے سردار بنایا ہے تمکو اس لشکر پر پس جنگ کرو

---

[1] (ابن اسحاق) سیرت شبلی جلد ایک صفحہ ۲۰ و ۳۰ مین ہے ۔ محمد بن اسحاق تابعی ہین ۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا ۔ امام بخاری رسالہ جزء القراءۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین ۔ اور اونکو صحیح سمجھتے ہین ۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انھین سے لیتے ہین ۔ شعبہ بن الحجاج جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے دیکھو صحیح ترمذی کتاب العلل ۔ اور شعبہ مذکور نے محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ علامہ یافعی نے (مرآۃ الجنان) مین لکھا ہے وفاۃ امام محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی مولاہم المدنی صاحب السیرۃ وکان بحرا من بحور العلم ذکیا حافظا طلابۃ للعلم اخباریا نسابۃ ثبتا فی الحدیث عند اکثر العلماء واما فی المغازی والسیر فلا تجھل امامتہ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی تاریخہ وروی عن الشافعی انہ قال من اراد یتبحر فی المغازی فھو عیال علی محمد ابن اسحاق وقال سفیان ابن عیینة ما ادرکت احدا یتھم ابن اسحاق فی حدیثہ وقال شعبة بن الحجاج محمد بن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث وحکی یحیی بن معین واحمد بن حنبل و یحیی بن سعید القطان انہم وثقوا محمد ابن اسحاق واحتجوا بحدیثہ الخ ۔

ابن وهما دخل شهراة ناحية البلقاء فخرج بلوائه
معقودا فدفعه الى بريدة بن الحصيب الاسلمي
وعسكر بالجرف فلم يبق احد من المهاجرين الاولين
والانصار الا انتدب في تلك الغزوة منهم ابوبكر و
عمر بن الخطاب وابو عبيدة بن الجراح رضي الله
تعالى عنهم وغيرهم فتكلم قوم وقالوا نستعمل
هذا الغلام على المهاجرين الاولين فغضب
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم غضبا
شديدا فخرج وقد عصب على راسه عصابة
قطيفة فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ايها الناس فما مقالة بلغتني
عن بعضكم في تاميري اسامة و ان
طعنتم في تاميري اسامة فقد طعنتم [له]
في امارة ابيه من قبله وايم الله ان
كان خليقا بالامارة وان ابنه بعده
لخليق للامارة ثم نزل فدخل بيته و
ذلك يوم السبت لعشر خلون من [له]

صبح تک اہل اُبنی سے (یہ اطراف بلقا کے اشرار کی
زمین ہے) پس نکلا اسامہ جھنڈے کو لیکر اور اوس جھنڈے
کو بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیدیا اور مقام جرف میں لشکر
جمع کیا پس نہیں باقی رہا کوئی مہاجرین اور انصار سے
لیکن آمادہ اس غزوہ میں اون میں سے ابوبکر و عمر بن الخطاب
اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ تھے پس گفتگو کی قوم
نے اور کہا کہ کیا سردار بناتے ہیں آنحضرت صلعم اوس
لڑکے کو مہاجرین اولین پر پس ہوکر رسالتمآب صلعم بہت
غضبناک ہوئے پس نکلے آنحضرت صلعم درآنحالیکہ
باندہ رکھی تھی اپنے سر اقدس پر ایک پٹی اور منبر پر
تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اسکے بعد فرمایا
پس اے لوگو کیا گفتگو ہے تمہاری کہ جو بعض لوگوں کی
مجھ تک پہونچی ہے اسامہ کو سردار بنانے کے بارے میں
اگر تم طعنہ زنی کرتے ہو میرے سردار بنانے میں تو قسم
بخدا وہ قابل سرداری تھا اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا
اسامہ سرداری کے لائق ہے اسکے بعد آپ منبر پر سے
اترے اور بیت الشرف میں داخل ہوئے یہ شنبہ کا دن

له ترمذی نے اپنی صحیح جلد ۱ مناقب زید بن حارثہ میں ربیع الاول یوم شنبہ کا یہ خطبہ حضرت کے زمانے کی وارد کی ہے اسی کو بخاری نے بھی اپنی صحیح میں
لکھا ہے اسکے بعد یکشنبہ کے دن اسامہ لشکرگاہ سے سرور عالم سے رخصت ہونیکو آیا ہے جسکی روایت دوم ہے جو محمد ابن اسحاق کے طریق اور اسامہ بن زید کے
سند کی حدیث ہے - حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك بن انس عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثا
وامر عليهم اسامة بن زيد فطعن الناس في امارته فقال ان تطعنوا في امارته فقد كنتم تطعنون في امارة ابيه من قبل وايم الله ان كان لخليقا للامارة وان كان من
احب الناس الي وان هذا من احب الناس الي بعده هذا حديث حسن صحيح - باسناد مذکورہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید کو
اوس پر حاکم کیا لوگوں نے اوسکی حکومت پر طعن کیا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر تم اسکی حکومت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اسکے باپ کی حکومت میں بھی پہلے اس سے طعن
کیا تھا حالانکہ قسم ہے خدا کی تحقیق کہ وہ لائق حکومت کے تھا اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا تھا اور یہ بعد اوسکے سب لوگوں میں مجھے پیارا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے
یہ خطبہ فرماکر آپ منبر سے اترآئے اور بیت الشرف میں داخل ہوگئے یہ سنیچر کا دن اور ۱۰ ربیع الاول تھی پھر یوم الاحد یعنی یکشنبہ کے دن ۱۱ ربیع الاول کو اسامہ بن زید
اپنے لشکر سے آیا اس روز حضرت صلعم شدت مرض سے کلام نہیں کرتے تھے جسکی یہ حدیث صحیح ترمذی مناقب اسامہ بن زید میں یہ ہے - حدثنا ابو كريب
ثنا يونس بن بكير عن محمد بن اسحاق عن سعيد بن عبيد بن السباق عن محمد بن اسامة بن زيد عن ابيه قال لما ثقل رسول الله صلى الله
عليه وسلم هبطت وهبط الناس المدينة فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اصمت فلم يتكلم فجعل رسول الله يضع يديه علي ويرفعهما فاعرف انه يدعو لي هذا حديث حسن غريب
ترمذی کہتے ہیں حدیث کی ہم سے ابوکریب نے حدیث کی ہم سے یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق سے اونسے سعید بن عبید بن سباق سے اونسے محمد بن اسامہ بن زید سے
اونسے باپ اسامہ سے کہا اسامہ نے رسول اللہ صلعم جب بیمار ہوئے تو میں اور اور لوگ بھی مدینہ میں داخل ہوئے پھر میں رسول اللہ کے پاس آیا اوس حالت میں کہ آپ خاموش
تھے اور بات نہ کرتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر دست مبارک رکھتے تھے اور اوٹھاتے تھے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ قال ابن ھشام انما طعنوا فی اسامۃ لانہ ابن مولی وکان صغیر السن وقیل انما قال ذلک المنافقون ولما کان یوم الاحد اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فدخل اسامۃ من معسکرہ والنبی صلعم مغمور فطأطأ اسامۃ راسہ فقبلہ والنبی صلعم لا یتکلم ورجع اسامۃ معسکرہ ثم دخل یوم الاثنین فاصبح رسول اللہ صلعم مفیقا وامر اسامۃ الناس بالرحیل فبینما ھو یرید الرکوب اذا رسول ام ایمن قد جاءہ یقول ان رسول اللہ صلعم یموت فاقبل اسامۃ واقبل معہ عمر وابو عبیدۃ فانتھوا الی رسول اللہ صلعم فتوفی حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

دس ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تھی۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ اسامہ کے بارے میں جن لوگوں نے طعنہ زنی کی وہ اسلئے کہ وہ غلام زادہ تھا اور صغیر السن تھا اور کہا گیا ہے کہ یہ منافقین نے بیان کیا، اور یکشنبہ کے دن رسول اللہ صلعم کے درد میں شدت ہوگئی پس اسامہ حاضر ہوا اور رسول اللہ مرض میں سرشار و غرق تھے پس اسامہ نے سر اقدس کو بوسہ دیا، آنحضرت کلام نہیں کرتے تھے پس اسامہ اپنے لشکرگاہ کی طرف لوٹ گیا پھر دوشنبہ کے دن حاضر ہوا اور رسول اللہ صلعم کو صبح کے وقت افاقہ ہوا، اور حکم کیا لوگوں کو اسامہ نے کوچ کرنے کا پس اس اثنا میں قاصد ام ایمن پہونچا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ کی حالت نزع ہے پس لوٹے اسامہ اور انکے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ بھی تھے پس پہونچے رسول اللہ کے پاس اور رسول اللہ فوت ہو چکے تھے بعد دوپہر دوشنبہ کے دن بارہ راتیں گذرے ماہ ربیع الاول کے۔

ابن اسحاق کے بیان مذکورہ کے مطابق ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۹ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) یہ شنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں دن جس کے بجائے ۱۰ ربیع الاول ہو گیا۔ حضرت نے خطبہ مذکورہ اسامہ کی امارت پر طعن کے کلمات سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب میں دیا ہے اس خطبہ یعنی حدیث کو بخاری اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے بخاری کی حدیث مع شرح آگے نمبر (۴) میں اور ترمذی کی حاشیہ صفحہ ۱۱۶ میں نقل ہو چکی۔

پس ۹ ربیع الاول (شنبہ) کے بعد ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جس سے کل ۱۳ دن حضرت بیمار رہے یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا ایک دن اور اسکی شام شب ۲۹ صفر اور گیارہ شبیں ربیع الاول کی یہ بارہ شبیں حضرت بیمار رہکر وفات فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خود ابن اسحاق کے بیان سے آتا ہے۔

چونکہ ابن اسحاق کے استاد و شیخ امام زہری وفات النبی کو انس بن مالک کی سند سے دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو بتا چکے یعنی زہری کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے کل مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس شب کی خبر ایک بن شہاب زہری میں گذر چکی

دول الاسلام حافظ ابو عبداللہ ذہبی میں ہے۔ محمد ابن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث۔

اور معارف ابن قتیبہ مین ابن اسحاق کی روایت سے مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہیں اور تاریخ صغیر بخاری اور حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر نے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کا دن گذر کر بعد مغرب رحلت کی ہے اسلئے مدت خلافت کا حساب ۱۲ ربیع الاول کا دن گذر کر شب ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال ۱۳ جمادی الآخرہ کو تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ کو نو راتین ہوئین - اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (جمعہ) کا دن بھی قاعدہ سے آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم صـ۱۸ کتاب ہذا)

یہ ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) مراجعت مین ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (شنبہ) کا دن آتا ہے یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوتا ہے - دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جسکا مؤید نقشہ دوم ہے۔

چونکہ ابن جریح جو ابن اسحاق کا معاصر ہے اپنے تفسیر مین آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شبون تک رسول اللہ صلعم کا ٹہرنا اور اکیاسیوین روز رحلت فرمانا اپنی تفسیر مین وارد کیا ہے جسکا حساب اس طرح سے ٹھیک مطابق اور صحیح آتا ہے۔ کہ ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ ذیحجہ (۲۱ راتین) ماہ محرم (۳۰ راتین) ماہ صفر (۲۹ راتین) یہ ستر راتین ہوئین جس مین گیارہ راتین شامل ہونے سے اکیاسی شبانہ روز پر رسول اللہ صلعم کا رحلت فرمانا حدیث مذکورہ کے موافق صحیح صحیح آگیا۔

اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ابن اسحاق کے استاد ابن شہاب زہری کے اوس حدیث کے مطابق ہے جسکو اونھون نے حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر کی کل مدت خلافت دو برس تین مہینے دس راتین بتائی ہین، جو گیارہ ربیع الاول کے شام شب بارہ ربیع الاول ۱۱ھ سے شب ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا شب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ (دس) راتین ہین۔

اس مدت خلافت سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ایک روز قبل وفات فرمانا مان لیا ہے یا ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول مین لایا گیا ہے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر چودہ دن بیماری کے بھی ہوتے ہین یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر دو دن ماہ ربیع الاول ۱۲ دن یہ ۱۴ دن ہوئے اور ہر چہار شنبہ کا چودھوان روز (سہ شنبہ) اور تیرھوان دن (دوشنبہ) پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ہے۔

نمبر (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ

یہ امام مالک بن انس ائمہ اربعہ مین داخل ہین جنکی تقلید ایک مخصوص فرقہ اسلام (مالکیون) نے کی ہے جو اس درجہ کے ہین کہ بخاری نے انکی سند سے اپنے صحاح کو مزین کیا ہے۔ یہ بھی جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) کو پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کے گذرنے کی باقی تھین یعنی آنیوالی رات ۲۶ ذیقعدہ تا ۳۰ ذیقعدہ اوسوقت حضرت صلعم سفر کیلئے مدینہ منورہ سے چلے

روض الانف سہیلی - ج - اول صـ۴ مطبوعہ مصر ۱۳۳۲ھ - قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ × × × و ذکر ایضاً عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث۔

کشف الظنون مین ہے۔ اول من صنف فیہ الامام المعروف محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ احدی و خمسین و مائۃ۔

مثل اس حدیث کے امام مالک نے اپنے شیخ امام زہری کے طرق سے نمبر(۱) مین بیان کیا ہے۔

نیز صحیح بخاری۔ جلد۱ باب الخروج آخر الشہر مین ہے۔

عن مالك عن يحيي بن سعيد عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة تقول خرجنا مع رسول الله صلعم لخمس ليال بقين من ذي القعدة قال يحيي فذكرت هذا الحديث القاسم بن محمد هكذا للمسلم -

مالک نے یحیی بن سعید سے اونھون نے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے اونے حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی یحیی نے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کی سند سے بھی ذکر کیا ہے اور ایسی ہی صحیح مسلم مین ہے۔

یہ آخری حدیث جسکا اشارہ یحیی بن سعید نے کیا ہے وہ نمبر(۳) ابن اسحاق مین نقل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان پر امام مالک اور امام ابو یوسف کا وہ مکالمہ نقل کیا جائے جو ہارون الرشید کے مواجہ مین عرفہ ۹ ذیحجہ کے نماز یوم جمعہ یا قصر ظہر کی بابت عین زمانہ حج مین بمقام مکہ معظمہ واقع ہوا۔

سیرت حلبی۔ جلد۳ صـ۲۹۳ مین ہے۔

وقد رايت ان مالكا رضي الله تعالى عنه سأل ابا يوسف وقد كان حج مع هارون الرشيد وذلك بحضرة الرشيد فقال له ما تقول في صلواة النبي صلعم بعرفات يوم الجمعة أصلى جمعة ام صلى الظهر مقصورة فقال ابو يوسف صلى جمعة لانه خطب بها قبل الصلوة فقال مالك اخطأت لانه لو وقف يوم السبت لخطب قبل الصلوة فقال ابو يوسف ما الذي صلى فقال مالك صلى الظهر مقصورة لانه أسر بالقرأة فصوبه هارون في حجته على ابي يوسف -

(راوی کہتا ہے) مین نے مالک کو ابو یوسف سے سوال کرتے ہوئے دیکھا در آنحالیکہ ابو یوسف نے ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا تھا۔ اور یہ سوال جواب ہارون الرشید کے روبرو ہوا۔ مالک نے ابو یوسف سے پوچھا کہ مقام عرفات مین یوم جمعہ رسول اللہ صلعم نے نماز جمعہ پڑھی تھی یا نماز ظہر قصر ابو یوسف نے کہا کہ نماز جمعہ پڑھی کیونکہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تھا مالک نے کہا کہ آپ غلطی پر ہین اسلئے کہ رسول اللہ صلعم ہفتہ کے روز بھی ٹہرتے جب بھی نماز کے قبل خطبہ پڑھتے ابو یوسف نے کہا کہ پھر کون سی نماز پڑھی تھی مالک نے کہا نماز ظہر قصر پڑھی کیونکہ آپنے آہستہ پڑہی تھی مالک کے اس استدلال کو ابو یوسف کے مقابلہ مین ہارون الرشید نے پسند کیا واللہ اعلم۔

قال واخبرنا محمد بن عمر حدثنا عبد الرحمن بن عمر عن نافع[1] عن ابن عمر قال بويع ابوبكر الصديق يوم قبض رسول الله صلعم يوم

کہا اور خبر دی مجکو محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث کی

[1] الفاروق شبلی حصہ ثانی مین ہے - نافع جو امام مالک کے استاد تھے اور جنکی روایت کے سلسلہ کو محدثین سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی زنجیر سے تعبیر کرتے ہین یہ بزرگ غلام تھے اور اسی عہد حضرت عمر کے تربیت یافتہ تھے -

الاثنین لاثنتی عشرة لیلة
خلت من ربیع الاول سنة
احدی عشرة وکان منزله بالسنح
عند زوجته حبیبة بنت خارجة
بنت زید۔

ہم سے عبدالرحمن بن عمر نے نافع سے اونھون نے ابن
عمر سے کہا اونھون نے کہ ابوبکر صدیق پر وفات النبی
دوشنبہ بارہ ربیع الاول سلسھ کے روز بیعت کی گئی
اور ابوبکر اپنے مکان سنح مین اپنی زوجہ حبیبہ بنت
خارجہ بنت زید کے یہان تھے۔

یوم وفات النبی صلعم سے دو یوم قبل یوم شنبہ جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان روز تھا جس پنجشنبہ کے روز اسامہ بن زید کے ماتحتی مین مہاجرین اولین وانصار تعنات کئے گئے اور عدم امتثال امر پیغمبر سے وہ سب زغضب رسول اللہ صلعم مین آگئے جیسا کہ نمبر(۳) ابن اسحاق سے معلوم کرچکے ہی دسوان روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا تھا جسکو یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول لاکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی روایات مین لایا گیا ہے چنانچہ اس واقعہ کو علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین بخاری کے اوسی حدیث کی شرح مین بیان فرماتے ہین جسکو (امام موسی بن عقبہ اور امام مالک) نے عبداللہ بن عمر کی سند سے وارد کیا ہے۔ اور ہر دو صاحب (ابن شہاب زہری) کے تلامذہ سے ہین جنھون نے عروہ کے طرق اور حضرت عایشہ کی سند سے ۱۲ ربیع الاول کی روایت اور دو سال تین مہینے دس دن مدت خلافت کی روایت کی ہے جسکو ہم نمبر (ایک) ابن شہاب مین بیان کر آئے ہین۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ (باب بعث النبی صلعم اسامة بن زید فی مرضه الذی توفی فیه) یہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۷ھ ص ۴۶۵ سے ماخوذ ہے۔

قال (حدثنا ابو العاصم الضحاك بن
مخلد) بفتح میم وسکون الخاء المعجمة
(عن الفضل بن سلیمان) بضم الفاء وفتح
الضاد المعجمة قال (حدثنی موسی بن
عقبة) الامام المغازی (عن سالم عن ابیه)
عبد الله بن عمر بن الخطاب رض انه قال
(استعمل النبی صلعم اسامة) ابن زید
امیرا (فقالوا فیها) ای طعنوا فی
امارته وقالوا یستعمل هذا الغلام
امیرا علی المهاجرین (فقال النبی صلعم)
بعد ان صعد المنبر خطیبا (قد بلغنی
انکم قلتم فی اسامة) ما تطعنوا به فیه

کہا روایت کی ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے
اور اوس نے فضل بن سلیمان سے اور اوس نے کہا
کہ مجھے روایت کی موسی بن عقبہ نے اوس نے
روایت کی سالم سے اور اوس نے اپنے باپ عبداللہ
بن عمر بن الخطاب سے اوس نے کہا امیر بنایا نبی صلعم
نے اسامہ بن زید کو پس لوگون نے اونکے بارے مین
کہا یعنی اونکی امارت (سرداری) مین طعن کیا اور کہا
کہ یہ لڑکا مہاجرین پر امیر بنایا جاتا ہے پس نبی صلعم نے
منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑہا اور یہ فرمایا کہ مجکو خبر پہونچی
ہے کہ تم لوگون نے اسامہ کے بارے مین وہ باتین
کہین جس سے تمکو اونکے بارے مین طعن مقصود ہے
حالانکہ وہ تمام اون لوگون سے کہ جنھون نے اونکے

(وانزاحب الناس) الذين طعنوا فيه (الى) و به قال
(حدثنا اسمعيل) ابن ابى اديس قال حدثنا
ولا بى ذر حدثنى بالا فراد۔

(مالك) الامام (عن عبد الله بن دينار عن عبد الله
بن عمر رضى الله عنهم ان رسول الله صلعم
بعث بعثا) الى ابنى نغزو الروم مكان قتل
زيد بن حارثة فيه وجوه المهاجرين والانصار
منهم ابو بكر وعمر (وامر عليهم اسامة بن زيد)
فلما كان يوم الاربعاء بدا برسول
الله صلعم وجعه فحم وصدع يوم
الخميس عقد له لواء بيده الشريفة
فخرج فدفعه الى بريدة الاسلمى
وعسكر بالجرف (فطعن الناس فى
امارته فقام رسول الله صلى الله
عليه وسلم) لما بلغه ذلك وخرج
وقد عصب راسه وعليه قطيفة على
المنبر خطيبا (فقال) بعد ان
حمد الله واثنى عليه (ان تطعنوا
فى امارته فقد كنتم تطعنون
فى امارة ابيه) زيد (من قبل وايم الله)
بهمزة وصل (ان كان) زيد (لخليقا) بالخاء
المعجمة والقاف اى لجديرا (للامارة و
ان كان لمن احب الناس الى وان) ابنه
(هذا لمن احب الناس الى بعده) زاد
اهل السير مما ذكره فى عيون
الاثر وغيرها فاستوصوا به خيرا
فانه من خياركم ثم نزل عن المنبر فدخل

بارے میں طعن کیا جو سب لوگوں میں ایک محبوب تر ہے (یا) اسناد مذکورہ
امام مالک نے عبد اللہ بن دینار سے اونہوں نے
عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت کی ہے کہ رسالتمآب صلعم
نے ایک لشکر مقام اُبنی کے جانب غزوہ روم کیلئے
بھیجا وہ مقام اُبنی جہان زید بن حارثہ قتل کئے گئے اور
اس لشکر میں مہاجرین اور انصار کی ممتاز فردین تھین
جن مین ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ آنحضرت صلعم نے
اسامہ بن زید کو ان سب پر حاکم بنایا جب چہارشنبہ کا
دن آیا تو رسول اللہ صلعم کو درد شروع ہوا پھر تپ
آئی اور درد سر ہوا صبح پنجشنبہ مین اسامہ کے لئے
آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک علم آراستہ فرمایا
اور اُسامہ کو عطا کیا پس اسامہ نکلے اور اوس علم کو
بریدہ اسلمی کے حوالہ کردیا اور لشکر کو مقام جرف
(کمپ گاہ) مین جمع کیا پس طعن کیا لوگون نے اسامہ
بن زید کو حاکم بنانے مین حضرت صلعم اس خبر کو سنکر
اوٹھ کھڑے ہوئے اور نکلے در آنحالیکہ سر مین پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور منبر پر جاکر
بعد حمد و ثنا فرمایا کہ اگر تم اسامہ بن زید کی حکومت پر
طعن کرتے ہو تو تم اس سے قبل اسکے باپ زید کی
حکومت مین بھی طعنہ زن ہو چکے ہو اور قسم ہے خدا کی
کہ زید امارت کے قابل تھا اور محبوب ترین مردم تھا
میری طرف اور اوسکے بعد اسامہ اوسکا بیٹا محبوب
ترین مردم ہے اسکے علاوہ اہل سیر عیون الاثر وغیرہ
نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ تم لوگ اسامہ بن زید کی
اچھی وصیتون کو قبول کرو اسلئے کہ وہ تم مین بہتر
شخص ہے پھر حضرت اوتر آئے منبر پر سے اور داخل ہوئے
آنحضرت اپنے بیت الشرف مین ہفتہ یعنی سنیچر کے دن

بينه يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول احدى عشرة

ايضاً ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ص۱۲۲ مین ہے۔

وبه قال (حدثنا خالد بن مخلد) بفتح الميم
وسكون المعجمة وفتح اللام ابو الهيثم البجلي القطواني
بفتح القاف والمهملة قال (حدثنا سليمان) بن
بلال (قال حدثني) بالافراد (عبد الله بن دينار)
العدوي مولاهم ابو عبد الرحمن المدني مولى
ابن عمر (عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما) انه
(قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم بعثا) الى
اطراف الروم حيث قتل زيد بن حارثة
والد اسامة المذكور وهو البعث
الذي امر بتجهيزه عند موته عليه الصلوة
والسلام وانفذه ابو بكر رضي الله عنه بعده
(وامر عليهم اسامة بن زيد) بتشديد الميم
من امر (فطعن بعض الناس في امارته) بكسر
الهمزة وكان ممن انتدب مع اسامة كبار
المهاجرين والانصار فيهم ابو بكر وعمر وابو عبيدة
وسعد وسعيد وقتادة بن النعمان وسلمة
بن اسلم فتكلم قوم في ذلك كلاما عياش بن ابي ربيعة
المخزومي فقال يستعمل هذا الغلام على المهاجرين فكثرة
مقال في ذلك فسمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعض ذلك
فرده على من تكلم وجاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره بذلك فغضب
صلى الله عليه وسلم غضبا شديدا فخطب (فقال) النبي صلعم (ان)
بكسر الهمزة (تطعنوا في امارته فقد كنتم تطعنون
في امارة ابيه) زيد (من قبل) في غزوة موتة الخ

دسوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو سنیچر تب ہو کہ ربیع الاول کی پنجشنبہ سے ہوتا
حالانکہ یکم ربیع الاول کو یوم جمعہ تھا

روایت کی ہے ہم سے خالد بن مخلد نے اوس نے
کہا روایت کی ہم سے سلیمان ابن بلال نے اوسنے کہا کہ
مجھے روایت کی عبد اللہ ابن دینار عدوی نے اور
اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اوسنے کہا کہ بھیجا نبی صلوات اللہ
علیہ نے ایک لشکر کو اطراف روم کے جانب جس مقام
پر کہ زید بن حارثہ یعنی اسامہ مذکور کے والد قتل
کئے گئے تھے اور وہ وہی لشکر تھا کہ حضرت نے جس کی
روانگی کا حکم اپنے موت کے وقت دیا اور اوسکو ابوبکر
نے بعد حضرت کے بھیجا اور امیر بنایا اسامہ بن زید کو
پس بعض لوگون نے اونکی امارت مین طعن کیا اور
منجملہ اون لوگون کے کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بھیجے
گئے بزرگان مہاجرین و انصار تھے جن مین ابوبکرؓ و عمرؓ و
ابو عبیدہؓ و سعد و سعیدؓ و قتادہ ابن نعمان و سلمہؓ بن
اسلم تھے پس ایک قوم نے یعنی عیاش بن ابی ربیعہ
مخزومی نے اس بارے مین کچھ کلام کیا اور کہا کہ یہ لڑکا
مہاجرین پر حاکم بنایا جاتا ہے پس اس بارے مین گفتگو
بہت ہوئی پس عمر بن الخطاب نے کچھ سنا اور اون کہنے
والونکی رد کی اور رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور حضرت
کو اس واقعہ کی خبر دی پس حضرت نہایت شدید غیظ و غضب
مین آئے اور خطبہ پڑہا اور ارشاد فرمایا اگر تم لوگ اونکی
امارت مین طعن کر رہے ہو تو کوئی عجب نہین اس لئے
کہ تم لوگ انکے باپ زید کی امارت مین اس سے پہلے
غزوہ موتہ مین طعن کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح بخاری کی شرح مین علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ قسطلانی ج ۳ ص۱۲۲ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ
مین خطبہ پیغمبر صلعم کو یوم شنبہ دسوین ربیع الاول تحریر کرتے ہین۔ اور خود ہی ۲۶ صفر (دوشنبہ) اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) بیان

کرتے ہیں جس سے ۹ ربیع الاول (شنبہ) ہوتا ہے جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسواں دن ہے۔

أورده اهل المغازی مجحز روی امام مالک من طریقه البخاری عن ابن عمر انه صلی الله علیه وسلم بعث بعثا وامر علیهم اسامة بن زید فطعن الناس فی امارته فقام صلی الله علیه وسلم فقال (الی ان قال) وان هذا لمن احب الناس الی بعده (فاستوصوا به خیرا فانه من خیارکم) فیه منقبة الظاهرة لاسامة ونص علی انه من الخیار (ثم نزل عن المنبر فدخل بیته وذلك الیوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول سنة احدی عشرة وجاء المسلمون الذین یخرجون مع اسامة یودعون رسول الله صلعم ویخرجون الی العسکر) وهو ثلاثة الاف فیهم سبعمائة من قریش کما عند الواقدی

(زرقانی - ج - ۳ ص ۱۲۰)

وارد کیا ہے ارباب سیر نے روایت صحیح سے روایت کی امام مالک نے اونہیں کے طریقہ سے بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمر سے یہ کہ رسالتمآب صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اون پر اسامہ بن زید کو پس لوگون نے طعنہ زنی کی اونکے امیر بنانے مین پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے اور بیان فرماتے ہوئے یہان تک پہونچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک بھی آپ کے بعد محبوب تر ہے پس اونکے متعلق جو اچھی وصیت ہے اوسکو قبول کرو اسلئے کہ تم لوگون سے بہتر ہے اس حدیث مین منقبت ظاہرہ ہے اسامہ کیلئے اور نص ہے رسالتمآب صلعم کی اس بات پر کہ وہ برگزیدہ لوگون سے ہے آپ منبر سے اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز دس ربیع الاول ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو نکلے تھے اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور لشکر گاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن مین سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے۔

(وکانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنة احدی عشرة) من الهجرة ای ابتداء الامر بها ففی العیون قالوا لما کان یوم الاثنین لاربع بقین من صفر سنة احدی عشرة امر صلعم بالناس بالتهیؤ لغزو الروم فلما کان من الغد دعا اسامة فقال سر الی موضع مقتل ابیك فاوطهم الخیل فقد ولیتك هذا الجیش فاغز صباحا علی اهل اُبنیٰ

اور زرقانی جلد ۳ ص ۱۲۰ مین ہے۔ اور تھا دوشنبہ کا دن ۲۶ صفر ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون الاثر ابن سید الناس مین ہے) کہ کہا اونھون نے کہ جب دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ نے لوگونکو کہ وہ تیار ہو جائین غزوہ روم کے لئے جبکہ دوسرا دن (۲۷ صفر) ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور فرمایا کہ اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور اونکو گھوڑون سے پامال کردو اور مین نے تمکو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا پس لڑو تم صبح کے وقت اہل اُبنیٰ سے۔

الخ۔۔

نمبر(۳) مین ابن اسحاق کی سند اور عمدۃ القاری عینی کی شرح صحیح بخاری سے اور اس نمبر(۴) مین شرح بخاری علامہ قسطلانی
سے اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے جن سب کی تائید مین فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی سے اور حلبی تائید علامہ
مغلطای کے سیرت مغلطای سے ہوتی ہے یہی شارح صحیح بخاری مین وہ یہ ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر جلد ۸ صفحہ ۱۱۱ باب بعث النبی صلعم اسامۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ

(قوله باب بعث النبی صلعم اسامة بن زيد فی مرضه
الذی توفی فيه) انما اخر المصنف هذه الترجمة لما
جاء انه كان تجهيز اسامة يوم السبت قبل موت النبی
صلعم بيومين وكان ابتداء ذلك قبل مرض النبی صلعم
فندب الناس لغزو الروم فی آخر صفر ودعا اسامة فقال سر الی موضع
مقتل ابيك فاوطئهم الخيل فقد وليتك هذا الجيش
واغز صباحا علی ابنی وحرق عليهم واسرع
السير تسبق الخبر فان ظفرك الله بهم فاقل
اللبث فيهم فبدا برسول الله صلعم وجعه فی
اليوم الثالث فعقد لاسامة لواء بيده فاخذه
اسامة فدفعه الی بريدة وعسكر بالجرف و
كان ممن انتدب مع اسامة كبار المهاجرين
والانصار منهم ابو بكر وعمر وابو عبيدة وسعد
وسعيد وقتادة بن النعمان وسلمة بن اسلم
فتكلم فی ذلك قوم منهم عياش بن ابی
ربيعة المخزومی فرد عليه عمر واخبر النبی صلعم
فخطب بما ذكر فی هذا الحديث ثم اشتد برسول الله
صلعم وجعه فقال انفذوا بعث اسامة فجهزه ابو بكر
بعد ان استخلف فسار عشرين ليلة الی الجهة التی
امر بها وقتل قاتل ابيه ورجع بالجيش سالما
وقد غنموا وقد قص اصحاب المغازی قصته مطولة
فلخصتها وكانت آخر سرية جهزها النبی صلعم
واول شیء جهزه ابو بكر رض وقد انكر ابن تيمية

باب اوس بیان مین کہ اسامہ بن زید کو جناب
رسالتمآب صلعم نے عالم مرض الموت مین غزوہ روم پر
جانے کے لئے معین فرمایا، صاحب صحیح بخاری نے اس مقصد
کو وفات نبی صلعم کے بعد اسلئے بیان کیا ہے چونکہ اسامہ
کی روانگی بروز شنبہ وفات النبی صلعم سے دو روز پہلے
تھی اور آپکے اس حکم و ارادہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل
سے ہوچکی تھی اور آپ نے تمام لوگونکو غزوہ روم کا حکم
آخر ماہ صفر مین دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو
اپنی خدمت مین بلاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی قتل گاہ
کی طرف جاؤ لشکر کو جمع کرو ہم نے تمکو اس لشکر کا حاکم و
امیر مقرر کیا پس جنگ کرو صبح کو اہل اُبنی سے اور
انکو جلادو اور اسقدر جلد جاؤ کہ اپنی خبر سے پہلے پہونچو اگر
تمکو خدا نے ان پر فتحیاب کیا تو ان مین بہت کم ٹھرنا اور
پھر تیسرے روز آپ کے درد شروع ہوا اور پھر آپ نے
اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم آراستہ کیا
اسامہ نے اوسے خندان پیشانی سے لیا اور بریدہ کو
دیدیا اور مقام جرف کو اپنا لشکرگاہ بنایا اور تمام مہاجرین
و انصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن مین ابو بکر۔
عمر۔ ابو عبیدہ۔ سعد۔ سعید۔ قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن
اسلم شامل تھے اس امر مین لوگون نے کلام کیا جن مین
عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھے عمر بن خطاب نے اون کے
اعتراض کی رد کی اور آنحضرت صلعم کو اسکی خبر کردی
آپ نے اس باب مین خطبہ پڑھا جو اس حدیث مین

وكتاب الرد على ابن مطهر ان يكون ابوبكر و
عمر كانا فى بعث اسامة وستند ما ذكره
ما اخرجه الواقدى باسانيده فى المغازى
وذكره ابن سعد فى اواخر الترجمة النبوية
بغير اسناد وذكره ابن اسحاق فى السيرة
المشهورة ولفظه بدأ برسول الله صلعم
وجعه يوم الاربعاء فاصبح يوم الخميس فعقد
لاسامة فقال اغز فى سبيل الله وسر الى موضع
مقتل ابيك فقد وليتك هذا الجيش فذكر
القصة وفيها لم يبق احد من المهاجرين
الاولين الا انتدب فى تلك الغزوة منهم
ابوبكر وعمر ولما جهزه ابوبكر بعد ان
استخلف سأله ابوبكر ان ياذن لعمر بالاقامة
فاذن ذكر ذلك كله ابن الجوزى فى
المنتظم جازما به وذكر الواقدى واخرجه
ابن عساكر من طريقه مع ابوبكر وعمر و
اباعبيدة وسعد او سعيد او سلمة بن اسلم
وقتادة بن النعمان والذى باشر القول
ممن نسب اليهم الطعن فى امارة عياش بن ابى
ربيعة وعند الواقدى ايضا ان عدة ذلك
الجيش كانت ثلاثة آلاف منهم
سبعمائة من قريش وفيه عن ابى هريرة
كانت عدة الجيش سبعمائة —

مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت کے مرض مین شدت ہوگئی
پس فرمایا یہ حکم میرا جو دربارہ روانگی اسامہ ہے جاری
کرو پس اسکا نفاذ ابوبکر نے تخت خلافت کے بعد کیا پس
سفر کیا اسامہ نے اٹھیس راتون کا اوس جانب جدھر کا
حکم ہوا تھا اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور لشکر صحیح وسالم
لیکر واپس ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور ارباب
سیر نے اس قصہ کو طولانی بیان کیا ہے ہمنے اسکا خلاصہ
درج کیا ہے۔ اور یہ آنحضرت کا آخری سریہ تھا جسکا
ساز و سامان رسالتمآب صلعم نے فرمایا تھا اور یہ پہلی لشکر
کشی تھی جسکو ابوبکر نے نافذ کیا۔ اور ابن تیمیہ نے انکار
کیا ہے اوس کتاب مین جو رد علی بن مطہر مین لکھی ہے اس
مسئلہ سے کہ ابوبکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ نہین تھے لیکن
مستند وہی امر ہے جو اوپر ذکر ہو چکا اور جسکو واقدی
نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے اواخر
ترجمہ نبویہ مین بغیر سند ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے
اپنے سیرۃ مشہورہ مین لکھا ہے اور اونکے الفاظ یہ ہین کہ
چہارشنبہ کے روز آنحضرت صلعم کے درد شروع ہوا
تو آپ نے صبح پنجشنبہ کو اسامہ کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ
فی سبیل اللہ جہاد کرو اور اپنے باپ کی قتلگاہ کی
طرف جاؤ ہمنے تمکو اس لشکر کا والی (والی حاکم سردار)
مقرر کیا پس تمام قصہ کو بیان کیا یہان تک کہ مہاجرین
اور انصار کے طبقہ مین کوئی شخص ایسا نہین بچا جو اس
لشکر کے ہمراہ نہ بھیجا گیا ہو جن مین حضرت ابوبکر و عمر بھی تھے
اور جب حضرت ابوبکر نے اپنے وقت مین اس لشکر کو بھیجا تو
اسامہ بن زید سے حضرت عمر کے رہ جانیکی اجازت چاہی
اسنے اجازت دیدی ان تمام باتون کو ابن جوزی نے کتاب
منتظم کے ایک علیحدہ باب مین لکھا ہے اور واقدی نے

ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنے طریقہ سے اخراج کیا ہے کہ ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ و سعد و سعید و سلمہ بن اسلم و قتادہ بن نعمان سمیت اور وہ لوگ جنکی طرف امارت اسامہ مین طعن و تشنیع منسوب کیا گیا ہے اون مین سے جس نے زبانی طعن و تشنیع کی ہے وہ عیاش ابن ابی ربیعہ ہے اور واقدی کے نزدیک تعداد لشکر تین ہزار کی تھی جن مین سات سو قریشی تھے اور ابوہریرہ ناقل ہین کہ سات سو تھے۔

ایضاً سیرت حافظ مغلطای علاء الدین بن قلیج مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ ص۷۸ و ۷۹ مین ہے۔

ثم سرية اسامة الى اهل أبنى بالسراة ناحية البلقا يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدى عشرة للغزو الروم مكان قتل ابيه ومعه ابوبكر وعمر وابوعبيدة و سعد و سعيد رضوان الله عليهم اجمعين فلما كان يوم الاربعاء بدئ بالنبي صلعم وجعه فحم وصدع فلما كان يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول ودع المسلمون النبي صلى الله عليه وسلم ومضوا الى الجرف ثقل النبي صلعم فجعل يقول انفذوا جيش اسامة

پھر سریہ ہے اسامہ کا اہل ابنی پر مقام سراۃ مین جو بلقا کے گوشہ مین واقع ہے ۲۶ صفر دوشنبہ ۱۱ھ کے دن واسطے غزوہ روم کے اپنے باپ کے قتل گاہ تک اور اسامہ کے ساتھ ابوبکر اور عمر و ابوعبیدہ و سعد و سعید تھے پس جب چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو درد اور بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ہفتہ کا دن دس ربیع الاول ہوا تو وداع کیا مسلمین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مقام جرف کی طرف روانہ ہو چکے اور نبی صلعم پر گرانی ہوئی پس آپ نے فرمانا شروع کیا کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔

نمبر(۵) علامہ محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی المتوفی ۲۰۷ھ

علامہ واقدی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) بیان کیا ہے اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص۱۳۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے باب ما یلبس المحرم من الثیاب مین بشرح اس حدیث ابن عباس کے لکھتے ہین۔

(واقدی) عیون الاثر ابن سید الناس حصہ اول مین ہے۔ واما الواقدی فهو محمد بن عمر بن واقد ابو عبد الله المدنی سمع ابن ذئب و معمر بن راشد ومالك بن انس ومحمد بن عبد الله ابن اخی الزهری ومحمد بن عجلان وربيعة بن عثمان وابن جريج واسامة بن زيد و عبد الحميد بن جعفر والثوری وابا معشر وجماعة روی عنه كاتبه محمد بن سعد وابو حسان الرازی ومحمد بن اسحاق الصاغانی واحمد بن خليل البرجلانی وعبد الله بن الحسن الهاشمی واحمد بن عبيد بن ناصح ومحمد بن شجاع الثلجی والحارث بن ابی اسامة وغيرهم الخ۔ بطوله۔

(موسیٰ بن عقبۃ) بضم العین وسکون القاف (قال اخبرنی) بالافراد ایضا (کریب) مولی ابن عباس (عن عبد اللہ بن عباسؓ) قال انطلق النبی صلعم من المدینۃ بین الظہر والعصر یوم السبت کما صرح بہ الواقدی الی ان قال لخمس بقین من ذی القعدۃ (فقدم) علیہ الصلوٰۃ والسلام (مکۃ) من علاھا (لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ)

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہا کہ خبر دی مجھکو کریب نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہا انھون نے چلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے مابین ظہر اور عصر کے سنیچر کے دن جیسا کہ واقدی نے صراحت کی ہے یہان تک کہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی پس داخل ہوے آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین ۴ ذیحجہ کو یعنی جبکہ چار راتین گذرین ماہ ذیحجہ کی۔

اور نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد مین ۲۵ ذوقعدہ (یوم شنبہ) کے حساب سے نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ہے جو عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک اناسی ۷۹ یوم پر پہونچتا ہے جسکے بعد کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ممکن الوقوع سے ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ترانوے ۹۳ یوم پر ختم ہوتا ہے اسی مدت کو سیرت حلبی نے اختیار کیا ہے چنانچہ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ فی کلام بعضھم نزلت اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یوم الجمعۃ بعد العصر یعنی بعضون نے کہا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ یوم جمعہ کو بعد عصر کے نازل ہوا وکانت ھذہ الآیۃ نعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ لم یعش بعدھا الا ثلاثۃ اشھر وثلاثۃ ایام۔

اور یہ آیت خبر وفات حضرت رسول اللہ صلعم کی تھی اسلئے کہ رسولخدا صلعم بعد نزول اس آیت کے فقط تین مہینے تین دن یعنی (۹۳ روز) زندہ رہے یہ مدت ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ دن) ماہ محرم (۳۰ دن) ماہ صفر (۲۹ دن) یہان تک (۷۹ دن) ہوے اسکے بعد یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن ہوے کیونکہ ۷۹ دن مین ۱۴ دن جمع کرنے سے ۹۳ دن یہ کثیر الوقوع سے اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن کا لیا جائے تو ممکن الوقوع ہوگا جس سے ۳۰ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہوا جس سے ۱۳ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوے یعنی ۳۰ صفر تک (۸۰ دن) پھر بھی منگل آیا۔ اور یکم ربیع الاول چہارشنبہ سے ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ ۹۳ دن پر ہوا۔

اور صفحہ ۳۸۲ اسی جلد ۳ سیرت حلبیہ مین ہے

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی صدر عائشۃ[1] وذلک یوم الاثنین حین زاغت الشمس لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول ھکذا ذکر بعضھم وقال السہیلی لا یصح ان

یعنی وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے صدر عائشہ[1] پر اور وہ یوم دوشنبہ بعد دوپہر کے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اسی طرح ذکر کیا ہے بعض لوگون نے اور سہیلی کہتے ہین نہین صحیح ہے کہ ہو

[1] روی ابن سعد فی الطبقات عن علی بن الحسین قال قبض رسول اللہ ورأسہ فی حجر علی وفیہ ایضا عن ابی غطفان قال سألت ابن عباس أرأیت رسول اللہ توفی ورأسہ فی حجر احد قال توفی رسول اللہ صلعم وھو لمستند الی صدر علیؑ ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات فرمائی اوسوقت سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کی آغوش مین تھا اور نیز اسی طبقات مین ابو غطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کسکے آغوش مین تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی ابن ابیطالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

وفات ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو مگر ۳ یا ۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے

نقشہ جنتری نمبر ایک مین ۲۵ ذیقعدہ (یوم شنبہ اور عرفہ ۹ ذیحجہ شنبہ) سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک (۹۰ دن)

یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کل ۹۳ دن کثیر الوقوع سے ہوئے۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی باب مرض النبی ج ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین

قال الواقدی قالوا ابدی برسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر و توفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاول۔

یعنی واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین اور وفات ہوئی دوشنبہ کے روز یہان تک کہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی۔

یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ)۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین ۲۹ صفر پنجشنبہ جس کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) واقع ہوا پس ہر دو قانون مین چار یوم کا فرق ہوتا ہے۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۳ مطبوعہ حیدر آباد مین ہے کہ

الواقدی حدثنی عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن ازھر بن عوف عن الزھری عن عروۃ عن اسامۃ بن زید ان النبی صلعم امرہ ان یغیر علی اھل ابنی صباحا وان یحرق قالوا ثم قال رسول اللہ صلعم لاسامۃ امض علی اسم اللہ فخرج بلوائہ معقودا فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی فخرج بہ الی بیت اسامۃ وامر رسول اللہ

واقدی نے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن جعفر ابن عبد الرحمن ابن ازہر ابن عوف نے زہری سے اونسے عروہ سے اونسے اسامہ بن زید سے کہ نبی صلعم نے حکم دیا کہ اہل ابنی پر صبح کے وقت غارتگری کرین اور اونکا مال و اسباب جلا دین راویان حدیث نے کہا ہے کہ پھر حضرت صلعم نے اسامہ سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر جاؤ پس اسامہ اپنا نشان لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیا وہ اسکو لیکر اسامہ کے گھر گئے اور رسول اللہ صلعم نے

لہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن عسقلانی شافعی جلد ۸ باب مرض النبی مین ہے۔ سوا ما رواہ ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے عمر ابن علی کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ابتدائی شکایت بروز چہارشنبہ جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ یعنی (۲۹ صفر چہارشنبہ) اسی روایت کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ج ۸ ص ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ مین جناب علی علیہ السلام کے سند سے اسطرح وارد کیا ہے۔ عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ قال اشتکی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء للیلۃ بقیۃ من صفر یعنی ابن سعد نے بواسطہ عمر بن علی ابن ابی طالب کے انھون نے اپنے پدر بزرگوار جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ پس ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا یہ ماہ صفر انتیس یوم کا حدیث کے مطابق ہے جسکو جمہور مورخین وسیر نے اختیار کیا ہے۔ جس سے اس ماہ صفر مین ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین پانچ پنجشنبہ واقع ہوئے۔ اس کے بعد ربیع الاول مین پانچ جمعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین ہوتے ہین جس سے ماہ صفر مین بارہ ۱۲ صفر کو (دوشنبہ) اور ماہ ربیع الاول مین گیارہ ۱۱ ربیع الاول کو (دوشنبہ) بارہ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا۔ (دیکھو نقشہ جنتری نمبر ۱ صفحہ ۱۹ کا دوسرا خانہ)

صلعم اسامة فعسكر بالجرف وضرب
عسكره فی موضع الی ان قال ولم
یبق احد من المهاجرین الاولین الا
انتدب فی تلک الغزوة عمر بن الخطاب[1] و
ابو عبیدة وسعد بن ابی وقاص ابو الاعور
وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل فی رجال
المهاجرین والانصار عدة قتادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حریش فقال رجال المهاجرین
وکان اشدهم فی ذلک قولا عیاش بن ابی
ربیعة یستعمل هذا الغلام علی المهاجرین الاولین
فکثرت المقالة فی ذلک فسمع عمر بن الخطاب
بعض ذلک القول من قال فغضب رسول الله
صلعم غضبا شدیدا فخرج قد عصب علی
راسه عصابة وعلیه قطیفة ثم صعد
المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما
بعد ایها الناس فما مقالة بلغتنی عن بعضکم
فی تامیری اسامة والله لئن طعنتم فی
امارتی اسامة لقد طعنتم فی امارتی اباه
من قبله وایم الله ان کان للامارة
لخلیق وان ابنه من بعده لخلیق
للامارة وان کان لمن احب
الناس الی وان هذا لمن
احب الناس الی وانهما
لمخیلان لکل خیر فاستوا
صوابه خیرا فانه من خیارکم
ثم نزل رسول الله صلعم

اسامہ کو حکم دیا پس اونہون نے مقام جرف مین لشکر
جمع کرنا شروع کیا بعد اسکے کہا ہے کہ کوئی مہاجرین اولین
مین سے باقی نہین رہا مگر یہ کہ سب اوس لڑائی مین جانے
کے لئے تیار ہوئے منجملہ اونکے عمر بن خطاب ابو عبیدہ
اور سعد بن ابی وقاص و ابو الاعور و سعید بن زید بن
عمرو بن نفیل مردان مہاجرین سے اور انصار کے لوگون
مین قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش پس مردان
مہاجرین نے کہنا شروع کیا اور سب سے زیادہ شدت سے
عیاش بن ابی ربیعہ کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین
پر حاکم بنایا جا رہا ہے اس بارے مین گفتگو بہت زیادہ
ہوئی اور کچھ اس مین سے عمر بن خطاب نے سنا اونہون نے
اون کہنے والونکی ردکی اور جناب سرور کائنات صلعم کے
پاس آکر حضرت کو خبر دی کہ لوگ یہ کہہ رہے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شدید غضبناک ہوئے اور
اس حالت مین برآمد ہوئے کہ سر مبارک پر پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے تھے بعد اسکے منبر پر تشریف
لے گئے اور حمد و ثنای الٰہی بجا لاکر ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ مردم یہ کیسی باتین ہین کہ تم لوگون مین سے بعض
کے متعلق مجکو خبر پہونچی ہے کہ وہ اسامہ کو میرے حاکم
بنانیکے متعلق طعن کر رہے ہین قسم خدا کی اگر تم لوگون نے
اسامہ کو میرے حاکم بنانیکے بارے مین طعن کیا تو کوئی
عجب نہین ہے اسلئے کہ تم نے اس سے قبل انکے باپ
کو میرے امیر بنانے پر طعن کیا تھا اور قسم خدا کی وہ ضرور
امارت کے لایق تھا اور اوسکا بیٹا اوسکے بعد ضرور
قابل امارت ہے اور وہ تم لوگون مین سب سے زیادہ
مجکو محبوب تھا اور یہ بھی سب لوگون سے محبوب ہے اور

[1] سیرۃ النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ ص۱۲۲ مین ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر رض کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔

فدخل بيته وذلك يوم
السبت لعشر ليال خلون
من ربيع الاول × × × × ×
فلما اصبح يوم الاثنين غدا
من معسكره واصبح رسول
الله صلعم مفيقا فجاءه
اسامة فقال اغز على بركة
الله فودعه اسامة ورسول
الله صلعم مفيق مريح و
جعلت نساءه يتماشطن
سرورا براحته ودخل ابوبكر الصديق
فقال يا رسول الله اصبحت مفيقا
بحمد الله واليوم يوم ابنت خارجة فائذن
لى فاذن له فذهب الى السنح وركب
اسامة الى معسكره وصاح
فى اصحابه باللحوق الى العسكر
فانتهى الى معسكره ونزل
وامر الناس بالرحيل و
قد متع النهار فبينا
اسامة بن زيد يريد ان
يركب من الجرف اتاه رسول الله
صلعم يموت فاقبل اسامة الى المدينة
معه عمر وابوعبيدة بن الجراح فانتهوا الى
رسول الله صلعم يموت فتوفى صلعم
حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتى
عشرة ليلة خلت من ربيع الاول۔

یہ دونوں ہر نیکی کے اہل ہیں لہذا انکے ساتھ اچھا سلوک
کرو اسلئے کہ یہ تمہارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہے
یہ فرماکر حضرت صلعم منبر سے اترے اور دولت سرا میں
تشریف لے گئے اور وہ دن دہم ربیع الاول یوم شنبہ
تھا ازالۃ الخفا جب بروز دوشنبہ صبح ہوئی تو اسامہ
اپنے لشکر سے نکلے اوس روز رسول اللہ صلعم کو افاقہ
تھا اسامہ حضرت صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا
خدا سے برکت کے طالب ہوکر لڑنے جاؤ یہ فرماکر اسامہ
کو رخصت کر دیا اور رسول اللہ صلعم اوس روز افاقہ
اور راحت کی حالت میں تھے اور امہات المومنین حضرت
کے افاقہ کے خوشی کی وجہ سے سروں میں کنگھیاں کر رہی
تھیں ابوبکر صدیق حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ
یارسول اللہ شکر ہے خدا کا کہ آج آپکو افاقہ ہے اور
بنت خارجہ کا دن ہے لہذا آپ مجکو اجازت مرحمت
فرمایئے حضرت نے اجازت دی وہ مقام سنح میں گئے
اور اسامہ اپنے لشکرگاہ میں روانہ ہوئے اور اپنے
ساتھیوں کو آواز دی کہ لشکر میں آکر جمع ہوں جب
لشکرگاہ میں پہونچے تو گھوڑے سے اترے اور
لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس اسامہ ابن زید
جرف سے روانگی کا قصد کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں
ام ایمن کا قاصد یہ خبر لیکر آیا کہ رسول اللہ صلعم کی حالت
اخیر ہے یہ سنکر اسامہ اور عمر اور ابوعبیدہ بن جراح کے
ہمراہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ حضرت
کی حالت نزع ہے بعد اسکے جسوقت آفتاب نے زوال
کی حد تک پہونچا تو حضرت صلعم بروز دوشنبہ بارھویں
ربیع الاول کو رحلت فرمائی۔

یہ [illegible] ہوگا کہ بدھ کا ۱۲واں دن وہی دن ہوگا مثلاً ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ا ح

۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن اور ۱۳ ربیع الاول تک پندرہ روز ہوئے پس ۲۸ صفر کی پندرھوین تاریخ ۱۳ ربیع الاول ہوئی اور چہارشنبہ ہوا اسلئے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کا پندرھوان دن اور ۲۸ صفر چہارشنبہ کا چودھوان روز ہوا اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی کی صحیح تاریخ ہوئی جس کے چودھوین روز یا بارہ ربیع الاول جو خود واقدی کے قول سے غلط ہے یہ غلطی دس ربیع الاول سنیچر کے لانے سے ہوئی جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (شنبہ) ۹ ربیع الاول کے بجائے دس ربیع الاول شنبہ لکھا گیا۔

روایت مذکورہ مین حضرت ابوبکر کا نام نہین ہے حالانکہ اول نام اونہین کا حدیث مین آیا ہے جنکے بعد حضرت عمر پھر ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ ہین جو اسامہ بن زید کے سرداری مین مامور کئے گئے تھے جیساکہ ہم لکھ آئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین واقدی اور حافظ ابن عساکر کے سند سے یہی لکھا ہے یہان تک کہ زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ جلد ثالث صـ۱۲۹ مین ہے۔

(فلم یبق احد من وجوہ المہاجرین والانصار الا انتدب) ای قام بسرعۃ المراد بسرعۃ الخروج (فیہم ابوبکر وعمر) وابوعبیدۃ وسعد وسعید وسلمۃ بن اسلم وقتادۃ بن النعمان کما ذکرہ الواقدی واخرجہ ابن عساکر من طریقہ۔

پس نہین باقی رہا کوئی سرداران مہاجرین وانصار سے مگر یہ کہ جلدی سے اوٹھکر کھڑا ہوگیا اون لوگون مین حضرت ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ وسعد وسعید وسلمہ بن اسلم وقتادہ بن النعمان تھے جیساکہ واقدی نے ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی اپنے طریق سے روایت کی ہے۔

یہ تعناتی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے دن واقع ہوئی جسکے دسوین روز ۹ ربیع الاول یوم شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کا طعن سماعت فرماکر نہایت غضبناک ہوکر خطبہ فرمایا ہے اس ۹ ربیع الاول (سنیچر) کے روز کو واقدی نے دس ربیع الاول یوم شنبہ لکھکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی لائے ہین ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے جسکو ۲۹ صفر مین لاچکے ہین اور یہ کہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے مراجعت سے ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) اور ۹ ذیحجہ عرفہ و ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (سہ شنبہ) وہی (سہ شنبہ) بارہ ربیع الاول کو اور آگے تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا دوسرا خانہ صـ۱۹ اور نقشہ دوم صـ۱ کتاب ہذا۔

غرضکہ گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کو گیارہ روز اور آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر دو روز یہ کل ۱۳ دن اور ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۹۰ یوم) اور ۱۰ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۸۱ یوم) کامل ہوئے۔

اسکے بعد واقدی سے وفات النبی کی دوسری روایت دوم ربیع الاول کے وفات کی وضع کی گئی ہے وہ یہ ہے جسکو ہم طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم ۱۳۳۰ھ کے صـ۵۷ سے نقل کرتے ہین۔ اور جمہور مفسرین نے اپنے اپنے تفاسیر مین دوسری اور بارہ ربیع الاول وفات النبی اور مدت وفات کی بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی یوم لکھا ہے جس مین ہر دو تاریخون کے لحاظ سے کوئی تغیر نہین کیا گیا ہر دو صورت مین (۸۱) یوم اپنی جگہ پر بحال ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس[1] ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ

ابن سعد نے کہا ہے کہ خبر دی مجکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھسے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن کہ گیارہ راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ یوم چہارشنبہ کو شکایت ہوئی اور یہ شکایت تیرہ راتون تک رہی۔

توفی صلعم یوم الاثنین للیلتین خلتا من شھر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ کہ وفات پائی رسولخدا صلعم نے دوشنبہ کے روز کہ دو راتین گزرین ماہ ربیع الاول ۱۱ھ یعنی دوسری ربیع الاول ۱۱ھ کو رحلت ہوئی

اس دوسری ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم صفر کو (سنیچر) ۳۰ محرم کو (جمعہ) ۲۹ و یکم محرم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۴ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حج فرمانا لکھا ہے اس روز یوم جمعہ واقع ہوتا ہے۔

سیرت النبی جلد ثانی صفحہ ۱۳۴ مین ہے (۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع تشریف لے گئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور یوم چہارشنبہ تھا ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے واضح ہو کہ حدیث مین صرف ایک تاریخ ہے یعنی ماہ صفر کی گیارہ راتین باقی تھین جب حضرت بیمار ہوئے یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ اور یہ (۱۸ یا ۱۹) کی تصنیف کردہ عبارت آگے اسی سیرت جلد ثانی کے صفحہ ۱۴۳ سے صاف ہو جاتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"تجہیز و تکفین" تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا۔

گیارہ روز ماہ صفر کے اور دو دن ماہ ربیع الاول کے یہ کل ۱۳ دن بلکہ راتین ہوئین۔ اور ۲۵ ذیقعدہ و ۹ ذیحجہ عرفہ و ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ (پنجشنبہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (ن) نودی شارح مسلم کا پہلا خانہ جسکی تائید مولوی امین اللہ کے سیرت منظوم قصیدہ عظمی جو رفیق سفر شبلی صاحب ہین۔ نیز تفسیر معالم التنزیل بغوی اور لباب التاویل خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی سے ہوتی ہے جنھون نے بعد نزول آیہ اکمال دین کے اکیاسی دن ٹھہرنا حضرت صلعم کا دوسری ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو مثل واقدی کے اپنے اپنے تفاسیر مین وارد کیا ہے اور ہر دو صورت مین ۸۱ یوم مین کوئی تبدیلی نہین کی ہے۔ بالآخر شبلی صاحب نے واقدی کی ضعیف السند حدیث سے دوسری ربیع الاول وفات النبی کو قبول کر لیا کیونکہ اسی تاریخ کا دوسرا دن تیسری ربیع الاول کو تجہیز و تکفین کا کام شروع ہونا لکھدیا یہی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان دن تھا۔ اسی کے متعلق سیرت النبی مین ہے۔

یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اوس نے خود

---

[1] محمد بن قیس کی قدح تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن قیس شیخ لابی معشر ضعیف من السادسۃ دوم۔

اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔

اور سیرت النبی جلد اول ص۳۱ مین ہے۔ سیرت پر اگرچہ آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد۔ طبری۔ انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین "۔

ابن اسحاق ۱۵۱ھ تک صرف ۱۲ ربیع الاول وفات النبی اور پھر واقدی ۲۰۷ھ نے دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جو طبری تک انہین واقدی سے پہونچا جسکو واقدی نے بارہ ربیع الاول کی روایت متعدد اشخاص سے نقل کر کے خود دوسری ربیع الاول کو غلط کر دیا۔ لیکن یکم ربیع الاول کے وفات ہونے کا طبری تک کوی وجود نہین ملتا اور نہ شبلی صاحب نے کوئی روایت نقل کی ہے آگے امام سہیلی نے ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول وفات النبی کو اجماع مسلمین سے لا کر یکم و دوم ربیع الاول کو بالکل دروغ و کذب ہونا ثابت کر دیا ہے۔

لیکن امام سہیلی کا دوسرا قول جو سیرت انسان العیون حلبی جلد ثالث کے ص۳۲۹ مین ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت صلعم کا بہ نفس نفیس اسامہ کے لئے علم بنا کر رحمت فرمانا لکھا ہے جس سے واقدی کی روایت ۲۸ و ۲۹ صفر کی تائید ہوتی ہے جسکا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یہی دن ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین واقع ہوتا ہے اور جو اسی صورت ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کثیر الوقوع سے تیسری ماہ رمضان سہ شنبہ وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر پہونچتا ہے جسکو حسب ذیل محدثین وارباب سیر نے انہین واقدی کی تحقیق پر اتفاق کیا ہے چنانچہ حسب ذیل اساطین سے سند لکھی جاتی ہے۔

حافظ ابن سعد صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ۔ حافظ و امام ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ حافظ ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی ۴۶۳ھ۔ حافظ ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ۔ علامہ سبط ابن جوزی المتوفی ۶۵۴ھ صاحب تذکرہ خواص الامۃ خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ۔ علامہ کمال الدین حسین صاحب روضۃ الشہدا و صاحب تفسیر حسینی المتوفی ۹۱۰ھ مورخ حبیب السیر المتوفی ۹۳۲ھ۔ علامہ دیار بکری صاحب تاریخ خمیس المتوفی ۹۶۶ھ۔ شیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ

طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ مین ہے۔

قال محمد بن عمر و هو الثبت عندنا توفیت	کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور یہ ثابت ہے میرے نزدیک کہ
لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شهر رمضان	وفات (فاطمہ سلام اللہ علیہا) تیسری شب سہ شنبہ رمضان ۱۱ھ
سنۃ احدی عشرة و هی ابنۃ تسع و عشرین	مین ہوی اور وہ ۲۹ سالہ یا مثل اسکے تھین۔
سنۃ او نحوها۔ اخبرنا محمد بن عمر حدثنی	خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا حدیث کی مجھسے ابن جریج نے عمرو بن دینار[1]

---

[1] ثقہ عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑا تھا اور جس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے جیسا کہ آگے روایت مین ہے۔ طبقات ابن سعد جز پنجم مین ہے عمرو بن دینار مولی باذان من الابناء قال اخبرنا الفضل بن دکین قال مات عمرو بن دینار سنۃ ست و عشرین و مائۃ × × × × × وکان عمرو ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث

اور صحیح ترمذی حصہ اول مین ہے۔ قال ابو عیسی سمعت ابن ابی عمر یقول سمعت سفیان کان عمرو بن دینار اسن من الزهری۔

کہا ابو عیسی نے کہ مین نے ابی عمر سے سنا ہے کہ کہتا سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ کہتا عمرو بن دینار زہری سے عمر مین بڑا تھا۔

ابن جریر عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر قال توفیت فاطمۃ بعد النبی صلعم بثلثۃ اشہر۔

ابن جریر نے سُنے ابی جعفر سے کہ وفات فرمائی جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات النبی صلعم کے تین مہینہ پر

۲۔ تاریخ الرسل الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم صـ ۱۸۶۹ مطبوعہ لیدن یورپ مین ہے۔ ماتت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ صلعم فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شہر رمضان وھی یومئذ ابنۃ تسع وعشرین سنۃ او نحوھا

۳۔ استیعاب حافظ ابو عمر ابن عبد البر ج۔ ثانی مین بذکر وفات فاطمہ علیہ السلام ہے۔

وقال المدینی لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ۔

مدینی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری شب سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ مین واقع ہوی۔

۴۔ حافظ ابن جوزی فی التاریخ الصفوۃ[له]۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ صـ ۳۱۴ مین ہے۔

فی الصفوۃ توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ صلعم بستۃ اشہر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احد عشرۃ من الھجرۃ وھی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف۔

تاریخ صفوۃ الصفوہ ابن جوزی مین ہے۔ کہ وفات فاطمہ علیہا السلام بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینہ پر شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ پر ہوی اور وہ جناب ۲۸ سالہ و شش ماہہ تھین جسکی تائید اوسی ۱۲ ربیع الاول سے جو ۲۸ صفر کا چودھوان روز (سہ شنبہ) تھا حافظ ابن جوزی کے قول سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف جلد ۴ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور ۱۳۲۶ھ سنہ ۱۹۰۹ء کے صـ ۶۱۶ مین ہے

ابن جوزی[له] در کتاب الوفا گفتہ کہ ابتدای مرض در شہر صفر بودہ کہ دو شب ازان ماندہ بود و وفات وے دوازدہم ربیع الاول بود۔

یعنی ابن جوزی نے اپنے کتاب وفا مین کہا ہے کہ ابتدای مرض النبی صلعم صفر کے مہینہ مین کہ دو راتین باقی تھین وفات بارہ ربیع الاول کو ہوی۔

آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر کے دن کی تصدیق تاریخ مرآۃ الزمان[۲] سبط ابن جوزی سے جسکا قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ مین ۸۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے جسکے صـ ۲۱۶ مین ہے۔

فلما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ المرض فصدع وحم فلما اصبح یوم الخمیس دعا اسامۃ فعقد لہ لواء بیدہ الخ‘‘

پس جب ۲۸ صفر چہار شنبہ کا روز کہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین آیا تو حضرت صلعم کے مرض شروع ہوا پس درد سر اور بخار ہوا صبح ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلا کر اپنے دست مبارک سے اوسکے لئے جھنڈا باندھ کر عنایت کیا۔

[له] کشف الظنون حصہ اول مطبوعہ مصر صـ ۱۶۲ مین ہے۔ (تاریخ ابن جوزی المسمی بالمنتظم) یاتی فی المیم ولہ اعمار الاعیان وصفوۃ الصفوۃ وتلقیح المفہوم کلہا فی التاریخ وسبطہ مرآۃ الزمان۔

[۲] تاریخ ابن الوردی مین ۶۵۴ھ کے واقعہ مین ہے۔ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ۔

نمبر (۵) واقدی

جسکے بعد یکم ربیع الاول جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ تک چودہ دن ہوے یہی سہ شنبہ مراجعت مین ۵ ذیقعد سفر حجۃ الوداع مین اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین اور یہی سہ شنبہ آگے چھ ماہ پر تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ کتاب ہذا

۵۔ تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی جسکا نہایت عمدہ قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ کے کتبخانہ مین ہے جسکا سنہ کتابت ۷۷۶ھ ہے ذکر فاطمہ علیہا السلام مین ہے۔

وفاتہا وفات رسول اللہ علی اقوال احدہا ستۃ اشہر الا عشرۃ ایام لانہا توفیت لیلۃ الثلاثا لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشر و رسول اللہ صلعم توفی فی ربیع الاول فی الثانی عشر منہ فی ہذہ السنۃ والثانی ثلثۃ اشہر قالہ عمرو بن دینار والثالث شہران وعشرۃ ایام۔	وفات جناب فاطمہ زہرا بعد رسول خدا مین چند اقوال مین (۱) دس دن کم چھ مہینے اسلئے کہ فاطمہ زہرا کی وفات شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان ۱۱ھ اور رسول اللہ صلعم نے بارہ ربیع الاول ۱۱ھ مین وفات پائی (۲) عمرو بن دینار نے کہا ہے کہ بعد وفات رسول خدا کے تین مہینے زندہ رہین۔ (۳) دو مہینے دس دن یعنی (۷۰ دن) بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زندہ رہین۔

۶۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء جلد ۴ صفحہ ۷۳۱ مین ہے۔

قال الواقدی توفیت فاطمۃ لیلۃ الثلاثا لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ	واقدی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ کو واقع ہوی یعنی چھ مہینہ پر جسکو عمرو بن دینار نے تین مہینے کی مدت روایت کی ہے جسکا حوالہ سبط ابن جوزی نے بھی لکھا ہے

ابن سعد نے واقدی کے طریق اور عمرو بن دینار کے واسطے سے جناب امام باقر علیہ السلام کے سند سے بیان کیا ہے۔

اور عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑے ہین اور جو حضرت عائشہ سے بھی روایت کرتے ہین چنانچہ اصابہ مذکورہ کے صفحہ ۷۲۶ مین ہے

قال یزید بن زریع عن روح بن القاسم عن عمرو بن دینار قالت عائشۃ ما رأیت قط احدا افضل من فاطمۃ	کہا یزید بن زریع نے روح بن قاسم کہا اونسے عمرو بن دینار کہا اونسے حضرت عائشہ کی سند سے کہا اونہون نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی کو جو افضل تر ہو

[1] نورالدین علی بن شہاب الدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا مین لکھا ہے وکابن الجوزی فی الوفا عن عائشۃ قالت لما قبض النبی اختلفوا فی دفنہ فقال علی رضہ انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیہا نفس نبیہ۔

[2] کشف الظنون مین ہے روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ المتوفی سنۃ عشر و تسعمائۃ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود سنۃ ۹۰۰ تسعمائۃ وھو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ

غیر ابیہا صحیح علی شرط الشیخین الی عمرو

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے سوا پدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ شرط شیخین کے مطابق عمرو بن دینار کی حدیث صحیح ہے۔

وقد ثبت الصحیح عن عائشۃ ان فاطمۃ عاشت بعد النبی ستۃ اشہر فقال الواقدی وھو الثبت عندنا۔

اور حضرت عائشہ سے صحیح مین جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بعد وفات النبی کے چھ مہینہ زندہ رہنا ثابت ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ یہی مدت میرے نزدیک صحیح۔

وروی الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انہا بقیت بعد ثلثۃ ایام وقال غیرہ بعد اربعۃ اشہر وقیل شہرین وعند الدولابی فی الذریۃ الطاھرۃ بقیت بعد خمسۃ وتسعین یومًا

حمیدی نے سفیان کے طریق اور عمرو بن دینار کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد حضرت صلعم کے تین دن (غالبًا تین مہینے کی جگہ غلط لکھ گیا) حضرت فاطمہ زندہ رہین اور دوسرون کا قول ہے کہ چار مہینے اور کہا گیا ہے دو مہینے اور دولابی کے کتاب ذریۃ الطاہرہ مین بعد حضرت صلعم کے (۹۵ روز) باقی رہین یعنی زندہ رہین۔

۷۔ روضۃ الشہداء کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹؁ھ اور اونکے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۰؁ھ روضۃ الشہداء ص ۹۹ مین ہے۔ در شب چہار شنبہ بست وہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت زیارت گورستان بقیع رفتند روز دیگر آنحضرت صلعم را صداع طاری گشتہ۔ ص ۱۴۲ مین ہے بروایات اہل بیت وفات آنحضرت شب سہ شنبہ بود سیوم ماہ مبارک رمضان ۱۱؁ھ احدی عشر من الہجرۃ

گلزار الشہدا ترجمہ روضۃ الشہداء کے ص ۱۲۶ مین ہے۔ آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کو تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا۔ ص ۱۸۵ مین بروایت اہلبیت وفات فاطمہؑ کی شب سہ شنبہ تاریخ تیسری ماہ رمضان ۱۱؁ھ مین ہوی۔

۸۔ مورخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷؁ء جلد اول جزو سیوم ص ۸۹ مین ہے۔

در تلقیح ابن جوزی مذکور است کہ ولادت فاطمہؓ پنج سال قبل بعثت وقوع یافتہ ودر روضۃ الاحباب درین باب دو روایت مذکور است روایت اول موافق آنچہ از تلقیح نقل کردہ شد وقول ثانی در سال چہل ویک از واقعہ فیل آن اختر سپہر نبوت از افق ولادت طلوع نمود۔

ایضًا در کتاب مذکور سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہؓ در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ۔

یعنی ابن جوزی نے تلقیح مین ولادت جناب فاطمہؑ بعثت سے پانچ سال پہلے ہونا مذکور ہے اور روضۃ الاحباب مین دو روایت لکھی ہین روایت اول موافق تلقیح کے ہے جو نقل کی گئی اور دوسرے واقعہ فیل کے اکتالیسوین سال اور یہ بھی کتاب روضۃ الاحباب مین ہے کہ وفات جناب فاطمہؑ شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوی۔

این دو روایت که از روضۃ الاحباب در باب ولادت فاطمہ نقل کردہ شد عمر آنجناب بست و ہشت سال یا بست و دو سال بودہ روایت روضۃ الاحباب والی جو ولادت جناب فاطمہؑ مین نقل کی گئی عمر حضرت فاطمہؑ کی ۲۸ سالہ یا ۲۲ سالہ ہوتی ہے

و در کشف الغمہ مسطور است کہ ابن خشاب از ابی جعفر محمد بن علی الباقرؑ نقل نمودہ کہ تولد فاطمہؑ بعد از ظہور نبوت و نزول وحی بہ پنج سال اتفاق افتاد و در وقتیکہ ہزدہ سال و ہفتاد و پنج روز از عمر شریفش گذشتہ بود از عالم رحلت فرمود۔

اور کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابن خشاب تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین اپنے اسناد سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ولادت جناب سیدہ علیہا السلام کی بعثت اور نزول وحی کے پانچسال بعد واقع ہوئی اور جب ۱۸ سال اور پچھتر دن کی ہوئین تو رحلت فرمائی۔

۹۔ تاریخ خمیس دیار بکری، جلد اول صفحہ ۳۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ تاریخ صفوۃ ابن جوزی کے حوالہ سے ہے

قال الدیار بکری فی الخمیس توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ بستۃ اشہر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ وہی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف وعن الزہری ماتت فاطمۃ بعد رسول اللہ صلعم بثلاثۃ اشہر وعن عائشۃ قالت کان بین النبی صلعم وبین فاطمۃ شہران۔

علامہ دیار بکری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ۱۱ھ مین تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے وفات فرمائی اور زہری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بعد رسول اللہ کے تین مہینے پر اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مابین حضرت صلعم اور جناب فاطمہ علیہا السلام دو مہینے کا فاصلہ ہوا۔

ذکر الامام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الداع فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت انہا توفیت وہی ابنۃ ثمان عشرۃ سنۃ وخمسۃ وسبعین یوما منہا بمکۃ ثمان سنین والباقی بالمدینۃ وعاشت بعد ابیہا خمسۃ وسبعین یوما۔

اور امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الداع نے تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین ذکر کیا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام کی اٹھارہ سال پچھتر روز پر ہوئی جس مین ۸ سال مکہ مین باقی دس سال مدینہ مین بعد وفات اپنے باپ کے پچھتر روز زندہ رہین۔ (صفحہ ۳۱۴ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ)۔

۱۰۔ زرقانی، جلد تین مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ صفحہ ۲۰۵ مین ہے۔

(وتوفیت بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بستۃ اشہر) کما قال فی الصحیح عن عائشۃ قال الواقدی وہو الثبت قال وذلک لثلاث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ وہی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ۔

یعنی وفات فاطمہ علیہ السلام کی بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینے پر ہوئی جیسا کہ صحیح مین حضرت عائشہ سے مروی ہے واقدی نے کہا ہے کہ یہی ثابت ہے اور وہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ تھی اور وہ فاطمہ علیہا السلام ۲۹ سالہ تھین، یعنی حضرت کی وفات پر ۲۸ یا ۲۹ سالہ تھین۔

۲۹ سال ہوئیں۔

واقدی کی یہ تحقیق کہ جناب فاطمہؑ وفات کے وقت ۲۹ سالہ تھیں جسکی تقلید اکثر مورخین و محدثین نے کی ہے جو اوس حدیث کی رو سے غلط ہے جس مین نبوت سے پانچ سال قبل ولادت ہونا وارد ہے کیونکہ پانچ سال قبل نبوت والے اور ۱۳ سال مکہ کے اور دس سال مدینہ منورہ کے بعد ہجرت کے یہ اٹھائیس سال ہوئے اور تیسری ماہ رمضان تک کچھ دن کم چھ ماہ سے ۲۸½ سال ابن جوزی کے حساب کے مطابق ہوگئے پس زرقانی کا قبول کر لینا بالکل غلط ہوگیا حالانکہ یہ ۲۸½ سال بھی غلط ہین جس سے حضرت فاطمہ کا حضرت عایشہ سے دس سال بڑا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ جنابؑ ایک سال حضرت عایشہ سے عمر مین چھوٹی تھین سیرت النبی شبلی جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ مین ہے کہ حضرت عایشہ) بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئین ۱۰ نبوی مین آنحضرت کے ساتھ نکاح ہوا اوسوقت ششش سالہ تھین نکاح کے بعد مکہ مین آنحضرت کا قیام تین سال تک رہا (اوسوقت حضرت عایشہ نُہ سالہ تھین) اوسوقت زرقانی وغیرہ کے مطابق حضرت فاطمہ (۱۹ برس کی ہوگئین) حالانکہ امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبداللہ نے تاریخ موالید اہل بیت سے لکھا ہے کہ اسوقت آٹھ سالہ تھین یعنی حضرت عائشہ سے ایکسال چھوٹی تھین پس وفات النبی صلعم کے وقت حضرت عایشہ ۱۹ سالہ اور حضرت فاطمہ ۱۸ سالہ تھین۔

غرضکہ واقدی کا تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) ہونا حساب سے ضرور صحیح آتا ہے جو ۲۵ ذو قعدہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (سہ شنبہ) کے مطابق تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) واقع ہوتا ہے اور آگے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) جس کے بعد شب جمعہ ۲۳ جمادی الثانی مین رحلت ابوبکر ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ (جمعہ) کے مطابقت مین ہے جیسا کہ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۴۳ مین ہے۔

یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے یوم جمعہ یا شب جمعہ کو۔ جو ابن اسحاق کے اس قول سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو جمعہ ہوتا ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ

یعنی ابن اسحاق نے کہا ہے جیسا کہ اسد الغابہ ابن اثیر جزری مین ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ یوم جمعہ کو وفات کی۔ دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۶ کتاب ہذا

---

[1] واقدی قاضی بغداد تھے جنکی قدح اور مدح دونون ہمارے مفید ہے لیکن یہ اس رتبہ کے ہین کہ تاریخ بقید یوم وفات فاطمہ علیہا السلام مین حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے یہان تک کہ امام محیی السنۃ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین لفظ (ظلمت و النور) جو آیۃ الکرسی اور سورہ انعام مین (جعل الظلمت و النور) ہے کی تفسیر واقدی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان مین ہے۔ (حدیث غدیر) کو اگرچہ روایت نہین کیا اسکو اہل حفظ و اتقان نے اکہ طلب حدیث مین اونھون نے شہرون کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے"

" اور یہ اگرچہ مخل صحت حدیث کو نہین ہے مگر دعوی تواتر کا اس کے مثل مین کرنا نہایت تعجب ہے "

نمبر (۶) صاحب سیرۃ ابن ہشام ابی محمد عبد الملک بن ہشام المتوفی سنہ ۲۱۳ھ

یہ ابن ہشام[1] بھی حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین) کی روایت کی ہے جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ صفحہ ۷۵ مین ہے۔

قال ابن اسحاق حدثنی عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمد عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حدیث کی مجھے عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے اونہون نے عائشہ زوجہ رسول اللہ صلعم سے کہا اونھون نے نکلے رسول اللہ صلعم حج کی طرف جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ تھی۔

اور صفحہ ۹۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق ابتدای رسول اللہ صلعم لشکوہ ۔ ۔ ۔ فی لیال بقین من صفر۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ شروع ہوئی شکایت رسول اللہ صلعم کو کہ ماہ صفر کی اکیس رات باقی تھی۔

نمبر (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی سنہ ۲۳۰ھ

یہ علامہ ابن سعد مورخ اور محدث ہین جنہون نے رسول اللہ صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) یوم شنبہ کی روایت وارد کی ہے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ باسند روایات سے بیان کیا ہے جو نقل کیجاتی ہین۔

طبقات الکبیر جلد ثانی قسم اول مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۵ھ صفحہ ۱۲۴ مین ہے۔

کان ابن عباس یکرہ ان یقال حجۃ الوداع ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ مغتسلا ومتدھنا ومترجلا

ابن عباس (رضہ) حجۃ الوداع کہنے سے کراہت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول خدا صلعم مدینہ منورہ سے غسل فرما کر بالون مین تدھین

---

[1] سیرت النبی شبلی جلد اول صفحہ ۱۱ مین ہے ابن ہشام کا نام امام عبد الملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے سنہ ۲۱۳ھ مین وفات پائی محمد ابن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثون نے اسکے نسخے مرتب کئے اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کرکے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ اور ابن اسحاق نے فن مغازی مین اسقدر ترقی دی اور اسقدر دلچسپ بنایا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کے تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان مین مغازی کا مذاق پیدا ہو گیا چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن مین کوئی تصنیف انکے تصنیف کے رتبہ کو نہین۔ لہ حاشیہ تہذیب التہذیب۔

المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صفحہ ۱۲۶ مین ہے۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے بیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد گو اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہاء و محدثین مین یحیی بن معین امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی، ابن علیہ، سفیان ابن عیینہ عبد الرحمن بن مہدی یحیی القطان، یونس بن بکیر، ابو مطیع البلخی، حافظ ابن ہشام، روح بن عبادہ، ابو داؤد الطیاسی، غازی بن قیس شاگرد امام مالک، امام واقدی الخ۔ وغیرہ ہین۔

متجرداً فی ثوبین صحاریین ازار ورداء وذلک السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدة فصلی الظھر بذی الحلیفة رکعتین۔

اور کنگھی کئے ہوئے زیر جامہ اور ردا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور وہ دن ہفتہ کا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پانچ تیین باقی تھین حضرت نے نماز ظہر مقام ذو الحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی۔

صـ۱۲۳ ایضاً اخبرنا عمرو حکام بن ابی الوضاح نا شعبة عن ایوب عن ابی العالیة البراء عن ابن عباس قال اھل رسول اللہ صلعم بالحج فقدم لاربع مضین من ذی الحجة فصلی بنا الصبح بالبطحاء

خبر دی ہم کو عمرو حکام بن ابی الوضاح نے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ایوب سے اوسنے ابو العالیہ براء سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا ابن عباس نے کہ لبیک کہی رسول اللہ صلعم نے ساتھ حج کے پس تشریف لائے چوتھی ذیحجہ کو اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی صبح کی بطحی مین۔

اخبرنا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة انا قیس بن سعد عن عطاء عن جابر بن عبد اللہ قال قدم رسول اللہ صلعم لاربع خلون من ذی الحجة۔

خبر دی ہمکو عفان بن مسلم نے اوسنے کہا کہ بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے اوسنے کہا کہ ہم سے بیان کیا قیس بن سعد نے عطا سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے جابر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے چار ذیحجہ کو۔

صـ۱۲۴ ایضاً عبد الوھاب بن عطاء انا ھشام بن ابی عبد اللہ عن قتادة عن ابی حسان عن ابن عباس ان النبی صلعم اھل عند الظھر من ذی الحلیفة۔

عبد الوہاب بن عطا نے کہا خبر دی ہم کو ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اونہون نے ابی حسان سے اونہون نے ابن عباس سے کہا اونہون نے کہ نبی صلعم نے حج کے لئے لبیک شروع فرمائی ظہر کے وقت (مقام) ذو الحلیفہ سے۔

صـ۱۳۶ ایضاً ثم سریة اسامة بن زید بن حارثة الی اھل اُبنی وھی ارض السراة ناحیة البلقاء و قالوا لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنة ۱۱ احدی عشرة من مہاجر رسول اللہ صلعم امر رسول اللہ صلعم الناس بالتھیؤ لغزو الروم فلما کان من الغد دعا اسامة بن زید فقال

پھر لشکر اسامہ بن زید بن حارثہ اہل اُبنی کی طرف اور وہ سرزمین سراۃ ہے جو کنارے بلقا کے ہے) اور کہا ہے کہ جب یوم (دوشنبہ) ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ ہوا تو رسول خدا صلعم نے حکم دیا لوگون کو آمادگی جنگ روم کے لئے پس جب صبح ہوئی تو اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے قتل گاہ کی طرف جاؤ اور اون لوگون کو گھوڑون سے

نمبر (۱۵) ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مر الى موضع مقتل ابيك فاوطئهم
الخيل فقد وليتك هذا الجيش فاغز
صباحا على اهل ابنى وحرق عليهم و
اسرع المسير تسبق الاخبار فان ظفرك
الله فاقلل اللبث فيهم وخذ معك الا
دلاء وقدم العيون والطلايع امامك
فلما كان يوم الاربعاء بدئ برسول الله
صلعم فحم وصدع فلما اصبح يوم الخميس
عقد لاسامة لواء بيده ثم قال اغز بسم الله
فى سبيل الله فقاتل من كفر بالله فخرج
بلوائه معقودا فدفعه الى بريدة بن
الحصيب الاسلمى وعسكر بالجرف فلم
يبق احد من وجوه المهاجرين الاولين
والانصار الا انتدب فى تلك الغزوة
فيهم ابو بكر الصديق وعمر بن الخطاب
وابو عبيدة بن الجراح وسعد بن ابى
وقاص وسعيد بن زيد وقتادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حريش فتكلم
قوم وقالوا يستعمل هذا الغلام على
المهاجرين الاولين فغضب رسول الله
غضبا شديدا فخرج وقد عصب على راسه

پامال کرو مین نے تمکو اس لشکر کا سردار بنایا پس
جنگ کرو صبح کے وقت اہل ابنی پر اور سختی کرو اور
بہت جلد جاؤ خبر پہونچنے سے قبل پہونچو اور رہنمایان
کو لے لینا اور دیدبان اور نگہبانون کو آگے
بھیجدینا پس جب ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن ہوا
تو رسالتمآب صلعم کو بخار اور دردسر شروع ہوا
پس جب (۲۹) صفر صبح پنجشنبہ ہوا تو اسامہ کو
رسول مقبول نے اپنے دست مبارک سے نشان فوجی
بناکر عطا فرمایا اور فرمایا خدا کے نام سے خدا کی راہ
مین جنگ کرو مشرکون کو قتل کرو پس اسامہ
نشان مذکورہ لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن
الحصیب اسلمی کو دیدیا اور سوقت لشکر مقام
جرف مین تھا پس کوئی شخص مہاجرین وانصار
سے ایسا نہ تھا جو اس غزوہ کے لئے جلد آمادہ
نہوا ہو اون مین ابو بکر صدیق وعمر بن خطاب
اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے پس آپس مین
گفتگو ہونے لگی کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر سردار
لشکر بنایا جاتا ہے رسالتمآب صلعم اس خبر سے سخت
غضبناک ہوئے اور سر مین پٹی باندھے ہوئے اور
دوش پر برد یمانی ڈالے ہوئے باہر تشریف لائے
اور منبر پر تشریف لے گئے خدا کی حمد وثنا کے بعد

سے ابن سعد کا فقہا اور محدثین سے ہونا۔ (المامون شبلی صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ کانگریس پریس لکھنؤ) مین ہے تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے جمگھٹے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحییٰ ابن معین امام بخاری کے محمد بن سعد کاتب واقدی ابن علیہ سفیان ابن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ القطان یونس بن بکیر ابومطیع بلخی شاگرد امام ابوحنیفہ اسحاق بن الفرات قاضی مصر حسن بن زیاد اللولوی شاگرد امام ابوحنیفہ حماد بن اسامہ۔ حافظ ابن ہشام۔ روح بن عبادہ ابوداؤد الطیالسی غازی بن قیس شاگرد امام مالک۔ امام واقدی۔ ابوحسان زیادی محمد بن نوح العجلی علی بن ابی فاتل یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہین کی روایتون پر قائم ہین خصوصاً امام شافعی اور امام احمد بن حنبل انکا تو وہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے حصون مین انہین کے اجتہادی مسائل گیارہ سو برس سے آج تک مذہبی قانون بنے ہوئے ہین ان فقہا ومحدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگارین ہین جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لا سکتا ہے۔

عصابة وعليه قطيفة فصعد المنبر فحمد الله
واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس
فما مقالة بلغتني عن بعضكم في تاميري
اسامة ولئن طعنتم في امارتي اسامة لقد
طعنتم في امارتي اباه وان كان
لمن احب الناس الي وانهما لمخيلان لكل
خير واستوصوا به خيرا فانه من خياركم
ثم نزل فدخل بيته وذلك يوم السبت
لعشر خلون من ربيع الاول وجاء
المسلمون الذين يخرجون مع اسامة
يودعون رسول الله صلعم ويمضون الى
العسكر بالجرف وثقل رسول الله صلعم
فجعل يقول انفذوا بعث اسامة فلما
كان يوم الاحد اشتد برسول الله صلعم
وجعه فدخل اسامة من معسكره والنبي
مغمور وهو اليوم الذي لدوه فيه
فطأطأ اسامة فقبله ورسول الله صلعم
لا يتكلم فجعل يرفع يديه الى السماء ثم
يضعها على اسامة قال فعرفت انه يدعو لي
ورجع اسامة الى معسكره ثم دخل يوم
الاثنين واصبح رسول الله صلعم مفيقا
صلوات الله عليه وبركاته فقال له اغز
على بركة الله فودعه اسامة وخرج الى
معسكره فامر الناس بالرحيل فبينا
هو يريد الركوب اذا رسول امه ام ايمن
قد جاءه يقول ان رسول الله يموت فتوفي
صلى الله عليه وسلم صلاة يعمها ويرضاها

ارشاد فرمایا اے لوگو تم مین سے بعض لوگون کی مجھے یہ
خبر ہوپہنچی ہے کہ تم اس بات مین طعنہ زنی کرتے ہو کہ
مین نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنایا اور یہ کوئی نئی
بات نہین ہے اسکے قبل بھی تم زید کے متعلق طعنہ زنی
کرچکے ہو حالانکہ وہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم
تھا اور زید اور اسامہ دونون نیکی کے اہل ہین
تم لوگ اسامہ کے ساتھ نیکی کا خیال رکھنا کیونکہ یہ
اسامہ تم مین بہترین لوگون مین ہے پھر حضرت منبر
سے اُتر آئے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور
یہ ہفتہ کا دن دہم ربیع الاول تھی اور وہ مسلمان
جو اسامہ کے ساتھ تھے رسولخدا سے رخصت ہوئے
اور لشکر جرف کی طرف جانے لگے اور گرانی ہوئی
طبیعت رسول اللہ صلعم مین پس آپ فرمانے
لگے بھیجو لشکر اسامہ کو پس جب یوم یکشنبہ ہوا
تو رسول اللہ کے درد مین شدت ہوئی اور اسامہ
اپنے لشکرگاہ سے آیا اور خدمت رسولخدا مین حاضر
ہوا اور نبی صلعم شدت مرض کی حالت مین تھے اور
وہ وہی دن تھا کہ جسدن لوگون نے حضرت کو بظاہر
چمچے وغیرہ سے دوا پلائی اور اسامہ نے اپنے سر کو جھکا
لیا اور حضرت کو بوسہ دیا اور حضرت بات نہین کرسکتے
تھے لیکن ہاتھون کو آسمان کی طرف بلند کرکے اسامہ
کے سر پر رکھتے تھے اسامہ کہتے ہین کہ مین سمجھا کہ رسولخدا
میرے لئے دعا فرماتے ہین پھر اسامہ اپنے لشکر کی
طرف واپس آیا پھر دوشنبہ کا دن ہوا تو رسولخدا صلعم
کو افاقہ ہوا پھر حضرت صلعم نے اسامہ کو فرمایا کہ برکت
خدا کے ساتھ جنگ کرو پس اسامہ حضرت صلعم سے
وداع ہوئے اور اپنے لشکرگاہ کی طرف گئے اور لوگونکو

حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاوّل۔

کوچ کرنے کا حکم دیا ابھی سوار ہونے کا قصد کر رہے تھے کہ ام ایمن کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ رسالتمآب صلعم کی نزع کی حالت ہے بعد اسکے رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن زوال کے وقت جبکہ بارہ راتین گذر رہین رحلت کی۔

طبقات الکبیر جزو ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۳ مین ہے

حدثنا عبد الوهاب بن عطاء العجلی انا العمری عن نافع ابن عمران النبی صلعم بعث سریة فیهم ابوبکر وعمرؓ واستعمل علیهم اسامة بن زید فکانوا الناس طعنوا فیه ای فی صغره فبلغ ذلك رسول الله صلعم فصعد المنبر فحمد الله واثنی علیه وقال ان الناس قد طعنوا فی امارة اسامة وقد کانوا طعنوا فی امارة ابیه من قبله وانهما لخلیقان لها وانه لمن احب الناس الی الا فاوصیکم باسامة خیراً۔

بیان کیا ہم سے عبد الوہاب بن عطا عجلی نے اونھون نے عمری سے اونھون نے نافع سے اونھون نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس مین ابوبکر اور عمر بھی تھے اور اون پر اسامہ بن زید کو سردار بنایا پس لوگون نے اسامہ کے متعلق طعنہ زنی کی یعنی اوسکے کم سنی کی وجہ سے پس یہ خبر رسولخدا کو پہونچی پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے خدا کے بعد فرمایا کہ لوگون نے اس بات مین طعنہ زنی کی کہ مین نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسکے قبل اسکے باپ زید کی امارت مین بھی طعنہ زنی کر چکے ہین حالانکہ یہ دونون

عہ ترجمہ عبد الوہاب الطبقات جلد ۷ قسم دوم مطبوعہ ۱۳۲۳ھ مین ہے۔
عبد الوهاب بن عطاء العجلی ویکنی ابا نصر وهو من اهل البصرة ولزم سعید بن ابی عروبة وقد روی عن یونس بن عبید وخالد الحذاء وحمید الطویل وعوف الاعرابی وابن عون وداؤد بن ابی هند وعمران بن حدیر وغیرهم وکان کثیر الحدیث معروفاً صدوقاً۔
تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے عبد الوهاب بن عطاء الخفاف ابو نصر العجلی مولاهم البصری نزیل بغداد صدوق ربما اخطأ انکروا علیه حدیثاً فی فضل العباس یقال دلسه عن ثور من التاسعة مات سنة ۲۰۴ اربع ویقال سنة ۲۰۶ ست ومائتین۔

ترجمہ ابن سعد وفائع ۲۳۰ھ تاریخ مرآة الجنان یافعی مطبوعہ حیدرآباد مین ہے توفی الامام الحبر الحافظ ابو عبد الله محمد بن سعد کاتب الواقدی وصاحب الطبقات والتواریخ الخ۔ ایضاً حافظ عبد الکریم سمعانی (انساب) مین لکھتے ہین۔ ابو عبد الله محمد بن سعد بن منیع الکاتب الزهری مولی بنی هاشم وهو کاتب محمد بن عمر الواقدی سمع سفیان بن عیینة واسمعیل بن علیة ومحمد بن ابی فدیك وابا ضمرة انس بن عیاض ومعن بن عیسی والولید بن مسلم ومن بعدهم وکان من اهل الفضل والعلم وصنف کتاباً کبیراً فی طبقات الصحابة والتابعین والصالحین الی وقته فاجاد فیه واحسن ... قال احمد بن حنبل یوجه فی کل جمعة بحنبل بن اسحاق الی ابن سعد یاخذ منه جزئین من حدیث الواقدی ینظر فیها الی الجمعة الاخری ثم یردها ویاخذ غیرها وقال ابن ابی حاتم الرازی سألت ابی عن محمد بن سعد فقال یصدق فی روایته مات سنة ۲۳۰ھ وهو ابن اثنین وستین سنة وکان کثیر العلم والحدیث والروایة وکتب الحدیث وغیره من کتب الغریب والفقه۔

امارت کے قابل ہیں اور اسامہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم سے ہے آگاہ ہو جاؤ کہ میں تمھیں اسامہ کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔

۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن حضرت کے درد شروع ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن صبح کو اسامہ بن زید کی ماتحتی میں حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ مامور کئے گئے اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں روز یوم پنجشنبہ ۹ ربیع الاول کو تھا اسی تاریخ میں رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کی سرداری سے صحابہ کا طعن سماعت فرما کر غضباً شدیداً سے خطبہ فرمایا ہے جسکو مورضین و محدثین نے ۱۰ ربیع الاول لکھکر ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہیں ۱۰ الاثنہ (سہ شنبہ) تھا طبقات جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ سے حضرت صلعم کا بیمار ہونا ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے اور مدت مرض النبی صلعم تیرہ یوم لکھا جاتا ہے جسمیں محدثین نے ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھدیا ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) تھا۔

مدت مرض النبیؐ کی روایت ص۱۰ سطر ۵/۸ کی یہ ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال	خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا خبر دی ہم کو
محمد بن عمر اخبرنا عبد الله بن محمد بن عمر بن علی	ابو معشر نے محمد بن قیس کہا محمد بن عمر واقدی نے کہ خبر دی ہمکو
عن ابیه عن جده قال اول ما بدئ رسول	عبد اللہ ابن محمد ابن عمر ابن علی نے اپنے باپ عن جد کہا اول ابتدای
الله صلعم شکوه یوم الاربعاء فکان شکوه	مرض رسول اللہ صلعم بروز چہارشنبہ تھی پس مدت مرض حضرت
الی ان قبض صلعم ثلاثة عشر یوماً	کی تا وقت وفات ۱۳ دن ہے۔

ایضاً ص۵۰ تا ص۵۸ سے یہ حدیثیں نقل کیجاتی ہیں جو اول حدیث کی تاریخ مرض النبی صلعم کے تحت میں ہیں

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد الله بن محمد[1]	خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث
بن عمر[3] بن علی بن ابی طالب عن ابیه عن جده[2]	بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے

حدیث اول کے رواۃ کی توثیق (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ) میں یہ ہے

[1] ترجمہ (عبد اللہ) عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی ابو محمد المدنی الفقیہ وافر عن ابیه وعنہ الجعفر الباقر وعنہ ابن المبارک وابو اسامہ وثقہ ابن حبان قال ابن سعد توفی فی خلافۃ المنصور۔

[2] ترجمہ (محمد بن عمر) محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی عن ابیه وعنہ ابن جریج والثوری وثقہ ابن حبان۔

[3] ترجمہ۔ (عمر بن علی) عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر عن ابیه وعنہ محمد وعبید اللہ وعلی وثقہ العجلی قتل بالعراق مع مصعب سنۃ۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر امہ الصہباء بنت ربیعہ من بنی تغلب وروی عن ابیه وعنہ اولادہ محمد وعبد اللہ وعلی وابو زرعۃ عمرو بن جابر الحضرمی ذکر الزبیر بن بکار ان عمر بن الخطاب سماہ وقال مصعب کان آخر ولد علی بن ابی طالب ... وقال العجلی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات ... اخبرنا محمد بن عمر عن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیه عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ وتوفی صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وعن ابن عباس وعائشۃ قالا توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنی عشرۃ مضت من ربیع الاول (المقصود من سیرۃ سید البشر ...)

قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ وتوفی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول۔

مسلسلاً ابا عن جد کہا بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم بروز چہار شنبہ (۲۸ صفر) جبکہ ایک رات ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی باقی تھی اور وفات پائی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربیع الاول کی گذر چکی تھیں۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراھیم بن یزید عن ابن طاؤس[علیہ] عن ابیہ عن ابن عباس[علیہ] قال وحدثنی محمد بن عبد اللہ عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول۔

خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث بیان کی مجھے ابراہیم بن یزید نے ابن طاؤس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابن عباس سے (پھر کہا محمد بن عمر واقدی نے) کہ حدیث کی مجھے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) نے زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عایشہ سے کہا حضرت عایشہ نے کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے بروز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول کو۔

اور طبقات جلد ۸ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ میں ہے۔

قال محمد بن عمر وھو الثبت عندنا توفیت (فاطمۃ الزھراء) لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان سنۃ احدی عشرۃ وھی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ او نحوھا۔

کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور وہ ہمارے نزدیک معتبر ہے کہ وفات پائی فاطمہ زہرا علیہا السلام نے شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ کو اوسوقت سن مبارک اونتیس[۲۹] سال کا تھا یا مثل اس کے

مؤیدات میں زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۵ھ میں یہ حدیث ہے۔

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابیہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء

ابن سعد نے عمر بن علی کے طریق اور علی علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز کہ ایک شب ماہ صفر کی

[علیہ] ترجمہ ابن طاؤس، تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ عبد اللہ بن طاؤس ابن کیسان الیمانی ابو محمد ثقۃ فاضل عابد من السادسۃ مات سنۃ ۱۳۲ھ ایضاً ترجمہ طاؤس [علیہ] طاؤس بن کیسان الیمانی ابو عبد الرحمن الحمیری مولاھم الفارسی یقال اسمہ ذکوان وطاؤس لقب ثقۃ فقیہ فاضل من الثالثۃ مات سنۃ ۱۰۶ھ ست ومائۃ [علیہ] ترجمہ ابن عباس، کشف الظنون صفحہ ۳۰۴ میں ہے عبد اللہ بن عباس المتوفی سنۃ ۶۸ھ ثمان وستین بالطائف وھو ترجمان القرآن وحبر لا مرد ونسب لمفسرین لا

لیلۃ بقیت ..... باقی تھی شکایت مرض ہوئی

یہ حدیث طبقات جلد ۳ قسم اول سے نقل کیجاتی ہے یہی حدیث نمبر (ایک) زہری کے بیان مین (اسد الغابہ ابن اثیر جزری) سے لکھی گئی ہے۔ جسمین سب ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوتی ہین

اخبرنا محمد[51] بن عبد الله (ابن اخی الزهری)
عن الزهری[52] عن عروة[53] عن عائشة قالوا كان
اول بدء مرض ابی بكر انه اغتسل يوم
الاثنين لسبع خلون من جمادی الآخرة
وكان يوما باردا فحم خمسة عشر يوما لا يخرج
الی صلاة الا انه قال وتوفی ابو بكر رحمه الله
مساء ليلة الثلاثاء لثمانی ليال بقين من جمادی
الآخرة سنة ثلاث عشرة من مهاجر النبی صلعم فكانت خلافته سنتين و...

محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) اسنے زہری
سے اوسنے عروہ سے اوسنے عائشہ سے کہا او نہون نے
کہ شروع ہوا مرض ابوبکر کو ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ
کے روز غسل کرنے سے اوس دن سردی تھی پس
پندرہ روز تک بخار رہا جسکی وجہ سے نماز کے لیے
نہین نکل سکے یہان تک کہ وفات پائی ابوبکر رح
نے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو شام سب سہ شنبہ
کو پس ہوی خلافت دو سال تین مہینے دس راتین۔

حدیث اول سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) متحقق ہو گیا جسکے مراجعت سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۵ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم ذوالحجہ (دوشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (یکشنبہ)

---

[51] ترجمہ محمد بن عبد اللہ تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن عبد اللہ بن مسلم ابن عبید اللہ بن عبد اللہ ابن شہاب الزہری المدنی ابن اخی الزہری صدوق لہ اوہام من السادسۃ مات سنۃ ۱۵۲ م [52] ترجمہ زہری۔ ایضا محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب بن قرشی الزہری وکنیۃ الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ مات خمس وعشرین وقیل ذلک بسنۃ او سنتین یعنی المتوفی سنہ ۱۲۴ یا ۱۲۵ یا ۱۲۶ھ۔

[53] ترجمہ عروۃ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری مین ہے۔ عروۃ بن الزبیر بن العوام من کبار التابعین واحد الفقہا والسبعۃ من اہل المدینۃ

توضیح ابن سعد کاتب الواقدی صاحب طبقات۔ کشف الظنون مین ہے۔ طبقات الروایات لخلیفۃ بن خیاط ومسلم بن حجاج ومحمد بن سعد الزہری البصری ماتہ سنۃ ثلاثین ومائتین کتاب اعظم ما صنف فی الصحابۃ والتابعین والخلفا۔

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی مولاہم ابو عبد اللہ البصری کاتب الواقدی نزیل بغداد وصاحب الطبقات واحد الحفاظ الکبار الثقات المتحرین عن الولید بن مسلم وہشیم ومعن بن عیسیٰ وابن علیۃ وخلق وعنہ ابن ابی الدنیا واحمد بن یحییٰ بلاذری قال الخطیب من اہل العلم والفہم والفضل العدالۃ وحدیثہ یدل علی صدقہ فانہ یتحری فی روایۃ توفی ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ

عبر ذہبی مین ہے الامام الحبر ابو عبد اللہ محمد بن سعد الحافظ کاتب الواقدی صاحب الطبقات والتاریخ ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ روی عن سفیان بن عیینۃ وہشیم وخلق کثیر قال ابو حاتم صدوق۔

اتحاف النبلاء مولوی صدیق حسن خان مین ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب واقدی فضلا و نبلای جلالت والی ان قال کتابے کبیر وارد در طبقات صحابہ و تابعین و خلفا تا وقت خود خیلے خوب وجید واقع شدہ پانزدہ مجلد است صدوق ثقہ بود کثیر العلم عزیز العلم والحدیث وروایت کثیر الکتب کتب الحدیث والفقہ وغیرہما وفاتش سنہ ۲۳۰ھ سیرت النبی شبلی نعمانی مین ہے۔

ابن سعد مشہور محدث ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اہل العلم والفضل والعدالۃ صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ والتابعین الی وقتہ وجاد فیہ واحسن یہ کتاب قریبا نایاب ہو چکی تھی یعنی دنیا کے کسی کتبخانہ مین اسکا پورا نسخہ نہ تھا شہنشاہ جرمن کو اسکی طبع اور شاعت کا خیال ہوا جسکے لیے لاکھ روپیہ جیب خاص سے دئے۔ اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اسکے اجزا فراہم کرکے لائین پروفیسر موصوف نے مصر قسطنطنیہ اور یورپ جا کر جا بجا سے تمام جلدین بہم پہونچائین یورپ کے بارہ پروفیسرون نے الگ الگ جلدونکی تصحیح اپنے ذمہ لی چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیدن (ہالینڈ) مین چھپکر شائع ہوا صفحہ ۱۹

۲۴ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ہوا جس سے ۹ ذی الحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) ہوا۔ (اس ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستّر یوم ہوئے) اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (شنبہ) اور بارہوان روز (دوشنبہ) ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو اکیاسی روز پر وفات النبی صلعم واقع ہوئی جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد حضرت صلعم ۸۱ یوم ٹھہرے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چونکہ بیاسیوین روز ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خلافت ابوبکر کی پہلی تاریخ یا سنہ خلافت کا پہلا روز جیسا کہ اوپر کی حدیث سے مدت خلافت کا انطباق ہوتا ہے اسلئے ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور تیرھوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) صحیح ہے۔

اول حدیث سے چہارشنبہ کو رسولخدا کا آغاز مرض ہونا اور تیرہ دن مدت مرض کے اور دوسری روایت سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدای مرض النبی روایت کے اندر بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) کے عبارت سے وفات النبی مرقوم ہے جسکے تحت مین سلسلہ وار حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی سند سے بارہ ربیع الاول وفات النبی ہے

انتباہ: روایت مذکورہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہے اور بارہ ربیع الاول تک کل چودہ دن ہوئے) محدثین سے جس طرح اول حدیث مین تیرہ دن کل مدت مرض النبی اور دوسری روایت مین حساب سے چودھوین روز (دوشنبہ) غلط لکھا ہے اسی لحاظ سے ابن عباس اور حضرت عائشہ کی روایت مین بھی ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تیرھوان دن (دوشنبہ) اور چودھوان دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جس سے گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آیا۔

چنانچہ طبقات جز سیوم قسم اول مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۱ھ کے صفحہ ۲ مین یہ تفصیل لکھ ردگئی ہے جس مین بھی یہی غلطی موجود ہے۔

قالوا وبدأ وجع رسول الله صلعم فی	کہتے ہین اور شروع ہوا درد رسولخدا کو حجرہ
بیت میمونۃ زوج رسول الله صلعم یوم الاربعاء	میمونہ (زوجہ رسول خدا) مین چہارشنبہ کے دن
للیلتین بقیتا من صفر وتوفی صلوات الله	جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین یعنی ۲۸ صفر
علیہ یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر	(چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور رحلت فرمائی رسول اللہ
ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ودفن	نے جبکہ بارہ راتین گذرین ربیع الاول کے مہینہ کی۔
یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس۔	اور سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوئے۔

چونکہ ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہوئے اور پہلا دن (چہارشنبہ) تھا پس چودھوان دن بارہ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) ہوا اسی تاریخ مین رسول اللہ دفن ہوئے اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے آخر یوم پر وفات ہوئی۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت کے دفن ہونیکی صحیح روایت یہ ہے۔

طبقات جز دوم قسم دوم مطبوعہ سنہ ۱۳۳۰ھ۔

قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن مسلمۃ بن	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ بن
قعنب وسعید بن منصور قال عبد العزیز بن محمد	قعنب اور سعید بن منصور نے کہا دونون نے عبد العزیز
عن شریک بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن	بن محمد سے اونے شریک بن ابی نمر سے اونے ابی سلمہ

عبد الرحمن
واخبرنا ابو بکر بن عبد الله بن ابی
اویس وخالد بن مخلد عن سلیمان بن
بلال عن عبد الرحمن ابن حرملة انه سمع سعید
بن المسیب واخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد الله
بن محمد بن عمر بن علی عن ابیه عن جده
عن علی قالوا توفی رسول الله صلعم یوم
الاثنین ودفن یوم الثلاثاء

بن عبد الرحمن سے۔
اور خبر دی ہمکو ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی
اویس اور خالد بن مخلد نے سلیمان بن بلال سے
اونے عبد الرحمن ابن حرملہ سے کہ تحقیق سنا ہم نے
سعید بن المسیب سے اور خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے
کہ حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی
نے اپنے باپ اور دادا سے اونہون نے جناب علی
علیہ السلام سے کہ رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن
وفات کی اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

ایضاً اوسی طبقات جز الثانی قسم الثانی صـ۱۸ مین ہے

قال ابن سعد اخبرنا الاسود بن عامر ثنا
حماد بن سلمة عن عمرو بن دینار عن یحیی بن
جعدة ان النبی صلعم قال یا فاطمة انه لم یبعث
نبی الا عمر الذی بعده نصف عمره
وان عیسی بن مریم بعث اربعین
وانی بعث لعشرین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو اسود بن عامر نے کہا
حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار سے
اونے یحیی بن جعدہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے فاطمہ
نہین بھیجا گیا کوئی نبی مگر یہ کہ بعد والے کو اوسکے پہلے
کے نصف مدت دیگئی ہے، اور حضرت
عیسی بن مریم چالیس سال کے لئے بھیجے گئے ہین، اور
مین بیس سال کے لئے۔

نمبر(۳) ابن اسحاق مین حضرت عایشہ کے صحیح اسناد کے ساتھ ہجرت مین داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو پنجشنبہ تھا اور بارہ ربیع الاول کو دس سال مکہ معظمہ کے اور حضرت ترپن سال کامل کے تھے۔

چنانچہ طبقات الکبیر جز اول قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۲ھ سے دس برس مکہ معظمہ کے اور دس برس مدینہ منورہ کے کل بیس برس کی یہ حدیثین لکھی جاتی ہین۔

قال ابن سعد اخبرنا انس بن عیاض ویزید
بن هارون وعبد الله بن نمیر قالوا
یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان
رسول الله صلعم نزل علیه القرآن وهو ابن ثلاث
واربعین سنة واقام بمکة عشر سنین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو انس بن عیاض
اور یزید بن ہارون اور عبد اللہ بن نمیر نے تینون
نے کہا کہ یحیی بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے
رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوا جبکہ وہ حضرت
تینتالیس سال کے تھے اور رہے مکہ معظمہ مین دس برس

ایضاً قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن موسیٰ

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن موسیٰ

والفضل بن دکین قال انا سفیان عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و ابن عباس ان رسول اللہ صلعم مکث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن و بالمدینہ عشر سنین۔

اور فضل بن دکین دونوں نے کہا خبر دی ہمکو سفیان نے یحیی بن ابی کثیر سے اونے ابی سلمہ سے اونے عایشہ اور ابن عباس سے کہ بتحقیق رسولخدا صلعم مکہ معظمہ مین دس سال ٹھہرے قرآن نازل ہونے پر اور مدینہ منورہ مین دس برس۔

مؤیدات

صحیح بخاری۔ جلد ۳ باب وفات النبی۔

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و ابن عباسؓ ان النبی صلعم لبث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن و بالمدینۃ عشرا

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحیی سے اوس نے ابی سلمہ سے اونے حضرت عایشہ اور حضرت ابن عباس سے بتحقیق رسولخدا مکہ معظمہ مین قران نازل ہونے پر دس سال ٹھہرے اور مدینہ منورہ مین دس سال۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلث و ستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید المسیب مثلہ۔

حدیث کی ہے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہے لیث نے عقیل سے اونے ابن شہاب سے اونے عروہ بن زبیر سے اونے عایشہ سے کہ رسولخدا صلعم نے وفات پائی ترسٹھ سال کی عمر مین کہا ابن شہاب زہری نے اور خبر دی مجکو سعید بن مسیب نے مثل اسکے یعنی ۶۳ سال پر

اور تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری کے جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۵ سے بھی ان احادیث سے تائید ہوتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا حجاج بن المنہال قال ثنا حماد عن ابی حمزۃ عن ابیہ قال عاش رسول اللہ صلعم ثلثا و ستین سنۃ۔

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہے ابن المثنی نے کہا حدیث کی ہے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے ابی حمزہ سے اونے اپنے باپ سے کہا اونے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال زندہ رہے۔

ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوہاب

کہا حدیث کی ہم سے ابن مثنی نے کہا حدیث کی

قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ صلعم وھو ابن ثلث واربعین سنۃ اقام بمکۃ عشراً او بالمدینۃ عشراً او توفی وھو ابن ثلث وستین سنۃ۔

ہمسے عبدالوہاب نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا اونہے کہ سنا مین نے سعید بن مسیّب سے کہا اونسے نازل ہوا (قرآن) رسول اللہ صلعم پر اور وہ تینالیس ۴۳ سال کے تھے مکہ معظمہ مین دس سال اور مدینہ منورہ مین دس سال اور وفات فرمائی ترسٹھ ۶۳ سال کی عمر مین۔

تفسیر معالم التنزیل امام محیی السنۃ بغوی مین یہ تفسیر آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الایۃ مین ہے

قالوا ابو العالیۃ فی ھذہ الایۃ مکث النبی صلعم بمکۃ بعد الوحی عشر سنین۔

ابوالعالیہ نے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین بعد نزول وحی کے دس سال ٹھہرے۔

سیرت مغلطای مین ہے۔

قال الواقدی مکث علیہ الصلوۃ والسلام ثلث سنین من اول نبوتہ متخفیا ثم اعلن فی الرابعۃ فدعا الناس الی الاسلام عشر سنین۔

یعنی واقدی نے کہا کہ رسولخدا اول نبوت سے تین سال تک پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا چوتھے سال سے اعلان کے ساتھ دس برس تک (مکہ مین) لوگونکو دعوت اسلام دیتے رہے۔

تاریخ ابوالفدا جلد ثانی صہ ۳۲ و ۳۳ مین ہے۔ (مطبوعہ لیدن یورپ)

فکانت دعوۃ رسول اللہ الی الاسلام سرًّا ثلاث سنین ثم بعدھا امرہ اللہ ورسولہ باظہار الدعوۃ ولما نزل وانذر عشیرتک الاقربین۔

تین سال تک رسولخدا نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے۔ بعد اسکے اللہ جلشانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا۔

لے آیہ موصوفہ کی تفسیر ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی جلد پنجم صہ ۹۷ مطبوعہ مصر سورۃ الشعراء اخرج ابن اسحاق[1] وابن جریر[2] وابن ابی حاتم[3] وابن مردویہ[4] وابونعیم[5] والبیہقی[6] فی الدلائل من طرق عن علیؑ قال لما نزلت ھذہ الایۃ علی رسول اللہ وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلعم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتک الاقربین فضقت بذلک ذرعا وعرفت انی مھما اناديھم بھذا الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیھا حتی جاءنی جبرئیل فقال انک ان لم تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لی صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبدالمطلب۔ ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابونعیم اور بیہقی نے اپنے دلائل مین جناب علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا۔ تو پیغمبر صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ اے علی خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ قرابت داروں کو اوسکے عذاب سے ڈراؤن لیکن اس امر کے سرانجام مین میری قوت ضعیف ہو گئی اور مین نے معلوم کیا کہ جب مین اون لوگون کو اسلئے جمع کرونگا تو اون سے یقینا حرکات ناملائم دیکھونگا۔ اسلئے مین نے سکوت اختیار کیا یہان تک کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اے محمدؐ اگر بموجب حکم خدا ایسا نکروگے تو عذاب الہی ہوگا لہذا اے علی تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا تیار کرکے بنی عبدالمطلب کو میرے پاس جمع کرو ا لخ حدیث مذکورہ کے جواب مین یہ حدیث وضع کی گئی جسکو ترمذی الخلیفہ بخاری نے اپنے صحیح مین داخل کرکے حسن صحیح سے تصدیق کی ہے۔ بقیہ حاشیہ صہ ۱۵۱

چنانچہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا اپنے قبیلے والون کو نازل ہوا۔ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے۔

فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاحجم القوم جمیعا قال علی فقلت و انی لاحدثھم سنا و ارمدھم عینا و اعظمھم بطنا و احمشھم ساقا) انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیھم فاخذ رسول اللہ برقبۃ علی و قال ان ھذا اخی و وصیی و خلیفتی فاسمعوا لہ و اطیعو فقام القوم یضحکون و یقولون لابیطالب قد امرک ان تسمع لابنک و تطیع۔"

پس تم مین کون ہے کہ اس امر مین میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ سب حاضرین یہ سنکر رو گردان ہوے کچھ جواب نہ دیا مگر علی مرتضیٰ نے باوصف صغر سنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین اس امر مین آپکی وزارت کو موجود ہون اور آپکے مقابلہ مین مدد کے لئے حاضر ہون۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے گلے مین باہین ڈالدین اور فرمایا کہ (اے قوم) فی الحقیقت یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اس پر حاضرین ہنستے ہوئے اوٹھ کھڑے ہوے "اور ابو طالب سے کہنے لگے تو تھین حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت کرو۔"

اسی واقعہ کے متعلق سیرت شبلی حصہ اول ص۱۵۳ مین ہے۔

"تین برس تک آنحضرت (صلعم) نہایت بہ ازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا، صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے۔ نیز حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک خاندان والون کو خدا سے ڈرا۔

چند روز کے بعد آپنے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ کا پہلا موقع تھا تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ، ابو طالب عباس سب شریک تھے، آنحضرت صلعم نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے، اس بار گران کے اوٹھانے مین کون میرا ساتھ دیگا، تمام مجلس مین سناٹا تھا۔ دفعتہً حضرت علی نے اوٹھکر کہا گو مجکو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگین پتلی ہین، اور گو مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جن مین ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے مین۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا۔"

بقیہ صفحہ ۱۵۰ قال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمن الطفاوی نا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت لما نزلت ھذہ الایۃ وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول اللہ صلعم یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا فاطمۃ بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ھذا حدیث حسن صحیح و فی الباب عن علی و ابن عباس۔

یہ حدیث اسوقت کی ہے کہ نہ حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھین اور نہ فاطمہ اور بعد نبوت اسکی تبلیغ کے مفہوم سے ظاہر ہے نیز جبکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا موجود تھین تو حضرت کا مخاطبہ فاطمہ سے ہوا اور آیہ موصوفہ کے تفسیر کے خلاف رسول خدا کا فرمانا نوعیت حدیث کو ظاہر کرتا ہے جسکے کل رواۃ دروغ گو ثابت ہوتے ہین (دیکھو صفحہ ... ذکر ولادت حضرت فاطمہ) آخر حاشیہ

لیکن ترمذی کے مطابق جناب علیؑ کا سن گیارہ برس کا تھا اسلئے کہ صحیح ترمذی مین ہے واسلم علی وھو غلام ابن ثمان سنین یعنی حضرت علی اسلام لاے اُس حالت مین کہ آٹھ برس کے تھے۔

اسی آیہ مبارکہ کے نازل ہونے یعنی نزول قرآن کا حساب محدثین نے کیا ہے جسکے بعد دس برس تبلیغ کے اور مکہ معظمہ کے اقامت کے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی صبح تک جس مین پہلی ربیع الاول کو پنجشنبہ تھا محسوب کیا ہے۔ اور دس سال اقامت مدینہ منورہ کے جو گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) وفات النبی پر ختم ہے اور جس مین پہلی ربیع الاول کو (جمعہ) تھا۔ یہی ابن اسحاق، واقدی کا بیان ہے جسکو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھ گئے ہین۔ کیونکہ ۲۹ صفر دلم کو پنجشنبہ اور ۱۲، صفر دوشنبہ تھا۔

اب ہم طبقات جزء ثالث قسم اول سے حضرت علی علیہ السلام کا اول نبوت کے وقت کا حال اور جناب موصوف کے اسلام لانا بیان کرتے ہین۔ اوسوقت حضرت صلعم چالیسؔ سال پر مبعوث ہوئے اور جناب علی علیہ السلام دس سال کے تھے اوسوقت بھی کم عمر تھے اور اسوقت وزارت کے وقت بھی کم سن تھے۔

قال بن سعد اخبرنا وکیع بن الجراح ویزید بن ھارون وعفان بن مسلم عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی حمزۃ (طلحۃ بن زید) مولی الانصار عن زید بن ارقم قال من اسلم مع رسول اللہ صلعم علی قال عفان بن مسلم اول من صلی۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور عفان بن مسلم نے شعبہ سے اونے عمرو بن مرہ سے اونے ابی حمزہ (طلحہ بن زید) مولی انصار سے اونے زید بن ارقم سے کہا اونہون نے کہ جو شخص رسول اللہ کے ساتھ اسلام لایا وہ علی علیہ السلام ہین، اور عفان بن مسلم نے (یہ بھی کہا ہے کہ اول جس شخص نے حضرت پیغمبر کے ساتھ نماز پڑھی وہ علیؑ ہین

قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال نا ابراھیم بن نافع واسحاق بن حازم عن ابی نجیح عن مجاھد قال اوّل من صلی علی وھو عشر سنین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابراہیم بن نافع نے اور اسحاق بن حازم نے کہا دونون نے ابی نجیح سے اونہون نے مجاہد سے کہا اونے اول جس شخص نے نماز پڑھی وہ علی علیہ السلام ہین اوسوقت اونکا سن دس برس کا تھا۔

قال ابن سعد اخبرنا یحیی بن حماد البصری قال نا ابو عوانۃ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس قال من اوّل من اسلم الناس بعد خدیجۃ علی۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو یحیی بن حماد بصری نے کہا خبر دی ہمکو ابو عوانہ نے ابی بلج سے اونہون نے عمرو بن میمون سے اونے حضرت ابن عباس سے کہا اونہون نے جو شخص سب سے پہلے اسلام لایا وہ خدیجہ کے بعد علی علیہ السلام ہین۔

نمبر ۱۷ ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

ایضاً صفحہ ۱۵ سطر ۲ تا ۱۵ یہ حدیث ہے۔ طبقات جزء ثالث قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۱ھ جو [illegible]

قال ابن سعد اخبرنا روح بن عبادة نا عوف عن ميمون عن البراء بن عازب وزيد بن ارقم قالا لما كان عند غزوة جيش العسرة وهي تبوك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن ابي طالب انه لابد من ان اقيم او تقيم فخلفه الخ۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو روح بن عبادہ نے کہا خبر دی ہمکو عوف نے میمون سے اونہنے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے دونون حضرات کہتے ہین کہ جب جناب رسالت مآب صلعم غزوہ جیش العسرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہین، تشریف لیچلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ ہم یہان ٹھہرین یا تم ٹھہرو پس حضرت اونکو پیچھے چھوڑ گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ انصاری دہلی مین اس حدیث منزلت کو بطرق متعددہ نقل کیا ہے اور اتنا اور بھی اوسمین لکھا ہے

یعنی حضرت رسول اللہ نے علی مرتضی سے فرمایا کہ ضرور ہے کہ یا مین مدینہ مین رہون یا تم رہو۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے جب یہ سنا مدینہ مین رہے۔

پس یہ حدیث مخرجہ ابن سعد دلیل صریح ہے اس امر پر کہ جناب علی مرتضی بمنزلہ پیغمبر خدا کے تھے، یہ فضیلت کسی کو حاصل نہین ہوئی سوائے علی علیہ السلام کے۔

اور سنہ ۱۰ھ حجۃ الوداع مین رسول اللہ نے حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ابن سعد کی مخرجہ حدیث بہ تفسیر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً تفسیر در منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج ابن سعد واحمد والطبراني عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايها الناس اني تارك فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدي امرين احدهما اكبر من الاخر كتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والارض وعترتي

ابن سعد اور امام احمد اور طبرانی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے فرمایا رسول خدا نے ایہا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون اگر تم اونکی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ دونون ایک دوسرے سے بڑے ہین، ایک کتاب اللہ مضبوط رسی ہے جو درمیان آسمان اور زمین ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت یہ دونون آپس سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے

نوٹ اسی سنہ ۹ھ ذیقعدہ مین واقعہ تبلیغ سورۂ برارۃ ہے۔ اوس مین بھی اندر حدیث لفظ (لابد) وارد ہے۔ اخرج احمد عن علیؑ ان النبی بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذہب بہا او تذہب بہا انت قال فان کان لابد فاذہب انا قال فانطلق فان اللہ یثبت لسانک ویہدی قلبک ثم وضع یدہ علی فمہ (ریاض النضرۃ ج ۲ ثانی صفحہ ۱۴۷) امام احمد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ بھیجا رسول اللہ نے علی مرتضی کو سورہ برات سنانے مکہ کی جانب بھیجا عرض کیا علیؑ نے کہ مین مقرر اور زبان آور اور خطیب نہین ہون حضرتؐ نے فرمایا چارہ نہین ہے اس سے کہ مین لیجاؤن یا تم لیجاؤ اور دوسرے کو لائق نہین ہے۔ پس حضرت علی نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ بدون حضور کے یا میرے گئے ہوئے چارہ نہین، تو پھر مین جاتا ہون۔ تو حضور نے فرمایا جاؤ خدا تعالی ثابت رکھیگا زبان تیری اور قلب تیرا پھر حضرت نے ید مبارک رکھدیا علی کے دہن پر اور [illegible] اور رخصت فرمایا۔

اهلبیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض — پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

ایک وہ حدیث ثقلین جسکو حضرت نے حجۃ الوداع اور غدیر خم مین ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ان دونون مقام سے پہلے حضرت کا اس حدیث کا فرمانا ثابت نہین ہے۔ پھر اسکے بعد عین وفات کے دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو مدینہ منورہ کے قیام کا دسوان سال کا اخیری دن تھا کیونکہ ہجرت مین مدینہ منورہ پہونچنے کا دن بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پہلی تاریخ اور پہلا دن سلسہ کا تھا۔ اور پہلی تبلیغ سے لیکر یہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو بیس سال پورے ہوئے۔ کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمایا۔ اور یہ آخری تبلیغ تھی۔

چنانچہ ابن سعد کاتب واقدی کے کتاب جزء وفات پر یہ عبارت ہے جسکے دوسرے صفحہ میں حدیث ثقلین موجود ہے۔

کتاب الطبقات الکبیر الجزء الثانی القسم الثانی فی مرض النبی صلعم ووفاته ودفنه مطبوعہ ۱۳۲۰ھ

صفحہ اول مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ سرخی ہے۔

ذکر ما قرب لرسول اللہ صلعم من اجله

ذکر اون باتوں کا جو قریب وفات رسول اللہ صلعم کے واقع ہوئین

صفحہ ۲ سطر ۲۵ مین ہے۔

قال ابن سعد اخبرنا هاشم[1] بن — حافظ ابن سعد کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ہاشم بن قاسم

القاسم الکنانی نا محمد[2] بن — کنانی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن طلحہ نے اعمش سے اونہون

طلحه عن الاعمش[3] عن عطیه[4] عن ابی — نے عطیہ سے اونہون نے ابی سعید خدری سے اونہون نے

---

[1] توثیق ہاشم بن القاسم الطبقات کبیر جزء ہفتم قسم دوم مین ہے۔ هاشم بن القاسم الکنانی ویکنی ابا النضر وکان من بنی لیث من انفسهم وهو من اهل خراسان ونزل بغداد وکان ثقة روی عن سلیمان بن المغیرة وشعبة والمسعودی وابن ابی ذئب وحریز بن عثمان وزهیر بن معاویه ومحمد بن طلحة بن مصرف وابی جعفر الرازی وشریک وغیرهم توفی ببغداد سنة سبع ومائتین (سنہ ۲۰۷ھ)

[2] توثیق محمد بن طلحه التقریب التهذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن طلحه بن مصرف الیامی کوفی صدوق له اوهام من السابعة مات سنة سبع وستین (سنہ ۱۶۷ھ)

[3] اعمش (عبر ذہبی وقایع سنہ ۱۴۸ھ مین ہے) وفی ربیع الاول توفی الامام ابو محمد سلیمان بن مهران الاسدی الکاهلی مولاهم الاعمش روی عن ابی وائل وابن ابی اوفی والکبار وکان محدث الکوفة وعالمها قال ابن المدینی الاعمش له نحو الف وثلثمائة حدیث وقال ابن عیینه کان اقرأهم لکتاب اللہ واعلمهم بالفرائض واحفظهم للحدیث قال یحیی بن القطان هو علامة الاسلام الخ۔

[4] عطیه (الاصابه فی تمیز الصحابه حافظ ابن حجر عسقلانی) عطیه غیر منسوب ذکره ابن السکن فی الصحابة فروی من طریق علی بن هشام عن عمیر بن عمرو عن عطیة قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم علی فاطمة وهی تعصد عصیدة فذکر قصة علیهم ونزول قوله تعالی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الآیة قلت وقد اخرج اصل هذا الحدیث الطبرانی فی التفسیر من طریق الاعمش عن عطیة عن (ابی سعید) الخ

جس حدیث کا تفسیر طبری کے جانب ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حدیث تفسیر جامع البیان طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵ مین یہ ہے حدثنی محمد بن المثنی قال ثنا بکر بن یحیی بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیه عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم نزلت هذه الآیة فی خمسة فیّ وفی علی وحسن وحسین وفاطمة انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔

[5] اسمعیلی (مرآة الجنان یافعی وقایع سنہ ۳۷۱ھ مین لکھتے ہین) وفیها توفی الامام العلامة الحبر النافع ذو التصانیف الکبار فی الفقه والاخبار ابو بکر احمد بن ابراهیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیه الشافعی المعروف بالجرجانی وکان حجة کثیر العلم حسن الدین۔

ایضاً عبر ذہبی مین ہے (سنہ ۳۷۱ھ) فیها توفی الاسمعیلی الحبر الامام الجامع ابو بکر احمد بن ابراهیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیه الشافعی ۔۔۔

سعید الخدری عن النبی صلعم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما۔

رسول مقبول صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ قریب ہے کہ بلایا جاؤں میں اور قبول کروں میں تحقیق کہ چھوڑے جاتا ہوں میں دو گرانقدر نفیس چیزیں خدا کی کتاب اور اپنی عترت خدا کی کتاب ایک ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہے اور عترت اہل بیت میرے تحقیق کہ پروردگار عالم لطیف و خبیر نے مجھکو خبر دی ہے کہ دونوں (کتاب خدا اور عترت اہل بیت) جدا نہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں پس نظر کرو کہ میرے بعد دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کروگے۔

حدیث ثقلین کے مذکورہ بالا الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنے یوم انتقال گیارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ۲۰ صفر چہارشنبہ کا تیرہواں دن اور یکم ربیع الاول جمعہ کا گیارہواں روز اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم کا اکیاسیواں دن ہے دیکھو نقشہ جنتری ملا کا دوسرا خانہ صد ۱۹ اور تبلیغ رسالت کے بیسویں سال کا آخری دن ہے۔ دیکھو خطبہ الوداعی یوم غدیر مخرجہ زید بن ارقم وغیرہ صحابہ صد ۵۲ و صد ۵۵ و صد ۵۶ اسی غدیر خم ۱۸ ذیحجہ کی وہ حدیث ثقلین بھی ہے جسکو خود ابن سعد نے ابوسعید خدری کی سند سے بہ لفظ (امرین) اخراج کی ہے جو قبل کے صفحہ ۱۵۲ میں نقل ہو چکی ہے جس کے تائید کی یہ روایت ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صد ۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال [illegible] سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کہیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلعم بین مکۃ والمدینۃ × × فصلی ثم قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر و وعظ × × ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموہما وہما کتاب اللہ واہل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول اللہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ۔ حاکم نے سلمہ بن کہیل کے طریق سے اُنہوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے زید بن ارقم سے کہ جناب رسالت مآب نے درمیان مکہ و مدینہ (بمقام غدیر خم) نزول اجلال فرما کر نماز ادا فرمائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ ایہا الناس میں تم میں دو امر چھوڑتا ہوں قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونوں کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں جمیع مومنین کیلئے اُن کے نفس سے اولیٰ ہوں اس لفظ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی سب نے کہا بیشک پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا و صاحب اختیار ہوں اسکا علی مولا و صاحب اختیار ہے۔ اور لفظ (ثقلین) کیلئے دیکھو صد ۵ اور لفظ (خلیفتین) جو زید بن ثابت کی مخرجہ حدیث ہے دیکھو حاشیہ صد ۸ کتاب ہذا اور آخر یوم (دوشنبہ) کے آخر وقت وفات النبی کی صحیح حدیث ابن سعد کی مخرجہ دیکھو آخر صد ۱۹۹ و ۲۰۰ نمبر ۱ ایک ابن شہاب زہری۔

نمبر (۸) امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

یہ امام احمد بن حنبل امام المحدثین ائمہ اربعہ سے ہیں جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین رسول خدا صلعم کے نماز ظہر کی چار رکعت پڑھکر مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کی روایت کی ہے۔

چنانچہ تاریخ حافظ عماد الدین ابن کثیر کے باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع میں یہ روایت ہے۔

رواہ الامام احمد عن عبد اللہ بن نمیر عن یحیی بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ

امام احمد نے عبد اللہ بن نمیر سے اونے یحیی بن سعید انصاری سے اونے عمرۃ سے اونے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہا اونھون نے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین مدینہ سے نکلے۔

قال احمد ثنا عبد الرحمن عن سفیان عن محمد بن المنکدر و ابراھیم بن میسرۃ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین

کہا امام احمد نے حدیث کی ہم سے عبد الرحمن (ابن مہدی) نے سفیان سے اونھون نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے دونون نے انس بن مالک سے کہا اونے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ مین چار رکعت ظہر کی اور ذوالحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی۔

مسند امام احمد جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ صفحہ ۱۱۱ مین یہ حدیث ہے جسمین امام احمد بن حنبل نے سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے جو موید ہے اس حدیث مذکورہ بالا مین امام احمد نے عبد الرحمن ابن مہدی کے واسطہ سے جو روایت سفیان سے کی ہے وہ بھی ابن عیینہ ہے اور دیکھو نمبر (۱۳) ترمذی

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا سفیان قال سمعت ابراھیم بن میسرۃ و محمد بن المنکدر یقولان سمعنا انسا یقول صلیت النبی صلعم بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد سے اونھون نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے کہا سنا ہم نے ابراہیم بن میسرہ اور محمد بن منکدر سے دونون نے کہا کہ سنا ہم نے انس سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھی حضرت نے مدینہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت۔

حدیث سفر حجۃ الوداع مین تاریخ ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا گیا۔ اور حدیث دیگر سے حضرت کا سفر فرمانا بعد نماز ظہر کے ہوا۔ اسلیئے تاریخ مذکورہ مین یوم جمعہ نہین تھا بلکہ شنبہ کہ ابن اسحاق صاحب سیرت والمغازی نے جسکا ذکر نمبر (۳) مین گذر چکا اور جن کے ترجمے

ثابت ہے کہ امام احمد موصوف الذکر نے امام ابن اسحاق کی توثیق کی ہے جن کے بیان مین ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) ثابت ہو چکا ہے۔ نیز نمبر(۲) ابن سعد کے بیان مین بھی جنکا زمانہ اور جنکی مختصر روایتین امام احمد بن حنبل کے نظر سے گذر چکی ہین اونکے بیان مین بھی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) متحقق ہو چکا ہے۔ نیز ابن سعد نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن سینچر کہا ہے جسکی صحیح تحقیق کے لئے نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا بنایا گیا ہے جو دو (۲) دو خانون سے مرتب ہے۔ ہر دو خانون سے ۹ ذیحجہ عرفہ کے دن (جمعہ) نہین پڑتا۔ دیکھو صہ ۱۹ کتاب ہذا۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین یہ حدیث ہے جس مین یوم عرفہ کو (جمعہ) بیان کیا گیا ہے۔

قال الامام احمد حدثنا جعفر بن عون حدثنا ابو العميس عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الى عمر بن الخطاب فقال يا امير المؤمنين انكم تقرؤن اية فى كتابكم لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال قوله اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى فقال عمر والله انى لاعلم اليوم الذى نزلت على رسول الله صلعم والساعة التى نزلت فيها على رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة فى يوم جمعة۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن عون نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے ابو العمیس نے قیس بن مسلم سے اونسے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ آیا ایک مرد یہودیون مین سے عمر بن خطاب کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المومنین تحقیق تم پڑھتے ہو ایک آیت کو اپنی کتاب مین کہ اگر وہ آیت ہم گروہ یہود پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے ابن خطاب نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا کہ وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے عمر نے کہا قسم خدا کی مین ضرور جانتا ہون اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلعم پر اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہون جس ساعت مین رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور وہ ساعت عرفہ کی شام اور جمعہ کا دن ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) کا دن ہونے سے ۲۵ ذوقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے جو حدیث مذکورہ سفر حجۃ الوداع مین حضرت عایشہ سے اور حدیث صلوٰۃ النبی مین چار رکعت ناظہر جو انس بن مالک سے مروی ہے معارض ہے اسلئے اس تاریخ کا (جمعہ) غلط ہے نیز یہی جمعہ آگے ۱۲ ربیع الاول وفات النبی مین واقع ہوتا ہے جس سے بھی غلط ہے اور یہ کہ جمعہ کے دن کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ (یعنی سینچر) کی شب سے متصل ہے اسلئے یوم جمعہ عید ہونیکے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ سینچر کا وقت ہوتا ہے اور جس کی اکاسوئین شب (شب سہ شنبہ) اور اکیانوا سیوان روز یوم (سہ شنبہ) اصح صحیح حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونیکے بعد رسالتمآب صلعم ۸۰ دن زندہ رہے۔ اور ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع سے اکانوے (۹۱) دن ہوتے ہین اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو (جمعہ) بھی اور اکانوے دن بھی اس سے بھی غلط۔ نیز یہی (جمعہ) تیسری ماہ رمضان تاریخ وفات

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام میں واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ حرف (د) (جس سے ۹ ذی الحجہ کا جمعہ) باطل اور اوسی نقشہ حرف (د) میں ۲۲ جمادی الآخرہ تاریخ وفات حضرت ابوبکر میں یکشنبہ آتا ہے جو ابن اسحاق کی سند سے (پنجشنبہ) اور ۲۳ کو (جمعہ) تھا دیکھو ترجمہ ابن اسحاق

اور یہ کہ آیہ اکمال دین سورہ مائدہ کی آخری آیات سے ہے اور سورہ مائدہ مدنیہ ہے اور پورا سورہ نازل ہوا اسلئے جہاں اور جس تاریخ میں پورا سورہ نازل ہوا اوسی میں آیہ موصوفہ نازل ہوا۔ اور یہ کہ جہاں آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک نازل ہوا وہیں پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔

چنانچہ مسند امام احمد جلد ثانی صفحہ ۱۷۶ میں ہے ۔ نمبر اول

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسن ثنا ابن لہیعۃ حدثنی حیی بن عبد اللہ ان ابا عبد الرحمن الحبلی حدثہ قال سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول انزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلتہ فلم تستطع ان تحملہ فنزل عنہا

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھسے روایت کی میرے باپ نے اور اوسنے حسن سے اوسنے ابن لہیعہ سے اوسنے حیی بن عبد اللہ سے وہ کہتا ہے کہ ابو عبد الرحمن نے مجھے بیان کیا کہ میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم پر سورہ مائدہ نازل ہوا اور اوس وقت کہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے پس وہ ناقہ اس سورہ کے بار کا تحمل ہو سکا اسوجہ سے حضرت اوس ناقہ سے اتر پڑے۔

مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ میں ہے۔ نمبر دوم

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر ثنا ابو معاویۃ یعنی شیبان عن لیث عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلعم اذ نزلت علیہ المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا

حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہمسے ابو معاویہ شیبان نے لیث سے اوسنے شہر بن حوشب سے اوسنے اسماء بنت یزید سے کہا اوسنے کہ میں ناقہ رسول اللہ صلعم عضبا کی مہار پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے میں حضرت پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔ پس قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے

۱؎ صحیح ترمذی ابواب المناقب میں ہے۔ قال الترمذی حدثنا قتیبۃ نا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن وھب بن منبہ عن اخیہ ھمام بن منبہ عن ابی ھریرۃ قال لیس احد اکثر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی الا عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وکنت لا اکتب کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے اوسنے وہب بن منبہ سے اوسنے اپنے بھائی ہمام بن منبہ سے اوسنے ابو ہریرہ سے کہا اوسنے سوای عبد اللہ بن عمرو کے کوئی شخص مجھسے زیادہ حدیث آنحضرت سے بیان نہیں کرتا اسلئے کہ وہ لکھتا تھا اور میں لکھتا نہ تھا اور عبد اللہ بن عمرو کے بیاض کا نام صادقہ تھا چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صفحہ ۱۲۵ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس المدنی عن سلیمان ابن بلال عن صفوان بن سلیم عن عبد اللہ بن عمرو قال استاذنت النبی صلعم فی کتاب ما سمعت منہ قال فاذن لی فکتبتہ وکان عبد اللہ یسمی صحیفتہ تلک الصادقۃ۔

تدق بعضد الناقۃ۔

بارت شانہ ناقہ کو شکستہ کر دے۔

ہر دو روایت سے کل سورہ مائدہ کا ایک تاریخ اور ایک دن مین نازل ہونا محقق ہو گیا۔ اور اسی سورہ مین آیہ ہے۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا پس گویا تبلیغ نہین پہونچائی تم نے اور اللہ لوگون سے تمکو بچائیگا۔

پس جہان سورہ مائدہ نازل ہوا وہین آیہ موصوفہ نازل ہوا۔ اور آیہ موصوفہ غدیر خم مین نازل ہوا۔

چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی جلد اول صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ اختر اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین (الحدیث السادس و الخمسون) کی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۶۷ باب چہارم مین یہ حدیث مع ترجمہ کے ہے جو نقل کیجاتی ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ فی قولہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ رواہ ابو نعیم ایضا الثعلبی فی کتابہ۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ اے رسول پہونچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے کہ جناب علی کے فضائل کو پہونچا دے غدیر خم کے روز نازل ہوا آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جسکا کہ مین مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت کا آقا بن گیا ہے۔

آیہ موصوفہ کے غدیر خم مین نازل ہونے اور سورہ مائدہ کامل نازل ہونے سے یہ امر حتماً وجزماً ثابت ہو گیا کہ سورہ مائدہ اوسی غدیر خم کے روز نازل ہوا اور رسول اللہ کے خطبہ فرمانیکی یا سرراہ دفعۃً قیام فرمانیکی یہی وجہ ہوئی جس کے بعد حضرت نے خطبہ فرمایا ہے جسکا ایک جزیہ ہے

چنانچہ اوسی مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۸۱ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان[1] ثنا حماد بن سلمۃ انا علی بن زید عن عدی

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے عفان نے بن سوید

[1] توثیق (عفان) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے عفان بن مسلم بن عبد اللہ الصفار ابو عثمان مولی عزرۃ بن ثابت الانصاری وکان ثقۃ ثبتاً صحیحاً کثیر الحدیث حجۃ الخ۔

ایضاً طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے عفان بن مسلم عبد اللہ الصفار ابو عثمان البصری احد الاعلام نزل بغداد روی عن شعبۃ والحمادین وہمام وخلق وعنہ احمد ویحیی واسحاق وابن المدینی والبخاری وابو زرعۃ وابو حاتم وخلق قال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ وقال ابو حاتم امام ثقۃ متقن متین مات سنۃ ۲۱۹ھ۔

بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع
رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم
فنودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول
اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ
بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ
بالمومنین من انفسہم قالوا بلیٰ قال
الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من
نفسہ قالوا بلیٰ قال فاخذ بید علی فقال
من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللہم وال من والاہ وعاد
من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک
فقال لہ ہنیئاً لک یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولیٰ کل
مومن ومومنۃ۔

حماد بن سلمہ نے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے عدی
بن ثابت سے اسنے براء ابن عازب سے کہا اونہوں نے کہ ہم سفر
مین جناب رسالتمآب صلعم کے رکاب سعادت مین تھے پس
ہم غدیر خم پر جا اترے ہم مین نماز جماعت کی منادی کرائی گئی
اور حضرت صلعم کیلیے زمین پر جھاڑو دیگئی پس حضرت صلعم
نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر ارشاد فرمایا
آیا تم نہین جانتے ہو کہ مین سب مومنون کی جانون سے اولیٰ
ہون سب نے عرض کیا بیشک آپ اولیٰ ہین پھر فرمایا
کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے نفس سے اولیٰ ہون
سبھون نے کہا بیشک پھر پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا جس کا
کہ مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے اے پروردگار دوست
رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو
علی کو دشمن رکھے حضرت عمر نے علی علیہ اسلام سے ملکر
کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب ایسی صبح اور شام کی
کہ مولا ہوے کل مومن اور مومنہ کے۔

قال ابو عبد الرحمن ثنا ہدبۃ[1]
بن خالد ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب
عن النبی صلعم نحوہ۔

کہا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن احمد بن حنبل) نے کہ
حدیث کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے
حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اوسنے عدی بن ثابت سے
اوسنے براء ابن عازب سے اوسنے رسولخدا صلعم سے مثل اسکے

اس آخری حدیث مین ہدبہ بن خالد واقع ہے جو شیوخ حدیث (بخاری و مسلم) بھی ہے اسی حدیث کو حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنے تاریخ بدایۃ والنہایۃ کے صفحہ ۷۲ مین (جو کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہے) وارد کی ہے۔

وقال الحافظ ابو یعلی الموصلی والحسن
بن سفیان ثنا ہدبۃ ثنا حماد بن سلمۃ
عن علی بن زید وابی ہارون عن

اور کہا حافظ ابو یعلی موصلی اور حسن بن سفیان نے
کہ حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن
سلمہ نے علی بن زید اور ابی ہارون سے اوسنے عدی بن ثابت سے

[1] (ہدبۃ) انساب سمعانی مین ہے۔ ابو خالد ہدبہ بن خالد القیسی من اہل البصرہ یروی عن ہمام بن یحییٰ روی عنہ البخاری و مسلم وجماعۃ آخر
ایضاً تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان مین ہے۔ ہدبہ بن خالد القیسی البصری احد الائمۃ وقال بعد ذکرما ذکر السمعانی تلت مات سنہ ۲۳۵ او خمس وثلاثین
ومائتین ارخہا غیر واحد وقد روی ایضاً حماد بن زید وحماد بن سلمۃ ومبارک بن فضالۃ وابان بن یزید العطار وجریر بن حازم وغیرہم وروی عنہ ابو داؤد
السجستانی وابو بکر بن ابی عاصم وابو بکر البزار وابو یعلی الموصلی وغیرہ ۱۲

المتوفی ۲۴۱ھ

عدی بن ثابت عن البراء قال
کنا مع رسول اللہ صلعم فی
حجۃ الوداع فلما اتینا علی غدیر
خم کسح لرسول اللہ صلعم
تحت شجرتین ونودی فی الناس
الصلوٰۃ جامعۃ ودعا رسول اللہ
صلعم علیاً واخذ بیدہ فاقامہ
عن یمینہ فقال الست اولیٰ
بکل امرئ من نفسہ قالوا
بلی قال فان ھذا مولی من انا
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
فلقیہ عمر بن الخطاب فقال ھنیئاً لک اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ

اونے براء سے کہا اونے کہ ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلعم کے
حجۃ الوداع مین پس جب ہم جا اترے غدیر خم مین تو دو
درختون کے نیچے رسول اللہ کے لئے زمین صاف کی گئی اور
نماز جماعت کی ندا دیگئی اور بلایا علی علیہ السلام کو اونکا
ہاتھ پکڑ کر اپنے داہنے جانب کھڑا کیا۔ پس فرمایا کیا مین
نہین ہون اولی ہر آدمی سے اوس کے نفس سے سبنے
کہا کیون نہین تب حضرت نے کہا کہ یہ علی مولا اوس کا
ہے جس کا مین مولا ہون اے خدا دوست رکھ اوس شخص کو
جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس کو جو دشمن
رکھے علی کو اس کے بعد عمر بن خطاب نے علی ابن ابیطالب
سے ملاقات کی اور اون سے کہا کہ مبارک ہو آپکو ایسی
صبح اور شام کی کہ کل مومنین اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور اوسی مسند امام احمد کے جلد ۴ صفحہ ۳۷۲ مین ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ابو عوانۃ[1] عن المغیرۃ عن ابی عبید عن میمون
ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا
اسمع نزلنا مع رسول اللہ بواد یقال
لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاھا
بھجیر قال فخطبنا وظلل لرسول اللہ
صلعم بثوب علی شجرۃ
سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون
الستم تشھدون انی اولیٰ
بکل مومن من نفسہ قالوا
بلی من کنت مولاہ فان
علیاً مولاہ اللھم عاد من

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے
ابو عوانہ نے کہا اونے مغیرہ سے اونے ابی عبید سے اونے
میمون ابی عبد اللہ سے کہا اونے کہ زید بن ارقم نے بیان
کیا اور مین سن رہا تھا کہ ہم رسالتماب کے ساتھ مقام
وادی خم مین اترے پس آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا پس
نماز جلتی دھوپ مین پڑھی اوسکے بعد حضرت نے ہم سے
خطبہ مین خطاب کیا حالانکہ آپ کے لئے درخت سمرہ پر
ایک کپڑا سایہ کے لئے تان دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا
تم اس بات کے شاہد نہین ہو کہ مین ہر مومن کے نفس
سے اولی ہون اوسکے ساتھ، لوگون نے کہا کیون نہین تو
آپ نے فرمایا جسکا مین مولی ہون اوسکے علی مولی ہین

[1] توثیق (ابو عوانہ) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابو عوانۃ الوضاح بن عبد اللہ مولی یزید بن عطاء الیشکری الواسطی البزاز الحافظ احد الاثبات
سمع الحسن وابن سیرین۔ وحدث عنہ قتادہ ... وحدث عنہ حبان بن ھلال وعفان وسعید بن منصور ومسدد ومحمد بن ابی بکر المقدمی وقتیبۃ
وخلائق قال عفان ھو احمد ... عندنا من شعبۃ وقال احمد بن حنبل ھو صحیح الکتاب ... ثم ... [illegible]

عاداہ و ال من والاہ ۔

بار الہا دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن رکھے علی کو

انتباہ۔ زید بن ارقم نے اپنے بیان میں حضرت عمر کے واقعہ مبارکبادی کو بچایا ہے جیسے ابتدا میں اسی حدیث غدیر کو اخفا کیا ہے اور یہ کہ اصل حدیث مطبوعہ میں عفان کی جگہ سفیان ہے، ہمنے قلمی مسند سے ملا کر عفان لکھا ہے۔ اور اسی مسند امام احمد کے ص۳۷۲ میں یہ حدیث بھی ہے۔

نمبر ششم

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن جعفر[۵۱] ثنا شعبة[۵۲] عن ميمون ابي عبد الله قال كنت عند زيد بن ارقم فجاء رجل من اقصى الفسطاط فسأله عن ذا فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الست اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى قال من كنت مولاه فعلي مولاه قال ميمون فحدثني بعض القوم عن زيد ان رسول الله صلعم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا مجھ سے میرے باپ نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا حدیث کی ہم سے شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ تھا میں نزدیک زید بن ارقم کے پس آیا ایک آدمی انتہائی فسطاس سے پس سوال کیا اس شخص نے زید سے داعی کا حال زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ آیا نہیں ہوں میں اولی مومنین کے نفسوں سے سب نے کہا کیوں نہیں تب حضرت نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں اوسکے علی مولا ہیں میمون نے اتنا اور کہا ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے بعض قوم نے زید ہی سے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ الٰہی دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

اور اسی مسند کے ص۳۷۰ میں ہے۔

نمبر ہفتم

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا حسين[۵۳]

حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھ سے میرے باپ نے کہا حدیث کی حسین بن محمد

---

۵۱ توثیق محمد بن جعفر از تراجم الحفاظ امام زادہ محمد بن معتمد خان میں ہے۔ محمد بن جعفر الهذلي مولاهم البصري ابو عبد الله الملقب بغندر احد الائمة وهو ربيب شعبة وصاحبه ۔ ۔ ۔ روى عنه صاحب الصحيح الامام محمد بن اسمعيل البخاري قلت غندر المذكور في رجال صحيح البخاري، هو صاحب الترجمة ولكن ليس من شيوخ البخاري بل هو شيخ شيوخهم وهو من كبار الحفاظ مات سنة ثلاث وتسعين ومائة (۱۹۳) وقد روى عن شعبة ذلك وعوف الاعرابي ومعمر بن راشد وابن جريج والسفيانين وغيرهم وروى عنه احمد بن حنبل وعلي بن المديني ويحيى بن معين وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة واسحاق بن راهويه ومسدد وعبيد الله بن قواريري ومحمد بن المثنى ومحمد بن بشار الخ۔

۵۲ مدح شعبہ صحیح ترمذی کتاب العلل میں ہے قال الترمذي حدثنا محمد بن اسمعيل نا عبد الله بن الاسود نا ابن مهدي قال سمعت سفيان يقول شعبة امير المؤمنين في الحديث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن اسود نے کہا حدیث کی ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا انہوں نے سفیان سے کہ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہے۔

۵۳ توثیق حسین بن محمد تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے الحسين بن محمد بن بهرام التميمي ابو احمد او ابو علي المروزي نزيل بغداد ثقة من التاسعة مات سنہ ۲۱۳ھ۔

بن محمد وابو نعیم قالا ثنا فطر[له] عن ابی الطفیل قال جمع علی رضی الله عنه الناس فی الرحبة ثم قال لهم انشد الله کل امرئ مسلم سمع رسول الله صلعم یقول یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس وقال ابو نعیم فقام ناس کثیر فشهدوا حین اخذ بیده فقال للناس اتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسهم قالوا نعم یا رسول الله قال من کنت مولاه فهذا مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فخرجت وکان فی نفسی شیئا فلقیت زید بن ارقم فقلت له انی سمعت علیا رضی الله یقول کذا وکذا قال فما تنکر قد سمعت رسول الله یقول ذلک له۔

اور ابو نعیم نے کہا دونوں نے کہ حدیث کی ہے فطر نے ابی الطفیل سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو رحبہ (محلہ ہی کوفہ) میں جمع کیا پھر خدا کی قسم دلا کر سب سے کہا کہ جنے غدیر خم میں رسول اللہ کو کھڑے ہو کر جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ بیان کرے چنانچہ تیس مسلمانوں نے اور ابو نعیم کا قول ہے کہ بہت لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ غدیر خم میں رسول خدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب سے فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم اس بات کو کہ میں مومنین کے لئے بہ نسبت اونکے نفوس کے اولی ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے باہر آیا تو میرے دل میں شک تھا چنانچہ میں زید بن ارقم سے ملا اور اون سے کہا کہ حضرت علی ایسا فرماتے تھے۔ زید بن ارقم نے جواب دیا کہ تم اس بات سے انکار نکرو کیونکہ میں نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے

اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمعیل امیر صنعانی ص ۱۳ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ میں ہے ۔ وہ حدیثیں یہ ہیں

[illegible]

اخرج احمد عن حدیث زید بن ارقم قال قال رسول الله صلعم انی تارک فیکم ثقلین احدهما کتاب الله وحبل الله من اتبعه کان علی الهدی ومن ترکه کان علی الضلالة وعترتی اهل بیتی فقلنا من اهل بیته نساؤه فقال لا ایم الله ان المرأة تکون مع الرجل العصر

احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں دو گران چیزیں ایک اون میں کی کتاب خدا ہے وہ اللہ کی رسی ہے جو شخص اوسکی پیروی کریگا وہ میرے عہد پر ہوگا جو شخص ترک کریگا اوسکو ہوگا وہ گمراہی پر اور عترت میرے اہلبیت ہیں پس ہم نے کہا کہ اونکے اہل بیت میں سے اونکی عورتیں بھی ہیں کہا زید نے کہ نہیں قسم خدا کی کہ تحقیق عورت رہتی ہے آدمی کے ساتھ

[له] توثیق ابو نعیم انساب سمعانی میں ہے ۔ وابو نعیم الفضل بن دکین ودکین لقب واسمه عمرو بن حماد بن زهیر بن درهم الی ان قال یروی عن الاعمش ومسعر بن کدام وزکریا بن ابی زائدة والثوری ومالک وشعبة وفطر بن خلیفة وغیرهم روی عنه محمد بن اسمعیل البخاری واحمد بن حنبل وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبة وابو زرعة وابو حاتم الرازیان واسحاق بن راهویه وکان مولده سنه ۱۳۰ ثلثین ومائة ومات سنه ۲۱۸ یا سنه ۲۱۹ ثمان او تسع عشرة ومائتین وکان اصغر من وکیع بسنة وکان فیه دعابة ومزاح ولکن ثقة امانا۔

من الدهر فيطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعشيرته وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔

ایک زمانہ تک پھر طلاق دیدیتا ہے وہ شوہر پس وہ لوٹ جاتی ہے اپنے باپ اور قوم کی طرف اہل بیت اون رسول کے اونکے گروہ کے آدمی ہین اور اصل اونکے ہین اور وہ چند عزیز دار ہین جن پر حرام کیا ہے صدقہ کو خدانے بعد اون نبی کے

(نمبر نہم)

واخرج احمد عن ابی سعید عنه صلعم انه قال انی اوشك ان ادعی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما

اور احمد نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین عنقریب بلایا جاؤنگا اور مین قبول کرونگا اب مین چھوڑے جاتا ہون دو بھاری چیزین ایک خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت کتاب اللہ ایک ایسی رسی ہے جو دراز ہے آسمان سے زمین تک اور عترت میری میرے اہل بیت ہین تحقیق کہ خدانے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونون جدا نہونگے یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم کہ بعد اون دونون کیساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

اور مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲ مین ہے۔

(نمبر دہم)

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا الاسود بن عامر ثنا شریك عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول الله صلعم انی تارك فیکم خلیفتین کتاب الله حبل ممدود ما بین السماء والارض او ما بین السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونے قاسم بن حسان سے اونے زید بن ثابت سے کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مین تم مین دو چیزین (جانشین) چھوڑے جاتا ہون ایک اونمین سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت جو ایک مضبوط رسی ہین درمیان آسمان اور زمین کے یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونون چیزین ایک دوسرے سے اوسوقت تک جدا نہونگی جب تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہون۔

اور مسند احمد کے صفحہ ۱۸۹ اور ۱۹۰ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی

حدیث کی عبد اللہ نے کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے[1]

[1] توثیق (ابو احمد الزبیری) صحیح ترمذی جلد اول مین ہے۔ قال الترمذی ابو احمد الزبیری ثقة حافظ قال سمعت بندار یقول ما رأیت احفظ منه مقدمہ

ثنا ابو احمد الزبیری ثنا شریک عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول الله صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب الله واهل بیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ۔

کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونے قاسم بن حسان سے اونے زید بن ثابت سے کہا اونے کہ فرمایا پیغمبرؐ نے کہ میرے بعد تم میں دو چیزیں جانشین رہجائینگی ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہلبیت اور یہ دونوں اوسوقت تک باہم جدا نہونگے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں ۔

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۸ میں ہے ۔

حدثنا عبد الله ثنا علی بن حکیم الاودی انبانا شریک عن ابی اسحاق عن سعید بن وهب وعن زید بن یثیع قالا نشد علی الناس فی الرحبة من سمع رسول الله صلعم یوم غدیر خم الا قام قال فقام من قبل سعید ستة ومن زید ستة فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلعم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس الله اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه

بیان کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم اودی نے کہا کہ خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونے سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے کہا دونوں نے کہ جناب امیرؑ لوگوں کو رحبہ میں قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو اوسکو چاہیے کہ وہ کھڑا ہوکر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہوگئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالی مومنوں کے لئے اولی بالتصرف نہیں ہے تب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنوں کے لئے اولی بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جسکا کہ میں مولا ہوں اوسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اوسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اوسے جو علی کو دشمن رکھے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴ ۔ رایت احدا احسن حفظا من ابی احمد الزبیری واسمه محمد بن عبد الله بن الزبیر الاسدی الکوفی کتاب ترمذی نے ابو احمد الزبیری ثقہ اور حافظ ہے اور کہا ترمذی نے کہ سنا میں نے بندار (محمد بن بشار) سے کہ کہا میں نے کوئی شخص بہت اچھا حافظ میں ابی احمد زبیری سے نہیں دیکھا اور نام اوسکا محمد بن عبد اللہ زبیری اسدی کوفی ہے ایضاً طبقات ابن سعد جلد ششم میں ہے ابو احمد الزبیری مولی لبنی اسد وهو ابن اخی فضیل الرمانی ۔ ۔ مات سنة ثلاث ومائتین (۲۰۳ھ) فی خلافة المامون وکان صدوق کثیر الحدیث ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ ۔ توثیق (شریک) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے ۔ شریک بن عبد الله النخعی الکوفی القاضی بواسط ثم الکوفة ابو عبد الله صدوق ۔ ۔ کان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی اهل البدع من الثامنة مات سنة سبع او ثمان وسبعین ۔

حدثنا عبد اللہ ثنا علی بن حکیم[1] انبانا شریک عن ابی اسحاق عن عمرو ذی مر بمثل حدیث ابی اسحاق یعنی عن سعید وزید وزاد فیہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ (نمبر دوم)

حدیث کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم نے کہا خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونے عمرو ذی مر سے مثل حدیث ابی اسحاق کے یعنی سعید اور زید کے اور زیادہ کیا اوس میں وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کو

اور مسند احمد جلد اول ص ۱۱۹ میں آ دو حدیثین مرقوم ہین۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی عبید اللہ[2] بن عمر القواریری ثنا یونس بن ارقم ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال شہدت علیاً فی الرحبۃ ینشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشہد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدریاً کانی انظر الی احدہم فقالوا نشہد انا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجی امہاتہم فقلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ (نمبر چہارم)

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھے عبید اللہ بن عمر قواریری نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یونس بن ارقم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ابی زیاد نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے کہا اونہنے کہ مین حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ مین کہ حضرت علی بن ابیطالب آدمیون سے قسم دیکر پوچھ رہے تھے اللہ کی کہ جس نے سنا ہو رسول اللہ صلعم کو غدیر خم کے دن "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" وہ کھڑا ہو کر گواہی دے عبد الرحمن کہتے ہین کہ کھڑے ہو گئے بارہ بدری گویا مین دیکھ رہا تھا ایک ایک کو پس اونہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے غدیر خم مین آیا مین اولیٰ مومنین کے نفسون سے نہین ہون اور میری بی بی اونکی مائین نہین ہین کہا ہم نے کیون نہین یا رسول اللہ پس کہا حضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون پس علی بھی اوسکے مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

حدثنا عبد اللہ ثنا احمد بن

حدیث بیان کی عبد اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے

---

[1] توثیق (علی بن حکیم) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ علی بن حکیم بن ذبیان الاودی ابو الحسن الکوفی روی عن ابن ادریس وابن المبارک وحمید بن عبد الرحمن وشریک بن عبد اللہ النخعی × × × × روی عنہ البخاری فی الادب والمسلم وروی النسائی وعبد اللہ بن احمد بن حنبل الخ قال ابن الجنید عن ابن معین ثقۃ لیس بہ باس قال ابو حاتم صدوق وقال الآجری عن ابی داود صدوق وقال النسائی ومحمد بن عبد اللہ الحضرمی ثقۃ مات سنہ ۲۳۱ احد وثلاثین ومائتین قلت فیہا ارخہ ابن قانع وزاد فی رمضان وکان ثقۃ صالحاً وفی الزہرۃ روی عنہ م حدیثین۔

[2] توثیق (عبید اللہ بن عمر القواریری) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ الجشمی مولاہم القواریری ابو سعید البصری نزیل بغداد روی عن حماد بن زید وعبد الوارث بن سعید البصری وابن عیینۃ وخالد بن الحارث وابو عوانۃ وعبد الوہاب الثقفی وفضیل بن سلیمان ومعاذ بن ہشام۔ عبد الرحمن ابن مہدی ومحمد بن جعفر غندر ویحیی القطان وابی احمد الزبیری وطائفۃ وعنہ البخاری ومسلم وابو داود وروی النسائی عن ابی بکر بن علی المروزی عنہ وغیرہم روی عنہ البخاری خمسۃ ومسلم اربعین مات ۲۳۵ھ

عمر الوكيعي ثنا زيد بن الحباب ثنا الوليد بن عقبة بن نزار العنسي حدثني سماك بن عبيد بن الوليد العبسي قال دخلت على عبد الرحمن بن ابي ليلى فحدثني انه شهد عليا رضي الله عنه في الرحبة قال انشد الله رجلا سمع رسول الله صلعم وشهد يوم غدير خم الا قام ولا يقوم الا من قد راٰه فقام اثنا عشر رجلا فقالوا قد رأيناه وسمعناه حيث اخذ بيده يقول اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله فقام الا ثلاثة لم يقوموا فدعا عليهم فاصابتهم دعوته ۔

نمبر پانزدہم

احمد بن عمر وکیعی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے زید بن حباب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ولید بن عقبہ بن نزار عنسی نے کہا حدیث کی مجھ سے سماک بن عبید بن ولید عبسی نے سماک کہتے ہیں کہ داخل ہوا میں عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ پر پس حدیث بیان کی مجھ سے عبد الرحمن نے کہ وہ حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ (محلہ ہے کوفہ میں) میں کہا حضرت علی نے قسم دیکر اللہ کی جس آدمی نے رسول اللہ صلعم کو سنا ہو اور حاضر رہا ہو غدیر خم میں وہ کھڑا ہو جائے اور نہ کھڑا ہو مگر وہی شخص جسنے دیکھا ہو حضرت کو پس کھڑے ہو گئے بارہ آدمی پس اونھوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ کو اور سنا ہے رسول اللہ سے جبکہ پکڑا تھا اونھوں نے ہاتھ کو علی کے اور فرما رہے تھے رسول اللہ کہ خداوندا دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت کر اوسکی جو نصرت کرے علی کی اور رسوا کر تو اوسکو جو رسوا کرے علی کو پس کھڑے ہو گئے مگر تین آدمی نہ کھڑے ہوے پس بددعا کی اون پر علی نے پس اثر کر گئی بددعا اون پر ۔

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے ۔

(مسند زيد بن ابي اوفى) لما اٰخى النبي صلعم بين اصحابه قال علي لقد ذهب روحي وانقطع ظهري حين رأيتك فعلت باصحابك ما فعلت غيري فان كان هذا من سخط علي فلك العتبى والكرامة فقال رسول الله صلعم والذي بعثني بالحق ما اخترتك الا لنفسي وانت مني بمنزلة هارون من موسى

نمبر شانزدہم

زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے صحابہ کے درمیان میں بھائی چارہ بنایا جناب علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپکو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں ۔ اگر یہ امر مجھپر کسی آپکی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اچھا جیسی آپکی مرضی ہے جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسنے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ۔ ہم نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں

غیر انہ لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی قال وما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلا قال وما ورثت الانبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنة نبیهم وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجہ احمد)

اور تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ جناب علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرت نے ارشاد کیا مجھسے پہلے انبیا نے جو ورثہ پایا ہے۔ جناب علی نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیا نے کیا ورثہ پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری بیٹی فاطمہ کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

اور یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ثالث صـ۲۹۵ سے نقل ہے اور اسی حدیث کو ترمذی نے عبد بن حمید کے طریق سے انس کی سند سے روایت کی ہے جسکے درمیان کے اسناد میں۔ عفان بن مسلم اور حماد بن سلمہ اور علی بن زید واقع ہیں امام احمد نے انہیں اسناد کے ساتھ براء بن عازب کی سند سے حدیث غدیر کی وارد کی ہے نقل ہو چکی۔ آگے یہی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند کی صحیح ترمذی اور خصایص نسائی میں نہ ملیگی کیونکہ اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کو مبارکباد دینا مذکور ہے۔

صحیح ترمذی جلد ثانی ابواب تفسیر القرآن سورہ احزاب میں ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة نا علی بن زید عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی صلوٰة الفجر یقول الصلوٰة یا اهل البیت انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا هذا حدیث حسن غریب

اور مسند امام احمد جلد ۳ صـ۲۸۵ میں ہے۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا حماد انا علی بن زید عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی صلاة الفجر یقول الصلوٰة یا اهل البیت انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

روایت کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا اونھوں نے حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے علی بن زید سے کہا اونھوں نے کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر چھ ماہ تک گذرتے جبکہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے اور فرماتے نماز پڑھو اے اہل بیت سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے رجس (گناہان پلیدی) کو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔

اب پہلی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند والی اور صحیح ترمذی اور مسند امام احمد کے حدیث مذکورہ کے رواة جن میں عفان۔ حماد۔ علی بن زید واقع ہیں دیکھو

اسکے بعد اس حدیث مسند امام احمد کی جلد ششم صـ۳۲۳ کو بھی منطبق کرو۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة قال ثنا علی بن زید عن شهر بن حوشب عن ام سلمة ان رسول اللہ صلعم

عبد اللہ کہتے ہیں حدیث کی مجھسے میرے باپ نے اونھوں نے عفان سے اونھوں نے حماد بن سلمہ سے کہا اونھوں نے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے شہر بن حوشب سے

المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

قال لفاطمۃ ائتنی بزوجك وابنیك
فجاءت بھم فالقٰی علیھم کساء فدکیا قال
ثم وضع یدہ علیھم ثم قال اللھم
ان ھٰؤلاء آل محمد فاجعل
صلواتك وبرکاتك علٰی محمد وعلٰی
آل محمد انك حمید مجید
قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء
لادخل معھم فجذبہ من یدی وقال
انك علٰی خیر

ہوئے حضرت ام سلمہ سے کہا اونھوں نے کہ رسول مقبول نے
فرمایا فاطمہ سے آؤ میرے پاس اپنے شوہر علی کو اور دونون
لڑکون حسن حسین کو پس لائین سیدہ اونکو پس ڈالدیا
اون پر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر
پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد ہین
پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق
کہ تو لائق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے
چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل متحقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمدؐ و آل محمد پر درود بھیجنے کے لیے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم ہر دو موخر الذکر امامین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۲۷ مین ہے۔

عن ابی حمزۃ الثمالی قال
سمعت اباعبد اللہ (امام جعفر صادقؑ)
یقول نزلت المائدۃ کملاً ونزل
معھا سبعون الف ملك۔ عن ابی
جعفر محمد بن علی قال من قرء سورۃ المائدۃ
فی کل یوم خمیس لم یلبس ایمانہ بظلم ولا یشرك ابداً

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے اباعبد اللہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اسکا ایمان ظلم اور شرک سے
کبھی آلودہ نہوگا۔

اور صفحہ ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور صفحہ ۲۸۰ کتاب تشیید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ سنہ ۱۳۰۲ھ مین بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے۔ البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانہ صلعم مضٰی بعد ذلك باحدٖ

بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ الیوم کے

لہ زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے صفحہ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے ونسب للامام الشافعی یا آل بیت رسول اللہ حبکم: فرض من اللہ فی القرآن انزلہ: یکفیکم من عظیم الفخر انکم: من لم یصلی علیکم لا صلاۃ لہ: امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لیے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لیے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

ثمانین لیلۃ والمروی عن الامامین
ابی جعفر و ابی عبد اللہ ع انہ
انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم
علیاً علماً للانام یوم غدیر خم
بعد منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو
آخر فریضۃ انزلھا اللہ تعالی ثم لم ینزل
بعدھا فریضۃ ۔

اکیاسی راتون پر اور روایت کی گئی ہے دونون اماموں یعنی
امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام سے اس بات کی
کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت الیوم اکملت لکم دینکم
بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے
غدیر خم کے روز وقت اپنے پھرنے حجۃ الوداع کے پھر دو امامون
نے فرمایا کہ وہ آخری فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو
اللہ جلشانہ نے پھر اسکے بعد کوئی فریضہ نہین نازل ہوا۔

اور نمبر (۳) ابن اسحاق اور نمبر (۵) واقدی اور نمبر (۷) ابن سعد کے بیان مین ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہو چکا ہے اور یہی پنجشنبہ ۲۹ صفر تک اسی دن پر اور گیارہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو ۸۱ یوم کامل پر پہونچتا ہے اور اسی گیارہ ربیع الاول کی شام سے یعنی شب دوازدہم ربیع الاول سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب حضرت عائشہ کی سند سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس شبون تک تحقق ہوتا ہے جس مین ایک شبانہ روز کی مدت حضرت ابوبکر مین غلط اضافہ کیا گیا ہے یہ ایک شبانہ روز جناب علی علیہ السلام کی خلافت از روی وراثت نیز رسول اللہ کے ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین خداوند عالم کے حکم سے نصب فرمانے سے ہو چکی تھی

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو پورا سورہ مائدہ کا نزول حتماً و جزماً و یقیناً ثابت ہوگیا۔

توثیق امام احمد بن حنبل از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رجال مشکوٰۃ مین لکھتے ہین۔ الامام احمد بن حنبل ھو الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد الشیبانی منسوب الی شیبان الاعراب اخی شیبان بن ثعلبۃ المروزی الخ ولد ببغداد فی ربیع الاول سنۃ ۱۶۴ اربع وستین ومائۃ ومات بہا سنۃ ۲۴۱ احد واربعین ومائتین کان اماماً فی الفقہ والحدیث والزھد والورع والعبادۃ وبہ یعرف الصحیح من السقیم والمجروح من المعدل نشأ ببغداد وطلب العلم وسمع من شیوخہا فلما فرغ من سماع الحدیث من مشائخ تلک الناحیۃ ارتحل الی الکوفۃ والبصرۃ والمکۃ والمدینۃ والیمن والشام والجزیرۃ وجمع الحدیث وکتب عن علماء ذلک العصر مثل اسماعیل بن علیہ وھشیم بن بشیر ویزید بن ھارون ویحیی بن سعید القطان وعبد الرحمن بن مہدی وابو داود الطیالسی ووکیع بن الجراح وسفیان بن عیینۃ ومحمد بن ادریس الشافعی وعبد الرزاق بن ہمام وخلق کثیر سواھم وروی عنہ ابناہ صالح وعبد اللہ وابن عمہ حنبل بن اسحاق ومحمد بن اسمٰعیل البخاری ومسلم بن الحجاج النیسابوری وابو زرعۃ وابو حاتم وابو داؤد وخلق سواھم کثیر وفضائلہ کثیرۃ الخ

ایضاً کشف الظنون میں ہے مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنۃ ۲۴۱ھ ھو کتاب جلیل وان احمد بن حنبل شرط فیہ ان لا یخرج الا حدیثاً صحیحاً عندہ۔

امام تقی الدین سبکی شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام مین فرماتے ہین۔ احمد رحمہ اللہ لم یکن یروی الا عن ثقۃ وقد صرح الخصم یعنی ابن تیمیۃ بذلک فی کتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری بعد عشر کراریس منہ فقال ان القائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منہم من لم یرو الا عن ثقۃ عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ وقد کفانا الخصم بہذہ الکلام مؤنۃ تبیین ان احمد لا یروی الا عن ثقۃ انتہی (کہ) احمد نہین روایت کرتے مگر ثقہ سے اور بیشک اس امر کی تصریح کی ہے خصم یعنی ابن تیمیہ نے چنانچہ کہا ہے کہ جو علمائے حدیث ارباب جرح و تعدیل ہین انکی دو قسمین ہین ایک وہ جو صرف انہی لوگون سے روایت کرتے ہین جو ثقہ ہے ہو جیسے مالک و شعبہ و یحیی بن سعید عبد الرحمن بن مہدی و احمد بن حنبل و علی ہذا البخاری و امثالہ (امام سبکی فرماتے ہین) بیشک بسبب اس اعتراف خصم کے ہم اس امر کی مشقت ثبوت سے بچگئے کہ احمد نہین روایت کرتے مگر ثقہ سے۔

نمبر(۹) جامع صحیح بخاری محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ المتوفی ۲۵۶ھ

بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد حدیثیں رسول اللہ کے سفر حج فرمانے کی وارد کی ہیں قبل اسکے نمبر (۱) ایک زہری میں عروہ کے طریق حضرت عایشہ کی سند سے اور نمبر (۲) موسی بن عقبہ میں حضرت ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذوقعدہ کو سفر حجۃ الوداع کی نقل ہوچکی ہیں۔ یہاں دیگر طرق کی حضرت عائشہ کی سند سے نقل کیجاتی ہیں جس سے بھی حضرت کا سفر حج فرمانا ۲۵ ذوقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جبکہ پانچ راتیں ذوقعدہ کی باقی تھیں ثابت ہوتا ہے یعنی ۲۵ ذوقعدہ کی آنیوالی شب ۲۶ ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ تک پانچ راتیں ہوتی ہیں۔

باب الخروج آخر الشهر

قال البخاري حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن يحيى بن سعيد عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة تقول خرجنا مع رسول الله صلعم لخمس ليال بقين من ذي القعدة قال يحيى فذكرت هذا الحديث للقاسم بن محمد۔

باب آخر ماہ کے نکلنے کے بیان میں

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے اوس نے یحیی بن سعید سے اونے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے ارنے حضرت عائشہ سے کہا اونے سنا میں نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں اور یحیی نے کہا ذکر میں نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے بھی ذکر کیا ہے۔

(باب بات بذي الحليفة)

قال البخاري حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا هشام بن يوسف اخبرنا ابن جريج حدثنا محمد بن المنكدر عن انس بن مالك قال صلى النبي صلعم بالمدينة اربعا و بذي الحليفة ركعتين۔

باب ذوالحلیفہ میں شب بسر کرنیکے بیان میں

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے کہا اونے کہ نماز پڑھی رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت

باب الخروج بعد الظهر

قال البخاري حدثنا سليمان بن حرب ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابة عن انس ان النبي صلى بالمدينة الظهر اربعا والعصر بذي الحليفة ركعتين۔

باب بعد ظہر کے نکلنے کے بیان میں

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے اونے ابی قلابہ سے اوس نے انس سے کہ پڑھی رسول اللہ نے مدینہ میں نماز ظہر چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی

روایات مذکورہ میں تاریخ سفر ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہیں بتایا گیا لیکن انس کی روایت سے اوس تاریخ میں یوم جمعہ نہیں تھا

جسکی تحقیق مین ابن اسحاق کی سند سے جو بخاری کے شیوخ حدیث مین ۱۲ ربیع الاول وفات النبی یوم دوشنبہ سے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ مرض النبی کی مراجعت سے دو دو خانون کا ساتوان نقشہ جنتری حرف طا طبری کا کثیر الوقوع سے مرتب ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ دوشنبہ و سہ شنبہ محقق ہوچکاہے دیکھو صـ۱۷۱ کتاب ہذا۔

لیکن صحیح بخاری کتاب الاعتصام سے یہ روایت نقل کیجاتی ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کادن بتایا گیاہے اور جسکے رحجت سے ۲۵ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

قال البخاری حدثنا الحمیدی حدثنا (اول) سفیان عن مسعر[۱] وغیرہ عن قیس[۲] بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال رجل من الیہود لعمر یا امیر المومنین لو ان علینا انزلت ہذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت ہذہ الآیۃ یوم عرفۃ فی یوم جمعۃ

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اونے قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے کہا اونے کہا ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہ اگر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتا تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جس روز یہ آیہ نازل ہوا وہ روز عرفات اور یوم جمعہ تھا۔

قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف (دوم) حدثنا سفیان عن قیس[۲] بن مسلم عن طارق بن شہاب ان اناسا من الیہود فقالوا لو انزلت ہذہ الآیۃ فینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای مکان انزلت رسول اللہ صلعم واقف بعرفۃ۔

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے کہ چند یہودیون نے یہ بات کہی کہ اگر یہ آیت ہم بنی اسرائیل مین نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول کو عید قرار دیتے پس حضرت عمر نے کہا کہ مجکو معلوم ہے کہ آیت کہان نازل ہوئی اور رسول اللہ عرفات مین کہڑے تھے۔

حدیث اول مین سفیان نے مسعر سے اور حدیث دوم مین سفیان نے قیس سے روایت کی ہے سفیان اور مسعر دونون ایک دوسرے کے شیخ ہین اور مسعر اور قیس ابن مسلم دونون مرجیا یعنی خوارج[۳] سے ہین۔ جسکے ثبوت کے لئے دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا اور صحیح بخاری جلد ۳۔ باب تفسیر سورۃ المائدۃ مین یہ حدیث ہے۔

---

[۱] مسعر کا مرجیا ہونا طبقات کبیر ابن سعد جلد ۲ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۲ھ مین ہے مسعر بن کرام ابن ظہیر بن عبید اللہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ویکنی ابا سلمۃ قال محمد بن عبد اللہ الاسدی توفی مسعر سنۃ ثنتین وخمسین ومائۃ وقال ابو نعیم خمس وخمسین ومائۃ الی ان قال وکان مرجیا فمات الخ۔

[۲] قیس بن مسلم بھی مرجیا ہے جو خوارج مین داخل ہی چنانچہ تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے، قیس بن مسلم الجدلی العدوانی ابو عمرو الکوفی روی عن طارق بن شہاب والحسن بن محمد بن الحنفیۃ ومجاہد وعبد الرحمن بن ابی لیلی ۔۔۔ قال ابو داؤد کان مرجیا مات سنۃ ۱۲۰ھ

[۳] مشکوۃ المصابیح باب الایمان والقدر مین ہے عن ابن عباس قال قال رسول صلعم صنفان امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔ ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی مین ہے الخوارج من ذلک والمرجیۃ والوعیدیۃ کل من خرج علی امام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا الخ

(مطبوعہ مصر مطبع بولاق صـ۵ سنہ ۱۲۶۳ھ)

قال البخاری حدثنی محمد بن بشار حدثنا[1]
عبد الرحمن[2] حدثنا سفیان[3] عن قیس عن طارق
بن شہاب قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن اٰیۃ لو نزلت
فینا لاتخذناہا عیداً فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت
واین رسول اللہ صلعم حین انزلت یوم
عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ

کہا بخاری نے حدیث بیان کی مجھسے محمد بن بشار نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمن نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سفیان نے قیس سے اونسے طارق بن شہاب سے کہا
اونسے کہ یہودی نے عمر سے کہا کہ تم ایسی آیت پڑہتے ہو اگر وہ
آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے
یہ سنکر عمر نے کہا مجکو معلوم ہے کہ کیون یہ آیت نازل ہوئی اور

---

[1] ترجمہ (عبد الرحمن) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے "عبد الرحمن بن مہدی ویکنی ابا سعید وکان ثقۃ کثیر الحدیث ولد سنۃ خمس وثلاثین ومائۃ ۱۳۵ھ وتوفی بالبصرۃ سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ" یعنی عبد الرحمن ابن مہدی ثقہ اور حافظ حدیث ہے ۱۳۵ھ مین پیدا ہوا اور ۱۹۸ھ مین فوت ہو گیا

[2] ترجمہ سفیان طبقات ابن سعد جلد پنجم مین ہے "سفیان ابن عیینہ ابن ابی عمر" "انہ ولد سنۃ ۱۰۷ھ سبع ومائۃ وکان اصلہ من اہل الکوفۃ ومات من رجب سنۃ ۱۹۸ھ ثمان وتسعین ومائۃ وکان ثقۃ ثبتاً کثیر الحدیث حجۃ وہو ابن احدی وتسعین سنۃ" یعنی سفیان ابن عیینہ ۱۰۷ھ مین پیدا ہوا ۱۹۸ھ مین اکانوے سال کی عمر مین فوت ہو گیا۔

ایضاً تہذیب الاسماء واللغات نووی مین ہے "سفیان ابن عیینہ ہو ابو محمد سفیان بن عیینہ وہو من تابعی التابعین سمع الزہری وعمرو بن دینار والسبیعی وعبد اللہ بن دینار ومحمد بن المنکدر وخلائق من التابعین وغیرہم روی عنہ الاعمش والثوری ومسعر وابن جریج وشعبۃ وہمام ووکیع وابن المبارک وابن مہدی الخ بطولہ قال سفیان قرأت القرآن وانا ابن اربع سنین وکتبت الحدیث وانا ابن سبع سنین الخ" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ مین نے سات سال کی عمر مین حدیث لکھنا شروع کیا ہے اور قیس بن مسلم کی وفات کے وقت سفیان تیرہ برس کا تھا اور سفیان وقیس دونون کوفی ہین صحابہ مین بعضے سات سال کے تھے جب اونہون نے حدیثین سنی ہین۔ چنانچہ صحیح ترمذی مین ہے "والسائب بن یزید لہ صحبۃ قد سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو غلام وقبض النبی صلعم والسائب ابن سبع سنین" اور سائب بن یزید کی آنحضرت سے صحبت ہے اسنے آنحضرت سے بچپن کی حالت مین سنا ہے آنحضرت فوت ہوے اس حالت مین کہ سائب سات برس کا تھا (صحیح ترمذی جلد دوم ابواب الفتن)

ایضاً۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے "سفیان بن عیینۃ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام ابو محمد الہلالی الکوفی" "قال عبد الرحمن ابن مہدی کان ابن عیینۃ احفظ من حماد بن زید" "وقال ابن مہدی عند سفیان ابن عیینۃ من المعرفۃ بالقرآن وتفسیر الحدیث ما لم یکن عند الثوری" یعنی کہا ابن مہدی نے نزدیک سفیان ابن عیینہ کے معرفت بالقرآن اور تفسیر حدیث سے وہ مقدار ہے جو ثوری کے پاس نہین ہے

اور صحیح ترمذی جلد اول کتاب النکاح مین ہے "سمعت محمد بن المثنی یقول سمعت عبد الرحمن ابن مہدی یقول ما فاتنی الذی فاتنی من حدیث الثوری" کہا ترمذی نے سنا مین نے محمد بن مثنی سے کہتا تھا سنا مین نے عبد الرحمن ابن مہدی سے کہتا تھا کہ نہین فوت ہوئی مجھسے وہ چیز کہ فوت ہوئی حدیث ثوری سے (اور دلیل کی جن حدیثوں مین عبد الرحمن بن مہدی کا سفیان الثوری اور سفیان المجرد یعنی ابن عیینہ سے علاوہ روایت کرنا صحیح ہوتا ہے)

[a] اور صحیح ترمذی ابواب الحدود مین ہے "حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا سفیان الثوری الخ" مرقوم ہے۔

[b] اور صحیح بخاری باب علامات النبوۃ مین ہے۔ "حدثنی عمرو بن عباس حدثنا ابن مہدی حدثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر الخ" مرقوم ہے۔

[c] اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب مناقب مین ہے "حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ الخ" مرقوم ہے

روایت مذکورہ باب تفسیر مین ہے۔ اور سفیان ابن عیینہ اصحاب تفاسیر سے ہے اور سفیان ثوری ارباب تفاسیر سے نہین ہے اسلئے سفیان المجرد المذکور سفیان ابن عیینہ ہے۔ جسکے ثبوت مین کشف الظنون جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۳۰ سے ارباب تفاسیر کا یہ بیان نقل ہے "محمد بن کعب القرظی المتوفی سنۃ ۱۱۷ھ سبع عشرۃ ومائۃ وقتادہ بن دعامۃ السدوسی المتوفی سنۃ ۱۱۷ھ سبع عشرۃ ومائۃ والربیع بن انس والسدی ثم بعد ہذہ الطبقۃ الذین صنفوا کتب التفاسیر التی تجمع اقوال الصحابۃ والتابعین کسفیان ابن عیینۃ ووکیع بن الجراح وشعبۃ بن الحجاج ویزید بن ہارون وعبد الرزاق وآدم بن ابی ایاس واسحاق بن راہویہ وروح بن عبادۃ وعبد اللہ بن حمید وابو بکر بن ابی شیبۃ وآخرین بسیاق الخ"

قال سفیان وا شک کان یوم الجمعۃ ام لا الیوم اکملت لکم دینکم۔

کیونکر نازل ہوئی اور رسول خدا اسوقت کہاں پر تھے جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور میں بھی واللہ عرفہ میں تھا سفیان کہتا ہے کہ مجکو اس بات میں شبہہ ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم میں جو الیوم ہے وہ یوم جمعہ تھا یا نہین تھا۔

صحیح بخاری سے تین روایتین نقل ہوئین۔ جس مین قیس بن مسلم واقع ہے اول حدیث مین سفیان (مجرد) مسعر کے طریق سے یوم عرفہ جمعہ کا راوی ہے اور دوسری حدیث مین صرف یوم عرفہ ہے تیسری حدیث مین سفیان (مجرد) یوم عرفہ جمعہ مین مشکوک ہے یعنی یوم عرفہ جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے کہ یوم عرفہ کو جمعہ تھا یا نہ تھا اور یہ سفیان (مجرد) بلا نسبت کے ہے

چونکہ عبد الرحمن ابن مہدی ہر دو سفیان سے روایت کرتا ہے اور محدثین نے ہر دو سفیان کے شناخت کے لئے امتیازی فرق رکھا ہے بلکہ خود عبد الرحمن ابن مہدی نے سفیان الثوری کو لفظ (ثوری) کی نسبت سے نیز فقط ثوری سے استعمال کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کی حدیثون مین گذرا

اور دوسرا سفیان ابن عیینہ جسکا نام مجرد (سفیان) سے اور مع ولدیت کے بھی آتا ہے۔ علاوہ اسکے جہان ابن مہدی کی روایت سفیان سے ہے اون سب روایتون مین سفیان (مجرد) ہے صرف بعض روایت سفیان ثوری سے ہے اسلئے صریح ثابت ہوتا ہے کہ سفیان مجرد سے مراد (ابن عیینہ) ہے

اول حدیث مین بھی سفیان مجرد ہے جس نے مسعر کے واسطہ اور قیس بن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ ہے اور باقی نمبر دوم و سیوم کے حدیثون مین سفیان نے قیس ابن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان بھی مجرد مذکور ہے جسکو بعض شارحین نے ثوری گمان کیا ہے لیکن تفسیری روایات مین سفیان ابن عیینہ مخصوص ہے جیسا کہ کشف الظنون سے معلوم کر چکے اسلئے نمبر سوم کی حدیث جو باب تفسیر سورہ مائدہ مین ہے اور عبد الرحمن ابن مہدی جس سفیان سے روایت کرتا ہے وہ مجرد واقع ہے جس کے لئے کوئی امتیازی فرق نہین لکہا اسلئے یہ سفیان بھی ابن عیینہ تصور کیا جاتا ہے جس نے اول حدیث مین یوم عرفہ کو جمعہ کا دن روایت کی ہے اور اس تیسری حدیث مین وہی سفیان (مجرد) عرفہ کے دن یوم جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ کو جمعہ کے مشکوک ہونے کی وجہ ۲۵ ذوقعدہ کی روایت حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ہے جس کو بخاری نے حضرت عائشہ کی سند سے متعدد طریقون کے ساتھ نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس کی سند سے اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

اور روایت سفر حج مین ذیقعدہ کامل (۳۰ دن) محسوب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت نے پانچ شبون باقی ماہ ذوقعدہ پر سفر فرمایا ہے جس مین ایک شب چھ میل ذو الحلیفہ مین جو میقات اہالی مدینہ ہے بسر فرمائی یہان سے ظہر کے بعد مسلسل روانگی ہے اور دسوین منزل پر مکہ معظمہ ہے یوم عرفہ جمعہ والی روایت سے یکم ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوتا ہے اصل مین یہی پنجشنبہ مشاکک ہے جسکی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ یوم سفر حجۃ الوداع مین جمعہ کا دن ہوتا ہے اور حضرت نے ظہر کی چار رکعت کے بعد سفر فرمایا ہے تو لوگون نے ۲۵ ذوقعدہ کو

یوم (شنبہ) فرض کرکے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ کو رویت ہلال قرار دیکر یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ بیان کیاہے چونکہ چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے جو ۲۶ ذوقعدہ بعد ظہر کے سلسل روانگی سے ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ذوقعدہ کل تین شبانہ روز اور چوتھی ذیحجہ صبح کو کل سات شبانہ روز ہوئے ہیں یہ سفر دس منزل کا ایک ہفتہ مین طے ہونا بالکل ناممکن ہے اسلئے سفیان عرفہ جمعہ ہونے مین شک کرتاہے اور حضرت عائشہ اور ابن عباس کی روایت کامل ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کی شام شب جمعہ مین ہلال واقع ہوتاہے اسی کو شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اختیار کیاہے (دیکھو حاشیہ صـ کتاب ہذا) اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری مین نقل کیاہے چنانچہ یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو یوم (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا جس سے تین مہینے ذیحجہ، محرم، صفر، کامل ۳۰ دن کا لیکر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) آتے ہین دیکھو نقشہ جنتری حرف (ج) جس مین ۲۸ صفر (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) واقع ہوتاہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک ۹۳ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک ۸۴ دن ہوئے اسلئے ۲۵ ذوقعدہ کا یوم شنبہ غلط ہے۔ لیکن شارحین صحیح بخاری مثلاً علامہ عینی نے اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور علامہ[1] قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین اور حافظ مغلطائی (یہ بھی شارح صحیح بخاری ہین) نے اپنے سیرۃ المصطفےٰ المعروف بہ مغلطائی[2] مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کے لئے خود حضرت کا اپنے دست مبارک سے نشان علم بناکر عطا فرمانا لکھاہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۸ صـ ۴۵۴ باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

وکان تجہز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین۔

قال ابن[3] اسحاق لما کان یوم الاربعاء — ابن اسحاق[4] نے لکھاہے کہ جب یوم چہارشنبہ ۲۸ صفر کا

---

[1] اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین وارد کیاہے۔ سریۃ اسامۃ بن زید الی اھل ابنی وکان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان یوم الاربعاء بدا برسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔ یعنی سریہ اسامہ بن زید کا اہل ابنی کے جانب اور وہ ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ تھا جب ۲۸ صفر چہارشنبہ ہوا تو رسول خدا تپ اور دردسر مین مبتلا ہوئے پس جب صبح ۲۹ صفر پنجشنبہ ہوا تو حضرت نے اسامہ کیلئے علم جنگ درست فرمایا۔

[2] سیرت مغلطائی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ صـ ۹۶ مین ہے۔ ثم سریۃ اسامۃ بن زید الی اھل ابنی یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ لغزو الروم مکان قتل ابیہ ومعہ ابوبکر وعمر وابوعبیدۃ وسعد وسعید فلما کان یوم الاربعاء بدأ بالنبی صلعم وجعہ فحم وصدع۔ پھر سریہ اسامہ بن زید کا طرف ابنی کے ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ کو جبکہ چار راتین باقی رہین ماہ صفر کی واسطے جنگ روم کے جہان اسامہ کے باپ قتل ہوئے اور ساتھ انکے ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ وسعد وسعید کے گئے جب یوم چہارشنبہ ۲۸ صفر ہوا تو حضرت تپ اور دردسر مین مبتلا ہوئے۔ ترجمہ مغلطائی (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ سیوطی) مین ہے۔ مغلطائی بن قلیج الحنفی الامام الحافظ علاء الدین ولد سنۃ تسع وثمانین وستمائۃ وکان حافظا عارفا بفنون الحدیث علامۃ فی الانساب لہ اکثر من مائۃ تصنیف کشرح البخاری وشرح ابن ماجۃ وغیر ذلک مات سنۃ ۷۶۲ھ

[3] الفاروق شبلی صـ ۵ مین ہے۔ محمد ابن اسحاق جو امام بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین اور مغازی وسیر کے امام مانے جاتے ہین۔ ایضاً سہیلی کے روض الانف۔ جلد اول صـ ۱۲ مطبوعہ مصر مین ہے۔ قال ابن شہاب الزھری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق۔ ذکرہ البخاری فی التاریخ۔۔۔ عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث

[4] ایضاً الفاروق مرزا حیرت مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۹۶ع صـ ۲۲۹ مین ہے۔ زہری کہتاہے جو شخص ابتدائی اسلام کی فتوحات دیکھنا چاہتاہے اس سے کہہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیراً بیان کرتاہے۔ یا اسکے قول کا حوالہ دیتاہے چنانچہ وہ لکھتاہے جو شخص مسلمانون کے ابتدائی فتوحات کا سلسلہ حاصل کرنا چاہتاہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔

لليلتين بقيتا من صفر بدى برسول الله صلعم وجعه فحم وصدع فلمّا اصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواءً بيده ٥

کہ دوراتین ماہ صفر کی باقی رہگئین تہین کہ رسول اللہ صلعم کو دردِ سر اور تپ کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ بنایا۔

پس یکم ربیع الاول سلہ ہجری کو یوم جمعہ تھا جسکو تین مہینے کامل سے پنجشنبہ لایا گیا ہے یہ ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول مین آنا محالات سے ہے۔ اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے مراجعت سے ۱۸ ذی الحجہ کو (پنجشنبہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (سہ شنبہ) پس عرفہ ۹ ذی الحجہ کا جمعہ بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ جمعہ سے منگل تک پانچ دن اور منگل سے جمعہ تک چار روز کا فاصلہ واقع ہوتا ہے۔

ابن جریج جو معاصر ابن اسحاق اور بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین جنہون نے بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی شب ٹھہرنا اور اکیاسیوین دن وفات النبی ہونا اپنے تفسیر مین روایت کی ہے۔ جس مین کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے۔ لیکن بعض محدثین نے روایت مذکورہ مین تصرف کرکے یوم عرفہ بڑھایا ہے چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ہشتم کے صفحہ ۵۸۰ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین تحریر فرماتے ہین۔

قال ابن جریج وغیرہ واحد مات رسول اللہ صلے اللہ وعلیہ وسلم بعد یوم عرفۃ باحد وثمانین یوماً

ابن جریج وغیرہ نے کہا ہے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے بعد یوم عرفہ ۹ ذیحجہ کے ۸۱ دنون۔

اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک اناسی دن اور دوم ربیع اول (سنیچر) کو اکیاسی دن ہوتے ہین جسکو خود علامہ عینی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے پس دوشنبہ کا دن نہ آنے سے عرفہ کا نزول آیہ اکمال دین غلط اور باطل ہوگیا۔۔

اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کل اکیاسی دن کامل ہوگئے جس سے مدت خلافت ابوبکر کی حدیث عائشہ کے مطابق ملتی ہے

اب اصل حدیث ابن جریج کے تفسیر کی تفسیر جامع البیان طبری سے نقل کیجاتی ہے جس مین کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے یہی روایت ابن عباس والی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن جریج کو مجاہد تابعی سے پہونچی اور مجاہد اصحاب ابن عباس سے ہین اور ابن جریج حضرت ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہین۔ اسلئے کہ اونکے باپ (عبد العزیز) نے ابن عباس سے روایت کی ہے اونھون نے اپنے باپ سے۔

آخر عمر رسول اللہ کی مدت والی روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ مین یہ ہے۔

قال ابن جریر حدثنا القاسم قال ثنا الحسین قال ثنی حجاج عن ابن جریج قال مکث النبی صلعم

ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے قاسم نے کہا حدیث ہم سے حسین نے کہا حدیث کی مجھ سے

بعد ما نزلت هذه الآية احدى و
ثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم۔

حجاج نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ ہٹرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی شب

حدیث مذکورہ ابن جریج کو مجاہد سے اونکو ابن عباس سے پہونچی جسکے تائید کی یہ روایتین اوسی تفسیر جامع البیان طبری سے رواۃ مذکورہ کی اسی جلد ششم سے نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جلد ۶ صہ۳ پارہ ۶ سورۃ النساء حدثنا القاسم قال ثنا الحسین قال ثنا حجاج عن ابن جریج عن مجاهد الا من ظلم الآية ۔ ایضا القاسم بن الحسن قال حدثنا الحسین قال حدثنی حجاج عن ابن جریج عن مجاهد قوله واذ استسقى لقومه قال خافوا الظمأ في تيههم حين تاهوا فانفجر لهم الحجر اثنتى عشرة عينا ضربه موسى قال ابن جريج قال ابن عباس الاسباط بنو يعقوب كانوا اثنا عشر رجلا كل واحد منهم ولد سبطا۔

ایضا القاسم ثنا الحسین قال حدثنی حجاج عن ابن جریج قال قال ابن عباس الطور الجبل الذی انزلت علیه یعنی علی موسى التوراة وكانت بنو اسرائيل اسفل منه۔

اور اوسی تفسیر جامع البیان طبری مین یہ حدیث ہے جسکو ابن جریج (مذکور) نے مجاہد (تابعی) کی سند سے آیہ کریمہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم الیوم اکملت لکم دینکم کو ان الفاظ تک بیان کیا ہے جس سے ہمارے ثبوت مین مزید اضافہ ہوتا ہے کہ مجاہد کی روایت ذیل جو غدیر خم کی ہے اوسی روز پوری آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ قال ابن جریر حدثنا القاسم قال ثنا الحسین قال ثنی حجاج عن ابن جریج قال مجاهد اليوم يئس الذين كفروا من دينكم اليوم اكملت لكم دينكم هذا حين فعلت (۱) قوله قال ابن جريج كذا في النسخ ولم يذكر المقول ولعله سقط من قلم الناسخ وثبتت هذه الزيادة في الدر المنثور لمحل

احادیث موصوفہ مین رواۃ مذکورہ سے ابن جریج کو مجاہد اور ابن عباسؓ سے پہونچنا واضح ہوگئی پس آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شب ٹھہرنے کی روایت جو ابن جریج کی ہے وہ مجاہد اور ابن عباس کے سند کی متحقق ہوگئی۔
اور ابن عباسؓ کے سند سے آیہ مبارکہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم غدیر خم (۱۸ ذی الحجہ) کو ثابت ہوچکا ہے۔

اور اسی ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی یوم کامل ہوتے ہین اسلئے آیہ اکمال دین کا نزول غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الآیہ کے مطابق آتا ہے جیسا کہ مجاہد تابعی کی یہ روایت مع تکبیر اور شکریہ کے نقل کیجاتی ہے جس روایت کو سید شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین امام صالحانی کی سند سے وارد کیا ہے جو عبقات الانوار غدیر کے جلد ثانی صہ۵۵ اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے صہ۵۶۸ سے نقل ہے

لہ توثیق رجال حجاج طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے۔ الحجاج بن محمد الاعور ویکنی ابا محمد مولی لسلیمان بن مجالد امیر ابی جعفر المنصور امیر المومنین مات سنہ۲۰۶ وست ومائتین ثقة كثير الحديث عن ابن جريج۔

عہ توثیق ابن جریج طبقات ابن سعد ج ۵ مین ہے۔ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جریج قال محمد بن عمر و مات ابن جریج سنة خمسين ومائة وهو ابن ست وسبعين سنة وكان ثقة كثير الحديث۔
ایضا الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔ ابن جریج اسمہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج المکی الفقیه احد الاعلام روی عن مجاهد وابن ملیکه وعطا وعکرمہ وعنہ جماعة ایضا عبد العزیز ابن جریج المکی روی عن عائشہ وابن عباس وعنہ ابنہ الفقیه عبد الملک وحضیف۔

قوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا باسناد المذكورة عن مجاهد[1] رضي الله تعالى عنه قال نزلت هذه الاية بغدير خم فقال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الله اكبر على اكمال الدين واتمام النعمة ورضى الرب برسالتي والولاية لعلي رواه الصالحاني[2]۔

یعنی آج کے روز کامل کیا مین نے تمھارے لئے تمھارا دین اور پوری کردی تم پر نعمت اپنی الخ باسناد مذکورہ ماقبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم مین نازل ہوئی پس فرمایا رسالتماب صلعم نے کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ہے) اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیساپوری تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان[3] مطبوعہ مصر ١٣٢١ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے حاشیہ پر طبع ہے صفحہ ١٧٠ پر لکھتے ہین۔

يا ايها الرسول بلغ عن ابي سعيد الخدري ان هذه الاية نزلت في فضل علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه يوم غدير خم فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام کی فضیلت مین بروز غدیر خم نازل ہوا اور اسکے نزول پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

---

[1] توثیق (مجاہد) امام محیی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل مین فرماتے ہین۔ ما نقلت فیہ من التفسیر عن عبد اللہ بن عباس رض حبر ہذہ الامۃ ومن بعدہ من التابعین ائمۃ السلف مثل مجاہد وعکرمۃ وعطا ابن رباح والحسن البصری وقتادہ وابی العالیۃ ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم والکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان۔ (ترجمہ) مین نے اپنی کتاب تفسیر معالم التنزیل مین جو احادیث تفسیر نقل کی ہین یہ وہ روایات ہین کہ جو حبر امت حضرت عبد اللہ بن عباس اور اونکے بعد تابعین آئمہ سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطا ابن ابی رباح وحسن بصری وقتادہ وابو العالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاک ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے مروی ہیں۔ ایضاً طبقات جلد پنجم مین ہے۔ قال یحیی بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومائۃ ١٠٤ھ وکان فقیہا عالما ثقۃ کثیر الحدیث ایضاً کشف الظنون جلد اول صفحہ ٢٣٠ مین ہے اما المفسرون من التابعین فمنہم اصحاب ابن عباس وہم علماء المکۃ المکرمۃ ومنہم مجاہد وعکرمۃ المتوفی ثلاث ومائۃ ١٠٣ھ قال عرضت القرآن علی ابن عباس رض ثلاثین مرۃ احتج علی تفسیرہ الشافعی والبخاری۔

[2] امام صالحانی یہ ساتوین صدی کے اعلام اخیار سے ہین چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلایل مین انکی نسبت فرماتے ہین۔ الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسجایا المکارم الملقب بین الاجلۃ الائمۃ الاعلام بمحیی السنۃ وناصر الحدیث ومجدد الاسلام العالم الربانی العارف السبحانی سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم باخلاق عالم ربانی عارف سبحانی (الصالحانی) جو امامین اجلہ ائمہ اعلام القاب ناصر الحدیث محیی السنۃ مجدد الاسلام سے ملقب کئے جاتے ہین الخ
اور شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری اپنے کتاب (معرکۃ الآرا) مین مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہین کہ روایت صالحانی کہ از توضیح الدلایل سید شہاب الدین بچشم تلاش پرداخت مصداق اہل سنت ومکذب مزعوم شیعہ است چہ از روایات مذکورہ چون آفتاب نیمروز درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدائح شاہ مردان زیادہ تر از شیعان روایت کردہ اند (منقول از عبقات عذیر)

[3] کشف الظنون مین ہے۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری المعروف بنظام الاعرج الخ

قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا باسناد المذکورۃ عن مجاہد[١] رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت ہذہ الآیۃ بغدیر خم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی رواہ الصالحانی[٢]۔

یعنی آج کے روز کامل کیا میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کردی تم پر نعمت اپنی الخ باسناد مذکورہ ماقبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم میں نازل ہوئی پس فرمایا رسالتماب صلعم نے کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ہے) اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیساپوری تفسیر غرائب القرآن[٣] ورغائب الفرقان مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے حاشیہ پر طبع ہے صفحہ ۱۷۰ پر لکھتے ہیں۔

یا ایہا الرسول بلغ عن ابی سعید الخدری ان ہذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں بروز غدیر خم نازل ہوا اور اسکے نزول پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

---

[١] توثیق (مجاہد) امام محیی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔ ما نقلت فیہ من التفسیر عن عبد اللہ بن عباس رضی حبر ہذہ الامۃ ومن بعدہ من التابعین ائمۃ السلف مثل مجاہد وعکرمۃ وعطا ابن رباح والحسن البصری رضی وقتادہ وابی العالیۃ ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم والکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان۔ (ترجمہ) میں نے اپنے کتاب تفسیر معالم التنزیل میں) جو احادیث تفسیر نقل کی ہیں یہ وہ روایات ہیں کہ جو حبرامت حضرت عبد اللہ بن عباس اور اونکے بعد تابعین آئمہ سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطا بن ابی رباح وحسن بصری وقتادہ وابوالعالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاک ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے مروی ہیں۔ ایضاً طبقات جلد پنجم میں ہے۔ قال یحیی بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومائۃ ۱۰۴ھ وکان فقیہاً عالماً ثقۃ کثیر الحدیث ایضاً کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۳۰ میں ہے اما المفسرون من التابعین فمنہم اصحاب ابن عباس وہم علماء الکۃ المکرمۃ ومنہم مجاہد وعکرمۃ التوفی ثلاث ومائۃ ۱۰۳ھ قال عرضت القرآن علی ابن عباس رضی ثلاثین مرۃ اعتمد علی تفسیرہ الشافعی والبخاری۔

[٢] امام صالحانی یہ ساتویں صدی کے اعلام اخیار سے ہیں چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلایل میں انکی نسبت فرماتے ہیں۔ الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسجایا المکارم الملقب بین الاجلۃ الائمۃ الاعلام بمحیی السنۃ وناصر الحدیث ومجدد الاسلام العالم الربانی العارف السبحانی سعد الدین ابوحامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم باخلاق عالم ربانی عارف سبحانی (الصالحانی) جو مابین اجلہ ائمہ اعلام القاب ناصر الحدیث محیی السنۃ مجدد الاسلام سے ملقب کئے جاتے ہیں الخ
اور شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری اپنے کتاب (معرکۃ الآرا) میں مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہیں کہ روایت صالحانی کہ از توضیح الدلایل سید شہاب الدین بخشم نقلش پرداخت مصداق اہل سنت ومکذب مزعوم شیعہ است چہ از روایات مذکورہ چون آفتاب نیمروز درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدایح شاہ مردان زیادہ تر از شیعان روایت کردہ اند (منقول از عبقات عذیر)

[٣] کشف الظنون میں ہے۔ غرائب القران ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیساپوری المعروف بنظام الاعرج الخ

عاداہ فلقیہ عمر رض وقال
ھنیأ لک یا ابن ابی طالب اصبحت
مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول
ابن عباس والبراء ابن عازب ومحمد بن علی

اور کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب کہ تم آج
سے تمام مومنین ومومنات کے مولا ہوگئے (اور
یونہی عبد اللہ بن عباس اور براء ابن عازب اور
امام محمد باقر سے مروی ہے)۔

اور براء ابن عازب نے حدیث غدیر کو بقید تاریخ و دن و مہینہ و مقام کے روایت کی ہے
جسکو شیخ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنے کتاب نظم درر السمطین[1] فی فضائل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین
مین وارد کیا ہے اور جو عبقات الانوار غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹۳ سے نقل ہے۔

روی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین
البیہقی رحمہ اللہ بسندہ الی البراء بن عازب
قال اقبلنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع
حتی اذا کنا بغدیر خم یوم الخمیس ثامن عشر
من ذی الحجۃ فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ وکسح
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرتین فاخذ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بید علی ثم قال الست اولی
بالمومنین من انفسہم قالوا
بلی قال الست اولی بکل مومن من
نفسہ قالوا بلی قال الیس ازواجی امہاتکم
قالوا بلی فقال رسول اللہ صلعم فان ھذا مولی
من انا مولاہ اللہم وال من
والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ بعد ذلک فقال لہ ھنیأ لک
یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت
مولی کل مومن ومومنۃ۔

امام حافظ بیہقی نے بسند خود براء ابن عازب سے
روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی صلعم کے ساتھ حجۃ الوداع
سے چلے حتی کہ غدیر خم مین ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کے روز وارد
ہوئے پس الصلوۃ جامعۃ کی ندا دیگئی اور آنحضرت کے لئے
دو درختون کے بیچ صفائی کی گئی منبر تیار کیا گیا پس آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ
کیا مین مومنین کے لئے انکے نفوس سے اولی نہین ہون
سب نے عرض کیا بیشک پھر فرمایا کیا مین ہر مومن کیلئے
اوسکے نفس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا کہ
بیشک پھر فرمایا آنحضرت نے کیا میری بیبیان تمہاری
مان نہین ہین سب نے کہا بیشک ہین پس فرمایا
آنحضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ علی مولا
ہے خداوندا دوست اوسکو رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اوسکے بعد
ہی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت علی سے ملکر مبارکباد
دی اور کہا کہ خوشی ہو تمکو اے ابو طالب کے بیٹے صبح
کی تم نے اور شام کی تم نے در آنحالیکہ کل مومن ومومنہ
کے مولا ہوئے۔

یہی ۱۸ ذی الحجہ کا دن پنجشنبہ آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر کو سترہ دن پر منتہی ہوتا ہے اور پلٹنے سے ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو

[1] ذکر کتاب (درر السمطین) کشف الظنون مین ہے - درر السمطین فی فضائل المصطفی والمرتضی والسبطین للشیخ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی محدث الحرم النبوی المتوفی خمسین وسبعمائۃ سنہ ۷۵۰ھ (کشف الظنون ج اول ص [illegible])

(سہ شنبہ) اور یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو بیاسی روز پر پہونچتا ہے یعنی ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۸۱ دن اور ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی دن ہوتے ہین پس ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کو پنجشنبہ کے دن آیہ بلغ ما انزل الیک کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا جیسا کہ مجاہد تابعی کی روایت سے ثابت ہو کر مطابق ہو گیا اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ہوا جس سے یوم جمعہ کئی روز کے فصل سے غلط اور باطل ہو گیا۔

اور مفسرین نے جو یوم عرفہ یوم جمعہ بعد عصر کے نازل ہونیکی روایت کی ہے جس سے عید جمعہ قرار دیتے ہین وہ وقت بعد عصر کے شب شنبہ سے اتصال کرتا ہے جسکو (عشیہ شنبہ) کہینگے جسکی اکیاسیوین شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان روز (سہ شنبہ) ہوا اگر عرفہ کے دن (پنجشنبہ) ہو تو بعد عصر کے (عشیہ جمعہ) ہوتا اسلئے بھی سفیان اس عرفہ جمعہ مین شک کر گیا جو ہونا بھی چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے وفات کی تاریخ مین پیچیدگیان ڈال گئین اور صحیح روایتون کو اسی یوم عرفہ جمعہ کے پردہ مین رکھکر بسند ضعیف ولاصحیح (تفسیر درمنثور سیوطی وغیرہ) کہا گیا جیسا کہ اتقان[1] فی علوم القرآن سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ کے صـ۲۵ مین ہے۔

واخرج ابو عبید عن محمد بن کعب قال نزلت سورة المائدة فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة (منها) الیوم اکملت لکم دینکم فی الصحیح عن عمر انها نزلت عشیة عرفة یوم الجمعة عام حجة الوداع له طرق کثیرة لکن اخرج ابن مردویه[2] عن ابی سعید الخدری انها نزلت یوم غدیر خم واخرج مثله حدیث ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجة مرجعه من حجة الوداع

ابو عبید نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ (یوم غدیر خم مین) کے نازل ہوا اور اسی سورہ مین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہے جو صحیح (بخاری) مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ اسکا نزول عشیہ عرفہ جمعہ کے دن سال حجۃ الوداع مین ہوا جو بہت طریقون سے مروی ہے لیکن ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یوم غدیر مین نازل ہوا۔ اور یہی مضمون ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اور اسمین یہ زیادتی ہے کہ وہ اٹھارہوین ذی الحجہ تھی زمانہ مراجعت مین حجۃ الوداع کے اور یہ دونون صحیح نہین ہین اور اسی سورہ مین آیہ واللہ یعصمک من الناس ہے جسکی نسبت صحیح ابن حبان[3] مین ابو ہریرہ

---

[1] کشف الظنون مین ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنة احدی عشرة وتسعمائة ۹۱۱ھ

[2] طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی مین ہے۔ ابن مردویہ الحافظ الکبیر العلامہ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی صاحب التفسیر والتاریخ والمستخرج علی البخاری سمع اسمعیل بن علی بن زیاد القطان وخلقا وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف ولد سنة ۳۲۳ مات سنة ۴۱۰ھ۔

[3] کشف الظنون حصہ اول صـ۲۴۶ بذکر تاریخ اندکور ہے۔ ابن حبان محمد البستی الحافظ المتوفی سنة ۳۵۴ھ اربع وخمسین وثلثمائة۔
ایضاً الاکمال فی اسماء الرجال مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان البستی حافظ جلیل کثیر التصانیف حدث عن ابی خلیفة وابی یعلی وغیرہما۔
ایضاً شیخ جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن اسنوی کے طبقات فقہائے شافعیہ مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان الامام الحافظ مصنف الصحیح وغیرہ رحل الی الآفاق کان من اوعیة العلم لغة وحدیثا وفقہا ووعظا ومن عقلاء الرجال قاله الحاکم وقال ابن السمعانی امام عصرہ الخ۔

وکلاهما لا یصح (منهما) [illegible] فی صحیح ابن حبان عن ابی هریرة [illegible]

محمد ابن کعب قرظی (سے مروی ہے کہ یہ آیت سفر میں اتری) کی روایت سورہ مائدہ کے نزول کی اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ یعنی درمیان مکہ و مدینہ کے پوری مطابق ہو گئی لیکن آیہ اکمال دین کی اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کیونکہ صحاح میں حضرت عمر سے اس آیہ مبارکہ کا نزول عشیہ عرفہ جمعہ میں ہونا مروی ہے۔

یہ وہی روایت ہے جو قبل سے نقل ہو چکی اور جس میں یوم جمعہ مشکوک بیان کیا گیا ہے جس سے یکم ذی الحجہ پنجشنبہ مشکوک ثابت ہو چکا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر بھی اپنے تفسیر جلد سیوم صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں وہی دونوں صحیح روایتیں لکھکر اسی حدیث حضرت عمر سے غیر صحیح کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اس حدیث میں حضرت عمر کی روایت قابل احتجاج نہیں ہو سکتی کیونکہ غرض مشترک شامل ہے)

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری انها نزلت علی رسول الله صلعم یوم غدیر خم حین قال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم رواه عن ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجة یعنی مرجعه علیه السلام من حجة الوداع ولا یصح لا هذا ولا هذا بل الصواب الذی لا شك فیه ولا مریة انها نزلت یوم عرفة وکان یوم جمعة۔

ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے واسطہ اور ابو سعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوئی جبکہ حضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور ایسے ہی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ وہ تاریخ اٹھارہویں ذی الحجہ تھی یعنے حجۃ الوداع کے مراجعت میں اور یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ ایسا حق جسمیں شک و اشتباہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیت بروز عرفہ نازل ہوئی اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ باب مرض النبی صفحہ ۹۸ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ میں جہاں امام سہیلی کے وفات النبی ۱۲ ربیع الاول کے اشکال کا ذکر کیا ہے کہ عرفہ جمعہ یعنی یکم ذی الحجہ پنجشنبہ سے اگر تینوں مہینے ذی الحجہ، محرم، صفر خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ ۲۹، ۲۹، ۲۹ یا ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ لئے جائیں تو کسی صورت کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) نہیں آتا اسکا یہ جواب دیا گیا ہے۔

واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشهر الثلاثة کوامل وکان اهل مکة والمدینة اختلفوا فی رویة هلال ذی الحجة فراه اهل مکة لیلة الخمیس ولم یره اهل المدینة الا لیلة الجمعة

علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کی شام شب پنجشنبہ میں ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی شام

فحصلت الوقفة برویة اهل مکة رجعوا
الی المدینة فارخوا برویة اهلها وکان
اول ذی الحجة الجمعة۔

شب جمعہ کو تو یہ بسبب رویت ہلال اہل مکہ تردد ہوا
جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذیحجہ
قرار پائی۔ (باقی تفصیل دیکھو حاشیہ ۲۴ کتاب ہذا)

جب اہالی مدینہ کے رویت سے یکم ذیحجہ (جمعہ) تو ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کے (دوشنبہ) ہوا جو اسی تاریخ واقع یوم غدیر خم مین محمد ابن کعب قرظی کی روایت سے سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی یہ روایت تائید کرتی ہے۔

سیرۃ المصطفےٰ حافظ علاء الدین مغلطائی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ مین ہے۔

وذکر یعقوب عن ابن عباس نزلت سورۃ
المائدة یوم الاثنین۔

یعقوب نے ابن عباس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ سورۂ
مائدہ بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی جو اس درجہ کے ہین کہ اونکی شرح صحیح بخاری[1] متن بخاری کا حکم رکھتی ہے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۶۸ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۱ھ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین جو سورہ مائدہ کی تفسیر مین ہے مثل بخاری کے سورۂ مائدہ کے ذکر کو چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو اس طرح وارد کیا ہے (پوری روایت اسکے بعد لکھی جائے گی جسمین سورہ مائدہ بھی ہے)

ما اخرجه الطبری بسند فیه ابن لهیعة عن
ابن عباس ان هذه الاٰیة نزلت
یوم الاثنین۔

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی
سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت الیوم اکملت لکم
دینکم دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

روایت مذکورہ مین سورۂ مائدہ بھی شامل ہے جیسا کہ پہلی روایت ابن عباس سے ثابت ہے جسکی پوری روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ ص ۴۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ کی یہ ہے۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال
اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لهیعة
عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن
عباس نزلت سورة المائدة یوم الاثنین
الیوم اکملت لکم دینکم۔

ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہمسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق
نے کہا اونسے خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اونسے
حنش سے اونسے ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم
اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

ہر دو روایت کا دوشنبہ خود حافظ ابن کثیر کے یکم ذیحجہ جمعہ سے ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا پس صحیح بخاری والا عرفہ جمعہ قطعاً غلط اور دروغ ہوگیا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ کے سند والی روایتین اتقان سیوطی کی صحیح ہوگئین۔

اور صحیح بخاری مین صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو سورۂ مائدہ سے نو دن پہلے مشکوک جمعہ کے ساتھ لکھا گیا ہے

[1] بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مین ہے "فتح الباری شرح صحیح البخاری" بجہت کثرت شہرت و کثرت نقل و اعتماد بر آن حکم متن یعنی بخاری حاصل شدہ"

جس سے کل سورۂ مائدہ آیہ الیوم یئس الذین کفروا الی اخشون تک مدنی اور صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی قرار پاتی ہے۔
چنانچہ امام محی السنتہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل مین اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ کلھا الا الیوم اکملت لکم دینکم — یعنی سوائے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے کل کا کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

جس سے کل سورۂ مائدہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون تک مدنیہ ہے جو حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ جب کہ یہ روایت کے مطابق اور درایت کے موافق ہے تو آخر حصہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نو دن[۹] پہلے یوم عرفہ کو نازل ہونا کسی نہج سے صحیح نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے

لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین اور علامہ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل مین اور صاحب تفسیر مواہب العلیہ[۱] نے اپنے تفسیر حسینی مین صحیح بخاری کے خلاف الیوم یئس الذین کفروا کا نزول بھی یوم عرفہ جمعہ کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کی دوسری روایت جو آگے نقل ہوگی سورہ مائدہ کے عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی ہے علاوہ اسکے صحیح مسلم مین حضرت عمر سے دوسری روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی لیلۃ الجمعہ کے ساتھ وارد ہے۔

اور اول الذکر ہر دو تفسیرون مین آیہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون وقد نزلت یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع وارد ہے

اور یہی مضمون تفسیر مواہب العلیہ حسین بن علی مین ہے۔ (الیوم) امروز جمعہ است و یا عرفہ (یئس الذین کفروا) ناامید شدند کافران (من دینکم) از بطلان دین شما یا رجوع شما بدین ایشان (فلا تخشوہم) پس مترسید از فتنہ ایشان (واخشون) و بترسید از من این آیت نماز دیگر روز عرفہ در حجۃ الوداع فرود آمد آنحضرت بر ناقہ عضبا سوار بود بعد نزول این آیت ہشتاد[۸۱] و یک روز زیست یعنی آج کے دن عرفہ جمعہ کو کفار مایوس ہوئے تمہارے دین کے باطل کرنے سے یا مایوس ہوئے تمہارے رجوع ہونے اونکے دین سے پس اونکے فتنہ سے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع مین بعد نماز عصر نازل ہوئی اور حضرت ناقہ عضبا پر سوار تھے اور بعد نازل ہونے آیہ الیوم یئس الذین کفروا کے ۸۱ دن حضرت زندہ رہے۔ یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے اکیاسیون[۸۱] دن بروز دوشنبہ ہونا چاہئے کیونکہ وفات النبی دوشنبہ کو واقع ہوئی۔ اور ۹ ذیحجہ کا اکیاسوان[۸۱] دن دوسری ربیع الاول کو سنیچر کا دن ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الشہدا[۲] صفحہ ۹۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ مین ہے۔ تا در شب چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت بزیارت گورستان بقیع توجہ فرمود روز دیگر آنحضرت را صداع طاری گشتہ۔ آوردہ اند کہ حضرت چاردہ روز بیمار بود۔
اسی کتاب کے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۰ھ صفحہ ۱۲۶ مین ہے " آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین[۲۸] تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا

---

[۱] کشف الظنون مین ہے۔ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود تسعمائۃ وھو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ ۱۲۔
[۲] کشف الظنون مین ہے۔ روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی ۹۱۰ھ۔

اور آپ چودہ دن بیمار رہے۔ یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر کے دو دن ماہ ربیع الاول کے بارہ دن کل چودہ دن ہوئے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ کا چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر (پنجشنبہ) یہ اکیاسی[81] دن ہوئے۔

انہیں حسین بن علی واعظ کاشفی مصنف روضۃ الشہدا فارسی کے معاصر علامہ جلال الدین سیوطی اپنے تاریخ الخلفا[1] ص۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں یہ روایت وارد کی ہے۔

والخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب ان ابابکر بویع یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ۔

واقدی نے حضرت عائشہ اور عبداللہ ابن عمر اور سعید بن مسیب کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر کی بیعت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ وفات النبی کے دن واقع ہوئی۔ (یہ ۱۲ ربیع الاول اور ۲۸ صفر چہارشنبہ تاریخ مرض النبی کی قید سے ہے)۔

دیکھو عمدۃ القاری[2] شرح صحیح بخاری عینی حنفی جلد ۸ ص۲۴۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ۔

قال الواقدی قالوا بدی برسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلتین بقیتا من صفر وتوفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاول وبہ جزم محمد بن سعد کاتبہ۔

واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ بروز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں اور وفات النبی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربیع الاول کی خالی ہوئیں اور اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی یقین کیا ہے جس سے کل مدت مرض النبی چودہ دن ہوتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی کے تلامذہ خاص محمد بن یوسف صالحی صاحب سبل[3] الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مشہور بہ سیرت شامی باب التاسع والسبعون فی سریۃ اسامۃ بن زید میں لکھتے ہیں۔

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ تاریخ الخلفا لجلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ وہو احسن ما صنف فیہ۔

[2] محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود قاضی القضاۃ بدر الدین العینی ولد بمصر ۸۶۲ھ له شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وشرح الکنز وغیر ذلک وکان اماماً عالماً علامۃ عارفاً بالعربیۃ والتصریف حافظاً للغۃ ۔ وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ (الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی)

[3] کشف الظنون میں ہے۔ سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للشیخ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی المتوفی سنہ ۹۴۲ھ وہو احسن کتب المتاخرین وابسطہا فی السیرۃ النبویۃ وذکر فی آیاتہ العظیمۃ انہ منتخب من اکثر من ثلثمائۃ کتاب واتی فیہ من الفوائد بالعجب العجاب وقد زادت ابوابہ علی سبعمائۃ وان اسمہ سبل الرشاد الخ۔

ایضاً مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام کے مسلک ثانی میں لکھا ہے۔ و تتمہ این صحیفہ شریفہ در سیرت شامی کہ کتابے بس کلان و کھنا مشتمل بر دو ہزار باب است۔

ایضاً مولوی حسن زمان خان حیدر آبادی نے مستحسن میں لکھا ہے۔ قال العلامۃ الحافظ الشامی صاحب السیوطی فی السیرۃ المسماۃ بسبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

فلما كان يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدى عشرة امر رسول الله صلعم الناس بالتهيؤ لغزو الروم ... فلما كان يوم الاربعاء لليلتين بقيتا من صفر ابتدا ای مرض رسول الله صلعم فصدع وحمی فلما اصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواء بيده -

پس جب دوشنبہ کا دن ۲۶ صفر کا ہوا یعنی کہ چار راتین صفر ۱۱ھ کی باقی تھین تو رسول اللہ نے لوگون کو جنگ روم کیلئے آمادگی و تیاری کا حکم فرمایا اور جب یوم چہارشنبہ ۲۸ صفر کا کہ دو راتین صفر کی باقی تھین تو رسول اللہ کو شکایت مرض درد سر اور بخار کی پیدا ہوئی اور جب ۲۹ صفر پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو رسول اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا

اور اصابہ[1] فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۴ صفحہ ۳۷۸ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء میں ہے -

قال الواقدی توفيت فاطمة ليلة الثلاثاء لثلث خلون من شهر رمضان سنة احدى عشرة -

حافظ ابن حجر نے واقدی کے حوالہ سے وفات جناب فاطمہ علیہا السلام شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ مین ہونا روایت کی ہے -

وفی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ باب بعث النبی اسامة بن زيد فی مرضه الذی توفی فيه وذكره ابن اسحاق فی السيرة المشهورة ولفظه بدأ برسول الله صلعم وجعه يوم الاربعاء فاصبح يوم الخميس فعقد لاسامة (صفحہ ۱۰)

فتح الباری شرح بخاری باب اسامہ بن زید کے متعین ہونے کے درمیان اوس مرض النبی کے جسمین وفات واقع ہوئی ابن اسحاق نے اپنی مشہور سیرت مین لکھا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ کو چہارشنبہ کے دن اور دوسرے روز پنجشنبہ کی صبح کو حضرت نے اسامہ کے لئے علم جنگ درست فرمایا۔

اور اوسی فتح الباری کے صفحہ ۹۹ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ مین ۲۸ صفر چہارشنبہ کی یہ روایت ہے۔

اما رواه ابن سعد من طريق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتكی رسول الله صلعم يوم الاربعاء لليلة بقيت من صفر

اور زرقانی[2] علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ مین ہے

عند ابن سعد من طريق عمر بن علی بن ابیطالب عن ابيه قال اشتكی رسول الله صلی الله عليه وسلم يوم

فتح الباری مین عمر بن علی بن ابیطالب کی سند سے اور زرقانی مین عمر بن علی بن ابیطالب نے اپنے باپ علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن

---

[1] کشف الظنون مین ہے اصابہ فی تمیز الصحابہ للحافظ شہاب الدین احمد ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فی مجلدات کبار جمع فیہا فی الاستیعاب وذیلہ [2] کشف الظنون مین ہے شرح المواہب للمولی العلامة خاتمة المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی ۱۱۲۲ھ اثنین وعشرین ومائة والف شرح حافلا فی اربعة مجلدات جمع فیہ اکثر الاحادیث المرویة فی شمائل المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیرہ ... اعیان القرن الثانی عشر ... محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف الازہری المالکی شہیر الزرقانی الامام المحدث ... الفقیہ العلامة الخ

الا دعاء للیلۃ بقیت من صفرہا۔ — جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی حضرت کو شکایت مرض کی پیدا ہوئی۔

اس روایت نے ماہ صفر کو ۲۹ دن کا قرار دیا ہے اسی کی تائید ملا معین نے اپنے معارج النبوۃ[1] رکن چہارم صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ لاہور ۱۲۹۲ھ میں کیا ہے (جس سے یکم صفر پنجشنبہ ۱۲ صفر دوشنبہ ہوا لیکن پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ) در روز چہارشنبہ بست و ہشتم صفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تپ و درد سر عظیم روی نمود روز پنجشنبہ ۲۹ سلخ ماہ صفر (ختم) ہمین ماہ باوجود انحراف مزاج لوائے بدست مبارک جہۃ اسامہ بن زید ترتیب نمود الخ۔

بروز چہارشنبہ ۲۸ صفر آنحضرت صلعم درد سر اور بخار مین مبتلا ہوئے اور بروز پنجشنبہ ۲۹ صفر (جو ماہ صفر کا ختم ہو گیا) اس روز حضرت رسولخدا صلعم باوجود ناسازی مزاج کے اسامہ بن زید کے لئے لوائے جنگ اپنے دست مبارک سے درست فرمایا ہے۔

اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہوتا ہے انہین دونون تاریخون کے مابین ستر دن کا عدد ہے یعنی ماہ صفر ۲۹ دن ماہ محرم ۳۰ دن ماہ ذیحجہ ۲۹ سے ۱۸ ذیحجہ تک گیارہ دن کل ۷۰ دن ہوئے۔ یہ صفر کے مہینے کا ۲۹ صفر کا پنجشنبہ پانچوان پنجشنبہ ہے جو یکم ۸ و ۱۵ اور ۲۲ صفر مین ہوتا ہوا ۲۹ صفر مین داخل ہوا جسکے بعد یکم و ۸ ربیع الاول جمعہ و ۹ ربیع الاول شنبہ ۱۰ ربیع الاول یکشنبہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ جو ۱۸ ذیحجہ کا بیاسوان دن ہوا یہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جس دن بروایت محمد بن کعب قرظی سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی آخری آیتین آیہ تبلیغ اور آیہ اکمال دین ہین۔

چنانچہ آیہ اکمال دین کے بارے مین تفسیر درمنثور سیوطی[2] مجلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مین حضرت کے آخر عمر کی مدت ادیوم

اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال مکث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما نزلت ہذہ الایۃ احدی وثمانین لیلۃ قولہ الیوم اکملت لکم دینکم — ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جناب رسول خدا اکیاسی شب ٹھرے۔

اوسی تفسیر درمنثور سیوطی کے صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم[3] وابن مردویہ وابن عساکر[4] عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الایۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک — ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر

---

[1] کشف الظنون مین ہے معارج النبوۃ فی اسیر المعین الحاج محمد المعروف بملا مسکین۔

[2] کشف الظنون مین ہے۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشرۃ تسعمائۃ

[3] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمن بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی ۔۔۔ کان بحرا فی العلوم ومعرفۃ الرجال صنف فی الفقہ واختلاف الصحابۃ والتابعین ۔۔۔ وکان زاہدا یعد من الابدال قالت فی الجرح والتعدیل ۔۔۔ ایضا کشف الظنون مین ہے تفسیر ابن ابی حاتم عبد الرحمن بن محمد الرازی الحافظ المتوفی سنہ ۳۲۷ھ سبع وعشرین وثلثمائۃ۔

[4] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن عساکر الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین الشافعی ۔۔۔ المتوفی سنہ ۵۷۱ھ

من ربك على رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔

یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ) کو علی بن ابی طالب کے بارے مین نازل ہوا ہے۔

ان مردویہ آخری حدیثون کو علامہ سیوطی نے صحیح حدیثون مین قبول کرکے داخل کیا ہے جسکی تائید کتاب مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان کے اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی[1] عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لما نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلے اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ یعنی اے رسول پہونچادو اوس حکم کو جو تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوا ہے تو رسول خدا نے جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولا ہے یا الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے

پس کل سورہ مائدہ آیہ تبلیغ تک ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ یوم غدیر مین درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نازل ہونا حتماً و جزماً و یقیناً ثابت و متحقق ہوگیا جس کے بعد رسولخدا کامل اکیاسی شبانہ روز زندہ رہکر وفات فرماگئے۔

جبکہ سورہ مائدہ کا نازل ہونا حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ یعنے غدیر خم کے دن علامہ سیوطی نے صحیح روایات مان کر تسلیم کیا ہے اور اسی وجہ سے اتقان فی علوم القرآن کی روایت مین سورہ مائدہ کے بعد آیہ تبلیغ کا ذکر نہین لائے کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کے شمول مین نازل ہوئی بلکہ لفظ (منہا) کے ساتھ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو حضرت عمر کی سند سے یوم عرفہ عشیہ یوم جمعہ سے اور ابن مردویہ کی سند سے بواسطہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ یوم غدیر خم اٹھارھوین[18] ذیحجہ کی روایت کی ہے اور آیہ تبلیغ کا نزول یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ابو سعید خدری کی روایت صحیح تسلیم ہے تو اونہین ابو سعید خدری کی روایت الیوم اکملت لکم دینکم کی اوسی تاریخ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم حتماً صحیح ہے کیونکہ آیہ اکمال دین کا نزول تبلیغ رسالت کی تکمیل کے بعد ہوا یہی وجہ ہے کہ کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے

چنانچہ تاریخ خمیس[2] دیار بکری جلد اول صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

(ذکر ترتیب ما نزل بالمدینۃ) واول ما نزل بالمدینۃ سورۃ البقرۃ ثم

---

[1] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے۔ الرسعنی الامام المحدث الرحال الحافظ المفید عالم الجزیرۃ عز الدین ابو محمد عبد الرزاق بن رزق اللہ بن ابی بکر بن خلف الجزری ولد براس عین ۵۸۹ھ وسمع الکندی وعدۃ بھذا الشان وصنف تفسیرا وکان اماما متفننا ذا فنون وادب اجاز للدمیاطی وابن قوہی مات ۶۶۱ھ
ایضاً کشف الظنون باب میم مین ہے مطالع انوار التنزیل ومفاتح اسرار التاویل لعبد الرزاق بن رزق اللہ بن ابی بکر بن خلف بن ابی الہیجا الحنبلی الرسعنی المتوفی ۶۶۱ھ وھو تفسیر کبیر الخ۔

[2] کشف الظنون مین ہے خمیس فی احوال انفس نفیس للقاضی حسین بن محمد الدیار بکری المالکی نزیل مکۃ المکرمۃ المتوفی حدود ۹۶۶ھ وھو کتاب مشہور

الانفال ثم آل عمران ثم الاحزاب ثم الممتحنة ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحديد ثم سورة محمد ثم الرعد ثم الرحمن ثم هل اتى على الانسان ثم الطلاق ثم لم يكن ثم الحشر ثم اذا جاء نصر الله ثم النور ثم الحج ثم المنافقون ثم المجادلة ثم الحجرات ثم التحريم ثم الصف ثم الجمعة ثم التغابن ثم الفتح ثم التوبة ثم المائدة

قال البخاری حدثنا ابو الوليد حدثني شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت البراء يقول آخر سورة نزلت براءة۔

کہا بخاری نے حدیث کی مجھ سے ابو الولید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اوس نے سنا مین نے براء سے آخر سورہ جو نازل ہوا براءۃ ہے۔

(حدیث مذکورہ صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ ج اکبر بالناس فی سنۃ تسع کی ہے)

اور اسی صحیح بخاری جلد ثالث باب تفسیر سورہ مائدہ مین آیہ اکمال دین کے نزول کا ذکر ہے۔ یہ جو حدیث نمبر سیوم جو پہلے لکھی گئی جسکے مطابقت مین ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ سورہ مائدہ کی یوم عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی یہ حدیث وارد کی ہے جو حضرت عکرمہ در باب آیہ تبلیغ وتاکید در آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم کے اخفا مین وضع کیگئی ہے وہ یہ ہے۔

قال ابن جرير حدثنا الحسن بن يحيى قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن حبيب عن ابن ابي نجيح عن عكرمة ان عمر بن الخطاب قال نزلت المائدة يوم عرفة ووافق يوم الجمعة

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے حسن بن یحیی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اونھے کہ خبر دی ہمکو معمر نے حبیب سے اونے ابن ابی نجیح سے اوس نے عکرمہ سے کہ کہا عمر بن خطاب نے کہ سورہ مائدہ عرفہ کے دن نازل ہوا جو موافق تھا یوم جمعہ کے دن کے۔

اس حدیث مین لفظ (وافق یوم الجمعۃ) یعنی موافق تھا وہ دن جمعہ کے دن سے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جمعہ نہ تھی پنجشنبہ تھا جسکا دوسرا وقت عشیہ جمعہ کہا جاتا ہے اور نمبر سیوم کی حدیث جس مین سفیان یوم جمعہ مین شک کرتا ہے نیز دوسری حدیث انہین عمر بن خطاب کے بیان کی جو آگے صحیح مسلم مین آئیگی آیہ اکمال دین کا نزول لیلۃ الجمعہ مین وارد ہے پس عرفہ والا جمعہ کسی طرح صحیح نہین آتا نیز کل سورہ مائدہ کا کلی ہونا لازم آتا ہے۔ اور دونون حدیثون یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات والی عمر بن خطاب کی روایت مین قیس بن مسلم مرجیا خارجی اور عکرمہ خارجی اور کذاب ہے اسلئے موزون حدیثین قطعی غلط اور جھوٹی ہین اور جسکو یہ ذیل کی حدیث بالکل باطل کرتی ہے۔

قال ابن جرير حدثني المثنى قال ثنا حجاج بن المنهال[1] قال

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حجاج بن منہال نے

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے۔ حجاج بن المنہال الحجۃ الحافظ ابو محمد البصری الانماطی روی عن شعبۃ وقرۃ بن خالد ویزید بن ابراہیم وہمام وعبد العزیز ... وعنہ خ واحمد بن الفرات وعبد اللہ الدارمی الذہلی واسمعیل القاضی وابو مسلم الکجی وخلق قال ابو حاتم ثقۃ فاضل وقال احمد العجلی ثقۃ رجل صالح قال البخاری مات فی شوال سنۃ سبع وعشرۃ ومائتین

له البراء بن عازب الانصاری ... صحابی ... [illegible]

المتوفی ۱۶۴ھ

ثنا همام[1] عن قتادة[2] قال المائدة المدنية۔

کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہا وہ سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

اس روایت کے رواۃ سند میں حجاج بن منہال اور ہمام و قتادہ واقع ہیں جن سے بخاری نے اپنی صحیح میں روایتیں کی ہیں اور یہ کہ آیہ تبلیغ جسکا آخری حصہ واللہ یعصمک من الناس ہے جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی۔ جلد ثانی صفحہ ۲۹۸ میں پوری آیت اس طور سے مذکور ہے۔

اخرج ابن مردویه[3] عن ابن مسعود قال کنا نقرأ على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولى المومنين وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس۔

ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے عہد میں آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو یوں پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنوں کا مولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہ ہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور اللہ دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریگا۔

غرض کہ آیہ تبلیغ کی پوری آیت جو واللہ یعصمک من الناس پر ختم ہے معلوم ہو گئی علامہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں صحیح ابن حبان کے حوالے سے بسند ابوہریرہ آیہ مذکورہ کا سفر میں نازل ہونا وارد کیا ہے جسکی تائید کی یہ روایت ینابیع المودة شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے جو بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک ہے۔

اخرج الثعلبي عن ابي صالح عن ابن عباس وعن محمد الباقر قالا نزلت هذه الآية في علي ايضا الحمويني[4] في فرائد السمطين

علامہ ثعلبی نے ابی صالح کے طریق ابن عباس کی سند سے اور امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ جناب علی کے بارے میں نازل ہوئی اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابوہریرہ کی

---

[1] خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے ہمام بن یحیی الازدی العوذی ابو عبد اللہ البصری احد الائمة عن الحسن وعطاء ونافع ویحیی بن ابی کثیر وامم وخلق وعنه الثوری وابن مبارک وابن مهدی قال احمد ثبت فی کل المشایخ وقال ابو حاتم ثقة فی حفظه شیٔ قال ابن حبان مات سنة اربع وستین ومائة ۱۶۴ھ۔

[2] طبقات ابن سعد جلد ۷ میں ہے۔ قتادہ بن دعامة السدوسی وکان ثقة مامونا حجة فی الحدیث توفی قتادة ثمان عشرة ومائة

[3] زرقانی علی المواہب میں ہے ابوبکر الحافظ احمد بن موسی بن مردویه الاصبهانی الثبت العلامة ولد سنة ثلث وعشرین وثلثمائة وصنف التاریخ والتفسیر والمسند والمستخرج علی البخاری وکان قیما بهذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف مات عشر واربعمائة ۴۱۰ھ۔

[4] ابراہیم الحموینی یہ ساتویں صدی کے مشاہیر فضلاء سے ہیں۔ چنانچہ معجم مختص ذہبی میں ہے۔ ابراہیم بن محمد بن المؤید بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن حمویه الامام الکبیر المحدث شیخ المشایخ صدر الدین ابو المجامع الخراسانی الجوینی الصوفی ولد سنة اربع واربعین وستمائة وسمع بخراسان وبغداد والشام والحجاز وکان ذا اعتناء بهذا الشان وعلی یده اسلم الملک غازان توفی بخراسان فی سنة اثنتین وعشرین وسبعمائة المتوفی ۷۲۲ھ۔

اخرجه عن ابی هریرة ایضا المالکی اخرج فی فصول المهمة عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآیة فی علی فی غدیر خم هکذا ذکره الشیخ محی الدین النووی

سند سے نیز ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں ابوسعید الخدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی کے بارے میں غدیر خم میں نازل ہوئی ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ میں بہ تفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے۔

والصحیح ان هذه الآیة مدنیة بل هی من اواخر ما نزل بها۔

یعنی صحیح و تحقیق ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنیہ ہے بلکہ آیہ موصوفہ از روی تنزیل قرآن کی آخری آیتوں سے ہے

پس آیہ تبلیغ جو سورہ مائدہ کا آخر جز ہے جسکا مدنیہ ہونا اور ابوہریرہ رض اور ابوسعید خدری کی سند سے واقعہ غدیر خم میں نازل ہونا ثابت ہے ...... جس سے اتقان والی روایتیں ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کے سند کی آیہ اکمال دین کے نزول روز غدیر خم کی صحیح مطابق ہوگئی اور صحابہ میں ابوہریرہ رض و ابن عباس رض و ابوسعید خدری عطیہ غیر منسوب براء بن عازب ابن مسعود اور تابعی جلیل اور آل محمد سے جناب امام باقر علیہ السلام جو اہلبیت اطہار سے ہیں آیہ تبلیغ کا نزول جناب علی علیہ السلام کے بارے میں روز روشن کی طرح ثابت و عیان ہوگیا۔ انھیں ہر دو آیتوں کے مقام نزول اخفا کرنیکے لئے یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہونے کی روایتیں گڑھی گئیں۔ یہی ہر دو روایتیں آیہ اکمال دین اور سورہ مائدہ والی عمر بن خطاب رض ہی سے مروی ہیں جو یوم جمعہ کی قید کے ساتھ ہیں جس جمعہ کو خود حضرت عمر رض کے بیٹے عبد اللہ بن عمر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کے روایت سے باطل کر چکے ہیں۔

اب اسی آیہ تبلیغ کی یہ حدیث بخاری کی مخرجہ اوسی باب تفسیر سورہ مائدہ میں ملاحظہ کرو۔

قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن اسمعیل عن شعبی عن مسروق عن عائشة قالت من حدثك ان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتم شیئا مما انزل علیه فقد کذب واللہ یقول یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الآیة

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اسمعیل سے اونے شعبی سے اونے مسروق سے اونے عائشہ سے کہا اونھوں نے کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرت (صلعم) نے کلام منزل سے کچھ چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول جو کچھ تم پر اترا ہے وہ پہونچا دے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ کی یہ حدیث مخرجہ حضرت عائشہ جو شرط شیخین کے مطابق ہے جو نہیں اخراج کیگئی وہ حضرت کے آخر عمر کی ہے اور جسکی مدت ۸۱ شبانہ روز کی حدیث ابن جریج کی پہلے نقل ہو چکی۔

عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرأ المائدة فقلت نعم فقالت اما انها اخر سورة نزلت۔

جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اونھوں نے پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا کہ یہ سورہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

عـه کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۰ جز ۲ الفصول المهمة فی معرفة الائمة و فضلهم و معرفة اولادهم و نسلهم للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی ۸۵۵ھ خمس و خمسین و ثمان مائة

اور ارشاد الساری[1] شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی باب تفسیر سورۂ مائدہ کی شرح جلد ۷ صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ میں سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی یہ روایت ہے۔

وقد روی الامام احمد عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذة بزمام العضباء ناقة رسول الله اذ نزلت علیه المائدة کلها وکادت من ثقلها تدق عضد الناقة۔

امام احمد بن حنبل نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ میں ناقہ رسول اللہ کے مہار کو پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے میں پورا سورۂ مائدہ نازل ہوا اور قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے بارے شانۂ ناقہ کو شکستہ کر دے۔

اور عمدۃ القاری[2] شرح صحیح البخاری للعلامہ عینی حنفی جلد ۸ صفحہ ۵۸۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ باب تفسیر سورۂ مائدہ کی شرح میں ہے۔

وذکر ابو عبیدة عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورة المائدة علی سیدنا رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة وهو علی ناقته فانصدع کتفها فنزل عنها صلی الله تعالی علیه وسلم

اور ذکر کیا ہے ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی کی سند سے کہا اونہوں نے کہ نازل ہوا سورۂ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے اور وہ حضرت ناقہ پر سوار تھے پس اونہوں نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں جلدی کی اور حضرت اتر پڑے۔

پہلی حدیث مخرجہ امام احمد سے پورا سورہ مائدہ اور دوسری حدیث سے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے یہی سورہ مائدہ نازل ہوا پس درمیان مکہ و مدینہ سے غدیر خم کا دن مراد ہے جیسا کہ ملا یعقوب لاہوری جو متاخرین شارح بخاری میں اپنی شرح تہذیب الکلام میں فرماتے ہیں۔

ولما تواتر من قوله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه وانت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی التمسک بالحدیث الاول انه صلی الله علیه وسلم جمع الناس یوم غدیر خم وغدیر خم موضع بین مکة والمدینة

جبکہ حد تواتر تک پہونچ چکی ہے یہ خبر کہ رسالتمآب نے ارشاد فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه اور فرمایا انت منی بمنزلت ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی تو تمسک حدیث اول یہ ہے کہ جمع کیا رسالتمآب نے یوم غدیر خم (اور غدیر خم ایک موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ مقام جحفہ میں) بعد اپنے پلٹنے کے حجۃ الوداع سے پھر چڑھے منبر پر اور آگاہ کیا خطبہ پڑہنے والے تھے اور خطاب کیا تھے تمام حاضرین سے اور فرمایا حضرت نے اے گروہ مسلمین

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ ارشاد الساری من شروح صحیح البخاری شرح الفاضل شہاب الدین احمد القسطلانی المصری الشافعی صاحب مواہب اللدنیۃ المتوفی ۹۲۳ھ اور کشف الظنون میں ہے۔ المواہب اللدنیۃ فی السیرۃ للشیخ الامام شہاب الدین احمد القسطلانی وہو کتاب جلیل القدر کثیر النفع الخ

[2] کشف الظنون میں ہے۔ ومن شروح المشہورۃ ایضا شرح العلامۃ بدر الدین ابی محمد محمود العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ سنۃ خمس وخمسین وثمانمائۃ وہو شرح کبیر ایضا فی عشرۃ اجزاء وازید وسماہ عمدۃ القاری الی ان قال وحکی ان بعض الفضلاء ذکر لابن حجر ترجیح شرح العینی ... وبالجملۃ فان شرحہ حافل کامل فی معناہ لکن لم ینتشر کانتشار فتح الباری فی حیوۃ مولفہ الخ۔ اسی کشف الظنون میں ہے ... عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان تسعۃ عشر مجلدا للامام بدر الدین محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائۃ

بالجحفة وذلك اليوم بعد رجوعه من حجة الوداع ثم صعد النبي صلے الله عليه وسلم خطيبا مخاطبا معاشر المسلمين الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلےٰ قال من كنت مولاه فعلے مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله وهذا الحديث اورده علی رضی الله عنه يوم الشوری عندما حاول ذكر فضائله ولم ينكره احد الخ

آیا مین تم سے اولیٰ نہین ہون تمھارے نفسون سے سبھون نے کہا سچ فرمایا آپ نے فرمایا حضرت نے جس کا مین مولا ہون اوس کے علی مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور چھوڑ دے اوسکو جو چھوڑ دے علی کو اور یہ حدیث وارد کیا تھا علی رضی اللہ عنہ نے یوم شوریٰ مین اوسوقت جسوقت کہ قصد کیا تھا آپ نے اپنے فضائل کا اور نہین انکار کیا کسی ایک نے۔

نیز زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث (صحیح مسلم) مین رسول اکے آخر عمر کا خطبہ الوداعی اسی یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ) کا ہے جو آگے نمبر (۱۱) مین آئیگا جس مین حضرت نے اپنے وفات کی خبر دی ہے اور خاص طور پر حدیث ثقلین مکرر ارشاد فرمایا ہے۔

اسی روایت زید بن ارقم مین غدیر خم کی تفصیل آجانے سے دیگر کتب مین اس مقام کی تصریح کی گئی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب طبری جلد ثانی صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ مین ہے۔

غدیر خم موضع بین مکة والمدینة بالجحفة یعنی غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ قریب جُحفہ کے۔

اسلئے روایت محمد بن کعب قرظی کی مخرجہ سورۂ مائدہ کے نزول کی حجة الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے مدینہ ہی ہوگی قرآن مجید ما بین دفتین مین مدنیہ مذکور ہے امام احمد اور عبد بن حمید کی مخرجہ حدیث مین کل کا کل سورہ مائدہ نازل ہوا جس سورہ مائدہ کا آخری جز آیہ تبلیغ ہے پس جہان آیہ تبلیغ نازل ہوا وہین کل سورۂ مائدہ نازل ہوا۔ اور آیہ تبلیغ یوم غدیر ما بین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور آیہ تبلیغ کی تفسیر واقع صحیح بخاری کی شرح مین علامہ عینی حنفی عمدة القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۵۸۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین یون بیان فرماتے ہین۔

ص باب يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك
ذكر الواحدی[ع] من حديث الحسن بن محمد قال حدثنا علی بن عباس عن الاعمش وابی الجحاف عن عطيه عن ابی سعيد قال نزلت هذه الاية يا ايها الرسول

ش ای هذا باب فی قوله تعالیٰ يا ايها الرسول الآية
امام واحدی نے حسن بن محمد کے حدیث سے بروایت ابو سعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم جناب علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا۔

ع کشف الظنون مین ہے۔ اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی سنہ ۴۶۸ھ ۔ وهو اشهر ما صنف فيه ۱۲ -

بلغ ما انزل الیک من ربک الآیة یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب وقال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلما نزلت ھذہ الآیة اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقیل بلغ ما انزل الیک من حقوق المسلمین فلما نزلت ھذہ الآیة خطب علیہ السلام فی حجة الوداع۔

اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے روایت ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے معنی یہ ہیں کہ اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل میں نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا میں مولا ہوں اوسکے علی مولا ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ آیہ بلغ ما انزل الیک مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں نازل ہوا ہے جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول اللہ صلعم نے حجة الوداع میں خطبہ پڑھا۔

حدیث مذکورہ سے آیہ تبلیغ کا نزول ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر میں درمیان مکہ و مدینہ کے حجة الوداع سے مراجعت میں نازل ہونا ثابت ہو گیا جس سے کل سورہ مائدہ کا نزول اسی یوم غدیر میں محقق ہوا۔ جس آخری آیہ تبلیغ کے نزول پر رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ فرمایا ہے جسکو احمد بن الفضل بن محمد باکثیر نے وسیلة المآل میں وارد کیا ہے ایک خطبہ جو عامر بن لیلی بن ضمرة اور حذیفہ بن اسید سے صـ۵۶ کتاب ہذا میں علامہ سمہودی کے جواہر العقدین سے نقل ہو چکا ہے دوسرا خطبہ یہ ہے جسکو عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صـ۲۹۵ سے نقل کیا جاتا ہے۔

وعن حذیفة[1] بن اسید الغفاری او زید بن ارقم رضی اللہ عنہما قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع نھی اصحابہ عن شجرات بالبطحاء متقاربات ان ینزلوا تحتھن ثم بعث الیھن من یقم ما تحتھن من الشوک وعمد الیھن

حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جسوقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجة الوداع سے فارغ ہو کر آنے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے منع فرمایا کہ اون درختوں کے نیچے نہ اترنا جو بطحا میں برابر لگے ہوئے ہیں اس کے بعد حضرت نے کسی کو بھیجا کہ وہ جاکر اون درختوں کے نیچے جھاڑو دیدے اور کانٹے صاف کر دے اور حضرت اون درختوں کے نیچے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اسکے بعد حضرت کھڑے ہوئے اور اصحاب کی طرف

[1] یہ حذیفہ بن اسید صحابی ہیں جنکا نام ابی سریحہ بھی ہے۔ جنکی مخرجہ حدیث کو محمد بن بشار بندار شیخ بخاری و ترمذی نے حدیث غدیر کی روایت اخراج کی ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبة عن سلمة بن کہیل قال سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی سریحة او زید بن ارقم شک شعبة عن النبی صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔۔ و ابو سریحة ہو حذیفة بن اسید صاحب النبی صلعم۔

وسط قومهن ثم قام فقال یا ایها
الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر
انه لن یعمر نبی الا نصف عمر
الذی یلیه من قبله وانی لاظن
انی یوشك ان ادعی فاجیب
وانی مسئول وانکم مسئولون
فماذا انتم قائلون قالوا
نشهد انك قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خیرا فقال
الیس تشهدون ان لا اله الا
الله وان محمدا عبده ورسوله
وان جنته وناره حق وان
الموت حق وان البعث حق بعد
الموت وان الساعة اتیة لا ریب
فیها وان الله یبعث من فی القبور
قالوا بلی نشهد بذلك قال اللهم اشهد
ثم قال یا ایها الناس ان الله مولای وانا
مولی المومنین وانا ولی بهم من انفسهم
فمن کنت مولاه فهذا مولاه یعنی علیا
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
ثم قال ایها الناس انی فرطکم وانکم
واردون علی الحوض اعرض مما بین
بصری الی صنعاء فیه عدد النجوم قدحان
من فضة وانی سائلکم حین تردون
علی الحوض عن الثقلین فانظروا کیف
تخلفونی فیهما الثقل الاکبر کتاب الله
عزوجل سبب طرفه بید الله وطرفه

ارشاد فرمایا اے گروہ مردم خداوند عالم نے مجکو خبر دی
ہے کہ ہر نبی نے اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف
عمر پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ رحلت
قریب ہے اور مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی کہ آیا
مین نے احکام آلٰہی کو پہونچایا پس تم کیا کہنے والے ہو
سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین کہ آپ نے کما ینبغی ابلاغ
رسالت کیا اور سعی بلیغ کی اور نصیحت کی پس آپ کو خدا
جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا آیا تم اسکی گواہی
نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد
اوسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت اور دوزخ حق
ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا بیشک ہم
ان سب امور کا اقرار کرتے ہین اسپر آنحضرت نے فرمایا
خدایا تو شاہد رہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا
مولا ہے اور مین مومنین کا مولا ہون اور مین تمہارے
لئے تمہارے نفسون سے اولیٰ ہون پس جسکا مین مولا
ہون اوسکا یہ مولا ہے یعنی علیؑ بار الٰہی اوسکو دوست
رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو
دشمن رکھے پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس مین تم سے پہلے
پہونچونگا اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے
اسکا عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری اور صنعاء سے اور
اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی کے پیالے ہونگے
اور جب تم میرے پاس وہان پہونچوگے تو مین تم سے ثقلین
کے بارے مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے ان دونون کے
حق مین کیا کیا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارے
ہاتھون مین پس اوس سے تمسک کرو تبدل و ضلالت
سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق

بایدیکم فاستمسکوا به لاتضلوا ولا تبدلوا وعترتی اهلبیتی فانہ قد نبانی اللطیف الخبیر انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اخرجه الطبرانی[1] فی الکبیر والضیاء فی المختارة من طریق سلمة بن کهیل عن ابی الطفیل وهما من رجال الصحیح عنه بالشک فی صحابیه هل هو حذیفة بن اسید او زید بن ارقم واخرجه ابونعیم فی الحلیة وغیره من حدیث زید بن الحسن الانماطی وقد حسنه الترمذی۔

حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہون حوض پر اسکو طبرانی[1] نے معجم کبیر مین اور ضیا نے مختارہ مین طریق سلمہ بن کہیل سے ابوالطفیل کی سند سے نقل کیا ہے اور یہ دونون رجال صحیح سے ہین اور اونکو شک ہے کہ کون سے وہ ناقل صحابی ہیں حذیفہ بن اسید ہین یا زید بن ارقم ہین نیز ابونعیم نے حلیہ وغیرہ مین حدیث زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے اور ترمذی نے تحسین کی ہے اسکی آخر۔

اور زرقانی علی المواہب جلد ختم ص۱۳ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ مین ہے۔

وللطبرانی[1] وغیره باسناد صحیح انه صلی الله علیه وسلم خطب بغدیر خم وهو موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع فذکر الحدیث وفیه یا ایها الناس ان الله مولای وانا مولی المومنین وانا اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واحب من احبه وابغض من ابغضه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق[2] معه حیث دار وزعم بعض ان زیادة اللهم وال الخ موضوعة مردود بان ذلک جاء من طریق صحیح الذهبی

طبرانی وغیرہ نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ خطبہ ارشاد فرمایا حضرتؐ نے غدیر خم مین اور وہ ایک مقام ہے جحفہ مین پلٹتے ہوئے حجۃ الوداع سے بعد اسکے حدیث (غدیر) کو ذکر کیا ہے اور اوس مین ہے کہ اے گروہ مردم بتحقیق کہ اللہ مولی ہے میرا اور مین مولی مومنین کا ہون اور مین اونکے لئے اولی ہون اونکے نفسون سے پس جسکا مین مولا ہون علی اوسکے مولا ہین خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اور تو دوست رکھ اوسکو جو اون سے دوستی رکھے اور بغض فرما اوس سے جو اون سے بغض رکھے اور نصرت فرما اوسکی جو اونکی نصرت کرے اور نہ نصرت کر اوسکی جو اونکی نہ نصرت کرے اور حق کو دایر رکھ اونکے ساتھ جس طرف کہ یہ جائین اور بعض لوگون کا گمان کرنا کہ اللہم وال من والاہ سے آخر تک جو زیادتی کر

[1] کشف الظنون مین ہے معجم الکبیر فی الحدیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی ۳۶۰ھ

[2] اس حدیث کو ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی مناقب علی علیہ السلام مین ان لفظون سے وارد کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار۔ یعنی فرمایا رسالتماب صلعم نے علی علیہ السلام کے بارے مین اے اللہ علی کے ساتھ حق کو پھیر جس طرف علی پھر جائے۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین وارد کرکے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین یعنی یہ حدیث صحیح اور شرط بخاری ومسلم کے مطابق ہے۔

وروی الدارقطنی[1] عن سعد قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلک وقالا امسیت یا ابن ابی طالب مولیٰ کل مومن ومومنة۔

وہ موضوع ہے یہ گمان مردود ہے اسلئے کہ یہ زیادتی آئی ہے طرق ذہبی سے بکثرت۔ اور حافظ دارقطنی نے سعد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور عمر نے سنا قول پیغمبر (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کہا دونوں نے اے ابن ابیطالب آپ نے ایسی شام کی کہ کل مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور معارج النبوة مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۲ھ آخر ص۳۱ مین ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ درین امر تہنیت بجا آوردند۔ لائے ہین کہ زیادہ تر صحابہ نے یہان تک کہ امہات مومنین نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کو اس امر (ولایت) کی مبارکباد ادا فرمائی۔

اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مراۃ المومنین مین لکھا ہے۔ "بالجملہ چون این حدیث در غدیرخم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیر ملاقات می کرد مبارکباد میداد۔

جو یہ حدیث غدیر رسول اللہ نے ارشاد کی تو صحابہ مین سے جو بھی حضرت امیر سے ملاقات کرتا وہ مبارکباد دیتا۔

اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جز سیوم ص۱۴۴ مین ہے۔

پس امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ بموجب فرمودۂ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمتش رفتہ لوازم تہنیت بہ تقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولیٰ کل مومن ومومنة یعنی خوشحال تو اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ بودی بعد از ان امہات مومنین برحسب اشارہ سید المرسلین بخیمہ امیرالمومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند۔

یعنی تاریخ حبیب السیر مین ہے کہ بعد حدیث غدیر کے جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر صلعم خیمہ مین تشریف فرما ہوئے تاکہ گروہ صحابہ کا حضور امیرالمومنین مین جاکر مراسم مبارکبادی بجا لائے منجملہ گروہ صحابہ کے حضرت عمر بن خطاب نے جناب ولایتمآب کو باین الفاظ مبارکبادی کہ مبارک ہو اے فرزند ابوطالب کہ آج کیا اچھی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے۔

بعد ان حضرات صحابہ کے امہات مومنین نے بموجب فرمانے رسول اللہ صلعم کے خیمہ امیرالمومنین علی علیہ السلام مین جاکر رسم

---

[1] عبر ذہبی مین بوقایع ۳۸۵ھ کے ہے الدارقطنی ابوالحسن علی بن عمر بن احمد البغدادی الحافظ المشہور صاحب التصانیف فی ذی القعدة ولہ ثمانون سنة روی عن البغوی وطبقتہ ذکرہ الحاکم صار اوحد عصرہ فی الحفظ والفہم والورع واماما فی القراء والنحاة وصاد فتہ فوق ما وصف لی ولہ مصنفات یطول ذکرہا وقال الخطیب کان فرید عصرہ وقریع دہرہ ونسیج وحدہ وامام وقتہ قال القاضی ابوالطیب الطبری الدارقطنی امیرالمومنین فی الحدیث

تہنیت کی ادا فرمائی۔

اسی واقعہ غدیر مین آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا جس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی یہی حدیث مجاہد کے سند سے پہلے نقل ہو چکی ہے۔ جسکے بعد رسول اللہ صلعم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔

عین اکیاسوین روز رسول اللہ صلعم نے پھر حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۷) ابن سعد صفحہ ۱۵۴ و ۵۵ ۱ جسکو ساتمآب صلعم نے عین وفات کے دن فرمایا اور اسی روز طلب قرطاس بھی فرمایا ہے۔ اور یہ تاریخ گیارہ ربیع الاول تھی اور یوم دوشنبہ تھا جو ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن از روی حدیث اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۹۰ دن یعنی تین مہینے (یہ مدت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر کا مفروضہ) بلا سند ہے۔ تاہم دونون مدت گیارہ ربیع الاول پر ختم ہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ) ہوتا ہے۔

چنانچہ تحفہ اثناعشریہ باب دہم طلب قرطاس مین ہے "کہ قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل شدہ بود و مہر ختم بر آن گزاشتہ۔

یعنی طلب قرطاس کے ۹۰ دن (تین مہینے) پہلے آیہ کریمہ موصوفہ اکمال دین نازل ہو چکا تھا۔ عرفہ کا نزول ہرگز صحیح نہیں ہے جو حضرت کے شکریہ سے خالی ہے۔ نیز تین مہینے کی مدت آخر عمر کی ابن عباس کے روایت کے معارض ہے اور آیہ تبلیغ کے نازل ہونے کے بعد اسی گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی شبانہ روز ختم ہین اسلئے ابن عباس کی روایت اکیاسی یوم کی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے حضرت کے آخر عمر کی حتماً و جزماً و یقیناً صحیح ہے جسکے چند گھنٹے کے بعد خاص غدیر خم مین آیہ اکمال دین نازل ہوا

بہرحال رسول اللہ صلعم نے یوم احتضار کو طلب قرطاس فرمایا ہے اور اس روز صبح سے حضرت کو قطعاً افاقہ ہوگیا تھا

چنانچہ الفاروق شبلی صفحہ ۶۲ مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے۔

"عین وفات کے دن آپکی حالت اسقدر سنبھل گئی تھی کہ لوگون کو بالکل صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر اسی خیال سے اپنے مکان کو جو مدینہ منورہ سے دو میل پر تھا واپس چلے گئے لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا۔"

اور سیرت النبی شبلی حصہ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۳ مین ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن حضرت انس بن مالک سے بخاری و مسلم مین روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب التفات فی الصلوٰۃ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا یحیی بن بکیر قال	بخاری نے کہا کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن بکیر نے
حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن	کہا اونے کہ حدیث کی ہم سے لیث نے عقیل سے اونے ابن
شہاب قال اخبرنی انس بن مالک	شہاب زہری سے کہا اونے کہ خبر دی مجکو انس بن مالک نے

و توفی من آخر ذلک الیوم - کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی ۔

اور تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ۳ مین ہے ۔

قال البخاری حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ قال حدثنی سلیمان بن بلال عن ہشام بن عروۃ قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلعم ان رسول اللہ مات و ابوبکر بالسنح -

کہا بخاری نے کہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھے سلیمان بن بلال نے ہشام بن عروہ سے کہا اونے خبر دی ہمکو عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ رسول صلعم نے وفات کی اور ابوبکر سنح (جو مدینہ سے دو میل پر ہے) مین تھے ۔

رسالتمآب صلعم کا یوم احتضار (دوشنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمانے کی یہ روایت دلالت کرتی ہے

کتاب المرضی عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ و فی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی قد غلب علیہ الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اہل البیت فاختصموا فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعدہ و منہم من یقول ما قال عمر الخ ۔

کتاب المرضی مین عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس بیان کرتے ہین کہ جب جناب رسالتمآب صلعم کا وقت رحلت قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جنمین حضرت عمر بن خطاب تھے پیغمبر نے فرمایا لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہمین کافی ہے (اسکے بعد) لوگ جو گھر مین حاضر تھے مختلف ہوگئے کوئی کہتا تھا کہ جو کچھ فرمایا اسکی تعمیل کرو تمھارے لیے پیغمبر نوشتہ لکھدین جسکی وجہ سے گمراہ نہو اور کوئی وہی کہتا تھا جو عمر نے کہا تھا الخ ۔

ایضاً کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن ابن عباس قال حضر النبی و فی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب فقال ہلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی غلبہ الوجع و عندکم القرآن فحسبنا کتاب اللہ ۔ الخ ۔

اور کتاب الاعتصام والسنۃ مین ہے ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جن مین حضرت عمر بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم ہرگز گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن ہے تو ہمین خدا کی کتاب کافی ہے الخ

تیسری روایت صحیح بخاری کی جسمین یوم احتضار کی جگہ (اشتد بالنبی صلعم وجعہ) لایا گیا ہے ۔ حالانکہ یوم احتضار حضرت کو بالکل افاقہ ہوگیا تھا ۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وہب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین کتابہ۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے یحیی بن سلیمان نے کہا اونھون نے حدیث کی مجھے ابن وہب نے کہا اونھون نے خبر دی مجکو یونس نے ابن شہاب سے اونے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونے ابن عباس سے کہا اونھون نے کہ جب آنحضرت پر مرض درد اور اوسکے تکلیف کی شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کاغذ دو تو مین تمھارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے وہ ہمین کافی ہے بس اتنا کہنے سے صحابہ مین اختلاف اور شور ہونے لگا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ اور میرے پاس اختلاف و تنازع نکرو پس سب لوگ اوٹھکر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپکی کتاب کے درمیان حائل ہوئی۔

یہ واقعہ طلب قرطاس کا موت کے قریب مین واقع ہوا جسکی تائید کی یہ حدیث مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ سے لکھی جاتی ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا موسی بن داود حدثنا ابن لہیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلعم دعا عند موتہ بصحیفۃ لیکتب فیہا کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیہا عمر بن الخطاب حتی رفضہا۔

بسلسلہ اسناد مذکورہ حضرت جابر سے روی ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا وقت موت کے صحیفہ جس پر کچھ لکھا سکتے تا انکہ لکھین اوس مین ایک نوشتہ نہ گمراہ ہون وہ (صحابہ) بعد اوس (نبی) کے کہا راوی نے پس مخالفت کی اوس پر عمر بن الخطاب نے یہان تک کہ چھوڑدیا اوس صحیفہ کو یا بازگشت کی اوس سے۔

غرض کہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو طلب قرطاس کے مقدمہ مین حضرت عمر کا اختلاف اور رسول اللہ کا اپنی بارگاہ سے اوٹھا دینا اور جسکے بعد حضرت عمر کو حالت حیات مین زیارت رسول اللہ کی نصیب نہوئی تا ہے پھر بارہ ربیع الاول کو وفات رسول اللہ سے انکار کیا گیا۔

عبقات الانوار غدیر جلد اول ۱۲۷ مین لکھا ہے کہ علامہ صفدی نے تاریخ وافی بالوفیات مین ابراہیم بن سیار نظام کے سند سے نقل کیا ہے

کہ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے کتاب وافی بالوفیات مین بہ ترجمہ ابراہیم بن سیار نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن سیار بن ہانی البصری المعروف بالنظام المتوفی ۲۳۱ھ نے کہا۔ و قال نص النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم علی ان الامام علی و عینہ و عرفت الصحابۃ ذلک و لکن کتمہ عمر لاجل ابو بکر۔ اور کہا نص کی اور بیان صریح فرمایا رسول اللہ صلعم نے اس امر پر کہ امام ہین علی مرتضیٰ اور معین کردیا انکو واسطے امامت اور خلافت کے اور پہچان لیا سب صحابہ نے ان کو امام امت اور خلیفہ رسول و لیکن چھپایا اس امر کو حضرت عمر نے بسبب ابوبکر کے۔

اب یہان پر مناسب ہے کہ بخاری کی صحیح اور تاریخ صغیر سے وہ روایتین نقل کیجاتین جن مین رسول اللہ کی وفات کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر کی وفات کو یوم (دوشنبہ) کی قید سے ذکر کیا گیا ہے بلکہ جس طرح وفات النبی دوشنبہ کے آخر وقت یعنی عشیہ دوشنبہ مین ہوا اوسی لحاظ سے وفات ابوبکر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ مین کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ اور تاریخ صغیر بخاری حصہ اول صفحہ ۲۰ مطبوعہ الہ آباد ۱۳۲۵ھ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا معلی بن اسد حدثنا وہیب عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت دخلت علی ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی صلعم قالت فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ و قال لہا فی ای یوم توفی رسول اللہ ص قالت یوم الاثنین قال ارجو فیما بینی و بین اللیل فلم یتوف حتی امسی من لیلۃ الثلاثاء و دفن قبل ان یصبح۔

بخاری کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے معلی بن اسد نے کہا حدیث کی ہم سے وہیب نے ہشام سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ) سے اونہون نے عائشہ سے وہ بیان کرتی ہین کہ مین اپنے باپ ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوئی اونہون نے مجھسے دریافت کیا کہ رسول اللہ کو کتنے کپڑون مین کفن دیا مین نے عرض کی تین کپڑون مین جو سفید روئی کے تھے اوس مین عمامہ و قمیص داخل نہین اسکے بعد اونہون نے کہا کہ کس روز رسول اللہ نے وفات پائی مین نے عرض کیا کہ دوشنبہ کے دن اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ مین بھی امید کرتا ہون کہ ایسے ہی درمیان دوشنبہ اور سہ شنبہ کے مین بھی مرون پس نہین مرے مگر دوشنبہ کے شام شب سہ شنبہ مین اور اسی شب سہ شنبہ مین صبح سے پہلے دفن ہو گئے

---

[۱] مع صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے درر کامنہ مین اس عنوان سے بیان کیا ہے جسکے مختصر اجزا لکھے جاتے ہین۔ خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الادیب صلاح الدین الصفدی ابو الصفا ولد سنۃ ست او سبع و تسعین و ست مائۃ تقریبا + + اخذ عن الشہاب محمود و ابن سید الناس و ابن نباتۃ و ابی حیان و نحوہم و سمع بمصر من یونس الدبوسی و من معہ و بدمشق من المزی و جماعۃ + + ثم اخذ فی التالیف فجمع تاریخہ الکبیر الذی سماہ الوافی بالوفیات فی نحو ثلثین مجلدۃ علی حروف المعجم + + و قال الذہبی فی حقہ الادیب البارع الکاتب شارک فی الفنون و تقدم فی الانشاء و جمع و صنف و قال ایضا سمع منی و سمعت منہ و لہ توالیف و کتب و بلاغۃ و قال فی المعجم المختص الامام العالم الادیب البلیغ الاکمل طلب العلم و شارک فی الفضائل و ساد فی الرسائل و قرأ الحدیث الخ مات بدمشق ۷۶۴ھ۔

وفی تاریخ صغیر بخاری ط ۱۹ قال البخاری قال ابونعیم توفی ابوبکر لثمان لیال بقین من جمادی الاخری سنۃ ثلاث عشرۃ۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا کہ وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جبکہ اس مہینہ کے ختم کی آٹھ راتین باقی تھین واقع ہوئی۔

دونون روایتون سے حضرت ابوبکر کی وفات ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ یوم دوشنبہ کے شام بعد مغرب شب سہ شنبہ مین برآمد ہوئی قبل اسکے رسول اللہ کی وفات انس بن مالک کی روایت سے یوم دوشنبہ کے آخروقت مین واقع ہونا۔ بخاری اپنے صحیح مین بیان کرچکے ہین۔ چونکہ دوشنبہ کا آخروقت شب سہ شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے اسوقت کو لفظ (عشیہ) سے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور حضرت ابوبکر کا اسی دوشنبہ و سہ شنبہ کے مابین اپنے مرنیکی آرزو کرنا انس کی روایت وفات نبی کا آخر یوم پر واقع ہونے کو قوی ترکرتا ہے۔

حدیث مذکورہ کی شرح مین حافظ ابن حجر عسقلانی[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب موت یوم الاثنین کتاب الجنائز مین یہ بیان دیتے ہین

قیل حکمۃ سؤالہ لہا عن ذلک بصیغۃ الاستفہام توطئۃ لہا للصبر علی فقدہ واستنطاقہا لما یعلم انہ یعظم علیہا ذکرہ لما فی بدایتہ لہا بذلک من ادخال الغم العظیم علیہا الا انہ یبعد ان یکون ابوبکر نسی ما سأل عنہ مع قرب العہد ویحتمل ان یکون السؤال عن قدر الکفن علی حقیقتہ لانہ لم یحضر ذلک لاشتغالہ بامر البیعۃ واما تعیین الیوم فنسیانہ ایضا محتمل لانہ دفن لیلۃ الاربعاء فیمکن ان یحصل التردد ہل مات یوم الاثنین او الثلاثاء۔

شارح کہتے ہین کہ جو حدیث عائشہ سے مروی ہے اسکے متعلق بعض لوگون کا خیال ہے کہ ابوبکر نے جو استفہام کے صیغہ کے ساتھ کفن رسول کے متعلق عائشہ سے سوال کیا تو وہ عائشہ کے تسلی دلانے کی بنا پر تھا اور اس غم والم کی یاد تازہ کرنی مقصود تھی جو عائشہ کو رسول کی وفات سے ہوا تھا۔ مگر یہ بعید ہے کہ ابوبکر سا صحابی باوجود زمانہ رسول مین ہونے کے رسول کے کفن کے متعلق سوال کرے اسکے علاوہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ ابوبکر دفن کفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ امر بیعت مین مشغول تھے لہذا انکو کیا خبر کہ کتنے کپڑون مین رسول کو کفن دیا گیا اور کیسے دفن ہوئے۔ اور وفات کے دن کے تعین کے متعلق جو سوال کیا تھا وہ بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ رسالتمآب شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے ہین۔ لہذا ممکن ہے کہ ابوبکر کو یہ احتمال ہو کہ آپ نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا یا سہ شنبہ کو اور اصل دن انکو بھول گئے ہون۔

[1] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے۔ ابن حجر شیخ الاسلام والامام الحافظ فی زمانہ وحافظ الدیار المصریۃ بل حافظ الدنیا مطلقاً قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی الکنانی العسقلانی ثم المصری الخ بطولہ۔ المتوفی ۸۵۲ھ

جبکہ رسول اللہ کی وفات آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو خود صحیح بخاری ثابت کرتی ہے جسمین یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اوسوقت نہ تھے بلکہ مدینہ سے باہر دو میل پر موضع سنح مین تھے ۔ اگر دن کا کچھ حصہ باقی بھی تھا تو وہ بھی ذرا دیر مین گزر گیا اور شب آگئی ۔ اسلئے لوگون نے وفات کا وقت دن چڑھے کا بیان کیا ہے اور اسیوقت کو ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ ہجرت کے دن حضرت کے داخلہ مدینہ سے تطبیق دی ہے ۔

چنانچہ ابن[1] اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ذکر وفاۃ و مبلغ عمرہ ص ۲۳ و ۳۴ مین لکھا ہے

عن انس وتوفی آخر ذلك اليوم قال ابو عمر[2] ثم بدأ برسول الله صلى الله عليه وسلم مرضه الذي مات فيه يوم الاربعاء[3] لليلتين بقيتا من صفر سنة احدى عشرة ××× وقبض يوم الاثنين ضحیٰ[4] فی الوقت دخل فیه المدينة لاثنتی عشرة خلت من ربيع الاول ودفن يوم الثلاثاء حين زاغت الشمس وقيل بل دفن ليلة الاربعاء ۔

انس سے مروی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر وقت دوشنبہ کے دن ہوئی کہا ابو عمر نے پھر شروع ہوا وہ مرض رسول اللہ جس مین حضرت کی وفات واقع ہوئی وہ چہارشنبہ کا دن تھا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کو اور وفات ہوئی دوشنبہ کے دن بوقت ضحی یعنی دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول کو جس مین اسیوقت حضرت مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اور دوپہر ڈھلے سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے

چونکہ انس کی روایت صحیح بخاری کی ہے اور جسکو زہری نے روایت کی ہے ہر دو وجہ سے انس کی روایت اصح روایات سے ماننے جانیکے لائق ہے نیز وہ وقت شب سہ شنبہ سے متصل تھا اسی لئے حضرت ابوبکر نے دوشنبہ اور شب سہ شنبہ کے درمیان اپنے مرنے کی تمنا کی تھی ۔

لیکن جب لوگون نے دیکھا کہ انس کی روایت سے وفات کے دن ابوبکر کی خلافت نہین قرار پاتی کیونکہ وہ غیر حاضر تھے اور موسم سرما کی وجہ سے جو کچھ تھوڑا وقت بھی رہا وہ قابل گنجایش نکالنے کے نہین تھا بالفرض اگر آدمی اطلاع کیلئے بھیجا جائے تو پہونچتے پہونچتے یا ابوبکر کے آنے تک شب کا ہو جانا یقینی ہے ۔ اور حضرت ابوبکر اور صحابہ کے پہونچنے کے بعد کچھ آئے ہین مثلاً حضرت عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ ۔

مگر حافظ ابن کثیر جنکا ماخذ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے اسلئے اونھون نے اپنی تاریخ بدایۃ و النہایۃ مجلد ثانی مین بذکر خلافت ابوبکر اسیکو اختیار کیا ہے بلکہ جو کچھ باقی تھا اوسکو بھی پورا کر دیا یہانتک کہ اوسی دوشنبہ کے دن مسجد نبوی مین بیعت عامہ ہونا بھی لکھ دیا ہے ۔

---

[1] ابوبکر اسدی کی طبقات شافعیہ مین ہے علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد العلامہ عز الدین ابو الحسن الشیبانی الجزری المورخ الحافظ المعروف ابن الاثیر اخو مجد الدین صاحب النہایہ ۔ ۔ توفی ثلثین وستمائۃ ۶۳۰ھ

[2] ولد اوتوفی سنۃ ثلاث وستین واربع مائۃ ابو عمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ المغرب (تاریخ ابن الوردی)

[3] قال ابن اسحاق کان یوم الاربعاء لیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ اسامۃ بن زید باب بعث النبی)

[4] دیکھو صفحہ ۲۳ کتاب ہذا کا ساتوان شعر نمبر ۲۶ ۔

توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک سنۃ احدی عشر من الہجرۃ ذلک فی ضحی ذلک الیوم فاشتغل الناس ببیعۃ الصدیق[1] فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ثم المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ[2] فی بقیۃ یوم الاثنین

وفات النبی دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ جیسا کہ مشہور ہے دن چڑھے دوشنبہ کے دن واقع ہوئی پس لوگ ابوبکر کی بیعت کو سقیفہ بنی ساعدہ میں مشغول ہوئے بعد کو جو دوشنبہ باقی تھا بیعت عامہ مسجد نبوی میں واقع ہوئی۔

وفی کنز العمال عن عروۃ قال ان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما لم یشہدا دفن النبی کان فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔

(ج۔ ۳ ص۱۳۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

کنز العمال میں عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے دفن کے وقت حضرت ابوبکر وعمر موجود نہ تھے بلکہ بمقام سقیفہ بنی ساعدہ بجمع انصار میں تشریف رکھتے تھے اور قبل اسکے کہ یہ دونوں صاحب وہاں سے واپس آئیں رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اگر حافظ ابن حجر عسقلانی کے بیان کے مطابق دفن رسول اللہ شب چہارشنبہ میں ہو تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو رسول اللہ کے دفن میں نہ شریک ہونے کی کیا وجہ ہوئی جس سے بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ سہ شنبہ کے دن بعد دو پہر دفن ہو گئے جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور شب چہارشنبہ کا دفن لفظ قیل یعنی ضعیف قول سے ہے نیز ابن سعد کی مخرجہ روایت نمبر (۷) ص۱۴۷ و ۱۴۸ ملاحظہ کرو جسمیں اول راوی عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے جن سے بخاری ومسلم نے اپنے اپنے صحیح میں تاریخ سفر حجۃ الوداع کی روایت کی ہے اور وہ روایت وفات ودفن کی سعید بن مسیب تک اور اسی میں دوسری روایت ہے جو جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتی ہے جسمیں دوشنبہ کو انتقال اور سہ شنبہ کو دفن ہے یہ عمدہ اور صحیح روایتوں سے ہے چونکہ دوسرا وقت شب چہارشنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے ابن اسحاق نے مدت خلافت ابوبکر کا تعین اسی شب ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے کیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ معارف ابن قتیبہ چھاپہ فرنگستان ص۸۵ ترجمہ ابوبکر میں مذکور ہے۔

قال ابن اسحاق فکانت[3] خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آخر کی ۹ راتیں بارہ ربیع الاول کی شام تیرھوین شب سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ تیرہ میں نو جمع کرنے سے بائیس ۲۲ ہونگے۔ اور ۱۲ ربیع الاول جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن یعنی چہارشنبہ کا چودھواں روز سہ شنبہ ہوا پس تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے اور وفات النبی دوشنبہ کے دن ہے جسکی شام کو انتقال اور صبح بارہ ربیع الاول سہ شنبہ کو دن چڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر وغیرہ کا آنا اور سقیفہ میں جانا وہاں خلافت کے معاملہ میں انصار سے معرکہ آرائی کرنا جسکے بعد واپسی

---

[1] غیاث اللغات میں ہے سقیفہ ایوانے بود نہان کہ عرب برائے مشورہ باطل و آن جمع می شدند بجائے مشورہ و دغل بیہودہ را گویند (منتخب)

[2] لیکن معارف ابن قتیبہ طبع یورپ ص۸۵ میں ہے (بیعۃ العامۃ یوم الثلاثاء) یعنی بیعت عامہ بروز سہ شنبہ ہوئی

[3] دول الاسلام ذہبی میں ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث یعنی ابن اسحاق بن یسار صاحب سیرۃ کے بارے میں شعبہ کا قول ہے کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث ہے۔ بقیہ حاشیہ ص۲۰۴ پر دیکھیے

اوسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ دفن ہوچکے یہ حساب تیرھوین شب سے موافق بیان ابن اسحاق کے معلوم کرچکے۔ اب اونکے استاد امام زہری کا بیان ہے جنھون نے بارھوین شب ربیع الاول سے ابتدای خلافت ابوبکر کا شمار کیا یعنی گیارہ کی شام سے۔

چنانچہ طبقات ابن سعد۔ جز ثالث قسم اول صہ ۱۴۳ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ سے یہ حدیث نقل ہے۔

قال بن سعد اخبرنا محمد قال حدثنی اسامة بن زید اللیثی عن محمد بن حمزة بن عمرو عن ابیه قال اخبرنا عمر بن عمران بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق عن عمر بن حسین مولی آل مظعون عن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن ابن ابی بکر قال واخبرنا محمد بن عبد الله ابن اخی الزهری عن الزهری عن عروة عن عائشة قالوا اول بدء مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الاخرة وکان یوما باردا فالیلة الثلاثاء لثمانی لیال بقین من جمادی الاخرة سنة ثلاث عشرة من مهاجر النبی صلعم وکانت خلافته سنتان وثلاثة اشهر وعشر لیال۔۔ وتوفی رحمه الله وهو ابن ثلاث وستین سنة مجمع علی ذلک فی الروایات کلها استوفی سن رسول الله کان ابو بکر ولد بعد الفیل بثلاث سنین

کہا ابن سعد نے خبردی ہمکو محمد بن عمر نے کہا اونھون نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسامہ بن زید لیثی نے محمد بن حمزہ بن عمرو سے اونھنے اپنے باپ سے کہا اور خبردی ہمکو عمر بن عمران بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق نے عمر بن حسین مولی آل مظعون سے اونھنے طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن ابن ابی بکر صدیق سے کہا اور خبردی ہمکو محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونھنے عروہ سے اونھنے حضرت عائشہ سے کہا اونھون نے ابتدای بیماری ابوبکر کی تحقیق غسل کیا ابوبکر نے سات جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو اور وہ دن بہت سرد تھا پس پندرہ دن تک بخار مین رہے اور وفات پائی ابوبکر نے شام کو شب سہ شنبہ مین جبکہ آٹھ راتین ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الثانی کو اور خلافت آپکی دو سال تین مہینے دس راتین اور وقت وفات اپنے ۶۳ سال کے تھے اسپر اجماع ہے کل روایت مین پورا کیا سن رسول اللہ کو اور ابوبکر کی پیدایش سنہ فیل کے تین سال بعد ہوئی۔

روایت مذکورہ سے وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی کی شام شب سہ شنبہ مین ہونا مطابق تاریخ صغیر بخاری کے معلوم ہوگیا اور کل حدیث خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتون کی ہے جو آخری مدت دس شبونکی بارھوین شب بائیسوین تک دس راتون کی ہوتی ہے جو گیارہ کی شام کو بارھوین شب کا آغاز ہوتا ہے اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق

عــہ اور شعبہ بخاری کے نزدیک حدیث کے مطابق امیر المومنین فی الحدیث ہے چنانچہ صحیح ترمذی کتاب العلل مین ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل نا عبد اللہ بن ابی الاسود نا ابن مهدی قال سمعت سفیان یقول شعبة امیر المومنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے کہا حدیث کی ہم سے ابن مہدی نے کہا سنا مین نے سفیان سے کہ کہتا تھا شعبہ امیر المومنین فی الحدیث ہے " پس محمد ابن اسحاق بخاری کے نزدیک بھی امیر المومنین فی الحدیث قرار پایا۔

اور سیرت شبلی جلد اول صہ ۲۷ مین ہے۔ ابن اسحاق کی نسبت اگرچہ امام مالک اور بعض محدثین نے جرح کی ہے تاہم انکا یہ رتبہ ہے کہ امام بخاری رسالہ جزء القراۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین اور اونکو صحیح سمجھتے ہین۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انھین سے لیتے ہین "

۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن تھا جس کا تیرھواں دن گیارہ[1] ربیع الاول دوشنبہ تھا جسکے آخر یوم پر انتقال رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی شام شب بارھویں ربیع الاول (سہ شنبہ) سے شروع ہوئی ہے۔

فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۔ جلد ۸ صفحہ ۴۳۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وفی حدیث ابی یعلی باسنادہ عن انس انہ توفی آخر نہار یوم الاثنین۔

حافظ ابو یعلی نے اپنے سند سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر دن یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہوئی۔

اس حدیث انس کے مطابق جبکہ دوشنبہ کے آخر دن پر آفتاب رسالت غروب ہوگیا اور شب سہ شنبہ آگئی تو یہ شب گزر کر سہ شنبہ[1] کے دن حضرت کا دفن ہونا روایت اور درایت دونوں کے مطابق صحیح ہے اور جسکی آنے والی شب چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۱۳ جمادی الآخرہ تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو ۹ راتین کامل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی ابن اسحٰق کے قول سے صحیح صحیح آگئی۔

اور جو حساب امام زہری نے دس راتوں کا شمار کیا ہے وہ وفات پاتے ہی جناب رسالتماب کے محسوب کیا ہے حالانکہ ابوبکر دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول کو آئے ہیں ۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے وفات النبی بارہ ربیع الاول کو دن چڑھے بیان کیا ہے تاکہ خلافت ابوبکر وفات رسول اللہ کے دن سے قرار پا جائے۔

جس طرح ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی جگہ حضرت عائشہ کی روایت مین (دوشنبہ) غلط لایا گیا ہے ویسے ہی دوسری روایت حضرت عائشہ مین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر مین (سہ شنبہ) کے بجاے (دوشنبہ) غلط ہے۔

پہلے ہم اُسی حدیث مخرجہ ابن سعد کا ذکر کرتے ہیں جسکے اسناد طویلہ کو چھوڑ کر محدثین نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ آخر اسناد سے اس طرح وارد کیا ہے۔

عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان اول مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ۔

اور یہی حدیث صرف وفات ابوبکر تک تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ اس عبارت سے ہے۔

اخرج الواقدی والحاکم عن عائشۃ قالت کان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ

[1] وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کے صفحہ ۲۳ مین ہے۔ و در موطا گفتہ کہ وفات آنحضرت روز دوشنبہ و دفن او روز سہ شنبہ۔

[2] توثیق موطا) سیرۃ النبی شبلی ج ۔ اول صفحہ ۳۸ مین ہے۔ لیکن موطائے امام مالک مین جس کی نسبت امام شافعی کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے (قرآن کے علاوہ) کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہین۔

نیز حدیث مذکورہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامۃ قسطلانی (جلد ۳ صفحہ ۴۰۳) مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ ۔ باب فضل موت یوم الاثنین میں ہے

عند ابن سعد من طریق الزہری عن عروۃ عن عائشۃ اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الاخرۃ وکان یوما باردا فحم خمسۃ عشر یوما ومات مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ ۔

یعنی ابن سعد نے زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ اول ابتدائے مرض ابوبکر ۷ جمادی الثانی دوشنبہ کے دن نہانے سے پیدا ہوا اور وہ دن سرد تھا پس پندرہ دن بخار آیا اور بائیس ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کی شام شب سہ شنبہ میں انتقال فرمایا ۔

جسکے معنی یہ ہوئے کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوشنبہ تھا جسکی شام کو بعد مغرب شب سہ شنبہ میں وفات حضرت ابوبکر واقع ہوئی جبکہ ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ تھا تو جمادی الثانی کو سہ شنبہ ہوا پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو سہ شنبہ جس کی آنے والی شب چہارشنبہ میں رحلت واقع ہونا روایت مذکورہ سے برآمد ہوا جسکا حساب صاحب روضۃ المناظر نے ٹھیک لگایا ہے ۔

چنانچہ روضۃ المناظر ابن شحنہ حلبی حنفی (یہ تاریخ کامل کے گیارھوین جلد کے حاشیہ پر ہے) مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ جسکے صفحہ ۱۱۵ پر ہے

وتوفی ابوبکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ ۔

ابوبکر کی وفات شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جبکہ اس مہینے کی آٹھ راتین باقی تھیں واقع ہوئی

پس روایت مذکورہ ۲۲ جمادی الثانی یوم دوشنبہ کی خود حضرت عائشہ کے بیان سے باطل ہوگئی اور ابن اسحق کی روایت سے ۲۳ جمادی الثانی کو جمعہ کے دن رحلت ابوبکر ہے جس سے ۲۲ جمادی الثانی کو (پنجشنبہ) اور آنے والی شب جمعہ میں انتقال ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ قبل اسکے ہم لکھ آئے ہین ۔ اور دیکھو نقشہ (دوم) ۔

جیسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے انھون نے محمد بن عبداللہ ابن اخی الزہری سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ[1] اور عائشہ کی سند سے کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتون کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۲۰۴ ویسے ہی ابن سعد نے انھین اسناد کے ساتھ بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۱۳۵

یہ ابن سعد کی روایت اسی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے ساتھ ہے جس سے ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے ۔
اس تاریخ پر رسول اللہ کے ۶۳ سال عمر کے اور تیئیس سال تبلیغ کے اور دس برس مدینہ منورہ مین ٹھہرنے کے ہوتے ہیں
اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی کی یہ روایت ہے جو ابن شہاب زہری و عروہ و عائشہ سے مروی ہے ۔

[1] عروہ بن زبیر المتوفی ۹۴ھ حضرت زبیر کے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے حضرت عائشہ کے آغوش تربیت مین پلے تھے سیرت اور مغازی میں کثرت سے انکی روایتیں ہیں ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین انکے متعلق لکھا ہے کان عالما بالسیرۃ صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان مین لکھا ہے کہ بعض کی رائے ہے کہ فن مغازی کی پہلی کتاب انھیں نے مدون کی ۔ (منقول از سیرت النبی شبلی ۔)

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلاث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ۔

بخاری کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُسنے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن زبیر سے اُسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوے اور کہا ابن شہاب زہری نے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب نے مثل اُس کے

روایت مذکورہ کی تائید مین انھین اسناد یعنی زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کی سند سے یہ صحیح حدیثین صحیح ترمذی جلد ثانی باب وفات و عمر رسول اللہ سے نقل کی جاتی ہین۔

قال الترمذی حدثنا العباس العنبری والحسین بن مہدی البصری قالا نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت عن ابن شہاب الزہری عن عروۃ عن عائشۃ وقال الحسین بن مہدی فی حدیث ابن جریج عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ ان النبی صلعم مات وھو ابن ثلاث وستین ھذا حدیث حسن صحیح وقد رواہ ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ مثلہ۔

ترمذی کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی بصری نے کہا دونوں نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہا اُس نے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اُسنے روایت کی عروہ سے اُس نے عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث میں یہ روایت ابن جریج سے اُس نے زہری سے اُس نے عروہ سے اُسنے عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوے کہ وہ ۶۳ سال کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے محمد بن عبداللہ نے زہری سے اُسنے عروہ سے اُس نے عائشہ سے مثل اسکے

اس حدیث کی اسناد سے اوپر والی کل روایات مدت خلافت حضرت ابوبکر والی اور ۶۳ سال رسول اللہ کے عمر کی اور ماہ ربیع الاول کے وفات کی حسن صحیح ثابت ہوگئیں جس مین مدت خلافت اول دو سال تین مہینے دس راتوں کی گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ کے شام بارھوین ربیع الاول کی شب سے متحقق ہوتی ہے جسکے مراجعت سے یکم ربیع الاول کو جمعہ اور ۲۹ صفر کو (پنجشنبہ) اور حجکے پلٹتے ہوے راستہ مین ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو (پنجشنبہ) ستر دن پر اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۷۹ دنون پر واقع ہوتا ہے جب اسمین گیارہ دن ربیع الاول کے ملائے جائین تو ۹۰ دن کی مدت ہوتی ہے اور اگر ستر دن مین (جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ہین) گیارہ شبانہ روز ربیع الاول کے ملائے جائین تو اکیاسی شبانہ روز کی مدت ہوتی ہے اسی مدت کو حافظ ابن جریج نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے زندہ رہنے کی روایت وارد کی ہے پس گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو وفات النبی ۶۳ سال عمر کے دس سال مدینہ منورہ

مین قیام کے اور دس سال مکہ مین تاریخ نزول وحی سے جملہ بیس سال تبلیغ کے اور ۱۳ دن کل مدت بیماری کے اور اکیاسی دن آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد سے پورے پورے آگئے پس صحیح بخاری کی کل روایتین عرفہ جمعہ والی جو مشہور بھی تھین وہ روز روشن کی طرح کئی روز کے فاصلہ سے غلط ہو کر باطل اور دروغ ہو گئین ابو سعید خدریؓ اور براء بن عازبؓ کا بیان ۱۸ ذوالحجہ پنجشنبہ والا صحیح ترین روایت سے ثابت و متحقق ہو گیا۔

پس اسکے اتقان سیوطی سے حافظ ابن مردویہ کی مخرجہ حدیث ابو سعید خدری و ابوہریرہ کے سند والی جسکو علامہ [illegible] نے عرفہ جمعہ کے روایت کے وجہ سے لا یصح کہا تھا وہ بالکل صحیح ہو گئی نیز دوسری حدیث تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی کے [illegible] کی حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر کی مخرجہ ابو سعید خدری کے سند سے اور حافظ خطیب بغدادی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر کی ابوہریرہ کی سند والی قطعاً صحیح ثابت ہو گئی جو تین حفاظ حدیث اور دو صحابہ سے مروی ہے اور جو آیہ تبلیغ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یوم کی مدت سے مطابقت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

عن ابی سعید الخدری قال لما نصب	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسولخدا
رسول الله صلے الله علیه وسلم علیاً	نے جناب علی علیہ السلام کو غدیر خم مین نصب کیا
یوم غدیر خم فنادی له بالولایة هبط	اور علی علیہ السلام کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل
جبرئیل علیه بهذه الآیة الیوم اکملت	علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لیکر نازل ہوئے
لکم دینکم عن ابی هریرة قال لما کان یوم	(اور یہی مضمون) ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب یوم
غدیر خم وهو یوم ثمانی عشر من ذی الحجة	غدیر خم اور وہ اٹھارھوین ذیحجہ تھی رسولخدا نے فرمایا
قال النبی صلی الله علیه وسلم من کنت	جس کا مین مولا ہوں اس کا علی مولا ہے تو خداوند عالم
مولاه فعلی مولاه فانزل الله الیوم اکملت لکم دینکم	نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

اسی ۱۸ ذیحجہ کے بعد رسولخدا اکیاسی دن زندہ رہے جو گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو آخر دن پر رحلت ہے پس وفات پاتے ہی جناب علی علیہ السلام حضرت کے قائم مقام ہو گئے اور جو مثل جناب یوشع پیغمبر قائم مقام حضرت موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اسی بارے مین صحیح ترمذی باب ما جاء فی الخلافة مین ہے۔

عن سفینة قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم	سفینہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ خلافت
الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملک بعد ذلك الخ	میری امت مین ۳۰ سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے

اسی حدیث کی تائید باب ما جاء فی الخلفا یکون بعدی اثنا عشر امیراً - یعنی باب خلفا کے بیان مین کہ میرے بعد بارہ امیر یا سردار یا خلفا ہون گے - ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۰۵۹ مین جابر بن سمرہ	کہا جابر بن سمرہ نے کہ سنا مین نے رسولخدا سے کہ میرے
مروی ہے قال سمعت النبی یقول اثنا عشر	بعد بارہ امیر ہونگے بعد اسکے کوئی کلمہ فرمایا کہ مین نے

امیرًا فقال کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش۔

نہیں سنا پس میرے باپ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا وہ سب بارہ امیر قریش سے ہونگے۔

اور صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۱۹ مطبوعہ دہلی مین اثنا عشر خلیفۃ ہے۔

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے ص ۵۶ مین ہے۔ کہ جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ مین ہمراہ اپنے باپ کے خدمت مین جناب رسول اللہ کے حاضر تھا فسمعتہ یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ پس سنا مین نے کہ حضرت نے فرمایا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے بعد اسکے کچھ آواز مخفی فرمایا پس مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ صوت خفی کیا فرمایا میرے باپ نے کہا قال کلہم من بنی ہاشم یعنی فرمایا حضرت نے وہ سب بارہ خلفا سب بنی ہاشم سے ہونگے

اور ینابیع المودۃ ص ۴۴۵ مطبوعہ استنبول مطبع اختر ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

وعن عبایۃ بن ربعی عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم انا سید النبیین وعلی سید الوصیین وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولہم علی واخرہم المہدی۔

عبایہ بن ربعی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہا اونھون نے کہ سنا مین نے رسول اللہ سے کہ مین سردار انبیا ہون اور علی سردار اوصیا ہین اور میرے بعد بارہ اوصیا ہونگے جنکے اول علیؑ اور آخر اونکا مہدیؑ ہوگا

پس تیسؔ سالہ خلافت سے جناب امیر علیہ السلام کا زندہ رہنا ہے عام اس سے کہ خلافت ظاہری کسی وقت ہو حضرتؑ کے حقیقی خلیفہ ہین جو عین اکیا سیوین روز رسولخدا کے وفات پاتے ہی ہوگئے علاوہ اسکے اسی مدت ۳۰ سالہ کے بعد بقول ترمذی پھر بادشاہت ہے یہ جنکی بادشاہت ہوئی وہ بھی قریش سے ہین لیکن بنی ہاشم نہین ہین جو قریش سے منتخب ہو کر آل ابراہیم مین رسالت اور امامت آئی۔ دیکھو حدیث اصطفٰی۔ تاریخ صغیر بخاری۔ نیز جناب علی علیہ السلام یعسوب قریش اور یعسوب المسلمین اور یعسوب المومنین اور یعسوب الائمۃ اور امیر المومنین اور امام المتقین ہین جو رسولخدا کے شریک فی الامر ہین یہ وہی امر ہے جو آیۃ واشرکہ فی امری و آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر مین ہے۔

اب تیسؔ سال کی خلافت جناب امیر علیہ السلام کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے چنانچہ تاریخ خمیس جلد (۱) ص ۳۴۳ یہ واقعہ ہجرت کے سفر مین پہلے ہی منزل پر واقع ہوا۔ دیکھو تاریخ خمیس جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ص ۳۴۷

وروی الزمخشری فی ربیع الابرار عن ہند بنت الجون نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ خالتہا ام معبد فقام من رقدتہ فدعا بماء فغسل یدیہ ثم تمضمض ومج فی عوسجۃ الی جانب الخیمۃ فاصبحنا وہی کاعظم دوحۃ وجاءت بثمر کاعظم ما یکون

علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف از ربیع الابرار مین ہند بنت جون سے روایت کرتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم میری خالہ ام معبد کے خیمہ مین اترے تو حضرت کچھ خواب کرنے کے بعد بیدار ہوئے اور پانی طلب کر کے ہاتھ دھوئے اور کلی کی اور گوشہ خیمہ کی طرف ہو لگا ایک چھوٹا سا درخت تھا حضرت نے اپنی کلی کا پانی اوسی پر پھینکدیا۔ دوسرے روز وہ ایک عظیم الشان

۱؎ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین ہے۔ ینابیع المودۃ ۲؎ للامام سلیمان البلخی القندوزی ؒ۔

فی لون الورس ورائحة العنبر و طعم الشهد ما اکل منها جائع الا شبع ولا ظمآن الا روی ولا سقیم الا بری ولا اکل من ورقها بعیر ولا شاة الا درّ لبنها فکنا نسمیها المبارکة ویأتینا من البوادی من یستشفی بها ویتزوّد منها حتّی اصبحنا ذات یوم وقد تساقط ثمرها وصغر ورقها ففزعنا فما راعنا الا نعی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم انها بعد ثلاثین سنة اصبحت ذات شوك من اسفلها الی اعلاها وتساقط ثمرها وذهبت نضرتها فما شعرنا الا بقتل امیر المومنین علی رضی الله عنه فما اثمرت بعد ذلك وکنا ننتفع بورقها ثم اصبحنا واذا بها قد نبع من ساقها دم عبیط وقد ذبل ورقها فبینا نحن فزعون مهمومون اذ اتانا خبر مقتل الحسین بن علی ویبست الشجرة علی اثر ذلك

درخت ہو گیا اور نہایت بڑے بڑے پھل اوس میں لگے جو ورس کے رنگ کے تھے (ورس عرب مین خوشبودار گھانس ہوتی ہے اور کپڑا رنگنے کے کام آتی ہے) اور سے عنبر کی خوشبو آتی تھی اور اوسکا مزا مثل شہد کے ہوتا تھا جسے بھوکا کھا لیتا تو سیر ہو جاتا تھا اور پیاسا سیراب ہو جاتا اور بیمار شفا پاجاتا اور اگر اونٹ یا بکری اوسکی پتی کھا لیتی تو اون کے دودھ کثرت سے ہوتا ہم لوگ اوس کو مبارکہ کہتے تھے اطراف وجوانب سے لوگ آتے اور اوس سے شفا پاتے اور تبرک سمجھکر لے جاتے ایک روز صبح کو مبارکہ کو کیا دیکھتے ہین کہ اوسکے پھول گرنے لگے اس حالت سے ہم لوگون کو بڑا خوف ہوا کہ اتنے مین خبر رحلت جناب رسولخدا صلعم معلوم ہوئی اسکے تیس برس بعد کیا دیکھتے ہین کہ جڑ سے ڈال تک اوسمین کانٹے لگ گئے ہین اور پھل سب گر گئے ہین اور اوسکی تازگی جاتی رہی اتنے مین خبر شہادت امیرالمومنین علی آئی پھر اوسکے بعد اوس درخت نے پھل نہین دیئے بلکہ صرف اوس کے پتون سے ہم لوگ فائدہ اوٹھاتے تھے۔ تھوڑے دنون بعد کیا دیکھا کہ اوس درخت کے سامنے خون تازہ جوش مار رہا ہے اور کل پتے اوس کے خشک ہو گئے ہین اس اثنا مین حضرت امام حسین ع کی شہادت کی خبر ملی بعد اسکے وہ درخت بالکل خشک ہو گیا

ہدایۃ السعداء (شہاب الدین دولت آبادی) کے ہدایہ ثالثہ کے جلوہ ثانیہ مین ہے۔ خلافت دوازدہ امام بحدیث ثابت است۔ اوّل امام علی کرم اللہ وجہہ ودر خلافت او حدیث خلافتی ثلاثون سنۃ وارد است دوم امام شاہ حسن رض قال صلعم ہذا ابنی سید سیصلح بین المسلمین سوم امام شاہ حسین رض قال صلعم ہذا ابنی سید سیقتلہ الباغیہ تا نہ امام فرزندان شاہ حسین رض قال علیہ السلام بعد حسین ابن علی کانوا من ابنائہ تسعۃ آئمۃ آخرہم القائم وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری دخلت علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وبین یدیہا الواح وفیہا اسماء الائمۃ من ولدہا فعددت احد عشر اسما آخرہم القائم۔

(منقول از وجیزہ علامہ سبحان علیخان حاشیہ صفحہ ۲۸ بذکر آیہ انما ولیکم اللہ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۹ھ)

نمبر (۱۰) تاریخ یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المتوفی[1]

یہ تاریخ تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ لیدن ۱۸۸۳ء اسکی کل دو جلدین ہین دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے اسلئے انکا سنہ وفات ۲۶۰ھ تصور کیا جاتا ہے - جس طرح تاریخ ابن جریر طبری ۳۰۹ھ پر ختم ہے جنکا سنہ وفات ۳۱۰ھ ہے -

کتاب مذکورہ کی جلد ثانی آخر صفحہ ۴۳ دم ۴۴ مین ہے -

وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولھا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوٰۃ اللہ علیہ بغدیر خم -

اور تحقیق کیا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ آیت غدیر خم مین دربارۂ امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوٰۃ اللہ علیہ نازل ہوئی۔

(یوم غدیر خم) یہ اٹھارھوین ذیحجہ ابوہریرہ کے حدیث سے نہایت مشہور تاریخ ہے اسی تاریخ سے حضرت صلعم کے آخر عمر کا حساب یعنی اکیاسی یوم کی مدت کا اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے -

سیرت شبلی صفحہ ۱۲۲ خطبہ حجۃ الوداع مین ہے -

"لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء ادم وادم من التراب -

عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہین تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے۔

زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے " یہ فقرہ حدیث وسیر کے کتابون مین مجھے نہین ملا ترمذی آخر کتاب المناقب اور ابوداؤد باب التفاخر بالاحساب مین اسکے ہم معنی مفہوم مذکور ہے -

لیکن اس روایت مین حجۃ الوداع کا نام نہین ہے - البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے، صفحہ ۱۲۳ طبع یورپ "

---

[1] الفاروق شبلی مین ہے - احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے اسکی کتاب جو آج تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیدن ۱۸۸۳ء چھپ گئی ہے " (المامون شبلی مطبوعہ مکارم گریس پریس دہلی کے صفحہ ۲۲) مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو دستیاب ہوسکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانہ کے وقعات اُن لوگون کے زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے " صفحہ ۲۹ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوئی ہے - ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اسنے اپنی تاریخ مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے حاشیہ صفحہ ۳۳ -

نمبر (۱۱) جامع صحیح مسلم مسلم بن الحجاج النیساپوری المتوفی سنہ ۲۶۱ھ

جامع صحیح مسلم بھی مثل جامع صحیح بخاری کے تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت وارد کی ہے یہ ذیل کی روایت وہی روایت ہے جو نمبر (۹) صحیح بخاری مین نقل ہے جس مین صرف ایک راوی (مالک) کے بجائے سلیمان ابن بلال ہے باقی کل رواۃ دونون حدیث مین وہی ہین۔

چنانچہ دونون حدیث صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ کے جلد اول صفحہ ۳۹۰ کی یہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب حدثنا سلیمان بن بلال عن یحیی بن سعید عن عمرۃ قالت سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت ھذا الحدیث للقاسم بن محمد۔

کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن بلال نے یحیی بن سعید سے اونے عمرۃ سے کہا اونے سنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی کہا یحیی ابن سعید مذکورہ نے پس ذکر کیا مینے اسی حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے۔

اور تاریخ ابن کثیر بدایۃ والنہایۃ (باب خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع) مین ہے۔

وقد رواہ مسلم والنسائی جمیعا عن قتیبۃ عن حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ان رسول اللہ صلعم صلی الظھر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین۔

اور روایت کی ہے مسلم اور نسائی نے قتیبہ سے اونے حماد بن زید سے اونے ایوب سے اونے ابی قلابہ سے اونے انس (بن مالک) سے تحقیق رسو‌لخدا نے مدینہ مین نماز ظہر چار رکعت اور نماز عصر کی ذو الحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی۔

ہر دو حدیث مذکورہ سے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جو ذو الحلیفہ مین دو رکعت قصر سے بدل گئی واقع ہوا جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ کا روز نہین تھا اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو دن اس ۲۵ ذیقعدہ کو واقع ہوگا وہی ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ عرفہ کے روز اور ۱۲ ربیع الاول کو اور چھ مہینہ پر تیسری ماہ رمضان پر منتہی ہوگا اور یہ بھی متحقق ہو چکا ہے کہ جو دن ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر کو اور جو ۲۲ و ۲۹ صفر کو پڑیگا وہی دو سال تین مہینے دس دن مدت خلافت حضرت ابوبکر کے تاریخ وفات ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین اور جو یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مین ہوگا وہی دن ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اول تاریخ خلافت حضرت عمر مین واقع ہوگا۔

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک) کا پہلا خانہ جسکا تائیدی نقشہ (اول) اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ و ۱۹ کتاب ہذا۔

المتوفی سنہ ۲۶۱ھ

چونکہ ۲۵ ذیقعدہ کا دن حدیث مذکورہ مین نہین بتایا گیا اور جس تاریخ کے دن پر ۹ ذیحجہ عرفہ کا روز محقق ہوگا وہی دن ۲۵ ذیقعدہ مین پڑیگا اور صحیح بخاری کی حدیث مین ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز (جمعہ) اور دوسری حدیث جو (باب تفسیر سورۃ المائدہ) مین ہے اوس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے

یہی روایت صحیح مسلم مین بھی ہے جو صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۱۹ سے نقل کیجاتی ہے۔

(حدیث اول)

حدثنی ابو خیثمۃ زھیر بن حرب[1] و محمد بن المثنی[2] قالا ثنا عبد الرحمن ابن مھدی ثنا سفیان عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب ان الیھود قالوا لعمر انکم تقرؤن آیۃ لو انزلت فینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت وای یوم انزلت واین رسول اللہ صلعم حیث انزلت انزلت بعرفۃ و رسول اللہ صلعم واقف بعرفۃ قال سفیان اشک کان یوم الجمعۃ ام لا یعنی الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ

کہا حدیث کی مجھے ابو خیثمۃ زہیر بن حرب اور محمد بن مثنی نے کہا دونون نے حدیث کی ہے عبد الرحمن ابن مہدی نے کہا حدیث کی ہے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ یہودیون نے کہا عمر سے کہ تم پڑھتے ہو ایک ایسی آیت کو قرآن مین کہ اگر وہ ہم مین نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے پس کہا حضرت عمر نے کہ مین ضرور جانتا ہون کہ جس حیثیت سے نازل ہوئی ہے اور جس دن مین نازل ہوئی ہے اور کہان تھے رسول اللہ جب نازل ہوئی ہے اُتری ہے کہ وہ آیت عرفہ مین اور رسول اللہ کھڑے ہوے تھے عرفہ مین کہا سفیان نے شک ہے مجھے کہ آیا وہ جمعہ کا دن تھا یا نہ تھا اور وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے

یہ حدیث جس مین سفیان نے یوم جمعہ ہونے مین شک کیا تو صحیح مسلم مین دوسری روایت جو شک کے قصے سے پاک تھی وہ یوم پنجشنبہ سے بدل گئی جسکو صحیح مسلم مذکورہ کے صفحہ ۴۲۰ سے نقل کیا جاتا ہے۔

(حدیث دوم)

قال مسلم حدثنا ابو بکر بن ابی[3] شیبہ

کہا مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے

[1] زہیر بن حرب کی مخرجہ حدیث ثقلین زید بن ارقم کے سند کی خود مسلم نے روایت کی ہے جو آگے آئیگی۔ [2] محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین آگے خصائص نسائی مین ملے گی جسمین حدیث غدیر خم بھی ہے۔ اور قال النسائی انبانا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت سعید بن وھب قال قام خمسۃ او ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشھدوا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یہ حدیث خصائص کی نمبر ۸۶ کی ہے)۔ کہا نسائی نے خبر دی ہمکو محمد بن مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اونے سنا مین نے سعید بن وہب سے کہا اوس نے کہ کھڑے ہوے پانچ یا چھ صحابہ رسول اللہ صلعم نے اور گواہی دی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ [3] ابو بکر بن ابی شیبہ جو شیخ جامع صحیح مسلم ہین وہ حدیث غدیر اور حدیث سفینہ اور باب حطہ کے راوی ہین اور نیز آخر الذکر حدیثین بھی حجۃ الوداع عرفہ اور یوم جحفہ غدیر خم مین وارد ہین۔ چنانچہ کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد سنہ ۱۳۱۵ جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مین (بقیہ حاشیہ

شيبة ۔ ابو كريب واللفظ قالا نا عبد الله بن ادريس عن ابيه عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قال اليهود لعمر لو علينا معشر اليهود نزلت هذه الآية اليوم اكملت لكم دينكم نعلم اليوم الذي انزلت فيه لا تخذنا ذلك اليوم عيدا قال فقال عمر فقد علمت اليوم الذي انزلت فيه والساعة واين رسول الله صلعم حين انزلت نزلت ليلة جمع ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات ۔

وابو کریب نے دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ ابن ادریس نے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے قیس بن مسلم سے اونہوں نے طارق بن شہاب سے کہا طارق نے کہ کہا یہودیوں نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ یہود پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی اور ہم جانتے ہوتے اوس دن کو جسدن یہ آیت نازل ہوی ہے تو ہم اوس دنکو عید بنا لیتے پس کہا حضرت عمر نے میں نے جان لیا ہے اوس دن کو جس دن اتری ہے یہ آیت اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہوں اور جہاں رسول اللہ تھے اوس کو بھی جانتا ہوں اتری تھی یہ آیت شب جمعہ میں اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات میں ۔

یہی حدیث ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ صفحہ ۴۶ میں وارد کی ہے جسمیں لفظ لیلۃ الجمعۃ آیا ہے جو حدیث نمبر دوم کی مؤید ہے ۔

قال بن جرير حدثنا ابو كريب وابن وكيع قالا ثنا ابن ادريس قال سمعت ابي عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قال

کہا ابن جریر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوکریب اور ابن وکیع نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن ادریس نے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے اپنے باپ سے اونہوں نے قیس بن مسلم سے اونہوں نے طارق بن شہاب سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۳ (مسند البراء بن عازب كنا مع رسول الله صلعم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي الصلوة جامعة وكسح لرسول الله صلعم تحت الشجرة فصلى الظهر فقال الستم تعلمون اني اولى بكل مومن قالوا بلى فاخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر بعد ذلك فقال هنيئا لك يا ابن ابي طالب اصبحت وامسيت مولى كل مومن ومومنة (ش) ابن ابی شیبہ فی المصنف براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ سفر میں تھے جب غدیر خم میں وارد ہوئے تو منادی نے ندا دی کہ الصلوۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لئے درخت کے نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت صلعم نے بعد نماز ظہر علی ابن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ولی ہوں ہر مومن کا سب نے عرض کیا بیشک آپ ولی ہر مومن کے ہیں تب آپ نے ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں علی بھی اوسکا مولی ہے الٰہی درست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن مومنہ کے مولا ہوئے ۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبد العزیز دہلوی مطبوعہ مطبع محمدی ۱۲۶۸ھ صفحہ ۱۷۰ میں ہے ۔ ابوبکر بن ابی شیبہ دا بسند صحیح از حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اورده مثلنا في هذه الامة كسفينة نوح وكباب حطة في بني اسرائيل یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی مرتضی علیہ السلام سے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کی مثال اس امت میں مثال سفینہ نوح اور مثل باب حطہ بنی اسرائیل کے ہے اور حافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر نے معالم العترۃ النبویہ میں حدیث مذکورہ واقعہ حجۃ الوداع میں وارد کیا ہے ۔ ان النبي صلعم قال ذلك في حجة الوداع وزاد ومثله یعنی کتاب الله كمثل سفينة نوح عليه السلام من ركبها نجا ومثلهم اي اهل البيت كمثل باب حطة من دخل غفرت له الذنوب ۔ (صواعق محرقہ ابن حجر مکی و وسیلۃ المآل احمد بن الفضل بن محمد باکثیر مکی و نور الدین سمہودی کا جواہر العقدین) ۔

یہودی لعمر لو علینا معشر الیہود حین نزلت ہذہ الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لو نعلم ذلک الیوم اتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر قد علمت الیوم الذی نزلت فیہ الساعة واین رسول اللہ صلعم حین نزلت نزلت لیلة الجمعة ونحن مع رسول اللہ صلعم بعرفات

کہ کہا یہودی نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ یہودیون پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آخر نازل ہوتی اور ہم اوسدن کو جانتے ہوتے تو اوسدن کو عید بنا لیتے پس کہا حضرت عمر نے مین جانتا ہون اوسدن کو جسدن یہ آیت نازل ہوئی ہے جس ساعت مین نازل ہوئی ہے اور جس جگہہ رسول اللہ تھے اس آیت کے نازل ہونیکے وقت اوسکو بھی جانتا ہون کہا عمر نے اتری ہے یہ آیت شب جمعہ مین اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات مین۔

شرح نووی مین اسی حدیث کے شرح مین یہ ہے

الیوم اکملت لکم دینکم انما نزلت لیلة جمع وفی نسخة ابن ماہان لیلة جمعة وکلاہما صحیح فمن روی لیلة جمع فہی لیلة المزدلفة۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی ہے شب جمع مین اور نسخہ ابن ماہان مین شب جمعہ ہے یہ دونون صحیح ہین جو شخص روایت کرتا ہے شب جمع کی اوسکی مراد لیلة المزدلفہ یعنی شب دہم ذیحجہ کہتے ہین جس سے دس ذیحجہ کو جمعہ کا روز ۹ ذیحجہ پنجشنبہ ہوا تو ۲۵ ذوقعدہ اور ۲ اربیع الاول کو (پنجشنبہ) ہوا۔

دیکھو پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم جس مین ۱۹ صفر چہارشنبہ سے ۲۹ صفر یوم شنبہ تک گیارہ راتین مع شب چہارشنبہ ۱۹ صفر کے داخل ہین۔ اسکے بعد یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) دو راتین ملکر تیرہ[۱۳] راتین ہوئین یہ مدت مرض النبی ابومعشر[سلہ] کی مخرجہ روایت کے مطابق ہے۔

یہی روایت ۹ ذیحجہ عرفہ پنجشنبہ کے تائید مین بنائی گئی ہے جہان سے دوسری ربیع الاول تک کیاسی[۸۱] شبانہ روز ہوتے ہین ابومعشر کی روایت بخاری نے نہین لی لوگون نے اسکے حافظہ مین کلام کیا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰)

اور علامہ نووی شارح صحیح مسلم وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ (جو ابن اسحاق صاحب سیرت کے مطابق ہے) بیان کرتے ہین۔

سلہ طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ صفحہ ۱۵ سطر ۱۵ مین یہ روایت ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابومعشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرة لیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة فاشتکی ثلاث عشرة لیلة توفی یوم الاثنین لیلتین مضتا من شہر ربیع الاول سنة احدی عشرة۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے ابومعشر سے اوسنے محمد بن قیس سے کہا اوسنے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر کی باقی تھین پس تیرہ شبون کے گذرنے پر دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ نے وفات پائی ۱۲

چنانچہ صحیح مسلم (مع شرح نووی) مجلد ثانی صفحہ ۲۶۰ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

انہ ولد یوم الاثنین من	تحقیق (رسول اللہ صلعم) ربیع الاول کے مہینے مین
شہر ربیع الاول و یوم الوفات	دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول (دوشنبہ)
ثانی عشر ضحی۔	کو دن چڑھے وفات فرمائی۔

جبکہ علامہ نووی بارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کہتے ہین تو ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دوشنبہ) ہوا جس نے ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کے یوم (پنجشنبہ) کو غلط اور باطل کر دیا۔ دیکھو ساتوان نقشہ جنتری کبیر الوقوع حرف (طا) طبری کا پہلا خانہ۔

اور نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دوسرے خانہ مین ۲۸ صفر[1] کو (چہارشنبہ) ابتداء مرض النبی صلعم ہے۔

اور آغاز مرض چہارشنبہ کے دن سے جسکا ایک دن اور بارہ شبین ملکر کل مدت مرض النبی صلعم تیرہ دن ہین نہ کہ تیرہ راتین[2] اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (سہ شنبہ) اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی جو ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) کا اکیاسوان[81] دن اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) بیاسوان[82] دن یعنی ۲۸ صفر کا چودھوان دن ہوا۔ خلاصہ نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دونون خانہ کا یہ ہوا۔

کہ پہلے خانہ کے ۹ ذی الحجہ عرفہ کا پنجشنبہ دراصل ۱۸ ذی الحجہ کا پنجشنبہ تھا جیسے ۱۹ صفر کا چہارشنبہ دراصل ۲۸ صفر کا چہارشنبہ تھا کیونکہ ہر دو تاریخون کے درمیان ۹ دن کا فصل ہے۔

ایسے ہی دوسری[2] ربیع الاول کا دوشنبہ اصل مین گیارہ ربیع الاول کا دوشنبہ تھا دوم[2] ربیع الاول اور گیارہ[11] ربیع الاول مین ۹ دنون کا فاصلہ ہے۔

عرفہ ۹ ذی الحجہ سے دوم ربیع الاول تک کیاسی[81] شبانہ روز اور گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ شبانہ روز یعنی تین مہینے اور ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی[81] شبانہ روز جس کی آنے والی شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی وفات حضرت ابوبکر دس[10] شبانہ روز ہوئے۔ یہ مدت حضرت عائشہ کی روایت کے سند سے ہے۔ (دیکھو حدیث صفحہ ۲۰۴)

پھر صحیح مسلم کی یہ تیسری حدیث یوم عرفہ (جمعہ) کی جو نمبر دوم کی روایت کے معارض ہے یہان لکھی جاتی ہے اور جو حدیث نمبر اول مین مشکوک ہے۔

---

[1] اور سی طبقات صفحہ ۴ سطر ۲۴ و ۲۵ مین یہ حدیث ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعا ، لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث کی مجھسے عبد اللہ نے کہا اونہون نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے کہا اونہون نے (اپنے باپ علی بن ابیطالب ع) کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ صفر کے مہینے کی ایک شب باقی تھی یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے۔ [2] اور سی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۱۰ سطرہ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال محمد بن عمر و اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ قال اول ما بدا برسول اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعا فکان شکوہ الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوما۔ کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابو معشر محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر نے اور خبر دی ہمکو عبد اللہ نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے اونہون نے (علی بن ابیطالب ع) کہا کہ شروع ہوئی شکایت مرض رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن پس یہ شکایت یہان تک کہ تیرھوین[13] دن وفات واقع ہوئی۔ (کیونکہ چہارشنبہ کا تیرھوان دن دوشنبہ ہوتا ہے)۔

(حدیث نمبر سیوم)

قال مسلم حدثنی عبدؔ بن حمید انا جعفر بن عون انا ابو عمیس عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب قال جاء رجل من الیہود الی عمر فقال یا امیر المومنین آیۃ فی کتابکم تقرؤنہا لو علینا نزلت معشر الیہود لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال وای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال عمر انی لاعلم الیوم الذی نزلت فیہ والمکان الذی نزلت فیہ نزلت علی رسول اللہ صلعم بعرفات فی یوم جمعۃ۔

کہا مسلم نے حدیث کی مجھ سے عبد بن حمید نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر ابن عون نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے اوسنے طارق بن شہاب سے طارق کہتے ہیں کہ آیا ایک آدمی یہودی عمر کے پاس پس کہا امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم گروہ یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو یوم عید بنا لیتے عمر نے کہا وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے پس کہا عمر نے میں ضرور جانتا ہوں اوس دن کو جس دن اتری تھی یہ آیت اور اوس مکان کو بھی جانتا ہوں جہاں اتری ہے یہ آیت یہ آیت اتری ہے رسول اللہ پر عرفات میں جمعہ کے دن۔

تینوں نمبر کے حدیثوں میں قیس بن مسلم واقع ہے جو مقدوح ہے کیونکہ مرجیا یعنی خوارج سے ہے۔ اور پہلی حدیث یوم جمعہ کے مشکوک ہونے سے دوسری حدیث میں یوم جمعہ یوم (پنجشنبہ) سے یہ بیان دیگر بدلا گیا کہ آیہ اکمال دین کا نزول شب جمعہ میں ہوا۔ اور شب میں آیہ موصوفہ کا نازل ہونا قطعًا غلط ہے کیونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات سورہ مائدہ سے ہے اور سورہ مائدہ دن میں نازل ہوا۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب تفسیر سورۃ المائدہ صفحہ ۵۷۳ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

وقال مقاتل ہی مدنیۃ کلہا نزلت بالنہار — اور مقاتل نے سورہ مائدہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ سورہ دن میں نازل ہوا۔

سلہ یہ عبد بن حمید جو شیوخ حدیث مسلم صاحب صحیح میں جنہوں نے حدیث ثقلین کی روایت ان لفظوں سے کی ہے چنانچہ (احیاء المیت سیوطی) کی یہ حدیث نقل کی جاتی ہے۔ الحدیث السابع عبد بن حمید فی مسندہ عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی و انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنی احیاء المیت سیوطی کے ساتویں حدیث میں عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میں تم میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں اگر تم اوس سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور میری عترت اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں۔ اور محمود بن محمد شیخانی قادری کے صراط سوی میں ہے۔ وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عز وجل ممدود ما بین السماء والارض او ما بین السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اخرجہ فی مسندہ وعبد بن حمید بسند جید ولفظہ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث۔

اور امام محی السنۃ بغوی اپنے تفسیر معالم التنزیل میں بہ تفسیر آیہ موصوفہ لکھتے ہیں۔

وکانت ہذہ الآیۃ نزلت النبی صلعم وعاش بعدہا	یعنی آیہ موصوفہ کے نازل ہونیکے بعد رسولخدا صلعم اکیاسی
احدی وثمانین یوماً ومات یوم الاثنین بعد ما زاغت الشمس	دن زندہ رہے اور دوم ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ
لیلتین خلتا من شہر ربیع الاول سنۃ ۱۱ احدی عشرۃ من	کو دوپہر ڈھلنے کے بعد وفات فرمائی
الہجرۃ وقیل توفی یوم الثانی عشر من شہر ربیع الاول۔	

دوسری ربیع الاول کی روایت کو علامہ نووی شارح مسلم نے بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے باطل کر دیا ایسے ہی ابن شہاب زہری جو مسلم بن حجاج صاحب صحیح کے بہت بڑے شیوخ حدیث میں اونھوں نے بھی وفات النبی ۱۲ ربیع الاول متعدد طریقہ سے بیان کیا ہے (دیکھو نمبر ایک ابن شہاب زہری)

نیز نمبر ۳ ابن اسحاق[1] (جو امام زہری کے شاگرد رشید اور امام مسلم صاحب صحیح کے شیوخ حدیث میں داخل ہیں اور جن کی سند سے پانچ حدیثیں اونھوں نے اپنے صحیح میں داخل کی ہیں) ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ ہے جس ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر[2] دن اور گیارہ ربیع الاول تک (۸۱ دن) کامل ہوتے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم کا دوسرا خانہ۔

پس مورخ یعقوبی کا یہ لکھنا کہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیہ بروز غدیر خم جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا بالکل صحیح مطابق آگیا۔ (دیکھو نمبر ۱۰ تاریخ یعقوبی ۲۸۴ھ)

اور علامہ سبط ابن جوزی اپنے تذکرہ خواص الامۃ میں آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اختلاف نزول کا ذکر فرما کر بربنائے افادہ امام ازہری[3] لکھتے ہیں۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الآیۃ	روایت حبشون اس بات پر محتمل ہے کہ آیت
نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم	دو مرتبہ نازل ہوئی ایک مرتبہ بروز عرفہ اور دوسری
الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم	مرتبہ بروز غدیر جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم دو مرتبہ

---

[1] توثیق محمد ابن اسحاق میزان الاعتدال فی نقد الرجال ذہبی مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ حصہ ثانی ص ۳۴۴ میں آخر ترجمہ کی یہ عبارت ہے
ابن اسحاق ثقہ مات ابن اسحاق ۱۵۱ احدی وخمسین ومائۃ وقیل بعد ابنۃ فالذی یظہر لی ان ابن اسحاق حسن الحدیث قال احمد بن عبد اللہ العجلی صالح الحال صدوق وما انفرد بہ ففیہ نکارۃ فان حفظ شیئاً وقد احتج بہ ائمۃ فاللہ اعلم وقد استشہد بہ مسلم بخمسۃ احادیث لابن اسحاق ذکرہا فی صحیحہ"

[2] شیخ ابن حجر مکی نے اپنے صواعق میں اس تذکرہ سے اکثر روایتیں اخذ فرمائی ہیں از انجملہ جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ نکل سبط ابن الجوزی عن الواقدی ان شیخاً حضر قتلہ فقط فعمی فسئل عن سببہ فقال انہ رای النبی صلعم حاسراً عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدیہ نطع ورای عشرۃ من قاتل الحسین مذبوحین بین یدیہ ثم لعنہ وسبہ بتکثیرہ ثم اکحلہ بمرود من دم الحسین فاصبح اعمی الخ"

[3] مراۃ الجنان یافعی میں بوقایع ۳۷۰ھ یہ ہے۔
وفیہا الامام العلامہ صاحب المصنفات الجلیلۃ کتہذیب اللغۃ وغیرہ اللغوی والنحوی الشافعی ابو منصور محمد بن احمد بن الازہری الہروی الازہری الخ۔
اور طبقات امام تاج الدین سبکی میں ہے محمد بن احمد الازہر بن طلحۃ ابو منصور الازہری + + + سمع بہراۃ من الحسین بن ادریس ومحمد بن عبد الرحمن الشامی وطائفۃ ثم رحل الی بغداد فسمع ابا القاسم البغوی وابا بکر بن ابی داؤد + + + کان اماماً فی اللغۃ بصیراً بالفقہ عارفاً بالمذہب عالی الاسناد ثخین الورع کثیر العبادۃ والمراقبۃ۔ (طبقات امام سبکی)

مرتین مرة بمكة ومرة بمدينة

نازل ہوئی ایک مرتبہ مکہ مین اور دوسری مرتبہ مدینہ مین۔

حسب افادہ امام ازہری اور حسب تحقیق ابن واضح مورخ یعقوبی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم مین نازل ہوا اور براء ابن عازب اور ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کے بیان کے مطابق ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ یوم غدیر خم مین واقع ہوا جو ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کاتب واقدی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) کا دوسرا خانہ اور نیز نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی ہوا کیا سی شبون کے بعد اکیا سوئین دن پر ختم ہے جسکے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس تین مہینے دس راتین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو بعد مغرب شب پنجشنبہ وفات ابوبکر ہے جس مین ۲۳ جمادی الثانی کو (جمعہ) کا دن ہے دیکھو نقشہ (دوم) ص۱۸ کتاب ہذا۔

اور جس مین تیسری ماہ رمضان کو سہ شنبہ اجسکی شب مین وفات جناب سیدہ سلام اللہ علیہا واقع ہونا حفاظ حدیث کو تسلیم ہے۔ پس وہ کل روایات یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات کی قطعاً غلط اور باطل ہوگئین۔ کیونکہ یہی ۹ ذیحجہ عرفہ کا جمعہ یا جمعرات تیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ دیکھو نقشہ سیوم ص۲۳ اور نقشہ حرف (ح) ص۲۲ کتاب ہذا۔

امام ازہری نے جس روایت جبشون کا حوالہ دیکر آیہ موصوفہ کا نزول دو مرتبہ بیان کیا ہے یعنی ایک مرتبہ یوم عرفہ کو اور بار دیگر ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین جس سے ہفتہ عشرہ کی مدت مین آیہ اکمال دین کا دو مرتبہ نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن کا نزول یوم جمعہ یا جمعرات کے غلط ہونے سے صحیح نرہا۔ لیکن ۱۸ ذیحجہ کی روایت جو ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے جس کو حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر نے اخراج کی ہے وہ صحیح ہوگئی۔

جبشون والی حدیث یہ ہے جسکے اجزا تذکرہ خواص الامۃ اور تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر (یہ دونون قلمی نسخے کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہین) سے ملا کر نقل ہی۔

رواہ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی عن عبداللہ بن علی بن محمد بن بشر عن علی بن عمر الدارقطنی عن ابی بکر نصر جبشون بن موسیٰ بن ابو الخلال واحمد بن عبداللہ بن احمد النیری محمد الحاسب قالا عن علی بن سعید الرملی عن ضمرة عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرة قال لما اخذ رسول اللہ صلعم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم۔

باسناد مذکورہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا اور آقا ہون اوسکا یہ علی مولا اور آقا ہے پس خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

یہی حدیث تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی باب تفسیر سورہ مائدہ ص۲۵۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین اس عبارت سے ہے۔

عن ابی ہریرة قال لما کان یوم غدیر خم وہو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل

یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جب یوم غدیر خم ہوا اور وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پس

اللہ الیوم اکملت لکم دینکم
نازل فرمایا خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم

یعنی کامل کیا مین نے آج کے دن تمھارے لئے تمھارا دین الخ۔

روایت مذکورہ اصح روایات سے ہے اسلئے کہ تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین نازل ہوا۔ اور تبلیغ رسالت کی تکمیل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ کے واقع ہوئی۔

چنانچہ شیخ المسلمین قاضی القضاۃ علامہ شوکانی[1] اپنے تفسیر فتح القدیر مین لکھتے ہین۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم فی علی

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک رسول اللہ پر بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا

واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ایھا الرّسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس۔

اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کو یون پڑھتے تھے۔ کہ یا ایھا الرسول یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہو تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور خدا لوگون کے شر سے تمھین بچائیگا۔

آیہ یا ایھا الرسول بلغ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دونون آخر آیات سورہ مائدہ سے ہین اور ان دونون آیتون کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا یکے بادیگرے ثابت و متحقق ہوگیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ کل سورہ مائدہ ایک ہی تاریخ مین نازل ہوا بلکہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ ومدینہ کے نازل ہوا جس سے بھی سورہ مائدہ کے ساتھ

---

[1] تحقیق (امام شوکانی) مولوی صدیق حسن خان کے ابجد العلوم مین ہے۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی شیخنا الامام العلامہ الربانی والسہیل الطالع من القطر الیمانی امام الائمۃ ومفتی الامۃ بحر العلوم وشمس الفہوم سند المجتہدین الحفاظ فارس المعانی والالفاظ فرید العصر نادر الدہر شیخ الاسلام قدوۃ الانام علامۃ الزمان ترجمان الحدیث والقرآن علم الزہاد اوحد العباد قامع المبتدعین آخر المجتہدین راس الموحدین تاج المتبعین صاحب التصانیف التی لم یسبق بمثلہا۔ (الی ان قال) التفسیر الکبیر المسمی فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من التفسیر الخ بطولہ المتوفی ۱۲۵۰ھ ۱ء

ایضاً۔ امام محمد بن علی یمنی شوکانی متاخرین اہل حدیث مین بہ عالم بہی ایک بے مثل جامع و ماہر جمیع فنون اصول وفروع معقول و منقول اور مجتہد مطلق گزرے ہین انکی تصانیف انکے کمالات کی شاہد موجود ہین احکام حدیث مین انکی کئی مبسوط اور تحقیقات سے پر کتابین ہین مثلاً نیل الاوطار السیل الجرار وغیرہ اور انکی ایک تفسیر بسیط فتح القدیر ہے اور اصول مین ایک بے مثل کتاب ارشاد الفحول کے بعد ان کا ایک رسالہ القول المفید فی رد التقلید بھی ہے + + + ۱۱۷۳ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا (منقول از کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد مولفہ حافظ حکیم ابو یحیی محمد)۔

یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ بلغ کا نازل ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ قاضی شوکانی اپنے تفسیر فتح القدیر مین بتفسیر سورہ مائدہ تحریر فرماتے ہین۔

قال القرطبی هی مدنیة بالاجماع
واخرج ابن جریر وابن المنذر عن قتادة
قال المائدة مدنیة واخرج احمد
والنسائی وابن المنذر والحاکم
وصححه وابن مردویه والبیهقی فی سننه
عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت
علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرء
المائدة فقلت نعم فقالت اما انها آخر
سورة نزلت فما وجدتم فیها من حلال
فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه
واخرج احمد والترمذی وحسنه و
الحاکم وصححه وابن مردویه والبیهقی
فی سننه عن عبد الله بن عمرو قال
آخر سورة نزلت سورة المائدة والفتح
واخرج احمد عنه قال نزلت علی رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم سورة المائدة
وهو راکب علی راحلته فلم تستطع
ان تحمله فنزل عنها قال ابن کثیر
تفرد به احمد قلت وفی اسناده ابن
لهیعة واخرج احمد وعبد بن حمید
وابن جریر ومحمد بن نصر فی کتاب
الصلوة والطبرانی وابو نعیم فی
الدلائل والبیهقی فی شعب الایمان

کہا امام قرطبی نے کہ سورہ مائدہ بالاجماع مدنیہ
ہے اور ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے روایت
کی ہے کہ مائدہ مدنیہ ہے۔ اور امام احمد اور نسائی اور
ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن
مین جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ ہم نے حج کیا اور
حضرت عائشہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو انھون نے
پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو مین نے کہا کہ
ہان فرمایا کہ یہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری
سورہ ہے اسکے حلال اور حرام کے مطابق حرام جانو
اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی
نے اپنے سنن مین عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ
جو سورہ آخر مین نازل ہوا وہ سورہ مائدہ اور فتح
ہے اور امام احمد نے بھی عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی
ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر اوس وقت نازل ہوا
کہ جب حضرت اپنے سواری پر تھے اور وہ سواری متحمل
بار وحی کی نہو سکی حضرت اتر پڑے ابن کثیر نے کہا ہے کہ
امام احمد بہ حدیث مین منفرد ہین مین کہتا ہون اوسکے سند مین ابن
لہیعہ ہین اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور
محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ مین اور طبرانی نے اور ابو نعیم
نے دلائل مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اسماء بنت
یزید سے مثل اسکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے سند مین
اور بغوی نے اپنے معجم مین اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
اپنے دلائل النبوۃ مین ام عمرو بنت عبس سے انھون نے

[1] توضیح (جبیر بن نفیر) طبقات ابن سعد جلد ہفتم جبیر بن نفیر ویکنی ابا عبد الرحمن وکان جاهلیاً اسلم فی خلافة ابی بکر رضی الله عنه الصدیق وکان ثقة فیما روی من الحدیث ومات سنة ثمانین فی خلافة عبد الملک بن مروان۔

عن اسماء بنت یزید نحوه واخرج ابن ابی شیبة فی مسنده والبغوی فی معجمه وابن مردویه والبیهقی فی دلائل النبوة عن ام عمرو بنت عبس عن عمها نحوه ایضا واخرج ابو عبیدة عن محمد بن کعب القرظی نحوه وزاد انها نزلت فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة هکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بهذه الزیادة واخرج ابو عبید عن ضمرة بن حبیب وعطیة بن قیس قالا قال رسول الله المائدة من آخر القرآن تنزیلا فاحلوا حلالها وحرموا حرامها واخرج ابو عبید عن ابی میسرة عمرو بن شرحبیل قال لم ینسخ من المائدة شیء وکذا اخرجه سعید بن منصور وابن المنذر عنه

اپنے چچا سے مثل اسکے اور ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے مثل اسکے روایت کی ہے اور یہ زیادتی کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا ایسے ہی ابن جریر نے ربیع[1] بن انس سے اسی زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور ابو عبید نے ضمرہ[2] بن حبیب اور عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے پس اوسکا حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے۔ ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اور اسی طرح سعید بن منصور اور ابن المنذر نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے۔

کل سورہ مائدہ کا اجماع سے مدنیہ ہونا مسلمات سے ہے اور محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی روایت سے سورۂ مائدہ کا درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع میں نازل ہونا یعنی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو ثابت و متحقق ہو گیا۔ اور رسول اللہ نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے تاکیدی حکم کے مطابق مقام غدیر خم پر ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا یہی خطبہ الوداعی ہے جس میں آنحضرت صلعم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح اور بسط سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور آج ہی کے خطبہ کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔ جس میں مسلم نے اپنے صحیح میں صرف حدیث ثقلین کو زید بن ارقم کی سند سے وارد کیا ہے حالانکہ زید بن ارقم اسی حدیث ثقلین کے بعد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کیا ہے۔ اور اول مرتبہ زید بن ارقم بھی اس حدیث ولایت کے اخفا کنندگان میں ہیں۔

اور حدیث ثقلین صحیح مسلم کی یہ ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول الله صلعم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد الله و

کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا نے ایک دن ہم میں در حالیکہ خطبہ پڑھا غدیر خم میں درمیان مکہ اور مدینہ کے پس بعد حمد و ثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا

---

[1] ربیع بن انس کی توثیق (از طبقات ابن سعد جلد ہفتم) الربیع بن انس اخبرنا عمار بن نصر الخراسانی قال کان الربیع بن انس من بکر بن وائل من انفسهم وکان من اهل البصرة ولقی ابن عمر وجابر بن عبد الله وانس بن مالک ... مات الربیع بن انس فی خلافة ابی جعفر۔
اور بعونا متوسط ان [illegible] مترجم بہ ترجمہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۶ھ سورۂ جن کے صفحہ میں تفسیری حاشیہ میں ہے کہ بخاری نے روایت کیا ربیع سے کہ آنحضرت نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گھر میں داخل ہوئے جنات دی ہوئی تھی بہری بھیڑ بیٹھے کے پاس منبر جیسا تو خطبے سے بسر پاس ... ربیع نے ابی محالفہ کی ہیں اتنا فاصلہ اور ان کے درمیان تھا)
ایضاً اور شواہد النبوۃ جامی میں ہے۔ ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام زیر لب کچھ پڑھتے تو اوس کا غضب [illegible]

[2] توثیق ضمرۃ بن حبیب (طبقات جلد ہفتم میں ہے) ضمرة بن حبیب کان ثقة

اللہ علیہ و وعظ و ذکر ثم قال اما
بعد الا یا ایہا النّاس فانّما انا بشر یوشک
ان یاتی رسول ربّی فاجیب انا تارک
فیکم ثقلین اولہما کتاب اللہ
فیہ الہدیٰ والنّور فخذوا بکتاب
اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ
ورغب فیہ ثم قال واہلبیتی اذکرکم
اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی
اذکرکم اللہ فی اہلبیتی فقال لہ
حصین ومن اہلبیتہ یا زید الیس نسائہ
من اہلبیتہ قال نساؤہ من اہلبیتہ
ولکن اہلبیتہ من حرم الصّدقۃ
بعدہ قال ومن ہم قال ہم اٰل علی و
اٰل عقیل واٰل جعفر واٰل عباس قال
کل ہؤلاء حرم الصّدقۃ قال نعم
حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ثنا محمد بن فضیل
وحدثنا اسحاق بن ابراہیم انا جریر
کلاہما عن ابی حیان بہذا الاسناد
نحو حدیث اسمٰعیل وزاد فی حدیث جریر
کتاب اللہ فیہ الہدیٰ والنور من استمسک
بہ واخذ بہ کان علی الہدیٰ ومن اخطأہ
ضل حدثنا محمد بن بکار بن الرّیان ثنا
حسان یعنی ابن ابراہیم عن سعید و
ہو ابن مسروق عن یزید بن حیان عن زید
بن ارقم قال دخلنا علیہ فقلنا لہ
لقد رایت خیرا لقد صاحبت رسول اللہ
صلعم و صلیت خلفہ وساق الحدیث نحو

آگاہ ہو ایہا الناس کہ نہیں ہوں میں مگر بشر اور
قریب آیا جاتا ہے رسول رب میرا یعنی (ملک الموت)
پس اجابت کرونگا میں اور میں چھوڑ جاتا ہوں تم میں
ثقلین یعنی دو شئے نفیس کو اول انمیں سے کتاب اللہ
ہے کہ اس میں ہدایت اور نور ہے پس تو تم کتاب اللہ کو
اور متمسک و تابع رہو اسکے پس ترغیب و تحریص دی
حضرت نے طرف کتاب اللہ کے بعد اسکے فرمایا کہ دوسرے
اہل بیت میرے ہیں یاد دلاتا ہوں تم سبکو اہل بیت اپنے
پس تین بار بتکرار اپنے اہل بیت اطہار کی یاد دلائی کی
اسپر حصین نے زید سے کہا کہ اے زید اہل بیت
پیغمبر کون کون ہیں اور کیا ازواج بھی اہل بیت سے
ہیں کہا اہل بیت وہ ضرور ہیں۔۔۔۔ لیکن اہل بیت
نبی صرف وہ لوگ ہیں جنپر صدقہ حرام ہے حصین نے کہا
وہ کون کون صاحب ہیں زید بولے وہ اولاد علی و اولاد
عقیل و اولاد جعفر و اولاد عباس ہیں حصین نے کہا
ان سب پر صدقہ حرام ہے کہا کہ ہاں۔
مسلم نے کہا کہ حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا
اوسنے حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اور کہا مسلم نے
حدیث کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے اور کہا کہ ہمکو جریر نے
مطلع کیا ہے اونکو ابی حیان سے یہ حدیث انہیں اسناد کے
ساتھ پہونچی ہے بطرز حدیث اسمٰعیل (مذکورہ) روایت
کردہ جریر میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں وہ کتاب خدا
جس میں ہدایت و نور بھرا ہوا ہے جسنے کتاب خدا کو
سنبھالا اور عمل کیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اسمیں
خطا کی وہ گمراہ ہوگیا حدیث کی ہم سے محمد بن بکار بن
ریان نے کہا حدیث کی ہم سے حسان بن ابراہیم نے سعید
بن مسروق سے اوس نے یزید بن حیان سے اوس نے

حديث ابی حيان عن غير انه
قال الا وانی تارك فيكم
الثقلين احدهما كتاب
الله هو حبل الله من اتبعه
كان علی الهدی ومن
تركه علی الضلالة وفيه
فقلنا من اهل بيته نساؤه
قال لا ايم الله ان المراة
تكون مع الرجل العصر
من الدهر ثم يطلقها فترجع
الی ابيها وقومها اهل بيته
اصله وعصبته الذين حرموا
الصدقة بعده۔

زید بن ارقم سے کہا اوسنے داخل ہوے ہم زید بن ارقم
کے پاس اور ہم نے اون سے کہا کہ تم نے بڑی سعادت
پائی کیونکہ تم نے جناب رسالتمآب صلعم کی صحبت پائی ہے
اور اونکے پیچھے نماز پڑھی ہے تا آخر حدیث کہا (زید بن
ارقم نے) فرمایا حضرت نے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تمہارے
پاس الثقلین و دو گرانقدر و نفیس چیزین چھوڑے
جاتا ہون اوس مین سے ایک تو خداے عز و جل کی کتاب
ہے وہ حبل اللہ یعنی اللہ تعالی کی رسی ہے جو اتباع
کریگا وہ ہدایت کی راہ پر ہوگا ورنہ گمراہ ہوگا دوسری
چیز میرے اہل بیت ہین پھر زید بن ارقم سے پوچھا گیا
کہ آپکے اہل بیت کون ہین انہین ازواج داخل ہین
یا نہین تو فرمایا کہ خداے تعالی کی قسم (انکی عورات
اس مین شامل نہین ہین) کیونکہ زوجہ ایک خاص مدت
تک آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور جب عورت کو طلاق
ہو جاتی ہے تو وہ اپنے والدین اور اپنے قوم مین چلدیتی
ہے اور کہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت اونکی اولاد نسل)
اور وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام ہے۔

اور یہ والی یعنی روایت (کل ھولاء حرم الصدقۃ) تک زید بن ارقم کی سند سے امام احمد نے بھی اخراج کی ہے جسکو حافظ
ابن کثیر نے اپنی تفسیر مطبوعہ مصر کے جلد نہم صـ۱۲۱ مین در تفسیر آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اے رسول تم
کہدو کہ مین اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہین مانگتا) من و عن وارد کیا
اور لفظ الثقلین سے ہے یعنی الف لام کے ساتھ ہے۔

اور مشکوۃ المصابیح مطبوعہ نظامی دہلی صـ۵۶۵ مین ہے۔

اخرج احمد بن
حنبل فی مسنده عن
البراء بن عازب وزيد
بن ارقم ان رسول
الله صلی الله عليه واله

مسند امام احمد بن حنبل مین براء بن عازب اور
زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا
کے ساتھ جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو آنحضرت نے
علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا تم نہین
جانتے کہ مین مومنین کیلئے اونکے نفوس سے اولی ہون

وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ هنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن و مومنة۔

سب نے کہا بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے لئے اوسکے نفس سے اولی ہوں سب نے عرض کیا کہ درحقیقت یا رسول اللہ آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولی ہیں تب آپ نے ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا ہوں علی بھی اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے

اور کتاب معارج النبوۃ (مولانا معین الدین ہروی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ) رکن چہارم صفحہ ۲۱۳ میں ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند

کہ اوس روز اکثر اصحاب یہانتک کہ امہات مومنین نے حضرت علی کی خدمت میں مبارکباد عرض کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ شیخ حدیث جامع صحیح مسلم کی مخرجہ گذشتہ حاشیہ میں غدیر خم کی حدیث ولایت نقل ہو چکی۔ اور عرفہ کے روز کی حدیث ثقلین کو مرزا محمد بن معتمد خان نے مفتاح النجا میں ترمذی کی مخرجہ حضرت جابر کی روایت یوم عرفہ کے خطبہ کے بعد یہ حدیث لکھی ہے۔

اخرجہ ابن ابی شیبة والخطیب فی المتفق والمفترق عنہ (یعنی عن جابر) بلفظ انی ترکت فیکم مالن تضلوا بعدی ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی۔

روایت کی ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور خطیب نے حضرت جابر سے اس لفظ کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا چھوڑتا ہوں میں تم میں اوس چیز کو کہ ہرگز گمراہ ہوگے بعد میرے اگر تم اوسکے ساتھ متمسک ہوگے وہ کتاب خدا ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد نہم صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ میں بذیل تفسیر آیہ مودت کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا نصر بن

باسناد مذکورہ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے

۱؎ سیرت شبلی حصہ ثانی صفحہ ۱۲۱ و صفحہ ۱۲۲ کے حاشیہ میں ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم (باب حجۃ النبی و باب الدیات) اور ابوداؤد (باب الاشہر الحرم و حجۃ النبی) وغیرہ میں یہ خطبہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابو امامہ باہلی حضرت جابر حضرت ابوبکرہ رض وغیرہ صحابہ کی روایتوں سے مذکور ہے ان روایتوں میں بعض باتیں مشترک ہیں مثلاً ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ الخ اور بعض باتیں الگ ہیں۔ مغازی و سیر کی کتابوں میں کچھ اور باتیں بھی مذکور ہیں اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اوسی کو اوسنے روایت کر دی اس بنا پر مختلف ماخذوں سے ان ٹکڑوں کو جمع کر لیا گیا روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے۔ حضرت جابر اپنی روایت میں اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ اور حضرت ابوبکرہ اور حضرت میں عباس دوسری روایتوں میں یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ بتاتے ہیں۔ بعض روایتیں ایام التشریق کے خطبہ کی ہیں۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۶ پر ہے۔

عبد الرحمن الكوفي حدثنا زيد بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته يوم عرفة وهو على ناقته القصواء يخطب فسمعته يقول يا ايها الناس اني تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي اهل بيتي قال حسن غريب وفي الباب عن ابي ذر وابي سعيد

پیغمبر خدا کو عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا اور مین نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑوگے تو گمراہ نہوگے ایک تو کتاب اللہ اور دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور اس باب مین ابوذر اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے روایت کی گئی ہے۔

پھر مسلم نے حدیث ثقلین کو ابن ابی شیبہ کے بعد محمد بن فضیل کی سند سے بھی ذکر کیا ہے - چنانچہ اوسی تفسیر ابن کثیر مین اوسی آیہ مودۃ فی القربی کے تفسیر مین ہے -

قال ابو عيسى الترمذي حدثنا علي بن المنذر الكوفي حدثنا محمد بن فضيل حدثنا الاعمش عن عطية عن ابي سعيد والاعمش عن حبيب بن ابي ثابت عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدي احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي ولن يتفرقا حتى يردا علي الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما۔

کہا ابو عیسی ترمذی نے حدیث کی ہمسے علی بن منذر کوفی نے کہا حدیث کی ہمسے محمد بن فضیل نے کہا حدیث کی ہمسے اعمش نے عطیہ سے اونسے ابو سعید سے اور اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اونسے زید بن ارقم سے کہا اونسے کہ فرمایا رسول اللہ نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم اوسکے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے جو ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہل بیت میرے اور یہ دونون ایک دوسرے سے ہرگز علیحدہ نہونگے یہانتک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون کے ساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو۔

یہ دونون حدیثین حجۃ الوداع کی ہین پہلی حدیث عرفہ کے روز کی پچھلی ۱۲ ذی الحجہ کی ہین اور مسلم نے حدیث ثقلین مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵ - بہرحال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام التشریق مین لایا ۱۲ ذی الحجہ کو، اور صفحہ ۱۳۱ مین ہے ابوداؤد (در باب الخطبہ بمنی) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذی الحجہ کو منی مین ایک خطبہ دیا تھا جسکے مختصر الفاظ وہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے۔ ہم کہتے ہین کہ مزید حضرت نے تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ عرفہ کو ۱۰ ذی الحجہ حج اکبر قربانی کے دن اور ۱۲ ذی الحجہ جمعہ کو مقام منا مین - چنانچہ عرفہ اور حجۃ الوداع کے خطبون مین حدیث ثقلین کا ذکر صحیح ترمذی سے آچکا - جسکو خطبات مذکور مین کہین اشارہ بھی نہین ہے - حالانکہ حجۃ الوداع مین امام احمد نے اپنے مسند - جلد چہارم صفحہ ۱۶۴ مین یہ حدیث وارد کی ہے - حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا يحيى بن آدم وابن ابي بكير قال ثنا اسرائيل عن ابي اسحاق عن حبشي بن جنادة قال يحيى بن آدم وكان قد شهد حجة الوداع قال قال رسول الله صلعم علي مني وانا منه ولا يؤدي عني الا انا او علي وقال ابن ابي بكير لا يقضي ديني الا انا او علي

محمد بن فضیل کے بعد اسحاق بن ابراہیم جو ابن راہویہ سے مشہور ہیں روایت کی ہے۔

چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ جلد اول مطبوعہ اسلامبول صفحہ ۳۹ مین ہے

عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ ص قال قد ترکنا فیکم ما ان اخذ تم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم و اہلبیتی اخرجہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ من طریق کثیر بن زید عن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ وھو سند جید روی الدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ	علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ مین تم مین ایسی چیز چھوڑونگا کہ اگر تم اوس سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ ایک قرآن ہے جسکا ایک سرا خداوند تعالیٰ کے دست قدرت مین ہے اور دوسرا خود تمھارے ہاتھ مین اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہین اسحاق ابن راہویہ یعنی اسحاق ابن ابراہیم نے اپنے مسند مین کثیر بن زید کے واسطے روایت کی ہے اور اوسکی سند جناب علی بن ابیطالب تک پہونچائی ہے جسکے راوۂ حدیث مین محمد بن عمر بن علی ہین

نیز کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۶ مطبوعہ حیدرآباد دکن مین ہے۔

عن علی النبی صلعم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال فزاد الناس بعدہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے میرا ہاتھ پکڑ کر بروز غدیر خم ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون بس اوسکا علی مولا ہے پھر لوگون نے اسپر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھو اوسے جو اوسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اوسے جو اوسے دشمن رکھے۔
(ابن راہویہ وابن جریر)	

یہ ابن راہویہ وہی اسحاق بن ابراہیم ہین یہ بڑے شیوخ حدیث صحیح مسلم مین نیز زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین مع حدیث غدیر کے ایک ہی دن اور تاریخ کی نمبر (۸۰)، خصایص نسائی کی ہے جو آگے نقل ہوگی جسکو محمد بن المثنی شیوخ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

غرضکہ رسولخدا صلعم نے حدیث ثقلین مذکورہ کو کم سے کم چار مرتبہ ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی قندوزی بلخی کی جلد اول صفحہ ۳۴ مین یہ حدیث ہے۔

وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیہ السلام ان الذی قال رسول اللہ صلعم یوم عرفۃ علی ناقۃ القصواء	سلیم کی کتاب مناقب مین منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسولخدا نے عرفہ کے دن در آنحالیکہ ناقہ قصوا پر آپ سوار تھے، اور پھر مسجد خیف مین اور پھر

ملاحظہ ارسالہ حج حاجی علیم الدین کے صفحہ و صفحہ ۶۵ مین ہی "مسجد خیف یہ مسجد منا مین واقع ہے یہ ایک قدیم مسجد ہے اسکے مقدس ہونے مین بہت سی روایتین بیان کی گئی مین منجملہ اونکے یہ ہے کہ ستر نبیون نے ایک سلسلہ یہان نماز پڑھی ہے"

وفی مسجد خیف ویوم الغدیر ویوم قبض فی خطبۃ علی المنبر ایہا الناس انی ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما ان تمسکتم بہما الاکبر منہما کتاب اللہ والاصغر عترتی اہلبیتی وان اللطیف الخبیر عہد الی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کہاتین اشار بالسبابتین وان احدہما لیس اقدم من الاخرۃ فتمسکوا بہما لن تضلوا ولا تقدموا منہم ولا تخلفوا عنہم ولا تعلموا فانہم اعلم منکم۔

یوم غدیر پر اور پھر آپ رحلت کے دن منبر پر فرمایا کہ ایہا الناس مین تم مین دو سنگین گرانقدر چیزین چھوڑنے والا ہون جب تک تم اون سے تمسک رکھوگے مطلق گمراہ نہوگے۔ ان مین سے ثقل اکبر کتاب اللہ ہے۔ اور ثقل اصغر میری عترت اہل بیت ہین اور خدا ے لطیف وخبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جائین۔ پھر اشارہ کیا آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی اونگلی کی طرف اور فرمایا کہ ان دونون مین کوئی ایک دوسرے سے مقدم نہین ہے پس تم ان دونون سے متمسک رہو تا کہ تم گمراہ نہو اون سے پیشقدمی نکرو اور اون سے منہ نہ موڑو اور انکو سبق نہ پڑہاؤ کیونکہ وہ تم سے بہت زیادہ جاننے والے ہین۔

چنانچہ حدیث مذکورہ عین وفات کے دن کی ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری باب سیوم صفحہ ۴۶۰ نمبر ۱۵ کی حدیث یہ ہے۔

عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ وقد امتلأت الحجرۃ من اصحابہ ایہا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی واہلبیتی ثم اخذ بید علی فقال ہذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلہما ما خلفتم فیہما۔ (اخرجہ ابن عقدہ)

جناب ام المومنین ام سلمہ رض سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے اپنے مرض مین کہ جس مین حضور انتقال فرما گئے فرمایا۔ اور اوسوقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت ہی جلدی دنیا سے انتقال کرنیوالا ہون اور مین نے عذر کے ساتھ بات تمھین سنا دی ہے۔ مین تم مین دو بھاری چیزین چھوڑنے والا ہون اپنے رب جلیل کی کتاب اور اپنے عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن انکے ساتھ ہے۔ یہ دونون جب تک حوض پر نہ پہونچین ایک دوسرے سے جدا نہون گے۔

اول حدیث ثقلین یوم عرفہ کی ناقہ قصواء کے اوپر والی جناب علی علیہ السلام کی سند کی اور صحیح ترمذی سے جناب امام محمد باقر ع

کے طریق حضرت جابرؓ کے سند کی نقل ہو چکی ۔ یہ حضرت جابرؓ صحابی کی مخرجہ حدیث یوم عرفہ والی وہی حدیث ہے جسکو انھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے واقعہ حجۃ الوداع مین بیان فرمایا تھا ۔ اور جنکے ملاقات کا ذکر شیخ مسلم صاحب نے اپنے صحیح مسلم مین کیا ہے لیکن شیخ مسلم صاحب مثل یوم عرفہ کے یوم غدیر کی روایت حضرت جابرؓ کی مخرجہ (ذیل) کی روایت کا کوئی ذکر اپنے صحیح میں نہین لائے جسکو ہم بیان کرتے مین اور تیسری روایت حضرت جابرؓ کی وفات اُنکے ولن کی صفحہ ۳۰۳ مین لکھی گئی ۔

امام قندوزی البلخی اپنی کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین اور علامہ سخاوی نے اپنی کتاب استجلاب ارتقاب الغرف (منقول از عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صد ۱۷۱) مین وارد کیا ہے ۔

رواہ ابو العباس بن عقدۃ (فی الولایۃ من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروۃ عن ابی جعفر محمد بن علی) عن جابر رضی اللہ عنہ قال کُنّا مع رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فلما رجع الی الجحفۃ (امر بشجرات فقم ما تحتھن) نزل ثم خطب الناس (فقال اما بعد ایھا الناس فانی لا ارانی یوشك ان ادعی فاجیب فقال ایھا الناس انی مسؤل وانتم مسؤلون فما انتم قائلون قالوا نشھد انك بلغت ونصحت وادیت قال انی لکم فرط وانتم واردون علی الحوض و انی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وانھما لن

روایت کی ابن عقدہؒ نے (کتاب ولایت میں طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے انھون نے ابو جعفر محمد بن علی سے) انھون نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول خدا کیساتھ حجۃ الوداع مین تھے ۔ جب مقام جحفہ تک پہونچے (تو بحکم حضرت درختوں کے نیچے صفائی کیگئی) آپ ٹھہرگئے پھر خطبہ ارشاد فرمایا (اور کہا اے گروہ مردم مین اپنی حالت دیکھتا ہون کہ مین بلایا جاؤن اور مین اس کے حکم کو قبول کرون) اور کہا اے لوگو خدا تعالیٰ مجھسے بھی سوال فرمائیگا اور تمسے بھی ۔ پس تم کیا جواب دوگے ۔ لوگون نے عرض کیا کہ ہم یہ شہادت دینگے کہ حضور نے تبلیغ احکام فرمائی اور ہم کو نصیحت بھی کی اور حقوق بھی ادا فرمائے اسپر حضرت نے فرمایا مین اسوقت بھی تمھارے سامنے ہون اور یقیناً تم حوض پر بھی میرے پاس آؤگے اور مین تمھارے پاس ثقلین چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (یہ دونون) کتاب خدا

سے توثیق (ابن عقدہ) زرقانی علی المواہب مجلد ہفتم صد ۱۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ مین ہے حافظ العصر المحدث البحر ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی مولی بنی ھاشم ابوہ نحوی صالح یلقب عقدۃ سمع ابنہ امما لا یحصون وکتب العالی والنازل حتی عن اصحابہ وکان الیہ المنتھی فی الحفظ وکثرۃ الحدیث وعنہ لحفظ مائۃ الف حدیث باسنادھا واجیب فی ثلثمائۃ الف حدیث من حدیث اھل البیت وبنی ھاشم الف وجمع وحدث عنہ الدارقطنی وقال اجمع اھل الکوفۃ علی انہ لم یر بھا من زمن ابن مسعود الی زمنہ ولد تسع واربعین ومائتین ۔

یعنی حافظ عصر محدث بحر ابو العباس احمد بن محمد ابن سعید کوفی مولائے بنی ہاشم باپ اون کے صالح نحوی تھے کہ جنکا لقب عقدہ تھا انکے بیٹے نے گروہ ہائے کثیر سے سماعت حدیث کی جنکا شمار نہین ہو سکتا ۔ سند عالی اور نازل دونون کو لکھا یہانتک کہ اپنے اصحاب سے بھی اور انکی طرف منتہی تھی حفظ اور کثرت حدیث مین اور ان سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثین مع سندون کے یاد ہیں اور تین لاکھ حدیثون مین احادیث اہل بیت اور بنی ہاشم سے ۔ مین نے جواب دیا تالیف کی اور جمع کیا اور حدیث کی ان سے دارقطنی نے اور اس نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اسپر اجماع ہے کہ کوفہ میں زمانہ ابن مسعود سے اسوقت تک کوئی شخص ایسا نہین دیکھا جو ان سے بڑھکر حافظ تر ہو ۲۴۹ھ مین ان کی ولادت ہوئی ۔

يفترقا حتى يردا على الحوض ثم قال الستم
تعلمون انی اولی بکم من انفسکم قالوا
بلی فقال اخذ بیدہ علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ثم قال اللهم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

اور عترت اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ
میرے پاس حوض پر جا پہونچیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ
میں تمہارے نفسوں سے بہتر ہوں سبنے عرض کیا کہ بیشک۔ پھر حضور نے
حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے۔ پھر دعا
فرمائی۔ یا الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو۔ اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
رکھے علی کو۔

حدیث مذکورہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کی مخرجہ طاقہ جحفہ یعنی غدیر خم کی معلوم کرچکے جسمیں رسولخدا نے حدیث
ثقلین اور حدیث ولایت کو یکوقت بیان فرمایا ہے یہی خطبۃ الوداعی کا جزو ہے۔ اسی تاریخ (۱۸ ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ) سے رسولخدا کے آخر عمر کا
حساب کیا جاتا ہے۔ محدثین نے بھی اسی غدیر خم کی حدیث ثقلین مخرجہ صحیح مسلم سے اپنی شرح میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ کتاب نسیم الریاض
شرح شفا قاضی عیاض۔ ج سیوم صفحہ ۴۵۲ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ میں صحیح مسلم کی حدیث ثقلین کا آخر عمر میں وارد ہونا لکھا ہے۔

رواہ مسلم فی فضائل آل البیت فی خطبۃ
خطبہا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہو
راجع من حجۃ الوداع فی آخر عمرہ قال
فیہا اما بعد ایہا الناس انما انا بشر
مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین الخ

روایت کی ہے اسکو مسلم نے فضائل اہلبیت میں اُس خطبہ میں کہ جسکو
پڑھا رسول مقبول نے اُسوقت جب حضرت پلٹ رہے تھے حجۃ الوداع
سے اپنی آخر عمر میں فرمایا اس خطبہ میں اے گروہ مردم میں ایک بشر
ہوں تمہارے ہی طرح قریب ہے کہ میرے پاس بھیجا ہوا میرے پروردگار
کا آوے اور میں اُسکو قبول کروں اور میں تمہارے درمیان
دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں۔

روایت مذکورہ کی تائید میں علامہ ابن منظور افریقی اپنے لسان العرب میں امام ازہری کے تہذیب اللغۃ سے یہ حدیث وارد کرتے ہیں

وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال فی آخر عمرہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی وقال الازہری رحمۃ اللہ
وفی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول
اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
وقال قال محمد بن اسحاق وہذا حدیث صحیح
ورفعہ نحو زید بن ارقم وابو سعید الخدری
وفی بعضہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہل بیتی فجعل العترۃ اہل البیت

روایت کیگئی ہے نبی صلعم سے کہ حضرت نے اپنے آخر عمر میں فرمایا
کہ میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا و
عترت اپنی اور کہا ہے امام ازہری نے کہ حدیث زید بن ثابت میں
ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول نے کہ میں تم لوگوں میں اپنے
بعد دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت یہ
دونوں ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آویں
اور کہا ہے امام ازہری نے کہ کہا ہے ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور اسکو رفع کیا ہے مثل زید بن ارقم اور ابو سعید خدری کے اور بعض
روایت میں ہے کہ میں تملوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب
خدا اور اپنی عترت جو کہ میرے اہلبیت ہیں پس عترت کو اہلبیت قرار دیا

حدیث مذکورہ جس کے مخرجین مین زید بن ثابت اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری تین صحابی ہین جنھون نے حدیث ثقلین کو کتاب اللہ اور عترتی اہل بیتی سے روایت کی ہے اور بصیغہ تثنیہ مین مثل لفظ ثقلین کے لفظ انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بھی لائے ہین جیساکہ صحیح ترمذی کی روایت حجۃ الوداع کی صـ۲۲۶ مین ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے گذری جسمین ہر دو کا حبل اللہ ہونا بھی ہے لیکن شیخ مسلم صاحب نے زید بن ارقم کی اوس حدیث کو تلاش کر کے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے جسکو زید بن ارقم نے اس حدیث کے عمدہ الفاظ اور مفید فقرات کو اخفا کیا ہے جسکو ہم نے آخر صـ۲۲۱ سے صـ۲۲۲ تک نقل کیا ہے۔ اس حدیث اور اُس حدیث زید بن ارقم مسند ج صـ۵۲ کتاب ہذا کو ملاؤ تو شیخ مسلم صاحب اور زید بن ارقم کے اخفاے حدیث کا پورا انکشاف ہوجاتا ہے۔

غرضکہ صحیح مسلم کی حدیث ثقلین یوم غدیر خم (۱۸ ذی الحجہ) والی آخر عمر کی معلوم ہوگئی جسمین حدیث ولایت مع دیگر الفاظ و فقرات کا اخفا کیا گیا ہے جیساکہ احادیث سے آشکارا ہوتا ہے۔

فائدہ اسی یوم غدیر مابین مکہ و مدینہ یعنی ۱۸ ذی الحجہ سے رسول اللہ صلعم کے آخر عمر کا حساب ۸۱ یوم والا صحیح مطابق ہوتا ہے اسی ۸۱ کو پلٹنے سے ۱۸ ہوتے ہین اگر اسی عدد ۱۸ کو عدد ۶۳ (رسولخدا کی عمر کی تعداد) مین جمع کیا جائے تو ۸۱ ہوتے ہین۔ اس حدیث غدیر خم یعنی حدیث ولایت کو شیخ مسلم صاحب ہی اخفا کنندہ نہین ہین بلکہ سب سے اول زید بن ارقم صحابی ہین۔

چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی۔ ج۔ ثالث صـ۳۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ممن کتم فذھب اللہ ببصری وکان علی کرم اللہ وجھہ دعا علی من کتم

زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین اون لوگون مین تھا جنھون نے چھپایا خدا نے مجکو اندھا کر دیا اور علی کرم اللہ وجہہ نے چھپانے والون پر بددعا فرمائی تھی۔

ایضاً ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری کے صـ۵۸۰ نمبر ۵۵ چوتھے باب مین یہ حدیث مرقوم ہے۔

وعن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلاً سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا من جانب الایسر ومن جانب الایمن فشھدوا بذلك قال زید بن ارقم فیمن سمع ذلك لکنہ کتم فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فاتہ من الشھادۃ ویستغفر اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ المغازلی والطبرانی فی معجم الکبیر

زید بن ارقم کہتے ہین کہ جناب امیر نے اُن لوگون سے قسم دیکر پوچھا جنھون نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوے سنا تھا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسکو جو علی سے دشمنی رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہوگئے چھ داہنے طرف کے اور چھ بائین طرف سے۔ اُنھون نے گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین بھی انھین مین سے تھا جن لوگون نے اس حدیث کو حضرت سے سُنا تھا لیکن مین نے چھپایا خدا تعالے نے میری بصارت لیگیا زید بن ارقم اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

اور تاریخ معارف ابن قتیبۃ صـ ۲۹۲ مطبوعہ یورپ میں انس کے لئے یہ روایت ہے جسکا نام نہیں لکھا گیا۔ پوری حدیث لکھی گئی وذکر قوم ان علیاً رضی اللہ عنہ سألہ عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقال کبرت سنی ونسیت فقال علی ان کنت کاذبا فضربک اللہ ببیضاء لا تواریھا العمامۃ (برص ترجمہ) ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اوس سے رسالتمآب صلعم کے اس قول کے متعلق سوال کیا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ تو اوسنے جواب دیا کہ مین بڈھا ہوگیا ہون مجھے اُسکی بابت کچھ یاد نہیں ہے پس امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو خداوند عالم تجھے ایسا برص کردے کہ اس برص کو عمامہ نہ چھپا سکے ان ہر دو حدیثون سے حدیث غدیر یعنی حدیث ولایت کی عظمت اور اس کی منزلت روز روشن کیطرح معلوم ہوگئی اب یہ تیسری حدیث روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے صـ ۱۰ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ سے نقل کیجاتی ہے جسکو سفیان ابن عیینہ نے اخراج کی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جسکی سند سے بخاری نے اپنے صحیح کی پہلی حدیث انکی روایت سے داخل کی ہے وفی تفسیر الثعلبی بقولہ تعالٰی سال سائل بعذاب واقع قال وسئل سفیان بن عیینۃ عن قول اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالنی بہا احد قبلک حدثنی جعفر بن محمد عن آبائہ قال لما کان رسول اللہ صلعم بغدیر خم ینادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی علیہ السلام فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللہ الخ

امام ثعلبی اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہین کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق مین نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھسے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ تجھسے پہلے کسی نے نہین پوچھا مجھسے امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام روایت اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلعم غدیر خم کے مقام پر پہونچے اور لوگون کو جمع کرکے سبکے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگون مین اور تمام جگہ مشہور ہوگئی پس یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہونچی یہ خبر سنتے ہی رسول اللہ کے پاس آیا۔

پورا مضمون سیرت حلبی۔ ج۔ ثالث صـ ۳۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ سے نقل ہے۔

ولما شاع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من	اور جب شایع ہوا رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ
کنت مولاہ فعلی مولاہ فی سائر الامصار	تمام شہرون مین اور قریون مین اور پھیل گیا تمام زمین پر اور
وطار فی جمیع الاقطار بلغ الحارث بن	پہونچی حارث بن نعمان فہری کو یہ خبر پس آیا وہ مدینہ مین اور
النعمان الفہری فقدم المدینۃ واناخ	اور بٹھا دیا اُس نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر اور
راحلتہ عند باب المسجد فدخل والنبی	داخل ہوا اور نبی صلوات اللہ علیہ بیٹھے ہوے تھے اور گرد اُنکے
صلی اللہ علیہ وسلم جالس وحولہ اصحابہ	اُنکے اصحاب تھے۔ پس آیا وہ یہانتک کہ بیٹھ گیا سامنے حضرت
فجاء حتی جثی بین یدیہ ثم قال یا محمد	کے پھر کہا یا محمد آپ نے حکم دیا کہ گواہی دین اللہ کی وحدانیت
انک امرتنا ان نشہد ان لا الہ الا اللہ و	اور آپ کی رسالت کی آپ کے اس کہنے کو قبول کیا اور

[illegible]

انك رسول الله فقبلنا ذلك منك وانك امرتنا ان نصلی فی الیوم واللیلة خمس صلوات ونصوم شهر رمضان ونزکی اموالنا ونحج البیت فقبلنا ذلك منك ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بضبعی ابن عمك ففضلته وقلت من کنت مولاه فعلی مولاه فهذا شیئ من الله او منك فاحمرت عینا رسول الله صلعم وقال والله الذی لا اله الا هو انه من الله و لیس منی قالها ثلاثا فقام الحارث وهو یقول اللهم ان کان هذا هو الحق من عندك وفی روایة اللهم ان کان ما یقول محمد حقا فارسل علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فوالله ما بلغ باب المسجد حتی رماه الله بحجر من السماء فوقع علی راسه فخرج من دبره فمات وانزل الله تعالی سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع الآیة

آپنے حکم زیارت اور دن میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں اور روزہ رکھیں ماہ رمضان کا اور زکوۃ دیں اپنے مالوں کی اور حج کریں بیت اللہ کا پس یہ بھی قبول کیا ہم نے آپ اسپر بھی راضی نہ ہوئے یہانتک کہ بلند کیا آپ نے اپنے ابن عم (علی بن ابیطالب) کو انکو فضیلت دی اور کہا آپ نے جسکا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے آیا یہ امر آپ کے جانب سے ہے یا اللہ کیطرف سے پس سرخ ہوگئیں دونوں آنکھیں رسول اللہ کی اور فرمایا حضرت نے قسم وحدہ لاشریک کی یہ حکم اللہ ہی کی طرف سے تھا اور نہ تھا میرے طرف سے اس کلمہ کو تین مرتبہ فرمایا پس یہ سنکر حارث کھڑا ہوگیا اور کہتا جاتا تھا پروردگارا اگر یہ امر حق ہے تیرے پاس اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ خدایا جو محمد کہتے ہیں اگر وہ حق ہو تو بھیج تو پتھر کو آسمان سے یا لا توہم پر عذاب دردناک پس قسم خدا کی نہ پہونچا تھا وہ مسجد کے دروازہ پر یہانتک کہ ایک پتھر آسمان سے خدا نے پھینکا۔ پس اسکے سر پر گرا اور نکل گیا اوسکے مبرز کے مقام سے پس وہ مرگیا اُسی کے بارے میں خدا نے آیت نازل کی سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع الآیة

اسی حدیث ولایت کو رسول خدا نے مع حدیث ثقلین واقع غدیر خم یعنے ۱۸ ذی الحجہ کو بیک وقت بیان فرمایا ہے اسی حدیث ولایت یعنی امامت کو سُن کر بعض صحابہ نے جنمیں حارث بن نعمان فہری خدمت حضور صلعم میں نہایت بے ادبانہ داخل ہو کر اس امر کا اظہار کر کے کہ یہ امر (فضیلت) من کنت مولاہ فعلی مولاہ آپکی طرف سے ہے یا خدا کیجانب سے ہے جسپر رسولخدا نے قسم کے ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ یہ امر خدا کے حکم سے تھا جسپر حارث عذاب کا طالب ہو کر واصل جہنم ہوا۔ دیکھو صفحہ ۹۶ تا ۱۰۰ کتاب ہذا۔ اسی مقام غدیر خم واقع ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکاسی دن رسولخدا کے آخر عمر کی روایت ہے جسکو مسلم صاحب کے شیخ الشیوخ امام زہری اور امام ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے اور علامہ نووی شارح مسلم نے اپنے شرح میں ذکر کیا ہے نیز اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات ج۔ اول صفحہ ۲۳ میں بھی اس عبارت سے لکھا ہے۔

توفی صلعم ضحی یوم الاثنین لثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول سنة احدی

وفات رسولخدا دن چڑھے دوشنبہ کے دن جبکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں ربیع الاول سلہ کے مہینہ کی واقع ہوئی اور

عشرة من الهجرة ودفن يوم الثلاثاء حين
زاغت الشمس وقيل ليلة الاربعاء

دفن ہوئے رسولخدا سہ شنبہ کے دن بعد زوال شمس اور
کہا گیا ہے کہ شب چہارشنبہ میں۔

ضمنی یعنی دن بڑھے کی وفات کو یہ روایت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب مرض النبی ج۔ ۸ صہ ۲۳۷ سنہ ۱۳۰۹ھ کی باطل کرتی ہے

عن عروة توفی يوم الاثنين حين زاغت
الشمس۔

یعنی عروہ نے وفات النبی دوشنبہ کے دن بعد زوال
کے وقت کی روایت کی ہے۔

اس عروہ کی روایت کو صحیح بخاری کی وہ روایت انس صحابی والی باطل کرتی ہے جسمیں آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت دفن کی نہایت صحیح روایت ہے اور وہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن واقع ہونے کی مؤید ہے کیونکہ بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے یکم ربیع الاول کو پنجشنبہ کا دن ہوتا ہے جسکو امام ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد ۲۹ صفر میں لاچکے ہیں جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) گذر چکا ہے پس یکم ربیع الاول جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) صریح ثابت ہوا جسمیں ایک شب انتیسوین صفر کے شب کی شامل کرنے بارہ شبیں خالی ہونے پر وفات النبی واقع ہوئی اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے گیارہ ربیع الاول دوشنبہ تک ۱۳ دن مدت مرض النبی صحیح بخاری کے مطابق اور شب بارہوین ربیع الاول سلہ ھ سے بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کل مدت دو سال تین مہینے دس راتون حضرت ابوبکر کے زندہ رہنے کی بعد وفات رسولخدا۔ حدیث مندرجہ صہ ۲۰۳ کے موافق ٹھیک ٹھیک ملگئی جسمیں ایک شبانہ روز امام زہری نے مدت خلافت میں غلط شمار کیا ہے جسکو ابن اسحاق نے دو سال تین مہینہ نو راتین کہا ہے۔ پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۸ و ۱۵ ذیحجہ (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۷ ذیحجہ چہارشنبہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک یہ کل اکیاسی دن ہو گئے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) واقع ہو کر یوم عرفہ جمعہ کو دروغ اور کذب کر دیا۔ اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کے اکاسوین دن یوم احتضار کو رسولخدا نے پھر حدیث ثقلین کا اعادہ فرمایا ہے دیکھو صہ ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۲۲۸ اور اسی احتضار کے دن حضرت نے طلب قرطاس فرمایا جسکی یہ روایت صحیح مسلم مجلد ثانی سے نقل ہے۔

قال مسلم حدثنی محمد بن رافع وعبد بن
حميد قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال نا معمر
عن الزهری عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن
ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعم
فی البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبی
صلعم هلم اكتب لكم كتاباً لا تضلون بعده
فقال عمر ان رسول الله قد غلب عليه الوجع
وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف
اهل البيت فاختصموا منهم من يقول قربوا

کہا مسلم نے کہ حدیث کی مجھسے محمد ابن رافع اور عبد بن حمید نے
کہا ابن رافع نے کہ حدیث کی ہمسے عبد الرزاق نے کہا حدیث کی
ہمسے معمر نے زہری سے اُسنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
سے اُسنے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ کا یوم
احتضار ہوا تو دولتکدہ نبوت میں عمر بن خطاب اور دیگر اصحاب
جمع تھے فرمایا رسول مقبولؐ نے کہ آؤ میں تمہارے لئے کچھ (بطور وصیت)
لکھدوں تاکہ بعد ازاں تم گمراہ نہو۔ پس حضرت عمر بولے کہ پیغمبر خدا
غلبہ مرض کیوجہ ایسا کہہ رہے ہیں۔ تمہارے پاس قرآن موجود ہے
اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر حضار جلسہ میں اختلاف

يكتب لكم رسول الله كتاباً لن تضلون بعده
ومنهم من يقول ما قال عمر فلما اكثر واللغط
والاختلاف عند رسول الله قال رسول الله
صلعم قوموا عني الخ

نزاع ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا
ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں
اور بعض حضرت عمر کے ہمزبان تھے جب اس بات پر بہت شور و
اختلاف ہونے لگا تو رسالتمآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ

لیکن بعض لوگوں نے بخاری و مسلم کی اُس روایت کا ذکر کیا ہے جسمیں یوم احتضار (دوشنبہ) کے بجائے (پنجشنبہ) کا ذکر ہے چنانچہ سیرۃ النبی شبلی حاشیہ صفحہ ۱۳۰ مین ہے "مجکو احتیاط کرنی چاہیے کہ کتاب تاریخ کی حیثیت سے نکلکر علم کلام کے دائرہ مین نہ آجائے تاہم جو میری ذاتی تحقیق ہے مین الفاروق مین لکھ چکا ہون"۔

الفاروق صفحہ ۱۶ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے کہ انکے وفات سے تین روز پہلے قلم و دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمہارے لئے ایسی چیز لکھونگا کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہوگے اسپر حضرت عمر نے لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہین (نعوذ باللہ) روایت مین ھجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین۔ طرہ یہ ہے کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) دیکھو الفاروق صفحہ ۲۰۴

اور سیرۃ النبی شبلی کے حاشیہ صفحہ ۱۳۷ مین ہے جن صحابی نے قلم دوات لانے مین گفتگو کی۔ بخاری مین انکا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے صحیح مسلم مین انکے یہ الفاظ مین قد غلب علیه الوجع وعندكم قرآن حسبنا كتاب الله (صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ) قالوا ان رسول الله صلعم يهجر (لوگون نے کہا رسول اللہ صلعم بے حواسی (ہجر) کی باتین کرتے ہین۔

الفاروق کے صفحہ ۶۲ مین ہے۔ اس بحث کے لئے واقعات ذیل پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۳ دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ و قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین بتصریح مذکور ہے اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین کہین مذکور نہین" (۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقون سے مروی ہے (چنانچہ صرف صحیح بخاری مین سات طریقون سے مذکور ہے) باین ہمہ بجز عبد اللہ بن عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہین"

یہانتک ہم شبلی صاحب کی تحقیق کو قلمبند کرکے صحیحین کے مردود حدیثون پر نظر ڈالتے ہین۔

چند حدیثون مین واقعہ طلب قرطاس دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے جیسا کہ حاشیہ صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۱۹۰ و صفحہ ۱۹۹ مین ہے اور بعض حدیث مین ابن عباس سے پنجشنبہ کے دن کی ہے اس حدیث مین صرف بخاری مین حضرت عمر کا نام نہین ہے باقی صحیحین کے تمام روایات مین بالتخصیص حضرت عمر کا نام مذکور ہے جسکی تائید کی وہ روایت حضرت جابر صحابی کی یوم احتضار کی ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اخراج کی ہے دیکھو نمبر (۹) صحیح بخاری صفحہ ۱۹۹ ۔

اور یہ امر قبول کیا گیا ہے کہ اختلال حواس کا ذکر کسی روایت مین کہین مذکور نہین۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت کل ۱۳ دن بیمار رہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت چہارشنبہ کے دن بیمار ہوئے۔

اسی الفاروق کے صنہ میں ہے "پیر ۲۲ ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام کابر صحابہ کو حکم دیا کہ اُنکے ساتھ جائیں۔ لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر میں آنحضرت بیمار ہو گئے"

اور سیرت النبی۔ ج ثانی صہ ۱۴۳ میں ہے۔ "آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائیں اور ان شریروں سے اپنے باپ کا انتقام لیں"

یہ شبلی صاحب کا اخیر صفر (۲۸ صفر چہارشنبہ تھا) دیکھو وسیلۃ النجات مولوی محمد مبین صہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ سنہ ۱۳۱۲ھ "روز چہارشنبہ بست و ہشتم ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و درد سر عارض گشت"

اور دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی باب ہم صہ ۳۲۰ مطبوعہ ثمر ہند سنہ ۱۲۹۶ھ "روز چہارشنبہ بست ہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد"

اور دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶ جسمیں ۲۸ صفر چہارشنبہ کو رسولخدا کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کا اسامہ بن زید کی ماتحتی میں جنگ روم پر جانے کے لئے مامور ہونا ہے۔ پس شبلی صاحب کا اخیر صفر (چہارشنبہ) ۲۸ صفر اور اکابر صحابہ کا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو تعنات ہونا ہے۔ چنانچہ سیرت النبی ج ثانی حاشیہ صہ ۱۴۳ میں ہے۔ "واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھی جانے کا حکم دیا تھا"

یہی پہلا حکم رسول اللہ کا ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن دیا گیا تھا اور دوسرا حکم وفات سے دو دن پہلے سنیچر کے دن ہوا تھا دیکھو نمبر (۲) ابن اسحاق صہ ۱۱۵ جسکی تائید میں سیرت النبی شبلی۔ ج ثانی صفحہ ۸ سطر ۹ میں ہے۔

"سنہ ۱۱ھ جو زمانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے پھر فوجیں روانہ فرمائیں"۔ یہی دوبارہ حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دسویں دن بروز شنبہ وفات سے دو دن پہلے ہوا تھا۔ اسی تاریخ تک صحابہ اسامہ کی ماتحتی کی وجہ سے اور عدم امتثال امر سے منہ چھپائے ہوئے تھے اسی شنبہ کے دن رسولخدا نے لوگوں کا طعن آمیز کلمہ سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اور اسی خطبہ میں کلمہ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا سے جنگ روم پر جانے کا حکم دیا ہے۔

غرضکہ اس تیرہ دن مدت مرض النبی میں دو پنجشنبہ واقع ہوتے ہیں ایک ۲۹ صفر کو دوسرا ۶ ربیع الاول کو یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا بار دوم اسامہ بن زید کی زیر افسری صحابہ کی روانگی (جنگ روم) کا حکم دینا وفات سے دو دن پہلے تھا۔ پس واقعہ طلب قرطاس پنجشنبہ کے دن تین یا چار دن پہلے کا غلط اور دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا صحیح ہے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب دہم میں دربارہ طلب قرطاس عین وفات کے دن لکھتے ہیں:۔

قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود	اس واقعہ طلب (قرطاس) سے تین مہینے پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا تھا۔

اور تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مولوی صدیق حسن خان۔ ج ۳۔ صہ ۱۶ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ میں ہے۔

قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ احد و ثمانین یوماً	ابن عباس سے مروی ہے کہ ٹھہرے رسول خدا بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ۸۱ دن

پس طلب قرطاس فرمانے کی روایت گیارہ ربیع الاول دوشنبہ یوم احتضار کی صحیح ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۹۰ دنوں پر اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے ۸۰ دنوں پر گیارہ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے۔ جس سے طلب قرطاس کی روایت ابن عباس اور حضرت جابر کے سند والی یوم احتضار (وفات کے دن) کی صحیح اور تین دن یا چار دن پنجشنبہ کے دن کی قطعاً غلط ہے نیز کثرت سے صحابہ کا موجود ہونا اسی احتضار کے دن دیکھو حدیث ام سلمہ صفحہ ۲۲۸ اور جبکہ حضرت حدیث ثقلین اور دیگر ارشاد ہدایت بنیاد سے فارغ ہو چکے۔ اور نافرمان صحابہ کو لفظ قوموا عنی لیجئے پاس سے اُٹھا چکے تو حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا ہے (جسکو کتاب مودة القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ نہم صفحہ ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے) جس سے بھی احتضار ہی کے دن صحابہ کا حجرہ میں بھرا ہونا ثابت ہے۔

وعن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر الباقر عن ابائہ علیہما السلام قال لما مرض رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ و البیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال العباس انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال علیہ السلام یا علی تقبل وصیتی وتنجز عداتی تخنق علی العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ فاعادھا علیہ فقال علی بابی انت امی نعم فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ھلم سیف رسول اللہ ذوالفقار[۵] فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ ثم قال یا بلال ھلم مغفر رسول اللہ ذاالنجدین فجاء بہ فوضعہ۔

ثم قال یا بلال ھلم درع رسول اللہ ذات الفضول فجاء بھا ثم قال یا بلال ھلم فرس رسول اللہ المرتجز فاتی بہ فاوثقہ

ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام ابوجعفر محمد باقر بن علی نے اپنے آبار کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا مرض الموت میں مبتلا تھے تو حضرت کا سر اقدس علی کی گود میں تھا اور عباسؓ آپکے جسم کی حفاظت کر رہے تھے اور تمام گھر مہاجرین اور انصار سے بھرا تھا اُسوقت آنحضرت نے عباس سے فرمایا اے چچا! آیا تم میری وصیت کو قبول کرو گے اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے؟ عباسؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ میں ایک بڈھا آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں۔ بعد ازاں حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو اور میرے وعدوں کو وفا کرو گے؟ اول مرتبہ علی مرتضیٰ بوجہ گریہ جواب پر قادر نہ ہو سکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس خطاب کا کیا اُسوقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہت اچھا۔ پھر رسول خدا نے فرمایا تو میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے بعد اس کے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ۔ بلال نے روبرو لاکر حاضر کر دی۔ پھر فرمایا اے بلال مغفر رسول اللہ کہ جسکا نام ذوالنجدین ہے لاؤ۔ بلال نے وہ بھی حاضر کی۔ پھر

[۵] یہ وہی ذوالفقار (آسمانی) تلوار ہے جو رسول خدا کیلئے نازل ہوئی جسکے بارہ میں آیہ کریمہ وانزلنا الحدید یعنی ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا شاہد ہے اور تاریخ یعقوبی ابن واضح جلد ثانی صفحہ ۹ میں ہے وسیفہ الذی یلزمہ ذوالفقار وقد روی ان جبرئیل نزل بہ من السماء وکان طولہ سبعۃ اشبار وعرضہ شبر وفی وسطہ کال یعنی تلوار ان جناب کی جو برابر اون کے پاس رہتی تھی ذوالفقار ہے اور مروی ہے کہ وہ تلوار جبرئیل آسمان سے لائے تھے جس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے بیچ میں ایک ابھار تھا۔ اور حدیقہ حکیم سنائی صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۸۸۴ء ۱۳۰۲ھ میں ہے آمد از سدرہ جبرئیل امین + لافتیٰ کردہ مرد را تلقین۔ ذوالفقار بگہ از بہشت خدا + بفرستاد وہ او ذکر کرد

ثم قال هلم ناقة رسول الله العضباء فجاء بها فاوثقها
ثم قال یا بلال هلم بردة رسول الله السحاب
فجاء بها فوضعها۔
ثم قال یا بلال هلم قضیب رسول الله
الممشوق فجاء به فوضعه فلم یزل یدعو
بشیٔ بعد شیٔ حتی بالعصابة التی کان
یعصب بها بطنه فی الحرب ثم نزع الخاتم
فدفعه الی علی ثم قال یا علی اذهب بها
اجمع فاستودعها بیتك بشهادة المهاجرین
والانصار لیس لاحد ان ینازعك فیها
بعد فانطلق امیر المومنین حتی وضعها
فی منزله ثم رجع

درع ذات الفضول طلب کی ...... اور پھر گھوڑا جسکا
نام مرتجز تھا طلب کیا۔ پھر ناقہ عضبا اور بردہ سحاب
اور ممشوق وغیرہ وغیرہ طلب کئے
یہانتک کہ وہ عصابہ کہ جس سے حرب مین رسول خدا
شکم باندھتے تھے طلب کیا
اور بلال نے سب اشیا حاضر کین۔
پھر جناب سالتمآب نے انگشتری خاتم اونگلی سے نکالکر حضرت علی کو عطا
فرمائی (یہ مہر کی انگوٹھی بجز خلیفہ و قائمقام کے غیر کو نہین دیجاتی)
اور ارشاد فرمایا کہ اے علی ان اشیاء کو لیجاؤ اور اپنے گھر مین رکھو بشہادت
مہاجرین و انصار کے کیکو ان اشیاء پر دعوی نہین ہو سکتا کہ میرے
بعد تم سے انکی بابت تنازع کرے چنانچہ حضرت امیر ان سب اشیاء کو
اپنے گھر مین لیگئے اور وہان رکھکر اور اپنے ناقہ کو بند ہوا کر واپس تشریف لائے

حدیث مذکورہ مین جو الفاظ رسول اللہ نے اخی، وصی، وزیری و خلیفتی کے ارشاد فرمائے ہین یہ وہی الفاظ ہین جواب سے تیئیس سال قبل یعنی بعثت سے تین سال بعد آیہ وانذر عشیرتك الاقربین کے نازل ہونے پر اول تبلیغ مین فرمائے تھے اسکا وعدہ اس امر کے اظہار پر فرمایا تھا کہ جو شخص اس امر (رسالت) مین ہمارا ساتھ دیگا وہی ہمارا وزیر اور اخی اور وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اسوقت بجز علی مرتضی کے کسی نے جواب نہین دیا۔ اس لئے آج رسول مقبول نے کہ تیئیسویں سال کا آخر دن ہے اور تبلیغ رسالت کا آخر وقت ہے اور وفات کے چند لمحے باقی رہ گئے ہین اس وعدہ کا ایفا فرمایا جسکے ساتھ وہ تمامی اشیاء منقولہ اپنے قائمقام و جانشین حقیقی کو بمواجہہ مہاجرین و انصار عطا فرما دین جیسا کہ مضمون حدیث سے ظاہر و ہویدا ہے۔ **(نمبر ۱۲) عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ صاحب تاریخ معارف المتوفی ۲۷۶ھ)**

اس تاریخ (معارف) مین بھی رسولخدا کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین جس سے ذیقعدہ کامل ۳۰ دن کا ثابت ہے۔ یہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ ہے اس سے قبل یورپ مین بھی طبع ہو چکی ہے۔

توثیق (امام محمد باقر علیہ السلام) صحیح مسلم مجلد ثانی باب حجۃ النبی صفحہ ۳۹۴/۳۹۵ حضرت جابرؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة واسحاق بن ابراهیم جمیعًا عن حاتم قال ابو بکر حدثنا حاتم بن اسمٰعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن ابیه قال دخلنا علی جابر بن عبد الله فسال عن القوم حتی انتهی الیّ فقلت محمد بن علی بن حسین فاهوی بیده الی راسی فنزع زری الاعلی ثم زری الاسفل ثم وضع کفه بین یدیی و انا یومئذ غلام شاب فقال مرحبا بك یا ابن اخی سل عما شئت فسالته وهو اعمی وحضر وقت الصلوة فقام فی نساجة ملتحفا بها کلما وضعها علی منکبیه رجع طرفاها الیه من صغرها ورداؤه الی جنبه علی المشجب فصلی بنا فقلت اخبرنی عن حجة رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدیث مذکورہ کا خلاصہ سیرت النبی شبلی نعمانی مجلد ثانی صفحہ ۱۱۵ میں یون مذکور ہے۔ ابو داؤد اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت امام باقرؑ حضرت جابرؓ کے پاس جب وہ نابینا ہو گئے تھے آنحضرت کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقر کے گریبان کے تکمے کھولے اور انکے سینہ پر محبت سے ہاتھ رکھا کہ بھتیجے پوچھو کیا پوچھتے ہو پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے (یہ بار دوم کی ملاقات کا ذکر ہے اول مرتبہ کی ملاقات کا ذکر آگے نمبر (۲۰) ترمذی مین آئے گا۔

خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ
فاقام الناس حجہم ثم صدر الی المدینۃ
فاقام بہا بقیۃ ذی الحجۃ من سنۃ عشر
والمحرم وصفر واثنی عشر لیلۃ من شہر
ربیع الاول سنۃ احدی عشر ثم قبض
اللہ عزوجل صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین
وکان مقامہ الی ان قبض عشر سنین
کوامل وقد بلغ من السنین ثلاثا و
ستین سنۃ (صفحہ ۵۶)

نکلے رسولخدا حج کیلئے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی
پانچ راتین باقی تھین اور لوگون کے ساتھ حج کیا۔ پھر
مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی بقیہ ذی الحجہ ۱۰ھ
اور ماہ محرم اور صفر اور بارہ ربیع الاول ۱۱ھ
تک ٹھہرے۔ پھر قبض کیا اللہ تعالے نے رسول اللہ
کو دوشنبہ کے دن اور بوقت وفات دس
برس کامل مدینہ مین اور ۶۳ سال عمر کے
ہوئے تھے۔

اور صفحہ ۵۶ مین حضرت ابوبکر کی مدت خلافت اور تاریخ وفات مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی (ابوبکر) یوم الجمعۃ
لتسع لیال بقین من جمادی الاخر سنۃ
ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین و
ثلاثۃ اشہر وتسع لیال

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن
رحلت کی جبکہ نو راتین جمادی الثانی ۱۳ھ کی باقی
تھین یعنی ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ اور کل مدت
خلافت دو سال تین مہینے نو راتین ہین۔

تنبیہ لیکن ابن اسحاق کا بیان یوم جمعہ اور سات راتون باقی یعنی ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ انتقال ابوبکر ہے اور جو ذیل کی عبارت سے جسمین (سبع لیال) ہے جس کے بجائے (تسع لیال) غلط طبع ہوگیا ہے۔ ایسی ہی عبارت سفر حج مین (خمس لیال بقین من ذیقعدہ) کی جگہ (خمس لیال بقین من ذی الحجۃ) ہر دو مطبوعہ (یورپ ومصر) مین غلط طبع ہے۔

چنانچہ اسد الغابہ فی الصحابہ۔ ج۔۳۔ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ص ۲۲۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر رض یوم الجمعۃ لسبع لیال
بقین من جمادی الاخر سنۃ ثلاث عشرۃ

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن ۲۳ جمادی الثانی
کو جبکہ سات راتین جمادی الاخر ۱۳ھ کی باقی تھین۔

اس ۲۳ جمادی الثانی کی مؤید یہ روایت ہے جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین وارد کیا ہے دیکھو ص ۲۱۲۷ طبع یورپ

توفی ابوبکر لثمانی لیال بقین او سبع بقین من جمادی الاخر

وفات پائی ابوبکر نے ہو یا ۲۳ جمادی الثانی کو جبکہ ۸ یا ۷ جمادی الثانی کی باقی تھین۔

توثیق (ابن قتیبہ) تاریخ مراۃ الجنان یافعی مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق ابن راہویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دینا فاضلا

ایضاً (الفاروق شبلی مین ہے) عبداللہ بن قتیبہ المتولد ۲۱۳ھ المتوفی ۲۷۶ھ یہ نامور اور مستند مصنف ہے۔ محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہین تاریخ مین اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر مین چھپکر شایع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اسمین مفید معلومات ہین جو بڑی بڑی کتابون مین نہین ہین۔ کشف الظنون مین ہے۔ معارف فی التاریخ لابن قتیبۃ ابی محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ھ

نمبر (۱۳) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ

یہ جامع صحیح ترمذی خلیفہ بخاری کہے جاتے ہیں۔ جنکی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ہمکو نہیں ملی۔ لیکن اُنکے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد طرق سے تاریخ سفر حج فرمانے کی روایتیں کی ہیں۔

چنانچہ نمبر (ایک) زہری میں عروہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے اور نمبر (۲) میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق حضرت ابن عباسؓ کی سند سے اور نمبر (۴) امام مالک میں یحییٰ بن سعید نے عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اور نمبر (۹) صحیح بخاری اور نمبر (۱) صحیح مسلم میں یحییٰ بن سعید نے علاوہ عمرۃ کے واسطہ کے قاسم بن محمد کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کے ختم کو پانچ شبیں باقی تھین۔ سفر حج فرمانے کی روایت کی ہے۔ نیز ترمذی کے شیخ الشیوخ ابن اسحاق نے نمبر (۳) میں انھین قاسم بن محمد کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی روایت کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اُسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج فرمانے کی روایتین کی ہین چنانچہ

تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع کی یہ ہے۔

وابن ماجۃ ومصنف ابن ابی شیبۃ من طرق عن یحیی بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ

اور ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ عمرۃ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ رسولخدا کے ساتھ جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔

اس تاریخ کو حضرت کی روانگی نماز ظہر پڑھنے کے بعد ہوئی جسکی یہ حدیث دلالت کرتی ہے

صحیح ترمذی ج۔ اول۔ باب التقصیر فی السفر یعنی باب سفر مین قصر کرنے کے بیان مین۔

حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن محمد بن المنکدر وابراھیم بن میسرۃ انھما سمعا انس بن مالك قال صلینا مع النبی صلعم الظھر بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین ھذا حدیث صحیح

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے سفیان بن عیینہ سے اُنھے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے کہا ان دونوں نے کہ سنا ہم نے انس بن مالکؓ سے کہا اُنھے ہم نے رسولؐ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ مین چار رکعتین اور ذوالحلیفہ مین عصر کی دو رکعتین پڑھیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدثنا احمد بن منیع ناھشیم نایحیی بن ابی اسحاق الحضرمی نا انس بن مالک قال خرجنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فصلی رکعتین قال قلت لانس کم اقام

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن منیع نے ہشیم سے کہا اُنے حدیث کی ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی نے انس بن مالکؓ سے کہا اُنے نکلے ہم لوگ رسولخدا کیساتھ مدینہ سے طرف مکہ کے پس دو رکعتین پڑھین یحییٰ نے انس کو پوچھا کہ کتنے دن رسول اللہ مکہ مین ٹھہرے۔ کہا اُنے

رسول اللہ بمکۃ قال عشرۃ وفی الباب عن ابن عباس وجابر قال ابوعیسی حدیث انس حسن صحیح

دس دن اور اس باب میں روایت ہے ابن عباسؓ اور جابر سے کہا ابوعیسیٰ نے کہ حدیث انس کی حسن صحیح ہے۔

کل روایات سفر حجۃ الوداع کی تاریخوں میں یوم سفر نہیں بتایا گیا نیز اس صحیح ترمذی کے ابواب الحج میں عرفہ اور یوم النحر کا دن بھی ندارد ہے یہانتک کہ ایام التشریق ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ کے دن کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ انہیں تاریخوں میں حضرتؐ نے خطبہ دیا ہے اور ہم نے سیرت شبلی کے حوالے سے صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ کے حاشیہ میں تواریخ مذکورہ میں حضرتؐ کا خطبہ دینا لکھا ہے خود ترمذی نے اپنی صحیح باب بیان حرمت خون و اموال کے یوم الحج الاکبر میں خطبہ کے الفاظ عمرو بن احوص و ابوبکرہ و ابن عباس اور جابر اور حذیم بن سعد کی سند سے وارد کئے ہیں اور یوم عرفہ کا مشہور خطبہ جسکو رسول خدا نے ناقہ قصوا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع میں کئی گھنٹہ تک دیا تھا اور جسکا ایک جزو ہے جسمیں بھی دن نہیں ہے

قال الترمذی حدثنا نصر بن عبد الرحمٰن الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمدؑ عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وعلی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی قد ترکت فیکم من اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید وزید بن ارقم

کہا ترمذی نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نصر بن عبد الرحمٰن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر محمد باقرؑ سے اور انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہا جابر نے کہ میں نے رسول اللہ کو عرفہ کے دن حج میں اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور اس باب میں روایت ہے ابوذر اور ابوسعید اور زید بن ارقم

ؒ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت جابر کی ملاقات کا ذکر حاشیہ صفحہ ۲۶ اور حاشیہ صفحہ ۱۲۳ میں صحیح مسلم کی حدیث سے آچکا ہے مضمون حدیث سے یہ ملاقات دوسرے یا تیسرے مرتبہ کی ہے جسمیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا حضرت جابر سے حج نبوی کے حالات کا دریافت فرمانا ہے اور اسوقت حضرت جابر نابینا ہو چکے تھے۔ لیکن پہلی ملاقات اس ذیل کی حدیث سے ہے جسمیں حضرت جابر جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ دفعۃً اندرون خانہ سے برآمد ہوئے جیسا کہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ اسلامبول طبع اختر سنہ ۱۳۰۲ھ سے یہ حدیث نقل ہے جو دو صحابہ سے مروی ہے۔

عنہ قال جابر الجعفی ان جابر بن عبد اللہ الانصاری دخل علی علی بن الحسین سلام اللہ علیہم اذ خرج محمد بن علی من عند نسائہ فقال لہ جابر یا مولای ان جدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی اذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام وقد اخبرنی انکم الائمۃ الھداۃ من اھل بیتہ من بعدہ احلم الناس صغارا واعلمھم کبارا وقال لا تعلموھم فانھم اعلم منکم قال الباقر ولقد اوتیت الحکم صبیا ذلک بفضل اللہ ورحمتہ علینا اھل البیت (ترجمہ) جابر جعفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جابر بن عبد اللہ انصاری امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یکایک امام محمد باقر علیہ السلام مکان کے اندر سے برآمد ہوئے۔ انکو دیکھکر جابر نے کہا۔ اے میرے آقا آپ کے جد بزرگوار رسولخدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب میں آپ سے ملوں تو انکو آنحضرت کا سلام پہونچا دوں۔ نیز آنحضرت نے مجھکو خبر دی ہے کہ آپ حضرات اہلبیت جو آنحضرت کے بعد اللہ ہدایت کرنے والے ہیں کمسنی میں سب لوگوں سے زیادہ حلیم بردبار ہیں اور بڑے ہونے پر سب سے زیادہ عالم ہیں اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم انکو مت پڑھاؤ کیونکہ وہ تم سے بہتر جاننے والے ہیں امام محمد باقرؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھکو بلا شبہ بچپن ہی میں حکم عطا کیا گیا اور یہ ہم اہلبیت پر خداوند عالم کا فضل اور اسکی رحمت ہے یہ اسوقت تک حضرت جابر کی بصارت قائم تھی۔

ؒ جابر جعفی صحابی کی توثیق رسالہ ابن قتیبہ میں ہے۔ اسماء الغالیۃ من الرافضۃ ابو الطفیل صاحب الرایۃ المختار وکان آخر من راٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا والمختار و ابو عبد اللہ الجدلی ومنار و ابن امین وجابر الجعفی (انساب سمعانی) بضم الجیم وسکون العین المھملۃ وفی آخرھا الفاء ھذہ النسبۃ الی القبیلۃ وھی جعفی بن سعد العشیرۃ وھی من مذحج وکان وفد جعفۃ فی الایام التی توفی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد نسب جماعۃ الی ولائھم —

وحذیفة بن اسید هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه وزید بن الحسن وقد روی عنه سعید بن سلیمان وغیر واحد من اهل العلم

اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث حسن غریب اسی وجہ سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث میں زید بن حسن انماطی وارد ہیں جنسے نصر بن علی جہضمی نے حدیث ثقلین غدیر خم کی حذیفہ بن اسید اور ابو طفیل و صحابہ سے روایت کی اوجو گے آئے گی اور ایک حدیث صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ مین نقل ہے اسمین نصر بن علی جہضمی سے بخاری اور ترمذی اور مسلم اور ابو داؤد بن ج اور نسائی اور ابو حاتم روایت کرتے ہین جنھون نے بھی کسی خطبہ کا دن نہین بتایا اور دوسری حدیث ثقلین مخرجہ ترمذی جسکو رسولخدا نے یوم عرفہ کے بعد حجۃ الوداع مین فرمایا ہے جو ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ صحابیون سے مروی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۲ اسمین بھی کوئی پتہ نہین ہے۔

البتہ ابواب تفسیر القرآن مین جب ہم سورہ مائدہ کی تفسیر مین پہونچے تو پہلی روایت حضرت عمر کی ملی جو اس طور سے منقول ہے۔

من سورة المائدة حدثنا ابن ابی عمر نا سفیان عن مسعر وغیره عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قال رجل من الیهود لعمر بن الخطاب یا امیر المومنین لو علینا انزلت هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت هذه الآیة انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حدیث حسن صحیح

بعض تفسیر سورہ مائدہ سے کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے ابن ابی عمر نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے اس نے طارق بن شہاب سے کہ ایک یہودی نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید بنالیتے پس فرمایا عمر بن خطاب نے مین جانتا ہون جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یوم عرفہ جمعہ کے دن مین یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث مذکورہ جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے جسکی حقیقت اور قدح نمبر (۹) بخاری کے صفحہ ۱۰۲ اور صحیح مسلم کے صفحہ ۱۵۱ مین گذر چکی جسکے رواۃ حدیث میں مسعر اور قیس بن مسلم مرجیہ (خوارج) سے ثابت ہوچکے ہیں۔ جنکے بارے میں ترمذی نے اپنے صحیح باب فرقہ قدریہ مین یہ روایت وارد کی ہے۔

عن عکرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صنفان من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجیة والقدریة وفی الباب عن عمر وابن عمر ورافع بن خدیج هذا حدیث حسن غریب (ترجمہ) عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین دو گروہ ہین کہ اونکے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین ہے ایک مرجیہ دوسرے قدریہ اس باب میں عمر و ابن عمر و رافع بن خدیج سے مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ یہ حسن غریب صحیح وغیرہ جو کچھ ترمذی نے لکھا ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے لکھا اُسپر بھی کسی نسخہ مین کچھ کسی مین کچھ چنانچہ یہی حدیث مشکوۃ مین ترمذی کے حوالہ سے غریب لکھی ہے جیسے انا دار الحکمۃ وعلی بابہا ترمذی کے کسی نسخہ مین حسن غریب اور کسی مین غریب ریاض النضرہ میں یہی حدیث حسن غریب ہے

پس ایسی حدیث جسکے رواۃ حدیث میں دو دو خوارج مرجیہ ہوں جنکے بارے میں رسولخدا کی حدیث مذکورہ شاہد ہو وہ حسن صحیح لکھی جائے اور حضرت جابر جنکا شمار احسن الصحابہ میں ہو اور آل محمد امام محمد باقر علیہ السلام سے جس حدیث ثقلین عرفہ کو بیان فرمائیں اور جسکی تصدیق دیگر احادیث حجۃ الوداع ص۲۲۶ اور یوم غدیر وغیرہ متعدد طرق اور کثیر صحابہ سے ہو وہ حسن غریب لکھی جائے۔ العجب

علاوہ اس امر کے کہ حدیث مذکورہ کے رواۃ میں مرجیا ہیں یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع میں کہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں جمعہ آتا ہے جبکہ انس کی صحیح روایت سے جمعہ نہیں تھا پس یوم جمعہ عرفہ باطل ہوگیا۔ نیز یہی جمعہ آگے بارہ۱۲ ربیع الاول سنہ۱۱ھ میں پہونچتا ہے جسکی تاریخ وفات النبی یوم دوشنبہ کی ابن عمر سے مروی ہے دیکھو ص۱۱۹-۱۲۰ اسلئے بھی عرفہ جمعہ باطل اور یہ کہ ترمذی کے شیوخ حدیث محمد بن عبداللہ (ابن اخی الزہری) زہری اور عروہ اور عائشہ سے وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی روایت ہے۔ دیکھو ص۹۸ و ۱۴۵ اور ترمذی نے اپنے صحیح میں ابن جریج کے واسطہ زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ اور ابن اخی الزہری کے واسطے زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ کی سند سے ۶۳ سال پر وفات النبی ہونا روایت کی ہے۔ دیکھو ص۹۸ و ۲۰۷ جس سے بارہ ربیع الاول کو ۶۳ سال ہوتے ہیں اور بارہ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے مراجعت کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۳ ہفتہ (۹۱ دنوں) میں وہی دوشنبہ آتا ہے جس سے بھی یوم عرفہ جمعہ باطل ہے۔ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول پر جمعہ آتا ہے دیکھو تقویم جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ص۲۰ کا پہلا خانہ اور ابن جریج شیوخ حدیث ترمذی نے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم کی روایت کی ہے اور عرفہ جمعہ ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول جمعہ تک اکانوے۹۱ دن ہوتے ہیں اس سے بھی عرفہ کا جمعہ باطل اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ دن ہوتے ہیں اور بارہ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے پلٹنے سے دوسری ربیع الاول کو (جمعہ) آتا ہے پس عرفہ والا جمعہ کذب اور دروغ۔ علاوہ وجوہ مذکورہ کے یوم جمعہ کا اکاسیواں دن (دوشنبہ) ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں سفیان یوم عرفہ جمعہ میں شک کرتا ہے اور صحیح مسلم میں ادریسی قیس بن مسلم نے لفظ لیلۃ جمع سے اور ابن جریر طبری نے لیلۃ الجمعہ سے روایت کی ہے جس سے یوم عرفہ کو پنجشنبہ آتا ہے پس یوم جمعہ عرفہ کے دن کا صحیح نہ رہا اور یہی پنجشنبہ بارہ ربیع الاول کو منتہی ہوتا ہے جسمیں دوشنبہ آنا چاہیے جسکا لانا لاممکن ہے اس نہج سے بھی عرفہ کا پنجشنبہ یا جمعہ باطل ہوگیا اور عرفہ کے نزول آیہ اکمال دین کی یہ روایت تفسیر حافظ ابن کثیر ج۔ ثالث ص۲۸۰ مطبوعہ مصر سنہ۱۳۰۲ھ کی بھی قدح کرتی ہے۔

قال ابن جریر حدثنا سفیان ابن وکیع حدثنا ابن فضیل عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ قال لما نزلت الیوم اکملت لکم دینکم وذلک یوم الحج الاکبر بکی عمر فقال لہ النبی صلعم ما یبکیک قال ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما اذ اکمل فانہ لم یکمل شیء الا نقص قال صدقت

کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے سفیان ابن وکیع نے کہا حدیث کی ہم سے ابن فضیل نے ہارون بن عنترہ سے اسنے اپنے باپ عنترہ سے جبکہ نازل ہوا آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اور وہ دن حج اکبر کا تھا تو عمر نے گریہ کیا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ کیوں روئے کہا کہ ہم دین کی زیادتی میں تھے۔ مگر جب کامل ہوگیا تو کوئی چیز کامل نہیں ہوتی مگر اس کے بعد نقصان شروع ہوجاتا ہے فرمایا کہ سچ کہا تم نے۔

حدیث مذکورہ مین آیہ موصوفہ کا نزول حج اکبر کے دن یعنی ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو کہا گیا ہے جس نے عرفہ کے دن آیہ موصوفہ کے نزول کو غلط کر دیا اور حج اکبر اور یوم النحر کے ثبوت کی یہ حدیث صحیح ترمذی سے نقل ہے۔

قال الترمذی حدثنا عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نا ابی عن ابیہ عن محمد بن اسحاق عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی قال سئلت رسول اللہ صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپنے اپنے باپ سے اُسنے محمد بن اسحاق سے اُسنے ابی اسحاق سے اُسنے حارث سے اُسنے حضرت علیؑ سے وہ فرماتے ہین کہ مین نے رسولخدا سے پوچھا کہ حج اکبر کون سا دن ہے فرمایا قربانی کا دن

اور صحیح نسائی مجلد ثانی کتاب الحج مین ۹ ذیحجہ سے لیکر ۱۳ ذیحجہ تک ایام عید ہین جسکی یہ حدیث ہے۔

عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلعم قال یوم عرفۃ و یوم النحر و ایام التشریق عیدنا اھل الاسلام

عقبہ بن عامر نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ یوم عرفہ اور قربانی کا دن اور ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ یہ خمس ایام عید اہل اسلام ہے۔

پس تخصیص یوم عرفہ لفظ الیوم سے غلط و دروغ ہے۔ اصل مین یوم النحر یعنی حج اکبر کا دن جسکو عید الضحیٰ کہتے ہیں یوم عید ہے اسی ۱۰ ذیحجہ مین نماز عید کل اسلامی دنیا مین ہوتی ہے اسی تاریخ مین جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے لئے خاص فضیلت حاصل ہوئی ہے جسکو وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین کے صفحہ ۱۰۱ سے لکھا جاتا ہے۔

"وازانجملہ آنست چون حضرت حجۃ الوداع فرمودند حضرت علی مرتضیٰ در یمن بود وازانجا ارادہ حج نمود و پیش آنحضرت رسید واحرام بایں مضمون منعقد ساخت کہ اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلعم و باھدی کثیر بمکہ قدم نمود و جناب نبوی او را با خود در ھدی شریک ساختند (ترجمہ) اور فضائل مرتضوی سے ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع کیا حضرت ولایت مآب یمن میں تھے وہان سے ارادہ حج کا کیا اور آنحضرت کے پاس پہنچے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا کہ احرام باندھا اپنے ساتھ اُس چیز کے کہ احرام باندھا اُسکے ساتھ رسول اللہ نے اور بہت سے جانور نذر ہدایت قربانی ہمراہ لیکر مکہ مین داخل ہوے اور نبی صلعم نے قربانی مین اپنے ساتھ شریک کیا۔

اخرج مسلم عن عبد اللہ بن الحارث الکندی قال شھدت رسول اللہ فی حجۃ الوداع و اتی المنحر فقال ادعو لی اباحسن فدعی لہ علی فقال لہ خذ باسفل الحربۃ و اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ باعلاھا طعنا بھا البدن فلما فرغ رکب بغلتہ و اردف علیا ھذا فی ازالۃ الخفا۔

اخراج کیا مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے کہا اُس نے دیکھا مین نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں تشریف لائے قربانی کرنیکی جگہ اور فرمایا ابو الحسن کو بلاؤ پس بلایا حضرت علی کو فرمایا حضور نے اُن سے کہ تم ہتھیار کے نیچے پکڑو اور خود اُسکے اوپر سے پکڑا اور دونوں نے زخم پہونچایا اونٹ کو اس حربہ سے جب فراغت کی یعنی قربانی سے سوار ہوئے نبی کریم پیغمبر پر اور اپنے پیچھے سوار کر لیا علی مرتضیٰ کو یہ ہے ازالۃ الخفا مین

پس اُس یوم الحج الاکبر کی تصدیق یوم النحر یعنی قربانی کے دن کی جناب علی علیہ السلام کی روایت مخرجہ ترمذی سے صحیح ہوگئی اسی

۱۰ ذی الحجہ میں جناب موصوف نے سورۂ برأت کی تبلیغ اس آیۂ کریمہ سورۂ برأت کے مطابق فرمائی ہے

قولہ تعالیٰ۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ یعنی خدا اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن (تم) لوگوں کو منادی کیجاتی ہے کہ خدا اور اسکا رسول مشرکوں سے بیزار اور الگ ہے۔

اسی حج اکبر یعنی قربانی کے دن جناب امیر علیہ السلام کا تبلیغ فرمانا موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی صـ۲۳۱ مطبوعہ کانپور ۱۲۲۳ھ سے ہوتی ہے۔ فائدہ روایت میں ہے کہ جوقت یہ سورۃ نازل ہوئی آنحضرت نے چالیس آیتیں اول اس سورۃ کی حضرت ابوبکر کو دین اور امیر حاجیوں کا کیا اور فرمایا کہ اوپر اہل موسم کے پڑھے بعد چند روز کے حضرت علی کو اپنی اونٹنی عضبا کے سوار کر کے پیچھے سے بھیجا اور فرمایا کہ آیتوں کو ابوبکر سے لیکر اوپر اہل موسم کے پڑھے اصحاب نے سبب پوچھا فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا اس پیغام کو وہ ادا کرے جو کوئی تجھ سے ہووے حضرت علی نے قربانی کے دن نزدیک جمرۂ عقبہ کے آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا۔ عبارت مذکورہ میں لفظ بعد چند روز" کے صحیح نہیں ہے۔ دیکھو حدیث صحیح ترمذی (صـ۴۴) اسی اسناد کی دوسری حدیث مخرجہ امام احمد دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی ج ۸ صـ۲۳۷ قصہ سورۂ برأت۔

قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد	کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث
عن سماک عن انس بن مالک عن	کی ہم سے حماد نے سماک سے اس نے انس بن مالک سے اُنہنے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول مقبول سے روایت کی ہے بھیجا ساتھ (سورہ) براۃ
بعث ببراۃ مع ابوبکر فلما بلغ ذا الحلیفۃ	ابوبکر کو پس جبکہ پہونچے ذو الحلیفہ میں فرمایا حضرت نے
قال لا یبلغھا الا انا او رجل من اہل بیتی	نہیں تبلیغ کریگا مگر میں خود ہی یا کوئی مرد میرے اہلبیت
فبعث بھا مع علی ورواہ الترمذی	سے پس بھیجا اس براۃ کو ہمراہ علی کے اور روایت کی ترمذی نے

فارسی ترجمہ فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں ہے مترجم گوید سال نہم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را براندازد الا چہار ماہ ایشان را فرصت داد تا در امر خود تامل کنند ۔۔۔ و اول سورہ براۃ بر ایشان خواند

اور تفسیر حسینی میں ہے:

"در روز نحر علی رضی اللہ عنہ نزدیک جمرہ عقبہ آیتہا را بر اہل موسم خواند۔ یعنی قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) کو علی مرتضیٰ نے جمرہ عقبہ کے قریب آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا۔

اور دوسری جگہ اسی تفسیر حسینی میں ہے "و ترا ہلا اربعۃ اشہر چہار ماہ از روز عید نحر کہ روز تبلیغ است تا دہم ربیع الاول یعنی چار مہینے ۱۰ ذی الحجہ یوم نحر تبلیغ کے دن سے ۱۰ ربیع الاول تک مہلت دیگئی"

غرضیکہ یوم الحج الاکبر سے مراد روز عید قربان ہے در اصل یہی عید کا دن ہے جو تمام اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے۔ چونکہ آیہ اکمال دین کا نزول بعد عصر کے پنجشنبہ کے دن ہوا ہے جسکو عشیۂ جمعہ کہتے ہیں اور جسکی اکاسوین شب شب دوشنبہ اور اکاسوان روز یوم دوشنبہ اور یوم جمعہ کا دوسرا وقت عشیۂ شنبہ جسکی اکاسوین رات شب سہ شنبہ اور اکاسوان دن یوم سہ شنبہ پس ترمذی کی مخرجہ حدیث یوم جمعہ والی قطعاً باطل ہوگئی۔

چونکہ ترمذی نے سورۂ مائدہ کی آیتوں سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا ذکر کیا ہے لہذا سورہ مائدہ کے نزول کی تفسیر ابواب تفسیر القرآن

صحیح ترمذی سے بیان کیا جاتا ہے جسکو ترمذی نے اس باب کے خاتمہ پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ انکو ابتدا مین لکھنا چاہیے تھا اور یہ حدیث صحیح شرط شیخین کے مطابق ہے جسکو حسن غریب لکھا ہے۔ نیز سورۂ مائدہ کے بعد سورہ فتح کو بھی شامل کیا ہے جسکا نزول واقعہ حدیبیہ مین ہوا۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا عبد الله
بن وھب عن حیی عن ابی عبد الرحمٰن
الحبلی عن عبد الله بن عمرو قال آخر سورة
انزلت سورة المائدة والفتح ھذا حدیث
حسن غریب وقد روی عن ابن عباس
قال آخر سورة انزلت اذا جاء نصر الله
والفتح

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے عبد اللہ بن وہب
سے اُس نے حیی سے اُس نے ابی عبد الرحمٰن حبلی سے اُس
نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اُس نے سب سے پچھلی سورت جو نازل
ہوئی وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے یہ حدیث حسن غریب ہے
اور ابن عباس سے مروی ہے کہ پچھلی سورت جو نازل
ہوئی وہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ہے۔

حدیث مذکورہ کو امام احمد بن حنبل نے رواۃ مذکورہ کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو سے صرف سورہ مائدہ کا نزول ناقہ پر بحالت سفر وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۰ حدیث نمبر اول۔ جب ہم نے ابواب تفسیر القرآن مین سورہ فتح کی تفسیر دیکھی تو اسکا نزول سفر حدیبیہ مین ہونا ترمذی نے لکھا ہے۔

الفاروق شبلی۔ ج۔ اول واقعہ حدیبیہ سنہ ۶ھ مین ہے۔ غرض معاہدہ صلح لکھا گیا اور اسپر بڑے بڑے اکابر صحابہ کے جسمین حضرت عمر بھی داخل تھے دستخط ثبت ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ مین سورہ فتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے عمر کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر آج ایسی صورت نازل ہوئی ہے کہ مجھکو تمام دنیا کی چیزون سے محبوب ہے۔ یہ کہکر آپ نے یہ آیتین پڑھین "انا فتحنا لک فتحا مبینا" الخ
سیرۃ النبی شبلی۔ ج۔ ثانی ص۱۱۱ بذکر سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے ہے۔ "واحدی نے اسباب النزول مین لکھا ہے کہ یہ سورت آنحضرت کے وفات سے دو سال پہلے اتری۔ لیکن ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے۔ سنہ ۱۰ھ مین عین تشریق مین اُتری۔ یہ دوسری روایت اصل مین بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور زرقانی نے تصریح کی ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اس لئے واحدی کی روایت صحیح ہے"

صحیح ترمذی کی مخرجہ روایت مین تنقید کا پہلا لفظ (حسن) ہے جو سورۂ مائدہ کے لئے اور دوسرا لفظ (غریب) ہے وہ سورہ فتح کیلئے جسکا نزول چار سال پہلے ہوا پس سورۂ مائدہ کا آخر عمر مین نازل ہونا محقق ہوا۔

چنانچہ مستدرک حاکم مجلد ثانی تفسیر سورہ مائدہ مین عبد اللہ بن وہب کے واسطہ سے جن سے ترمذی نے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے جنکے رواۃ وہی ہین جو ترمذی کے حدیث مین ہین اور جسکی مؤید دوسری روایت عبد اللہ بن وہب کی مخرجہ حضرت عائشہ کے سند کی بھی لکھی جاتی ہے۔ یہ دونون حدیثین شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق ہین۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب
حدثنا بحر بن نصر قال قری علی عبد الله
بن وھب اخبرنی حیی بن عبد الله
قال سمعت ابا عبد الرحمٰن الحبلی یحدث

حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا
حدیث کی ہم سے بحر بن نصر نے کہا کہ قرأۃ کی میرے سامنے عبد اللہ
بن وہب کے خبر دی مجکو حیی بن عبد اللہ نے کہا سنا مین نے
ابو عبد الرحمٰن حبلی سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے

عن عبد الله بن عمرو[ع] ان آخر سورة نزلت سورة المائدة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عبد اللہ بن عمرو سے نقل کرتے کہ آخر سورہ جو نازل ہوا وہ سورہ مائدہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اس حدیث کو نہیں نکالا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر الخولانی قال قرأ علی عبد الله بن وهب اخبرنی معاوية بن صالح عن ابی الزاهرية عن جبير بن نفير قال حججت فدخلت علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرأ المائدة فقلت نعم فقالت اما انها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه هذا حديث صحيح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه

حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا حدیث کی ہم سے بحر بن نصر خولانی نے اُسنے کہا کہ قراۃ کی میرے سامنے عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھکو معاویہ بن صالح نے ابو الزاہریہ سے اُنھوں نے جبیر بن نفیر سے اُنھوں نے کہا کہ گیا میں حضرت عائشہ کے پاس جبکہ حج کے لیے گیا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے جبیر تم سورۂ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ ہاں کہا اونھین عائشہ نے کہ آگاہ ہو کہ وہ آخری سورہ ہے جو نازل ہوا جو اُسمیں حلال پاؤ اسکو حلال سمجھو اور جو اُسمیں حرام پاؤ اُسکو حرام جانو یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اخراج نہیں کیا۔

امام احمد اور عبد بن حمید ہر دو شیوخ حدیث ترمذی میں جنھوں نے پورے سورہ مائدہ کے نزول کی روایت کی ہے۔ دیکھو حدیث نمبر دوم صفحہ ۱۵۸ اور عبد بن حمید کی روایت دیکھو صفحہ ۲۲ کتاب ہذا اور تفسیر درمنثور کے صفحہ ۲۵۲ سے یہ حدیث آخر عمر کی لکھی جاتی ہے۔

واخرج ابو عبید عن محمد[عہ] بن کعب القرظی

ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ

ع ترجمہ (عبد اللہ بن عمرو) کشف الظنون میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص المتوفی سنة ثلاث وستين وهو احد العبادلة الذين اشتغلوا بالعلم فی آخر عهد الصحابة۔ ۱۲

عہ ترجمہ (محمد بن کعب قرظی) جنکے سند کو ابن سعد نے بڑے طبقات میں اور بخاری نے اپنی تاریخ صغیر میں اور جامع ترمذی نے اپنے صحیح میں مدینین اخراج کی ہیں چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۳ ھ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا احمد بن محمد الازرقی المکی عن مسلم بن خالد عن عبد الرحیم بن عمر عن محمد بن کعب القرظی قال جمع القرآن فی زمان رسول الله صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابی بن کعب وابو ایوب وابو الدرداء ایضاً قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد الله بن اویس حدثنی سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرة عن محمد بن کعب القرظی جمع القرآن فی زمان النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن صامت وابی بن کعب وابو ایوب وابو الدرداء ایضاً۔ تاریخ صغیر بخاری جلد اول صفحہ ۲۲ مطبوعہ الہ آباد ۱۳۲۵ ھ میں ہے۔ حدثنا اسمعیل حدثنی اخی عن سلیمان عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرة عن محمد بن کعب القرظی جمع القرآن فی زمن النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابی بن کعب وابو ایوب وابو الدرداء ترمذی نے اپنے صحیح میں (محمد بن بشار اور قتیبہ بن سعید کہ ہر دو شیوخ بخاری ومسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ ہیں) بکثرت حدیثیں اخراج کی ہیں چنانچہ جامع صحیح ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵ میں یہ حدیث ہے حدثنا محمد بن بشار بندار نا ابو بکر الحنفی ثنا الضحاک بن عثمان عن ایوب بن موسیٰ قال سمعت محمد بن کعب القرظی یقول سمعت عبد الله بن مسعود یقول قال رسول الله صلعم من قرأ حرفا من کتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول الم حرف ولكن الف حرف ولام حرف وميم حرف هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه سمعت قتيبة بن سعيد يقول بلغنی ان محمد بن کعب القرظی ولد فی حیات النبی (حاصل ترجمہ)

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن بشار بندار نے کہا حدیث کی ہم سے ابو بکر حنفی نے کہا حدیث کی ہم سے ضحاک بن عثمان نے ایوب بن موسیٰ سے کہا اُنھوں نے سنا میں نے محمد بن کعب قرظی سے کہتا تھا کہ سنا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہتا تھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ایک حرف کتاب الٰہی سے پڑھیگا تو اُسکے بدلے دس نیکیاں ہیں اور ہر نیکی اُس کی دس حصوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے لیکن الف حرف ہے لام حرف ہے میم حرف ہے یہ حدیث اس وجہ سے حسن صحیح غریب ہے۔ سنا میں نے قتیبہ بن سعید سے کہ کہتا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ محمد بن کعب قرظی رسول اللہ کے حیات میں پیدا ہوا۔

قال نزلت سورة المائدة على رسول الله
صلعم فی حجة الوداع فیما بین مکہ والمدینة
وهو علی ناقته فانصدعت کتفها فنزل
عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم

سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و
مدینہ کے نازل ہوا اور وہ حضرت ناقہ پر تھے
پس ناقہ کے کندھے درد کرنے لگے تو رسول اللہ
صلوات اللہ علیہ اتر پڑے۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع میں مابین مکہ و مدینہ کے جسکو یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ کہتے ہیں واقع ہوا جس کا ایک جزء آیہ تبلیغ ہے یہاں یہ آیت تبلیغ کی اتری وہیں سورہ مائدہ کا نزول ثابت ہے جسکے ثبوت میں یہ حدیث اسباب النزول امام واحدی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اخبرنا ابو سعید محمد بن علی الصفار قال
اخبرنا الحسن ابن احمد المخلدی قال اخبرنا
محمد بن حمدون بن خالد قال حدثنا محمد
ابن ابراهیم الحلوانی قال حدثنا الحسن بن
حماد سجادة قال حدثنا علی بن عابس
عن الاعمش وابی حجاف عن عطیة عن
ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآیة
یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك
یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب۔

خبر دی ہم کو ابو سعید محمد بن علی صفار نے کہا خبر دی
ہم کو حسن بن احمد مخلدی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن
حمدون بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن
ابراہیم حلوانی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن
بن حماد سجادہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن
عابس نے اعمش اور ابی حجاف سے اُس نے عطیہ
سے اُسنے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم
علیؑ ابن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوا

آیہ تبلیغ جسکو دو تابعی نے دو صحابی رسول اللہ صلواۃ اللہ علیہ وآلہ سے یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ میں اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہونے کی روایت کی ہے قولہ تعالےٰ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس" (حاصل ترجمہ)

(اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھو کہ تم نے اُسکا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور تم ڈرو نہیں) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا۔)

اسی آیت کے بعد تبلیغ کے خاتمہ پر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور حضرت صلعم اکیاسی یوم زندہ رہکر وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے فارسی ترجمہ قران موسومہ فتح الرحمن میں آیہ اکمال دین کے نزول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

واین آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین
ہیچ آیت نازل نشد

یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات قرآن سے ہے
جسکے بعد کوئی آیت نہیں اتری۔

اور مرزا محمد بن معتمد خان اپنے مفتاح النجا میں تحریر کرتے ہیں:

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مثلہ وفی اٰخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پکڑا نبی صلعم نے ہاتھ علی کا اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ اور مثل اسکے ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے اور اسکے آخر میں یہ ہے پس نازل ہوا آیہ الیوم اکملت لکم دینکم پس فرمایا رسول خدا نے اللہ اکبر اوپر کامل کرنے دین اور تمام کرنے نعمت اور راضی ہونے رب کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے۔

اور شیخ عبد القادر جیلانی اپنے غنیۃ الطالبین کے صہ۵۲۳ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ میں بذکر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے لکھتے ہیں:—

ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزولھا احدی وثمانین یوما ثم قبضہ اللہ تعالی الی رحمتہ ورضوانہ مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ من المفسرین

پھر ٹھہرے رسول خدا اس آیت کے اُترنے کے بعد اکیاسی دن۔ پھر قبض کیا اللہ تعالی نے اپنی رحمت اور رضامندی کی طرف عبد اللہ بن عباس اور سوا ان کے مفسروں سے یہ روایت مروی ہے۔

تاریخ روضۃ الصفا۔ ج ثانی۔ صہ۲۰۱ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ میں بذکر مدت خلافت ابوبکر کے ہے:—

قیل فی الغنیۃ وکانت خلافتہ مدت سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال

اور غنیہ (للشیخ عبد القادر جیلانی) میں ہے کہ مدت خلافت (ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔

یہ مدت خلافت ابوبکر بارہویں شب ربیع الاول ۱۱ھ سے تا بائیسویں جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر تک ہی ہوتی ہے یعنی گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو رحلت جناب رسالتمآب ہے یکم ربیع الاول جمعہ تک گیارہ دن ۱۰ صفر ۲۹ و یکم صفر (پنجشنبہ) ۲۹ دن ۱۰ محرم ۳۰ کو چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۳۰ دن کل ۲۹ (یکم و ۸ و ۱۵ ذیحجہ) (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۰ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک گیارہ دن یہ میزان اکیاسی ۸۱ دن کی ہوگئی اس میں ۹ دن عرفہ تک شامل کرلے جائیں تو تین مہینے کی مدت ہوجاتی ہے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (شنبہ ہوتا ہے) شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن میں آیہ اکمال دین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فائدہ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے (یہ ۹۰ دن بھی اسی گیارہ ربیع الاول پر ختم ہین) یہ مدت ابن عباس کی روایت کے معارض ہے۔ نیز شاہ عبد القادر اور انکے پدر شاہ ولی اللہ کے پیر شیخ عبد القادر جیلانی کی مخرجہ حدیث ابن عباس کے مخالف ہے پس ۱۰ ذیحجہ پنجشنبہ سے گیارہ ربیع الاول سلہ دوشنبہ تک اکیاسی[۸۱] یوم کی مطابقت صحیح ہے۔

نیز گیارہوین نامہ صفا جین پریس فتح پور مطبوعہ ۱۹۲۹ء مین ہے کہ جناب ملا نعیم اللہ بہرائچی معمولات مظہریہ کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ آپ (شیخ عبد القادر) کی تاریخ (وفات) نوین ربیع الآخر ہے۔ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ شریف ہر مہینہ کی گیارہوین تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اسوجہ سے آپکا عرس ہندوستان مین گیارہوین تاریخ مقرر و مشہور ہو گیا۔ اس مضمون سے بھی وفات النبی گیارہ ربیع الاول ہونا صحیح ہوتا ہے۔ ورنہ ایک روز قبل فاتحہ دینا کیسا۔ ۱۸ ذیحجہ سنہ کو آیۂ تبلیغ کے نازل ہونے پر رسولخدا نے سب سے پہلے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے سر اقدس پر عمامہ باندھا ہے۔

چنانچہ مسند ابوداود الطیالسی[۱] المتوفی سنہ ۲۰۴ھ ج۔ اول۔ صفحہ ۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۲۱ھ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابوداؤد قال حدثنا الاشعث	حدیث کی ابوداود نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اشعث بن سعید نے
بن سعید حدثنا عبد اللہ بن بشر عن	وہ کہتا ہے کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن بشر نے اور اس نے روایت
ابی راشد الحبرانی عن علی قال عممنی رسول اللہ	کی ہے ابو راشد حبرانی سے اور اس نے حضرت علی سے کہ فرمایا ان
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ	جناب نے میرے سر پر رسولخدا نے روز غدیر خم ایسا عمامہ باندھا
سدلہا خلفی ثم قال ان اللہ عز وجل امدنی	کہ جسکے گوشے میرے سر کے پیچھے لٹکا دیے پھر فرمایا روز جنگ بدر
یوم بدر وحنین بملائکۃ یعتمون ہذہ	حنین خدا نے جن ملائکہ سے میری مدد فرمائی وہ ایسے ہی عمامے
فقال ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان	باندھے تھے پھر فرمایا عمامہ ایک روک ہے درمیان کفر اور ایمان کے

اسی یوم غدیر خم مین رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے لیکن شیخ ترمذی صاحب ایک مختصر فقرہ حدیث ولایت کا بیان کر کے خاموش ہوگئے اور مقام اور تاریخ اور دن کو چھپا گئے اور اپنی عادت کے مطابق صحیح و متواتر حدیث کو حسن غریب لکھ گئے۔ چنانچہ ابواب المناقب۔ ج ثانی مین ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر	حدیث کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا کہ حدیث کی ہم سے محمد بن
ثنا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل قال	جعفر نے شعبہ سے اس سے سلمہ بن کہیل سے کہا اس نے سنا
سمعت ابا الطفیل یحدث ابی	مین نے ابو طفیل سے کہ حدیث کرتا تھا ابی سریحہ (حذیفہ بن
سریحۃ او زید بن ارقم شک شعبۃ	اسید) یا زید بن ارقم (شک شعبہ) نبی صلی اللہ علیہ و
عن النبی صلعم قال من کنت مولاہ	آلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جس کا مین مولا ہون اسکا

[۱] توثیق (ابوداود طیالسی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے ابو داود الطیالسی ہو الحافظ الکبیر سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی الاصل البصری سمع ابن عون وابن نابل والد ستوای وشعبۃ وطبقتہم وعنہ احمد والفلاس وبندار وابن الفرات وخلایق مات سنۃ اربع ومائتین۔

المتوفی سنہ ۲۷۹ھ

فعلی مولاہ حدیث حسن غریب وروی شعبۃ هذا الحدیث عن میمون ابی عبد اللہ عن زید بن ارقم عن النبی صلعم نحوہ و ابو سریحۃ هو حذیفۃ بن اسید صاحب النبی

علی مولا ہے۔ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا اس کو شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے اُس نے زید بن ارقم سے اُس نے نبی صلعم سے مثل اسکے اور ابو سریحہ وہ حذیفہ بن اسید ہے جو صاحب النبی کا ہے۔

دوسری حدیث جسکا حوالہ ترمذی نے دیا ہے وہ مسند امام احمد کے صفحہ ۱۹۲ مین نقل ہے اور پہلی حدیث مذکورہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ نمبر(۹) بخاری مین ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت ایکساتھ مذکور ہے لیکن حکیم ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی المتوفی سنہ ۲۸۵ھ جو معاصر جامع صحیح ترمذی ہے اپنے نوادر الاصول مین صرف حدیث ثقلین کی روایت وارد کی ہے (منقول عبقات ثقلین۔ ج۔ اول ص۱۳۵)

حدثنا نصر[1] بن علی الجهضمی قال حدثنا زید بن الحسن قال حدثنا معروف بن خربوذ المکی عن ابی الطفیل[2] عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع خطب فقال ایها الناس انہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیہ من قبل وانی اظن ان یوشك ان ادعی فاجیب وانی فرطکم علی الحوض وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیهما الثقل الاکبر کتاب اللہ

حدیث کی ہم سے نصر بن علی جہضمی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے کہا حدیث کی ہم سے معروف بن خربوذ مکی نے ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے انھون نے حذیفہ بن اسید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خطبہ پڑھا اور اس مین فرمایا کہ ایہا الناس مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ کوئی نبی زندہ نہین رہا مگر قریب نصف عمر اُس نبی کے جو اس کے قبل تھا اور مجھے گمان یہ ہے کہ عنقریب مین داعی اجل کو لبیک کہونگا اور مین تم سے پہلے حوض (کوثر) پر جا کر تمہارا منتظر ہونگا۔ اور جب تم وہاں میرے پاس آؤگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے مین سوال کرونگا

---

[1] ترجمۂ (نصر بن علی) طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے نصر بن علی بن نصر بن علی بن صهبان الجهضمی ابو عمرو البصری الصغیر روی عن ابیہ و ابن عیینۃ و یزید بن زریع و خلق و عنہ الائمۃ الستۃ و ابو حاتم و خلق مات سنۃ خمسین ومائتین۔

[2] ترجمۂ (ابو الطفیل) اصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر مین ہے۔ ابو الطفیل عامر بن واثلۃ بن عبد اللہ بن عمرو بن جحش و یقال جمیش بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد بن مناۃ بن علی بن کنانۃ الکنانی ثم اللیثی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو شاب وحفظ عنہ احادیث قال ابن عدی لہ صحبۃ وروی ایضا عن ابی بکر وعمر وعلی ومعاذ وحذیفۃ وابن مسعود وابن عباس ونافع بن عبد الحارث وزید بن ارقم وغیرهم وروی عنہ الزهری وابو الزبیر وقتادۃ وعبد العزیز بن رفیع وعکرمۃ بن خالد وعمرو بن دینار ویزید بن حبیب و معروف بن خربوذ وآخرون قال مسلم مات سنۃ ۱۰۰ مائۃ وهو آخر من مات من الصحابۃ وقال ابن البرقی مات سنۃ ۱۰۲ اثنین ومائۃ وهو مشهور باسمہ وکنیتہ جمیعا وعن مبارك بن فضالۃ مات سنۃ ۱۰۷ سبع ومائۃ وقال وهب بن جریر بن حازم عن ابیہ کنت بمکۃ سنۃ ۱۱۰ عشر ومائۃ فرأیت جنازۃ فسألت فقالوا ابو الطفیل وقال ابن السکن جاءت عنہ روایات ثابتۃ انہ رای النبی صلعم الخ

سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم
فاستمسکو لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی
اھل بیتی فانی قد نبانی اللطیف
الخبیر انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض
یہی حدیث حذیفہ بن اسید کی شل صـ۱۹۳ تا ۱۹۵ کے کتاب
ینابیع المودۃ صـ۳۷ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ میں مع الجواہر العقدین مذکور ہے

کہ یہ جو تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ثقل اکبر کتاب خدا ایک
سبب ہے جسکا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے
ہاتھ میں ہے پس اس سے متمسک ہو گمراہ نہ ہوگے اور اسکو تبدیل کرو
اور دوسرا ثقل میری عترت ہے جو کہ میرے اہلبیت ہیں اور خدا نے
مجھے خبر دی ہے کہ ان دونوں میں جدائی نہ ہوگی یہاں تک میرے پاس
حوض کوثر پر وارد ہونگے ۔

اور صاحب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صـ۲۴ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ میں صحیح ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ خطبہ وارد فرماتے ہیں

رواہ الترمذی ایضاً عن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ھذا اللفظ بمجردہ رواہ الترمذی و
لم یزد علیہ وزاد غیرہ وھو الزھری
ذکر الیوم والزمان والمکان فقال
لما حج رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع وعاد
قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھو
مابین مکۃ والمدینۃ وذلک فی
الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ الحرام
فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم
مسئولون ھل بلغت قالوا نشھد
انک قد بلغت ونصحت قال وانا
اشھد قد بلغت ونصحت ثم قال
ایھا الناس الیس تشھدون ان
لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا

نیز ترمذی نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ کہا انہوں
نے جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے مجرد اس لفظ کو ترمذی
نے روایت کی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا
مگر زہری نے دن اور زمانہ و مکان سب کی
تفصیل کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ حج کیا رسول اللہ
نے (یعنی حجۃ الوداع) اور بحالت معاودت سوی
مدینہ مقام غدیر خم میں جو ما بین مکہ و مدینہ
ہے ۱۸ ذی الحجہ کو قیام فرما کر خطبہ ارشاد کیا پس فرمایا
ایہا الناس مجھ سے سوال کیا جائیگا اور تم سے
بھی سوال ہوگا۔ آیا میں نے رسالت خدا کو
پہونچایا۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم گواہی دیتے
ہیں کہ آپ نے رسالت خدا کو پہونچایا اور امت
کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا میں بھی اس کی گواہی
دیتا ہوں۔ پھر فرمایا! ایہا الناس آیا تم
اس کی شہادت نہیں ادا کرتے ہو کہ نہیں معبود
سوائے اللہ کے اور میں رسول اللہ ہوں سبکا

سلہ یہ ترجمہ اس حدیث ثقلین کا ہے جسکو حاشیہ صـ۳۲ میں بدون ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے۔ سید ابو الحسن یحییٰ نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے مرض الموت میں علی اور فضل بن عباس کے سہارے سے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حاضرین میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب خدا اور میری عترت ہیں بس تم ان کی نصرت ترک نہ کرنا اور انکے مراتب پر حسد نہ کرنا۔ ان سے بغض نہ رکھنا اور حکم خدا کے بموجب آپس میں بھائی بھائی بنے رہنا۔ پھر تم کو اپنی عترت اہلبیت کے لئے وصیت کرتا ہوں۔

نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله قال وانا اشهد مثل ما تشهدون ثم قال ايها الناس قد خلفت فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدي كتاب الله واهل بيتي الا وان اللطيف الخبير اخبرني انهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض وسعة حوضي ما بين بصرى وصنعاء عدد آنيته عدد النجوم ان الله سائلكم كيف خلفتموني في كتابه واهل بيتي ثم قال ايها الناس من اولى الناس بالمومنين قالوا الله ورسوله اولى بالمومنين يقول ذلك ثلاث مرات ثم قال في الرابعة واخذ بيد علي من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه الا فليبلغ الشاهد الغائب

بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں کوئی معبود سوا خدا کے اور آپ رسول اللہ ہیں اور آپنے فرمایا میں بھی مثل تمہارے اسکی شہادت ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا ایہا الناس میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم انکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہلبیت آگاہ ہو کہ مجھے لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہونگے حتی کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں اور وسعت اس حوض کی بقدر فاصلہ مابین بصری و صنعا ہے اور اسمیں ظروف ہم عدد ستارہائے آسمان ہیں خدا تم سے بازپرس کریگا کہ تم نے اسکی کتاب اور میرے اہلبیت کیساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا پھر فرمایا ایہا الناس مومنوں کے لئے کون تمام لوگوں سے اولی ہے سب نے کہا اللہ اور اسکا رسول اولی ہے تین مرتبہ حضرت نے اس قول کی تکرار فرمائی چوتھی مرتبہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں حاضر نہیں ہیں انکو یہ خبر پہونچا دیں۔

خطبہ مذکورہ میں امام زہری شیخ الشیوخ ترمذی سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ اور مدینہ کی تصریح ہوگئی جسکو ترمذی کے شیخ صاحب صحیح مسلم نے غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کی تصریح زید بن ارقم کی روایت سے کرچکے ہیں جسمیں انہوں نے صرف حدیث ثقلین اخراج کی ہے اور حدیث ولایت جسکے لئے رسولخدا بسر راہ اعلان و اظہار کے لئے مامور ہوئے اسکو اخفا کر گئے ایسے ہی ترمذی بھی صرف حدیث ولایت کا ایک فقرہ لکھکر حدیث ثقلین واقع غدیر خم کو چھپا گئے دیکھو حدیث ص ۱۹۳ لغایت ص ۱۹۵ کتاب ہذا۔ اسی واقعہ تبلیغ کے بعد آیہ اکمال دین نازل ہوا جسکا شکریہ رسول اللہ نے اعلان سے فرما دیا۔

چنانچہ کتاب اربعین جمال الدین محدث (منقول از عبقات الانوار ولایت ص ۵۶۵) میں (۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ) کے ساتھ شکریہ وارد ہے

رواه ابو سعيد الخدري وفيه الاستشهاد بالشعر المذكور وفيه التاريخ وزيادة البيان ما لم يرو عن غيره فقال

روایت کیا ہے ابو سعید خدری نے اسمیں استشہاد شعر مذکور کے ساتھ اور اسمیں تاریخ اور بیان کے اعتبار سے وہ چیز ہے کہ نہیں روایت کیگئی اس کے غیر سے پس کہا

لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجۃ دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیہ فرفعہا حتی نظر الناس الی بیاض ابطی رسول اللہ صلعم فقال اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ابو سعید خدری نے جبکہ اترے رسولخدا غدیر خم مین پنجشنبہ کے دن اٹھارھوین ذیحجہ کو تو بلایا لوگون کو علی کیطرف اور پکڑ علی کے دونون بازو کو اور اتنا بلند کیا کہ لوگون نے آپکے زیر بغل کی سفیدی مشاہدہ کی پس فرمایا حضرت نے کہ اللہ اکبر حمد خداوند عالم دین کے کامل کرنے اور نعمت کے پورا کرنے پر اور راضی ہوا پروردگار میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے جسکا مین مولا ہون وصاحب اختیار ہون اوسکا علی مولا وصاحب اختیار ہے۔

جمال الدین محدث کی کتاب اربعین سے بروایت ابو سعید خدری ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہوگیا جو اعلین جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب کے ماہ صفر کے آخری تاریخون سے مطابقت کرتا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۱۰ھ اور مطبوعہ مطبع نامی منشی تیغ بہادر واقع امین آباد صفحہ ۵۲۲ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

روز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ ۱۱ھ مذکورہ حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید جہۃ حرب روم۔ روز دیگر اسامہ بن زید بن حارثہ را طلبید وفرمود ترا امیر لشکر میگردانم برو تا بنواحی ابنی بقتل پدر خویش و بر سر ایشان تاختن آور ودمتاع و دیار ایشان را بسوزد و زود تر برو تا پیش از وصول خبر بدیشان رسی در روز چہارشنبہ بست وہشتم ماہ مذکور آنحضرت را مرض طاری شد و روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لواے براے وے عقد فرمود۔ واعوان مہاجر وانصار مثل ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان ذوالنورین وسعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن الجراح وسعید بن زید وقتادہ بن النعمان وسلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتہ باآنکہ دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند۔

دوشنبہ کے دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ حضرت نے لوگون کو جنگ روم پر جانے کے لئے تیاری کا حکم دیا دوسرے دن (۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید بن حارثہ کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ مین تمکو امیر لشکر کرتا ہون جاؤ نواحی ابنی اپنے باپ کے قتل گاہ کو اون پر دوڑ لے جاؤ اور مال ومتاع انکے ملک کو جلادو اور جلد تر جاؤ تاکہ اس خبر کے شایع ہونے سے پہلے پہونچو ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرتؐ مرض مین مبتلا ہوئے اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم جنگ بنایا اور اعوان مہاجر وانصار کو مثل ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح وسعید بن زید وقتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو مامور فرمایا کہ ہمراہ لشکر اسامہ کے رہین الخ

کتاب اربعین والا ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ جسکا چوتھا روز ۲۲ ذیحجہ (دوشنبہ) تو ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ) گیارہ روز یکم ۲۹ محرم

(سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) ۳۰ دن یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر (پنجشنبہ) ۲۳ صفر (جمعہ) ۲۴ صفر (شنبہ) ۲۵ صفر (یکشنبہ) ۲۶ صفر (دوشنبہ) ۲۷ صفر (سہ شنبہ) ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یہانتک ستر دن ہوے جو روضۃ الاحباب کے ۲۷ صفر دوشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک مطابق ہے یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ) ہوا یہی تاریخین ابن اسحاق نمبر (۳) اور واقدی نمبر (۵) ابن سعد نمبر (۷) مین ہین جسکے بعد بھر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی (غلط لایا گیا ہے۔

جب ہم تمام و کمال سورۂ مائدہ کا نزول ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم مین اور اسکی آخری آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول مقام غدیر خم پر روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے اور حساب سے کیاسی یوم کی مدت گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک مطابق کرچکے (درانحالیکہ ارباب سیر وحفاظ حدیث کا ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ اپنی جگہ پر بحال ہے) تو سورہ مائدہ کی بارہوین آیت جو درباب خلافت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام ہے ثابت کرتا ہے۔

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً اور اسمین شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد وپیمان لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے ان مین کے بارہ سردار (ان پر) مقرر کئے جسطرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار تھے اسی طرح اس امت مین بارہ سردار و امام ہین چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نیز اس صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہولینگے دنیا قائم رہیگی وہ بارہ سردار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام جن کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جسطرح اثنا عشر نقیباً کے اول سردار جناب یوشع وصی وخلیفہ حضرت موسیٰ ہوے جسکے ثبوت مین آیہ موصوفہ کا ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نازل ہونا ہے اور اسی تاریخ مین حضرت موسیٰ نے جناب یوشع کو اپنا جانشین اور بنی اسرائیل سے آپکی خلافت اور وصایت کا عہد قرار لیا

چنانچہ تقویم المحسنین مولفہ اخوند ملا محسن کاشی قلمی کہنہ مین ہے

ثامن عشر (ذی الحجۃ) یوم الغدیر وفیہ اخی النبی صلعم بین اصحابہ وقیل فے ثانی عشر رمضان وفیہ بویع لعلی ونجاۃ ابراھیم من النار ووصیۃ موسیٰ بیوشع وعیسیٰ بشمعون الصفا واستخلاف سلیمان اصف بن براخیا۔

۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے دن رسولخدا نے صحابہ مین ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور کہا گیا ہے کہ بارہ ماہ رمضان مین ہوا اور اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین حضرت علیؑ کی بیعت ہوئی اور حضرت ابراہیم نے آگ سے نجات پائی اور موسیٰؑ نے یوشع کو اور عیسیٰؑ نے شمعون الصفا کو اور سلیمان نے آصف بن برخیا کو اپنا وصی کیا۔

اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے موضح القرآن مین آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر مین رقم طراز ہین:۔
یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لئے ہین یہ سورۃ (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہمکو بھی تقید ہے کہ ایک عہد اس امت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون انکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے

قوم قریش سے اور فرمایا ہے جو خرابی ہوئی پہلے امت میں سو ہوگی تم میں جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر سے سورہ مائدہ کا رسولخدا کے آخر عمر مین نازل ہونا معلوم کرچکے اس سے قبل نمبر (۱۱) صـ۲۲۲ مین قاضی شوکانی یمنی (المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ) جو مجتہد مطلق گذرے ہین جنھون نے محمد ابن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی سند سے اسی سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے ثابت کرچکے ہین جسکی آخری آیت یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ کو یوم غدیرخم مین وارد کرچکے ہین جسکی تائید تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خان کے ج ۳ صـ۸۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یاایھا الرسول بلغ
ھذہ الآیۃ (یاایھا الرسول بلغ ما	ما انزل الیک من ربک بروز غدیرخم علی ابن ابیطالب
انزل الیک من ربک) یوم غدیرخم فی علی	کے بارے نازل ہوا
ابن ابیطالب	

اسی تفسیر فتح البیان کے صـ۲ مین بتفسیر سورہ مائدہ مذکور ہے۔

وعن محمد ابن کعب القرظی قال انھا	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع
نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ	مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا

یہ وہی مابین مکہ و مدینہ (غدیرخم کا دن ۱۸ ذوالحجہ) ہے جسکی تصریح امام زہری شیوخ حدیث ترمذی نے کیا ہے اور امام مسلم صاحب اپنی صحیح مین زید بن ارقم کی روایت سے وارد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۱۱) صـ۲۲۲

آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے اپنے آخر عمر مین حضرت یوشع کی وصایت وخلافت کا عہد وقرار بنی اسرائیل سے لیا۔

اسی طرح جناب سرور عالم نے اپنی آخر عمر مین کہ ۸۱ دن باقی تھے حضرت علیؑ کی ولایت وخلافت کا عہد وپیمان حاضرین جلسہ سے عموماً قریش اور اپنے ازواج سے خصوصاً لیا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر اور عمر وغیرہ صحابہ اور امہات مومنین کا موافق ارشاد پیغمبر جمیع علی علیہ السلام مین جاکر مبارکباد دینا ہے۔

آیہ نقبا کی تعداد کے مطابق تعداد خلفا کی یہ روایت مسند امام احمد ج اول صـ۴۰۶ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۳ھ سے نقل ہے۔

حدثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل ثنا	حدیث کی ہم سے ابوالنضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابوعقیل نے
مجالد عن الشعبی عن مسروق قال کنا	کہا حدیث کی ہم سے مجالد نے شعبی سے اُس نے مسروق سے وہ
مع عبد اللہ جلوسا فی المسجد یقرئنا	کہتے ہین کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے کہ
فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل	ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگون
حدثکم نبیکم کم یکون من بعدہ خلیفۃ	کو آپ کے نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہونگے
قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل	کہنے لگے ہان مثل بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے۔

دیکھیے امر شباہت میں اشارہ کافی ہوتا ہے جسطرح نقباء موسیٰ من عند اللہ ہوئے اسیطرح خلفاء پیغمبر خدا من عند اللہ تعالیٰ منصوص و منصوب ہوئے۔

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۳۱ میں آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

وفی التوارة البشارة باسمعیل علیه السلام ان الله یقیم من صلبه اثنی عشر عظیماً وهم هولاء الخلفاء الاثنا عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرة

توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے کہ بتحقیق اللہ تعالےٰ قائم کرے گا اسمعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کیے گئے۔ حدیث میں ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

جابر بن سمرہ والی حدیث صحیح ترمذی مجلد ثانی۔ باب خلفا کے بیان کی یہ ہے۔

حدثنا ابو کریب نا عمر بن عبید عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلعم یکون بعدی اثنا عشر امیراً قال ثم تکلم بشیء لم افهمه فسألت الذی یلینی فقال کلهم من قریش هذا حدیث حسن صحیح۔

حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے عمر بن عبید نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسولخدا نے میرے بعد بارہ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر آنحضرت نے کچھ بات کی کہ میں نہ سمجھا میں نے اپنے پاس والے ساتھی سے پوچھا اُس نے کہا کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ سب سردار قریش سے ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن امام قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ میں مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ عاشرہ کے حوالہ سے یہ حدیث لکھا ہے۔

عن عبد الملك بن عمیر عن جابر بن سمرة قال کنت مع ابی عند النبی فسمعته یقول بعدی اثنا عشر خلیفة ثم اخفی صوته فقلت لابی ما الذی اخفی صوته قال قال کلهم من بنی هاشم وعن سماك بن حرب مثل ذلك۔

عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں تھا ساتھ اپنے باپ کے نزدیک رسولخدا کے پس سنا میں نے فرمایا حضرت نے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے پھر آواز مخفی فرمایا۔ پس میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ صوت مخفی کیا فرمایا پس میرے باپ نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وہ کل بنی ہاشم سے ہونگے ایسے ہی سماک بن حرب سے مروی ہے۔

یہ بنی ہاشم والی حدیث ضرور صحیح ہے اسلئے کہ یہی اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ہیں جس کی یہ حدیث صحیح ترمذی کی تائید کرتی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل (بخاری) نا سلیمان بن عبد الرحمن الدمشقی نا الولید بن مسلم نا الاوزاعی نا شداد

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے کہا حدیث کی ہم سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے

ابو عمار ثنی واثلۃ بن الاسقع قال
قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفی
کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفی
قریشا من کنانۃ واصطفی ہاشما
من قریش واصطفانی من بنی ہاشم
ھذا حدیث حسن غریب صحیح

شداد ابو عمار سے کہا اُس نے کہ حدیث کی مجھے
واثلہ بن اسقع نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق خدا نے حضرت اسمعیل
کی اولاد سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش
کو برگزیدہ کیا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ
کیا اور بنی ہاشم سے مجکو برگزیدہ کیا۔ یہ حدیث
حسن غریب صحیح ہے۔

یہی بنی ہاشم اولاد اسمعیل علیہ السلام ہیں جنکی شناخت حدیث مصطفیٰ سے ہویدا ہوگئی یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بت پرستی نہیں کی۔ انھیں کے بارے میں صدہا برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی۔

قولہ تعالےٰ اذ قال ابراھیم رب
اجعل ھذا البلد امنا واجنبنی و
بنی ان نعبد الاصنام

جب ابراہیم نے (خدا سے) عرض کی تھی کہ پروردگار اس
شہر (مکہ) کو امن وامان کی جگہ بنادے اور مجھے اور
میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔

تفسیر حسینی میں بہ تفسیر آیہ مذکورہ کے ہے۔ "سفیان ابن عیینہ فرمودہ کہ فرزندان اسمعیل علیہ السلام بحبت دعا خلیل الرحمن علیہ السلام بت نہ پرستیدند" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ فرزندان اسمعیل علیہ السلام دعاء ابراہیم سے بت پرستی نہیں کی۔ یہ وہی منتخب شدہ حضرات ہیں جو مصطفےٰ ہوتے آئے یہی محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ انھیں کے بارے میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد نہم صہ ۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا

(اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو خاندان اور سسرال والا بنایا اولاد رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)

عن ابن سیرین ان ھذہ الآیۃ نزلت
فی النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلی
بن ابیطالب زوج علیہ السلام فاطمۃ
علیا وھو ابن عمہ وزوج ابنتہ و
کان نسبا وکان صھرا

ابن سیرین نے روایت کی ہے کہ آیہ وھو الذی خلق من الماء بشرا الخ
جناب رسولخدا صلی اللہ تعالےٰ وعلیہ وآلہ وسلم اور علی کے بارے میں نازل
ہوا ہے تزویج فرمائی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کی علی علیہ السلام
سے اور وہ چچا کے بیٹے تھے حضرت صلعم کے اور شوہر تھے حضرت کی صاحبزادی
کے پس حضرت علی علیہ السلام صاحب انساب وصاحب مصاہرت دونوں ہوئے

یہی آل محمد ہیں جنپر آیہ تطہیر نازل ہوا جنپر درود بھیجنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صہ ۱۶۸ و صہ ۱۹۵ کتاب ہذا جسکی تائید کی یہ روایت صحیح ترمذی ابواب المناقب سے لکھی جاتی ہے۔ ہر دو حدیث میں شہر بن حوشب نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمود بن
غیلان ثنا ابو احمد الزبیری ثنا سفیان
عن زبید عن شھر بن حوشب عن

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا
حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے
زبید سے اُنہے شہر بن حوشب سے اس نے ام سلمہ سے

ام سلمۃ ان النبی صلعم جلل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمۃ کساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی اذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فقالت ام سلمۃ و انا معھم یا رسول اللہ قال انک علی خیر ھذا حدیث حسن صحیح وھو احسن شئ

کہ رسولخدا نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر کپڑا اڑھا دیا پھر فرمایا یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں اور خواص ہیں ان سے پلیدی دور کر اور اچھی طرح سے ان کو پاک کر بس کہا ام سلمہ نے اور میں بھی ان کے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے تو بہتری پر ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سب سے اچھی ہے جو اس باب میں مروی ہے۔

ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری ص۳۲ مطبوعہ لاہور میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق اللہ تعالی الخلق رکب ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی)

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب خدا تعالے نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے پشت میں لا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کے صلب میں جدا ہوگیا پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں یہانتک کہ صحیح بخاری۔ ج۔ ثانی۔ باب مناقب علی علیہ السلام میں ہے۔

علی بن ابیطالب القرشی الھاشمی ابی الحسن قال النبی لعلی انت منی و انا منک

علی بن ابیطالب قرشی ہاشمی ابو الحسن ہیں فرمایا رسولخدا نے واسطے علی کے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

اور اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔

واخرج الترمذی باسناد قوی عن عمران بن حصین فی قصۃ قال فیھا رسول اللہ صلعم ما تریدون من علی ان علیا منی وانا من علی و

ترمذی نے اپنے صحیح میں قوی اسناد کے ساتھ عمران بن حصین سے روایت کی ہے یہ واقعہ قصہ (یمن) میں فرمایا رسولخدا نے کیا ارادہ رکھتے ہو علی کے بارے میں۔ وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں۔

هو ولی کل مومن بعدی

اور وہ میرے بعد کل مومنین کا والی ہے۔

اور امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں:۔

وقع لبریدۃ انہ کان مع علی فی الیمن
فقدم المدینۃ مغضبا علیہ واراد
شکایتہ بجاریۃ اخذھا من الخمس
فقالوا لہ اخبرہ لیسقط من عینیہ
ورسول اللہ صلعم یسمع من
وراء الباب فخرج مغضبا فقال ما
بال اقوام یبغضون علیا من ابغض
علیا فقد ابغضنی ومن فارق علیا
فقد فارقنی ان علیا منی وانا منہ
خلق من طینتی وخلقت من طینت
ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریۃ
بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم
یا بریدۃ اما علمت ان لعلی اکثر
من الجاریۃ التی اخذھا (اخرجہ الطبرانی)

واقع ہوئی بریدہ سے یہ بات کہ وہ تھے ساتھ علی علیہ السلام
کے یمن میں اور اسکے بعد آئے مدینہ میں غضبناک اور ارادہ
کیا تھا شکایت کا اُس لونڈی کی جو لے لیا تھا علی نے خمس
سے پس لوگوں نے کہا کہ خبر دو رسول اللہ کو اس واقعہ کی
تاکہ علی انکی نظر سے گر جائیں اور اس واقعہ کو رسولخدا پس
در سے سُن رہے تھے پس برآمد ہوئے غضبناک اور آکر
فرمایا کہ کیا ارادہ ہے قوم کا غضبناک کرنے میں
علی کے اور جو غضبناک کرے گا علی کو اُسنے مجھے غضبناک
کیا اور جو شخص مفارقت کریگا علی سے اُس نے
مجھسے مفارقت کی بتحقیق علی مجھسے ہے اور میں علی سے
ہوں۔ علی پیدا کئے گئے میری مٹی سے اور میں پیدا کیا گیا
ابراہیم کی مٹی سے اور میں افضل ہوں ابراہیم سے
اور قولہ تعالےٰ ذریۃ بعضہا من بعض کی تفسیر ہم ہی ہیں
اے بریدہ جانا تم نے اس بات کو کہ واسطے علی کے زیادہ حصہ کر
اُس لونڈی سے جسکو علی نے لے لیا۔

حدیث مذکورہ سے حضرت علی کا طینت رسولخدا سے اور رسول اللہ کا طینت ابراہیم خلیل اللہ سے خلق کیا جانا اور حضرت ابراہیم
سے افضل ہونا معلوم ہوگیا جسمیں آیہ شریفہ ان اللہ اصطفی ادم و نوحا و ال ابراھیم و ال عمران علی العالمین ذریۃ
بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم کا آخری جز شامل ہے جس سے محمد و آل محمد کا مصطفےٰ ہونا اور حدیث اصطفیٰ اسی آیہ کریمہ
کی تفسیر معلوم ہوگئی۔ ال ابراہیم ہی محمد و ال محمد ہیں جنپر درود بھیجنے کی یہ حدیث ہے
صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اور صحیح بخاری باب قولہ تعالےٰ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری انہ قال اتانا
رسول اللہ صلعم ونحن فی مجلس سعد
بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد
امرنا اللہ ان نصلی علیک فکیف نصلی

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسولخدا
صلعم آئے اس حالت میں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں
تھے۔ پس آپ سے بشیر بن سعد نے کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ
نے امر کیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح آپ پر

علیک قال فسکت رسول الله صلعم حتی ظننا انہ لم یسئلہ ثم قال رسول الله صلعم قولوا اللهم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ال ابراهیم وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ال ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید والسلام کما علمتم هذا حدیث حسن صحیح۔

درود بھیجیں کما اُس نے رسول اللہ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ سے اس نے سوال کیا ہی نہین پھر فرمایا رسول خدا نے کہو تم اللھم صلے علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ال ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ال ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم سکھلائے گئے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

واضح ہو کہ یہی بخاری اور مسلم اور ترمذی جنھون نے نوین دسوین و گیارہوین ائمہ اہل بیت ع کا زمانہ پایا ہے اور انکے معرفت سے محروم رہے اور باوجود درود وسلام کی روایت بیان کرنے کے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ (آلہ) کو ساقط و حذف کرکے اپنے صحاح ستہ مین وارد کیا ہے حالانکہ انھیں محمد و آل محمد کو امامت دیگئی ہے۔ قولہ تعالے

واذا ابتلی ابراهیم ربہ بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما و قال من ذریتی قال لا ینال عهدی الظلمین

جب ابراہیم کو اُن کے پروردگار نے چند باتون مین آزمایا اور اُنھون نے پورا کردیا تو خدا نے فرمایا مین تمکو لوگونکا پیشوا بنانیوالا ہون اور حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری اولاد مین سے فرمایا ان مگر میرے اس عہدہ پر ظالمون کو کوئی فائز نہین ہوسکتا۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضح القرآن پر حاشیہ دیتے ہین۔ بنی اسرائیل بہت مغرور اسپر تھے کہ ہم اولاد ابراہیمؑ مین ہین اور اللہ تعالے نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی (امامت) تیرے گھر مین رہیگی اور ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہین اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالے سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراھیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ چلین اور انکے دین چلے پیغمبر ایک مدت اسحاق کی اولاد مین بزرگی رہی اب اسمٰعیل کی اولاد مین ہوگی اور انکی دعا ہے دونون کے حق مین اور فرماتا ہے دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب اُمتین اُسی پر گذرین ہیں یہ اسمٰعیل کی اولاد محمد و آل محمد علیہم السلام ہین۔

امام قندوزی ینابیع المودۃ آخر صفحہ ۶۲ و ۶۳ مطبوعہ اسلامبول مطبع (اختر) ۱۳۰۱ھ مین یہ حدیث وارد کرتے ہین۔

وفی المناقب بالاسناد عن ابی الزبیر المکی عن جابر بن عبد الله الانصاری قال قال رسول الله صلعم ان الله تبارک وتعالے اصطفانی واختارنی وجعلنی رسولا وانزل علی سید الکتب

مناقب مین ابی الزبیر مکی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق کہ اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا مجکو اور اختیار کیا مجکو اور قرار دیا مجکو رسول اور نازل فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قران مجید کو) پس کہا مین نے اے پروردگار اور سردار میرے

فقلت الٰهی وسیدی وانك ارسلت
موسی الی فرعون فسئلك ان
تجعل معه اخاه هارون وزیراً
یشد به عضده ویصدق به قوله
وانی اسئلك یا سیدی والٰهی
ان تجعل من اهلی وزیراً تشد به
عضدی فاجعل لی علیاً وزیراً و
اخاً واجعل الشجاعة فی قلبه والبسه
الهیبة علی عدوه وهو اول من امن
بی وصدقنی واول من وحد الله معی
وانی سئلت ذلك ربی عزوجل
فاعطانیه وهو سید الاوصیاء
اللحوق به سعادة والموت فی طاعته
شهادة واسمه فی التوراة مقرون
الی اسمی وزوجته الصدیقة الکبری
ابنتی وابناه سیدا شباب اهل
الجنة ابنای وهو وهما والائمة من
بعدهم حجج الله علی خلقه بعد النبیین
وهم ابواب العلم فی امتی من تبعهم
نجا من النار ومن اقتدی بهم هدی
الی صراط مستقیم لم یهب الله محبتهم
لعبد الا ادخله الله الجنة

تحقیق کہ تو نے بھیجا تھا موسیٰ کو فرعون کیطرف پس سوال کیا
موسیٰ نے تجھ سے کہ قرار دے انکے ساتھ انکے بھائی ہارون
کو وزیر کہ سخت کرے تو ہارون کی وجہ سے انکے
بازو کو اور وہ (ہارون) تصدیق کریں انکے قول کی،
اور میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے خدا اور
میرے سردار یہ کہ قرار دے میرے اہل میں سے وزیر ایسا
کہ اُس کے بوجھ سے میرا بازو مضبوط ہو پس قرار
دے علی کو وزیر اور بھائی میرا اور قرار دے تو شجاعت
کو انکے قلب میں اور لباس دیوے تو ہیبت کا انکے
دشمن پر اور وہ علی اول اسمیں سے ہیں جو مجھ پر ایمان
لائے اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے ان
لوگوں میں ہیں جنھوں نے خدا کی توحید میرے ساتھ ادا کی تحقیق
کہ میں نے سوال کیا اس امر کا اللہ جلشانہ سے پس اُس نے مجھے عطا
کیا وہ علی اوصیاء کے سردار ہیں جو اُنکے ساتھ ملحق ہوگا اسکے لئے نیک
بختی ہی اور انکی اطاعت میں مرنا شہادت ہے اور انکا نام توریت میں
میرے نام کیساتھ ملا ہوا ہے اور انکی زوجہ صدیقہ کبرا فاطمہ زہرا
علیہا السلام ہیں جو میری بیٹی ہیں اور فرزند انکے سردار جوانان بہشت ہیں
وہی میرے فرزند ہیں وعلی بن ابیطالب مع اپنے دونوں فرزندوں کے اور ائمہ انکے
جو بعد انکے ہونگے وہ حجت ہیں خدا کے اُسکی خلق پر بعد نبیوں کے اور وہ سب
دروازے علم کے ہیں میری امت کیلئے جو انکی پیروی کریگا وہ آتش جہنم سے
نجات پائیگا جو پیروی کریگا ہدایت پائیگا صراط مستقیم کیطرف نہیں بخشیگا
اللہ انکی محبت کو کسی بندہ کے لئے مگر یہ کہ اس بندہ کو خدا بہشت میں
داخل کریگا۔

اسی ینابیع المودۃ کے ص۴۸۶ میں ہے۔

عن الاصبغ بن نباتة عن ابن عباس
رفعه انا وعلی والحسن والحسین و
تسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون

اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بسند مرفوع روایت کی ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو فرزند
حسین علیہم السلام مطہر اور معصوم ہیں گناہوں سے۔

فی در المنثور للسیوطی وفتح القدیر
للشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن
ابن عباس فی قولہ تعالیٰ والسابقون
السابقون قال یوشع بن نون سبق
الی موسیٰ و مومن آل یٰسین سبق
الی عیسیٰ وعلی بن ابیطالب سبق الی
رسول اللہ صلعم

تفسیر در منثور سیوطی اور تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ابن ابی
حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس سے روایت
کی ہے کہ سابق الاسلام تین بزرگ ہیں یوشع بن نون جنھوں نے
حضرت موسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور مومن آل یٰسین
جنھوں نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور علی بن
ابیطالب جنھوں نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان
لانے میں سبقت کی ۔

ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ امرتسری کے صـ ۲۳ میں ہے :-

عن ابی سعید الخدری عن سلمان
الفارسی قال قلت یا رسول اللہ کل
نبی وصی فمن وصیک فقال ہل
تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشع
بن نون قال لم قلت کانہ کان
اعلمہم قال فان وصی وموضع
سری وخیر من اترک بعدی و
ینجز عدتی ویقضی دینی علی بن
ابیطالب ۔

ابوسعید خدری سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
رسولخدا سے عرض کیا کہ یا رسول صلعم ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوتا رہا
ہے حضور کا وصی کون ہے ۔ فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون
تھا ۔ عرض کیا کہ یوشع بن نون ۔ حضرت نے فرمایا کیوں میں نے
گزارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سب سے
زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا بس میرا وصی اور میرا راز دار اور جن
لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدوں کا
پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی ابیطالب
ہے ۔

اور بحار الانوار ۔ ج ششم مطبوعہ طہران نصف آخر باب وفاتہ وغسلہ صـ ۱۰۳۷ میں یہ حدیث ہے ۔

علی بن احمد الدقاق عن حمزۃ بن القاسم
عن علی بن جنید الرازی عن ابی عوانہ
عن الحسین بن علی عن عبد الرزاق
عن ابیہ عن مینا مولیٰ عبد الرحمٰن
بن عوف عن عبد اللہ بن مسعود قال
قلت للنبی صلعم یا رسول من یغسلک
اذا مت فقال یغسل کل نبی وصیہ
قلت فمن وصیک یا رسول اللہ
قال علی بن ابیطالب فقلت کم یعیش

علی بن احمد دقاق نے حمزہ بن قاسم سے انھوں نے علی
بن جنید رازی سے انھوں نے ابو عوانہ سے انھوں نے حسین
بن علی سے انھوں نے عبد الرزاق سے انھوں نے اپنے پدر سے
انھوں نے مینا مولا عبد الرحمٰن ابن عوف سے انھوں نے
عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ
آپ کو کون غسل دیگا جب آپ رحلت فرمائینگے ارشاد
فرمایا کہ غسل دیتا ہے ہر نبی کو اسکا وصی کہا میں نے کون
ہے وصی آپ کا یا رسول اللہ فرمایا وہ علی بن
ابیطالب ہیں ۔ بس کہا میں نے کتنے دنوں تک

بعدک یا رسول اللہ قال ثلثین سنۃ
فان یوشع بن نون وصی موسیٰ عاش بعدہ
ثلثین سنۃ وخرجت علیہ صفراء بنت شعیب
زوجۃ موسیٰ فقالت انا احق بالامر منک فقاتلہا
فقتل مقاتلہا واسرہا فاحسن اسرہا
وفیہا انزل اللہ تعالیٰ وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ

زندہ رہینگے بعد آپ کے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
تیس (۳۰) سال اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ تیس سال
زندہ رہے بعد موسیٰ اور خروج کیا تھا یوشع بن نون پر صفرا بنت
شعیب زوجہ موسیٰ نے کہ وصایت و امامت میں میں تم سے زیادہ حق
ہوں پس یوشع نے مقابلہ کیا اسی زوجہ موسیٰ سے پس قتل کئے گئے
معاون و مددگار اسکے اور زوجہ موسیٰ کو اسیر کرلیا اور نیک سلوک کیا
انھین کے بارے میں خدا کا قول ہے اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کیطرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

روضۃ الاحباب۔ ج۔ اول۔ صہ ۲۹۳ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ قرب وفات النبی کے حال میں ہے۔

حضرت چشم کشاد و گفت اے عائشہ بمن نزدیک
شو با او فرمود کہ پدر تر اوصیت کردم امروز
وصیت ہمان است باید کہ بآن موجب عمل نمائی
و در روایتے آنکہ با تمام مطہرات پردہ عصمت و
طہارت گفت بر شما باد کہ گوشہ خانہ محو نگہدارید
وخود را از نظر نامحرم مصون ومحفوظ ومستور
دارید چنانکہ حق تعالیٰ فرمود وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ

رسولخدا نے آنکھ کھولدیا اور فرمایا اے عائشہ نزدیک جاؤ
اُن سے فرمایا کہ جو وصیت کیگئی ہے آج بھی وہی وصیت
ہے اُسی پر عمل کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ کل ازواج
سے مخاطب ہوکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے
کہ اپنے گوشہ خانہ کو نگاہ رکھتے ہوئے نظر نامحرم سے
پوشیدہ اور مخفی رہو جیسا کہ خدا نے تم لوگوں کے
بارے میں فرمایا ہے (ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں
اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کا

ناسخ التواریخ۔ ج۔ اول۔ از کتاب اول مطبوعہ طہران میں ہے۔

صفورا دختر شعیب کہ ضجیع موسیٰ بود در نیوقت
با یوشع بر شورید و باغوای دو تن از منافقین در
مخالفت یوشع صد ہزار تن با وے موافقت
نمودہ پیوستگان خود را برداشتہ برزم آنحضرت
بیرون شد یوشع علیہ السلام نیز دفع ستمگرین ہیان
بر بست و سپاہے بزرگ ساز کردہ با ایشان مصاف داد
وآنجماعت را بشکست وصفورا را باسیری بگرفت
وبا وے گفت چون با پیغمبر خدا ہم بالین بودہ من
از تو انتقام نخواہم کشید و کیفر ترا با موسیٰ گذاشتم

صفورا دختر حضرت شعیب جو حضرت موسیٰ کی زوجہ تھین
یوشع وصی موسیٰ سے ناخوش ہوگئین اور دو منافقون
کے بہکانے سے حضرت یوشع مخالف ہوکر ایک لاکھ آدمیون
سے کہ صفورا سے مل گئے تو (صفورا) اپنے مددگارون اور
ہمراہیون کو لیکر حضرت یوشع سے لڑنے کیلئے نکلین یوشع
علیہ السلام بھی سرکشون اور نافرمانون کے دفعیہ کیلئے آمادہ
ہوگئے اور فوج کثیر جمع کرکے ان سے جنگ کی اور لوگو
شکست دی صفورا کو قید کرلیا اور اُن سے کہا چونکہ تم پیغمبر
خدا یعنی حضرت موسیٰ کی ہمخوابہ رہی ہو اسلئے میں تم سے انتقام

که در روز معاد با تو معمول فرماید

انعام نہ ہوگا اور تمہارے اعمال و افعال کا بدلہ حضرت موسیٰ پر چھوڑتا ہوں تاکہ وہ بروز قیامت تم سے مواخذہ فرمائیں

تنبیہ جیسے صفورا زوجہ موسیٰ نے دو منافقوں کے بہکانے سے حضرت یوشع پر خروج کیا ویسے ہی حضرت عائشہ کو بھی دو شخص ملینگے چنانچہ روضۃ الاحباب[۵] جمال الدین محدث ج ثالث ص ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع تیغ بہادر امین آباد لکھنؤ ۱۲۹۷ھ میں ہے۔

که عائشه رضی الله عنها بخانه ام المومنین ام سلمه رضی الله عنها رفت چه وے نیز از مدینه بعزم حج گذاردن بمکه رفته بود و بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تحیت با وے گفت اے دختر ابوامیه بدرستیکه تو اول ضعیفه هستی که در راه خدا و رسول مهاجرت کردی و بواسطه شرف ذاتش حضرت رسالت عظیم الشان و رفیع القدری و از میان امهات مومنین بخواص و مزایا ممتازی بر تو پوشیده نه باشد که جماعتے از غوغائیان بدر امیر مومنان عثمان بن عفان خود را در انداخته او را بقتل آوردند واکنون جمعے از هواداران آن خلیفه مقتول و مظلوم در صدد آن در آمده اند که از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بقصاص رسانند و مرا اخبار کردند که عبدالله بن عامر در بصره صد هزار شمشیر معد و مهیا دارد که همه ایشان برائے واقعه عثمان غضبناک و جمله طالب خون او گشته اند من می ترسم که میان مسلمانان بر سر این قضیه محاربه و مقاتله واقع گردد چه شود اگر در سیر بجانب بصره با ما موافقت فرمائی شاید که خدا تعالیٰ بسبب ما اصلاح این امر نماید راوی گوید پس ام سلمه بسخن در آمد و گفت اے دختر ابوبکر تو بخون عثمان بازخواست میکنی و بخدا سوگند که از اشد مردمان تو

کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے گئیں جو حج کیلئے گئی تھیں بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابوامیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت تمہاری شان و منزلت عظیم ہے اور تم امہات مومنین میں اپنے فضائل کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو غالباً تم پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوائیوں کی ایک جماعت نے امیر المومنین عثمان کو انکے گھر میں گھسکر قتل کیا اب اس خلیفہ مقتول کے ہواداروں نے ارادہ کیا ہے کہ قاتلوں سے انتقام لیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرہ میں ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعہ پر غضبناک اور طالب قصاص ہیں۔ میں ڈرتی ہوں کہ اس قضیہ کی وجہ سے مسلمانوں میں محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا۔ کیا اچھا ہو اگر سفر بصرہ میں تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید خدا ہم لوگوں کے سبب سے اس امر کی اصلاح کردے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدہ توفیق کھولدے۔ ام سلمہ نے کہا اے دختر ابوبکر تم خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم ان پر

۵؎ توثیق (کتاب روضۃ الاحباب) حطہ فی ذکر الصحاح الستہ مولوی صدیق حسن خان میں ہے۔ وکتاب روضۃ الاحباب للسید جمال الدین المحدث احسن السیر لکن تیسرت نسخۃ صحیحۃ منہ خالیۃ عن الالحاق والتحریف و مدارج للشیخ عبدالحق الدہلوی والسیرۃ الشامیۃ والمواہب اللدنیہ من مبسوطات السیر۔

بودی از روئے قہر وغضب و او را بہیچ نام نمی
خواندی مگر بہ نعثل و می گفتی لعن اللہ نعثلا
وقتل اللہ نعثلا دیروز او را سب و شتم می کردی
و بہ کفر منسوب می ساختی و امروز امیر المومنین
وخلیفہ مقتول میگوئی و خود را در قضیہ او بصورت
اہل تعزیت ومصیبت می نمائی و موافقت
میکنی با جماعتے کہ بر علی بن ابیطالب خروج
کنند چہ مناسب باتو دارد در طلب خون عثمان
حالانکہ وے مردیست از بنی عبد مناف و تو
ضعیفہ از بنی تیم دریغ کہ اے عائشہ متفق با طائفہ
بشوی کہ خروج میکنند بر علی بن ابیطالب کہ میان
او وحضرت رسالت سلسلہ اخوت ومصاہرت
محکم است و پسر عم رسول و زوج بتول است
و مرتبہ خلافت وریاست ووراثت درمیان
اہل روزگار وے را مسلم جمہور مہاجر و انصار
از حضار اصحاب مدینہ با او بیعت نمودہ بخلافت
وحکومت عائشہ اہل اسلام او را قبول فرمودہ
اند وفضلے مشبع از فضائل وکمالات وخصائل و
حالات علی بن ابیطالب بر عائشہ خواند عبد اللہ
بن زبیر بر در سرائے ام سلمہ ایستادہ بود جملہ
سخنان او را کہ با عایشہ می گفت بتفصیل می شنود
از بیرون سرائے بانگ برام سلمہ زد کہ اے دختر
ابوامیہ ما ترا شناختہ بودیم عداوت ترا با آل
زبیر (الی ان قال) ام سلمہ از اندرون سرائے
بجواب عبد اللہ مشغول گشتہ گفت تو و پدر تو
مر او را می برید (الی ان قال) گمان می بری مہاجر
وانصار باکہ راضی وخوشنود شوند بہ پدر تو

سب سے زیادہ غضبناک تھیں اور انکو نعثل کے نام
سے یاد کرتی تھیں کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل
کرے نعثل کو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کل تو تم
انکو سب وشتم کے ساتھ یاد کرکے کفر سے منسوب کرتی تھیں
اور آج اُن کو امیر المومنین اور خلیفۂ مقتول و
مظلوم کہتی ہو اور انکے معاملہ میں اہل تعزیت ومصیبت
بنکر اُس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج
کیا ہے سنو طلب خون عثمان کے متعلق تمہارا
خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبد مناف
سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے
کہ تم اس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے
علی بن ابیطالب پر لشکر کشی کی ہے حالانکہ علی رسول
مقبول کے بھائی اور داماد اور فاطمہ زہرا کے شوہر
ہیں (اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت وریاست
ووراثت اہل روزگار کے نزدیک مسلم ہے اور اصحاب
مہاجر وانصار نے انکے مرتبہ خلافت کو قبول کرکے انکی
بیعت کی ہے اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے
بعض فضائل وخصائل کا ذکر کیا۔ عبد اللہ بن
زبیر گھر کے بیرون در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتیں
سُن رہے تھے۔ وہیں سے انھوں نے آواز دی کہ
اے ام سلمہ تم کو جو آل زبیر سے عداوت
ہے اُس کو میں جانتا ہوں اُم سلمہ نے اندر سے جواب
دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے
پر تلے ہو۔ کیا تمہارا گمان ہے کہ علی کی زندگی
میں مہاجرین وانصار تمہارے باپ زبیر
اور ان کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے
پر راضی ہونگے

زبیر و مصاحب او طلحہ و علی در سلک احیا باشد
حالانکہ وے بقول پیغمبر علیہ افضل الصلوات و
اکمل التحیات ولی ہر مومن و مومنہ بود عبد اللہ
بن زبیر گفت ما این حدیث را از زبان آن
سرور در ہیچ ساعتے از ساعات نشنیدہ ایم
ام سلمہ گفت اگر تو نشنیدہ خالۂ تو کہ عایشہ است
شنیدہ و اینک خالۂ تو (عائشہ) حاضر است
بپرس کہ شنیدہ یا نے و تحقیق کہ ما شنیدہ ام
از پیغمبر صلعم کہ میفرمود علی خلیفتی علیکم فی
حیاتی و فی مماتی فمن عصاہ فقد عصانی
اے عایشہ گواہی میدہی کہ از ان سرور چنین
شنیدۂ عائشہ گفت آرے آنگاہ ام سلمہ از
روئے نصیحت و نیک خواہی گفت اے
عایشہ بترس از خدا اے در نفس خود در
امرے کہ ترا رسول صلعم از ان ترسانیدہ و
مباش صاحبۂ سگان حواب و گفت اے
عائشہ سوگند میدہم ترا بخدا کہ از پیغمبر صلعم
نشنیدی کہ فرمود کہ بسے نگذرد از شبہا و
روزہا کہ سگان آب حواب بر یکے از ازواج
من صیاح و نباح کنند و آن زن کہ این
واقعہ او را پیش آید در میان اہل بغی و فساد و
فتنہ و عناد باشد و در آن زمان کہ حضرت
این می فرمود من انائے در دست داشتم
از غایت اضطراب و قلق از دست من بیفتاد
آن سرور رو بجانب من کرد و التفاتے
فرمود و موجب اضطراب و افتادن آن
انائے آب از من پرسید گفتم یا رسول اللہ

حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن و
مومنہ کے ولی ہیں۔ عبد اللہ بن زبیر
نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ کی
زبان سے کبھی نہیں سُنی۔
ام سلمہ نے کہا اگر تم نے نہیں سنی تو
تمہاری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُن سے
پوچھ لو اور میں نے رسول مقبول کو
یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی
خلیفہ و نائب ہیں میرے تم سب پر
میری حیات میں اور میری ممات
میں پس جو شخص نافرمانی کرے علی کی پس
تحقیق کہ نافرمانی کی اُس نے میری اے عائشہ
بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے
حضرت عائشہ نے کہا کہ ہاں سُنی ہے۔ پس حضرت
ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس
امر میں تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اس سے
ڈرو اور صاحبہ کلاب حواب نہ بنو اے عائشہ میں تم
دیگر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے رسولخدا کو یہ کہتے
ہوئے نہیں سُنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ
حواب کے کتے شور کرینگے جو شریک اہل بغاوت و فساد
ہوگی اور جسوقت آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت
جو ظرف میرے ہاتھ میں تھا غایت اضطراب کیوجہ سے گرگیا
آنحضرت نے مجھسے سبب اضطراب دریافت
فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں اس خیال سے مضطرب ہوں کہ کہیں
وہ بی بی میں نہ ہوں۔

اضطراب و قلق من از خوف آنست کہ مبادا آن زن من باشم آن سرور تبسمے فرمود بجانب تو نگاہے کردہ و گفت من گمان می برم کہ آن زن تو باشی اے حمیرا عائشہ ام سلمہ را در روایت این حدیث تصدیق نمود آنگاہ اُم سلمہ با عائشہ گفت باید کہ فریب نہ یابی از طلحہ و زبیر الخ

آپ نے تبسم فرما کر اور تمھاری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا میرا گمان ہے کہ وہ میری بی بی تو ہے حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت ام سلمہ نے کہا اے عائشہ طلحہ اور زبیر کے فریب مین نہ آؤ

قال ابو الفدا و لما بلغ علیا مسیر عائشۃ وطلحۃ والزبیر الی البصرۃ سار نحوھم فی اربعۃ آلاف من اھل المدینۃ فیھم اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ و ثمان مائۃ من الانصار و رایتہ مع ابنہ محمد ابن حنفیۃ وعلی میمنۃ الحسن وعلی میسرۃ الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر وعلی الرجالۃ محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمتہ عبد اللہ بن عباس۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر نے بصرے کی جانب خروج کیاہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ کے اسطرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیون مین آٹھ سو انصار اور چار سو وہ لوگ تھے جنھون نے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا) اور حضرت علی نے فوج کی ترتیب اسطرح فرمائی کہ علم لشکر محمد حنفیہ کو دیا میمنہ لشکر کی افسری امام حسنؑ کو عطا کی میسرہ لشکر کی سرداری امام حسینؑ کو بخشی سوارون کی عمار بن یاسر کو اور پیادون پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبد اللہ بن عباس کو کیا۔

انتباہ جناب امیر علیہ السلام ایسے خاتم الوصیین تھے کہ جنکو رسولخدا نے اپنے ازواج کے طلاق کا اختیار دید یا تھا خصوصاً حضرت عائشہ کے بارے مین اپنا وکیل کر دیا تھا۔ یہ اختیار جناب یوشع وصی موسیٰ کو نہین تھا (دیکھو کتاب کمال مولف صفحہ ۲۹)

(۱) جیسے جناب یوشعؑ سابق الی موسیٰؑ تھے
(۱) ویسے ہی جناب علیؑ سابق الی محمد صلعم تھے

(۲) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰ چچا کے بیٹے ذرّیت ابراہیمؑ و اسحاقؑ تھے
(۲) ویسے ہی جناب علیؑ وصی محمد (مصطفےٰ صلعم) چچا کے بیٹے ذرّیت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ تھے۔

(۳) جناب یوشعؑ آیہ اثنی عشر نقیبًا کے اول نقیب تھے
(۳) تو جناب علیؑ اول امام ابو الائمۃ الطاہرین گیارہ امامون کے پدر تھے۔

(۴) حضرت یوشع فتی[1] (جوان) موسیٰ تھے۔
(۴) تو جناب علیؑ فتی[2] (جوان) محمد صلعم تھے

---

[1] قولہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لفتٰہُ (جب موسیٰ (خضر کی ملاقات کو چلے تو) اپنے جوان (وصی یوشع) سے بولے)

[2] غزوہ احد مین ہاتف غیبی سے کلمۂ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا سُنا جانا۔

(۵) جناب یوشعؑ ۱۸ ذی الحجہ کو آخر عمر موسیٰ میں خلیفہ و وصی حضرت موسیٰؑ قرار پائے

(۵) تو جناب علیؑ بھی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو آخر عمر رسولخدا میں کہ ۸۰ دن باقی تھے وصی و خلیفہ و امام و ولی قرار پائے۔

(۶) حضرت یوشعؑ سورۂ مائدہ میں صاحب انعام ہیں وہ آیت یہ ہے انعم اللہ علیھما (یوشع اور کالب)

(۶) تو حضرت علیؑ اسی سورۂ مائدہ میں صاحب انعام ہیں وہ آیت یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

(۷) جناب یوشعؑ بعد موسیٰؑ ۳۰ سال زندہ رہے

(۷) تو حضرت علیؑ بعد رسولخدا ۳۰ سال زندہ رہے

(۸) جیسے حضرت یوشعؑ وصی موسیٰؑ پر صفیرا زوجہ موسیٰؑ نے خلافت و وصایت کے بارے میں ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا نتیجہ اسیری ہوا۔

(۸) تو حضرت علیؑ وصی محمد (صلعم) پر حمیرا زوجہ رسولخدا نے ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا اور وہی نتیجہ اسیری کا یہاں بھی پیش آیا۔

(۹) جیسے جناب موسیٰؑ نے اپنی آخر عمر میں حضرت یوشعؑ کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا بنی اسرائیل سے لیا

(۹) ویسے ہی رسولخدا نے اپنی آخر عمر میں حضرت علیؑ کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا قریش و ازواج اور کل صحابہ حاضرین غدیر سے لیا۔

(۱۰) حضرت یوشعؑ نے غسل میت جناب موسیٰؑ کو دیا اور جیسے حضرت یوشعؑ قتل ہو کر ۲۱ ماہ رمضان میں فوت ہوئے

(۱۰) جناب علیؑ نے جسد اطہر کا غسل بعد وفات رسولخدا کو دیا اور ویسے ہی حضرت علیؑ ۲۱ ماہ رمضان قتل ہو کر فوت ہوئے

(۱۲) جناب یوشعؑ اپنے موت کے قریب کل اسرار توریت مع الواح وغیرہ پسران ہارون کو جو امام تھے سپرد کیا

(۱۱) جناب علی مرتضیٰؑ نے کل اسرار امامت و ولایت جناب امام حسنؑ پسر اپنے کے سپرد فرما کر اپنا وصی و خلیفہ فرمایا۔

(۱۳) جیسے حضرت یوشعؑ سے رد شمس ہوا یعنی آفتاب غروب ہو کر واپس آیا

ویسے ہی حضرت علیؑ کیلئے دو بار رد شمس ہوا ایک مرتبہ عہد پیغمبر میں اور دوسری بار بعد وفات

عـــہ ۵ شواہد النبوۃ مولانا عبد الرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۶ھ آخر صفحہ ۲۰۶ تا صفحہ ۲۰۷ میں ہے۔
و از کرامات کہ خدا تعالیٰ برائے وے دو بار رد شمس کرد و آفتاب از مغرب باز گردانید یکے در عہد رسول اللہ صلعم دیگرے بعد وفات وے اما اول پس اسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ انصاری و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم روایت کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے در خانہ بود و علی رضی اللہ عنہ پیش وے بود ناگاہ جبرئیل علیہ السلام از براے اسرار الٰہی آمد رسول اللہ صلعم سر بر زانوے علی رضی اللہ عنہ کرد و سر بر نداشت تا آن زمان کہ آفتاب غروب کرد و علی رضی اللہ عنہ نماز عصر نشستہ گزاردہ باشارت چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحال خود باز آمد فرمود کہ اے علی عصر تو فوت شد گفت یا رسول اللہ باشارت گزاردم نشستہ رسول اللہ صلعم فرمود دعا کن کہ خدا تعالیٰ آفتاب را بر گرداند تا نماز دیگر را در وقت بگذاری سر پائی شد و علی رضی اللہ عنہ دعا کرد و آفتاب بآن موضع کہ نماز دیگری باشد باز گشت و علی رضی اللہ عنہ نماز خود را در وقت بگذارد و اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گوید کہ از آفتاب در وقت غروب آوازے می آمد ہمچو آواز ارہ اما آنچہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد آن بود کہ در وقت توجہ بابل چون خواست کہ از فرات بگذرد و نماز دیگر بود با طائفہ از اصحاب خود نماز دیگر را در وقت بگذارد و سائر اصحاب بگذرانیدن چہار پایان خود مشغول بودند آفتاب غروب کرد و نماز دیگر از ایشان فوت شد در آن باب سخنان گفتند چون حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن شنید از خدا تعالیٰ درخواست کرد تا آفتاب باز گرداند تا اصحاب وے ہمہ نماز را در وقت گذارند خدا تعالیٰ دعائے وے را اجابت کرد و آفتاب بجائے نماز دیگر آمد چون قوم سلام باز دادند آفتاب غروب کرد و آوازے سخت ہولناک می آمد خوف بر مردم غالب شد در تسبیح و تہلیل و استغفار اشتغال نمودند۔ عـــہ ۵ کشف الظنون میں ہے۔ شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبد الرحمن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل رسلہ مبشرین

ـــہ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری ج پنجم ص۳۴۲۶ مطبوعہ لیڈن (یورپ) کی یہ حدیث ہے جو نمبر اصفحہ ۲۶۹ کے اس شق کے ثبوت مین ہے جس کے ایک ہی شب مین حضرت یوشع وصی موسیٰ اور علیؑ وصی محمد کا قتل واقع ہوا۔

حدثنی ابن سنان القزار قال ثنا ابو عاصم قال ثنا سکین بن عبد العزیز قال ثنا حفص بن خالد قال حدثنی ابی خالد بن جابر قال سمعت الحسن یقول لما قتل علی علیہ السّلام وقد قام خطیبا فقال لقد قتلتم اللیلۃ رجلا فی لیلۃ فیھا نزل القران وفیھا رفع عیسیٰ بن مریم علیھما السّلام وقتل یوشع بن نون فتی موسیٰ علیہ السّلام واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ ولا یدرکہ احد یکون بعدہ واللہ ان کان رسول اللہ صلعم لیبعثہ فی السریۃ وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ (ترجمہ)

باسناد مذکورہ حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی ثنا اور صفت کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات مین ایک شخص کو قتل کیا ہے جسمین کہ قرآن اُترا ہے اور جس رات مین عیسیٰ بن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات مین جناب موسیٰ کے جوان یوشع بن نون قتل ہوئے جس سے پہلے لوگ سبقت نہین لے گئے اور پچھلے اوس تک نہین پہونچ سکینگے جب نبی صلعم انکو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبرئیلؑ اون کے داہنے طرف اور میکائیل اُنکے بائین طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدای تعالےٰ انکو فتح نہین دیتا تھا وہ واپس نہین ہوتے تھے۔

نمبر ۱۴ - ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ صاحب سنن وخصائص المتوفی سنہ ۳۰۳ھ

یہ امام نسائی صحاح ستہ سے چھٹے ہین جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی کتاب مناسک الحج سے یہ دو حدیثین نقل کیجاتی ہین جو حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے مروی ہین۔ کہا خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی مجھ سے یحیی بن

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنی یحیی بن سعید حدثنا جعفر بن محمّد حدثنی ابی قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسألناہ عن حجۃ النبی صلعم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر کثیر کلھم ملتمس ان یاتم رسول اللہ صلعم

سعید نے کہا حدیث کی ہم سے جعفر بن محمد نے کہا حدیث کی مجھے میرے پدر امام محمد باقرؑ نے کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا اور اُن سے رسول اللہؐ کے حج کا حال دریافت کیا انھون نے کہا کہ آپ نو سال تک مدینہ مین حج کے زمانہ مین رہے پھر لوگون کو اطلاع کیگئی کہ رسول اللہ اس سال حج کو تشریف لیجاوینگے تو بہت کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپکی پیروی کرین حج کے کامون مین پھر آپ نکلے ۲۵ ذی قعدہ کو جبکہ ذیقعدہ

عـــہ پہلی ملاقات کرنا حضرت جابر کا امام محمد باقر علیہ السلام سے دیکھو حدیث حاشیہ نمبر (۱۳) ص۲۳۱ - اس کے بعد جبکہ حضرت جابر نابینا ہو گئے تو امام محمد باقر علیہ السلام ان سے ملکر حج نبوی کے تمام حالات دریافت فرمائے جو مضمون حدیث سے ہویدا ہے۔

المتوفی سنہ ۲۰۳ھ

ویفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ وخرجنا معہ

کہ پانچ راتیں باقی تھیں تو ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہوئے۔

اخبرنا ھناد بن السری عن ابن ابی زائدۃ قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرتنی عمرۃ انھا سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ

کہا خبر دی ہم کو ہناد بن سری نے ابن ابی زائدہ سے کہا اوس نے حدیث کی مجھے یحیی بن سعید نے کہا خبر دی مجکو عمرہ نے کہ تحقیق سنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ رسولخدا کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں

اس ۲۵ ذیقعدہ کو رسولخدا بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں شب بسر فرماکر ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے مکہ معظمہ کی روانگی ہے۔ دیکھو نمبر ۱۱ صحیح مسلم ص۲۱۳ اور نمبر (۹) بخاری ص۱۷۱

اس ذیل کی حدیث سے ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے روانگی مکہ معظمہ کے جانب کی ہے۔

اخبرنا اسحق بن ابراھیم اخبرنا النضر قال حدثنا اشعث عن الحسن عن انس ان رسول اللہ صلعم صلی الظھر بالبیداء ثم رکب وصعد لجبل البیداء واھل بالحج والعمرۃ حین صلی الظھر۔

خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو نضر نے کہا حدیث کی ہم سے اشعث نے حسن سے انہوں نے انس سے کہ تحقیق رسولخدا نے نماز ظہر بیدا میں پڑھی پھر سوار ہوئے اور بیدا میں پہاڑ پر تشریف لیگئے اور لبیک حج اور عمرہ کی نماز ظہر پڑھ کر فرمائی۔

اس حدیث حضرت جابر سے ۲۶ ذیقعدہ بعد ظہر کے روانگی سے آٹھ شبوں کے گذرنے پر چوتھی ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ

اخبرنا عمران بن یزید قال اخبرنا شعیب عن ابن جریج قال عطاء قال جابر قدم النبی صلعم بمکۃ صبیحۃ رابعۃ مضت من ذی الحجۃ

کہا نسائی نے کہ خبر دی ہمکو عمران بن یزید نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے ابن جریج سے کہا عطا نے کہا جابر نے کہ داخل ہوئے رسولخدا مکہ میں صبح کے وقت چوتھی ذیحجہ کو۔

اوسی سنن نسائی۔ ج۔ ثانی کتاب مناسک الحج میں یہ حدیث بھی ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال اخبرنا عبد اللہ[1]

کہا کہ خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ

---

۱ ترجمہ عبداللہ بن ادریس) تقریب التہذیب ج۱ لحافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمن الاودی ابو محمد الکوفی ثقۃ فقیہ عابد من الثامنۃ مات سنۃ اثنتین وتسعین وله بضع وسبعون سنۃ وفی تہذیب التہذیب ج۱ لحافظ ابن حجر ج۵ ص۱۴۳ مطبوعہ حیدرآباد قال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ زاہد صالح وکان عثمانیا الخ عثمانی وہ ہیں کہ جو کھلم کھلا دشمن جناب امیر تھے تاریخ کامل۔ ج ۳ ص۷۶ میں ہے ولم یبایع الانصار الا نفر یسیر منہم حسان بن ثابت وکعب بن مالک ومسلمۃ بن مخلد وابو سعید الخدری ومحمد بن مسلمۃ والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت ورافع بن خدیج وفضالۃ بن عبید وکعب بن عجرۃ وکانوا عثمانیۃ فاما حسان بن ثابت فکان شاعرا لا یبالی ما یصنع واما زید بن ثابت فولاہ عثمان الدیوان وبیت المال فلما حصر عثمان قال یا معشر الانصار کونوا انصار اللہ مرتین فقال لہ ابو ایوب ما تنصرہ الا لانہ اکثر لک من العبدان واما کعب بن مالک فاستعملہ علی صدقۃ مزینۃ وترک لہ ما اخذ منہم الخ یعنی انصار سے سب نے بیعت کی جناب امیر سے مگر ان لوگوں نے جو عثمانی تھے حسان بن ثابت تو مرد شاعر تھے وہ لاابالی تھے۔ زید بن ثابت کو عثمان نے دیوان حوالہ کیا تھا اور بیت المال جب عثمان محاصرہ میں تھے تو انھیں زید بن ثابت نے کہا اے انصار تم انصار خدا ہو جاؤ دو مرتبہ تو ابو ایوب الانصاری نے کہا تو اس وجہ سے نصرت عثمان کرنا چاہتا ہے کہ بہت الدار کر رہا ہے جس سے اسقدر لونڈی غلام خرید لئے ہیں۔ جب کعب بن مالک تو عثمان نے انکو صدقات مزینہ کا عامل بنایا تھا اور جو کچھ صدقات سے لیا تھا سب کو چھوڑ دیا تھا اور کہا اسے بیعت نہیں کیا۔

بن ادریس عن ابیہ عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال یہودی لعمر لو علینا انزلت ہذہ الآیۃ لاتخذناہ عیدا الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر قد علمت الیوم الذی انزلت فیہ واللیلۃ التی انزلت لیلۃ الجمعۃ ونحن مع رسول اللہ صلعم بعرفات

بن ادریس نے اپنے باپ سے اُس نے قیس بن مسلم سے اُس نے طارق بن شہاب سے کہ کہا ایک یہودی نے عمر سے اگر ہم پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے عمر نے کہا کہ مین جانتا ہون جس دن یہ آیت نازل ہوئی اور وہ شب جسمین نازل ہوئی وہ شب جمعہ تھی اور ہم تھے رسول اللہ کیساتھ عرفات مین۔

واضح ہو کہ یہی حدیث نمبر (۱۱) صحیح مسلم مین حدیث دوم ہے جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس کے واسطہ قیس بن مسلم کی سند سے لیلۃ جمع کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث مذکورہ مین اسحاق بن راہویہ نے عبد اللہ بن ادریس اور قیس بن مسلم کے واسطہ طارق بن شہاب سے لیلۃ الجمعہ کے لفظ سے کہا ہے جسکو علامہ نووی نے لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذی الحجہ مانا ہے پس عرفات مین پنجشنبہ ہوا یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) آنے والی شب دہم ذیحجہ شب جمعہ جن سب کا ابطال اور اسکا اختلاف بخاری و مسلم و ترمذی مین بوجوہ کامل گذر چکا ہے عبد اللہ بن ادریس عثمانی ہے جو حضرت امیر کا مخالف تھا اور قیس بن مسلم مرجیہ (خارجی) ہے جسکے باب مین رسول اللہ کی حدیث ہے کہ اون کے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین جسکے راوی ابن عباس عمر بن خطاب ابن عمر رافع بن خدیج ہین دیکھو صفحہ ۲۳۲

علاوہ ان وجوہ کے نمبر (۹) بخاری صفحہ ۱۸۳ مین طبری کی مخرجہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونے کی جو روایت نقل ہے اس کو اسحاق بن راہویہ نے محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونا روایت کی ہے اور امام نسائی نے سورہ مائدہ حضرت کے آخر عمر مین نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب ہذا پس اسحاق کی ایک روایت آیہ موصوفہ کے نازل ہونے کی عرفہ (پنجشنبہ) کی دوسری روایت دوشنبہ کے دن کی ہے جس نے عرفہ کی روایت کو خود اپنی ہی روایت سے غلط کر دیا۔

تیسری روایت جو ربیع بن انس کی سند سے حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے وارد ہے وہ بھی اسحاق نے عبد اللہ بن ابی جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے حجۃ الوداع مین سفر کی حالت مین سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے جس کی تفصیل آگے نمبر (۱۵) طبری مین آئیگی۔ پس آیہ موصوفہ کا نزول یوم عرفہ مین ہر صورت اور ہر شکل سے باطل ہوگیا۔

صفحہ ۱۹۳ مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کا نزول واقعہ غدیر مین حدیث ولایت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے اعلان و اظہار کیلئے امام محمد باقرؑ کی سند سے علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح بخاری مین وارد کر چکے ہین انھین امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت آیہ "اکمال دین" کے نزول کی واقعہ غدیر مین تفسیر مجمع البیان طبری سے صفحہ ۱۰۱ مین مذکور ہے جسکے بعد ۸۱ یوم رسول اللہ صلوات اللہ علیہ زندہ رہے یہی مدت ابن جریج سے جو شیوخ حدیث سنن نسائی مین وارد ہے۔

اب ہم محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کو بیان کرتے ہین جنے شیخ مسلم صاحب نے حدیث آیہ اکمال دین کی عرفہ مین نازل ہونے کی وارد کی ہے اور جس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے۔

چنانچہ خصایص نسائی صفحہ ۲۶ حدیث نمبر ۲۰ مطبوعہ کلکتہ مطبع مظہر العجائب ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء لکھی جاتی ہے۔

ابنا نا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی بن حماد قال اخبرنا ابو عوانۃ عن سلیمان قال حدثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتے یردا علے الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علے فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ صلعم قال ماکان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ

خبر دی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عوانہ نے سلیمان (اعمش) سے کہا حدیث کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے ابی طفیل سے اُس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہین جبکہ رسول خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور غدیر خم مین اترے تو منبر کے رکھنے کا حکم دیا سو منبر رکھا گیا۔ پھر فرمایا گو کہ مین بلایا گیا ہون اور مین نے قبول کیا ہے سو مین تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ ایک قرآن مجید دوسرے عترت میری جو میرے اہلبیت ہین پس نظر کرو کہ کسطرح معاملہ کروگے تم بعد میرے بیچ انکے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ آوین میرے پاس حوض پر پھر فرمایا کہ خدا میرا ولی ہے اور مین ولی ہر مومن کا پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ بھی ولی ہے۔ الہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ ابو طفیل کہتے ہین کہ مین نے زید بن ارقم سے کہا کہ تمنے رسولخدا سے یہ حدیث سُنی کہ اُسنے کہا کہ منبر کے پاس کوئی نہ تھا مگر کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا

نمبر (۹۴) کی یہ حدیث ہے

عن المہاجر بن مسمار عن عائشۃ بنت سعد وعامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایھا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعھا ثم قال ھذا ولیی

مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے انھون نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے خطبہ پڑھا بعد حمد وصلوۃ کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو مین تمھارا ولی ہون۔ اصحاب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ کہا پھر حضرت نے جناب علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا پھر فرمایا یہ میرا ولی ہے

والمؤدی عنی وال اللھم من والاہ وعاد اللھم من عاداہ ؁

اور میری طرف سے احکام پہونچانے والا ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو

اسی حدیث کی مؤید یہ روایت ہے جسکو حضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا ہے امام احمد نے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ ترمذی اور نسائی[1] نے بدون لفظ حجۃ الوداع کے اخراج کی ہے ۔

عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی ۔

ابی اسحاق نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علیؑ مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر مین یا علی ۔

نمبر (۱۵) امام محمد ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ

تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ (لیڈن ۔ یورپ) اور تفسیر جامع البیان طبری مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ بار ثانی مطبوعہ ۱۳۲۱ھ یہ ابن جریر طبری بھی اپنی تاریخ مذکورہ کے ج ۔ اول حصہ چہارم ص۱۷۱۵ مین اسی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے جب ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین

قال ابن جریر فلما دخل ذوالقعدۃ من ھذہ السنۃ اعنی (۱۰) تجھز النبی الی الحج فامر الناس بالجھازلہ فحدثنا ابن حمید ثنا سلمۃ عن ابن اسحاق عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت خرج النبی صلعم الی الحج لخمس[2] لیال بقین من ذی القعدۃ

کہا ابن جریر طبری نے جبکہ داخل ہوا مہینہ ذیقعدہ ۱۰ھ کو رسولخدا نے حج کے لئے تیاری فرمائی اور لوگون کو بھی تیاری کا حکم دیا پس حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبدالرحمن بن قاسم سے اُس نے اپنے پدر قاسم سے اُسنے حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ نکلے رسولخدا حج کے ارادے سے ۲۵[2] ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین ۔

---

[1] النسائی ابو عبد الرحمن بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الحوافظین والحفاظ المتقنین حتی قال الذہبی ہو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلاث وثلثمائۃ ۔ از زرقانی علی المواہب ۔ کشف الظنون مین ہے خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی ثلاث وثلثمائۃ ۳۰۳ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر مین ہے واوعب من جمع مناقبہ (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص

[2] اہل تنجیم بھی قمری مہینے کو ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ سے کثیر الوقوع اور سال مین ۶ مہینے کم بادگیرے ہوتے ممکن الوقوع قرار دیا ہے مثلاً محرم ۳۰ صفر (۲۹) سے کل بارہ مہینے ۳۵۴ دن پر ختم ہین جسکو اصطلاح مین بسیطہ اور ۳۵۵ دنوں کو کبیسہ کہتے ہین جیسا کہ مفتاح ارشاد شیخ الدین خانبہادر ص۳۱ مطبوعہ آفتاب عالمتاب کلکتہ ۱۲۹۲ھ مین ہے ۔ ارباب زیج از اہل اسلام مقرر کردند کہ از محرم تا آخر بر سبیل تعاقب اول سی روزہ و دوم بست و نہ روزہ گرفتند درین سال ہم بسیطہ وکبیسہ باعتبار آوردند کہ بسیطہ سیصد و پنجاہ و چار یوم باشد وکبیسہ سیصد و پنجاہ و پنج یوم و آن چنان است کہ ہر سی سال را قرنے قرار دادہ و در ہر قرن و نزدہ سال کبیسہ است یعنی بفرض آنکہ اول سی روزہ و دوم بست و نہ روزہ باشد می باید کہ ذیحجہ ہمیشہ بست و نہ روزہ باشد لکن در ہر قرن یازدہ سال ذیحجہ را سی روزہ گیرند ۔

حدیث مذکورہ مین حضرت عائشہ نے تاریخ سفر (۲۵ ذیقعدہ) کا دن نہین بتایا عرفہ ۹ ذیحجہ جمعہ کی روایت سے راجعت

مین ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے اور رسول خدا نے بعد نماز ظہر کے سفر فرمایا ہے اس لئے بعض لوگون نے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر کی قرار دی ہے جس سے چار راتون باقی پر سفر فرمانا واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۴۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین۔

فکان خروجہ من المدینۃ الی مکۃ لاربع بقین من ذی القعدۃ

پس نکلے رسولخدا مدینے سے طرف مکہ کے جبکہ چار راتین ذیقعدہ کی باقی تھین۔

اسی ۲۶ ذیقعدہ کو علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سیرت النبی۔ ج۔ ثانی مین اور مولانا امین احمد نے اپنی کتاب نصیدہ عظمی مین اختیار کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) کا دن لائے ہین دیکھو صفحہ ۲۸ و ۳۵ کتاب ہذا جس سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرخم کو یکشنبہ لایا گیا ہے جیساکہ تاریخ بدایہ والنہایۃ ورق ۲۳۹ (جسکا قلمی نسخہ ۹۲ھ کا نوشتہ کتبخانہ خدابخش خان وکیل واقع بانکی پور پٹنہ) مین ہے

لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسک رجع الی المدینۃ بین ذلک فی اثناء الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن عشر من شہر ذی الحجۃ عامئذ وکان یوم الاحد بغدیر خم تحت شجرۃ ہناک فبین فیہا اشیاء وذکر من فضل علی وامانتہ وعدلہ وقربہ الیہ ما ازاح بہ ما کان فی نفوس کثیر من الناس منہ ونحن نورد عیون الاحادیث الواردۃ فی ذلک ونبین فیہا من صحیح وضعیف بحول اللہ وقوتہ وعونہ وقد اعتنی بامر ہذا الحدیث

جب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ بیان مناسک حج سے فارغ ہوئے اور مدینہ کیجانب پلٹے تو اثنائے راہ مین ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کو خطبہ عظیم الشان پڑھا اور حضرت بروز یکشنبہ غدیرخم مین ایک درخت کے نیچے جو وہان تھا مقیم ہوئے پس بیان کیا اس خطبہ مین چند چیزون کو اور ذکر کیا فضیلت اور امانت اور عدالت علیؑ کو اور زایل کردیا اون باتون کو جو اکثر لوگون کے دلون مین علی علیہ السلام کے نسبت پیدا ہوگئے تھے اور ہم اُن حدیثون کو جو اس باب مین وارد ہوئی ہین بعینہ لکھتے ہین اور انہین جو صحیح و ضعیف ہین خدا کی قوت اور قدرت سے بیان کرتے ہین اور اس حدیث

---

[۱] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ۳۔ ص ۵۳۷ مین ہے بات فیہ لیلۃ الاربعاء وھو صبیحۃ رابع عشرۃ واقام عشرۃ ایام کما ذکر فی حدیث انس ثم رجع الی المدینۃ یعنی رسولخدا نے شب چہارشنبہ ۱۴ ذیحجہ بہین شب بسر فرمائی وہ صبح ۱۴ ذیحجہ (تھی کہ دس دن کو مکہ مین قیام کے حدیث انس کے مطابق ہوئے کہ حضرت نے مدینہ کیجانب مراجعت فرمائی یہی مضمون سیرۃ النبی شبلی ص ۱۳۱ مین ہے کہ "رسولخدا نے مکہ سے ۱۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد مراجعت فرمائی اسیوقت قافلہ اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوگیا" پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرخم پانچوین دن دوپہر کے بعد پہونچے۔ ابھی صرف تین منزلون کی مسافت ۲۰ میلون کا راستہ طے ہوا ہے تقریباً دو حصہ مسافت کا ذوالحلیفہ تک پہونچنے کو باقی ہے جسکے ثبوت مین کتاب چہار باب شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۳ مطبوعہ مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۸۵ھ مین ہے کہ جحفہ ہر منزل از مکہ میقات شامیان است و ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است ۱۲

حاجی علیم الدین اپنے رسالہ حج مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ ۱۳۰۹ھ ص ۳ مین لکھتے ہین "مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ٹھہرے سوار ہوتے ہین اور تمام رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ و بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین" غالباً انہین سخت منزلون کی وجہ سے یہ تین منزلین مکہ سے جحفہ تک پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو دوپہر گذرنے پر طے ہوسکین باقی سات منزلین ذوالحلیفہ تک طے ہونے کے لئے باقی ہین جہان سے مدینہ منورہ چھ میل کو واقع ہے۔

ابوجعفر محمد بن جرير الطبري صاحب التفسير والتاريخ فجمع فيه مجلدين

کی طرف ابوجعفر محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ نے خاص توجہ کی ہے اور دو جلدین مرتب کی ہین۔

عبارت مذکورہ مین ۱۸ ذیحجہ کو یکشنبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) یعنی چارشنبون باقی سے سفر حج فرمانا ۲۶ ذیقعدہ سے اقرار دیا ہے جسکی تفصیل مین حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مجلد ۱۸ باب حجۃ الوداع صفحہ ۸۵ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ مین لکھتے ہین۔

من حديث ابن عباس ان خروجه من المدينة كان لخمس بقين من ذي القعدة اخرجه المصنف في الحج واخرجه هو و مسلم من حديث عائشة مثله وجزم ابن حزم بان خروجه كان يوم الخميس وفيه نظر لان اول ذي الحجة كان يوم الخميس قطعا لما ثبت و تواتر ان وقوفه بعرفة كان يوم الجمعة فتعين ان اول الشهر يوم الخميس فلا يصح ان يكون خروجه يوم الخميس بل ظاهر الخبران يكون يوم الجمعة لكن ثبت في الصحيحين عن انس صلينا الظهر مع النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة اربعا وبذي الحليفة ركعتين فدل على ان خروجهم لم يكن يوم الجمعة فما بقي الا ان يكون خروجهم يوم السبت ويحمل قول من قال لخمس بقين اي ان كان الشهر ثلاثين فاتفق ان جاء تسعا وعشرين فيكون يوم الخميس اول ذي الحجة بعد مضي اربعة ليال لا خمس وبهذا تتفق الاخبار هكذا جمع الحافظ

حدیث ابن عباس مین ہے کہ حضرت کا مدینے سے روانہ ہونا اسوقت ہوا جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور بخاری نے اس حدیث کو حج مین ذکر کیا ہے اور بخاری ومسلم نے حدیث عائشہ سے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور ابن حزم نے یقین کیا ہے کہ حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ تھی مگر اس مین نظر (تامل) ہے اس لئے کہ اس سال پہلی ذیحجہ یقیناً پنجشنبہ کو تھی وہ بتواتر ثابت ہے کہ حضرت کا وقوف عرفہ فرمانا بروز جمعہ تھا تو معین ہوگیا کہ ذیحجہ کی پہلی پنجشنبہ تھی لہذا حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ نہین ہوسکتی بلکہ ظاہر خبر یہ ہے کہ حضرت کی روانگی بروز جمعہ ہوئی لیکن صحیحین مین انس نے روایت کی ہے کہ ہم لوگون نے نماز نبی صلوات اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت ذوالحلیفہ مین دو رکعت پڑھی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان حضرت کی روانگی بروز جمعہ نہ تھی لہذا اب کوئی بات باقی نہ رہی بجز اس کے کہ ہم قائل ہون کہ ان حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی اور انلوگون کا قول جنھون نے کہا ہے کہ پانچ راتین باقی رہی تھین اس سے مراد یہ ہو کہ اگر ۳۰ دن کا مہینہ ہوتا تب پانچ راتین باقی رہینگی) مگر اتفاق یہ ہوا کہ ۲۹ کو چاند نکلا لہذا یوم پنجشنبہ پہلی ذیحجہ ہوئی چار راتون گذرنے پر نہ پانچ راتون پر اور اس تقریر سے موافقت ہوجائیگی اخبار مین اور اسیطرح جمع کیا ہے۔

عماد الدین بن کثیر بین الروایات و قوی هذا الجمع بقول جابر انه خرج لخمس بقین من ذی القعدة او اربع و کان دخوله صلی الله علیه وسلم مکة صبح رابعة کما ثبت فی حدیث عائشة و ذلک یوم الاحد وهکذا ایؤید ان خروجه من المدینة کان یوم السبت کما تقدم فیکون مکثه فی الطریق ثمان لیال وهی المسافة الوسطی

عماد الدین ابن کثیر نے روایات مین اور اس جمع کرنے کی تقویت اس قول جابر سے کی ہے کہ انھون نے کہا ہے کہ حضرت اسوقت روانہ ہوئے کہ پانچ راتین ذیقعدہ کی یا چار راتین باقی تھین اور حضرت صلعم مکہ مین چوتھی ذیحجہ صبح کو داخل ہوئے جیسا حدیث عائشہ مین ہے اور یہ دن یکشنبہ تھا۔ یہ مؤید ہے اس بات کا کہ حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی جیسا کہ گذرا اس بنا پر راستہ مین حضرت کو آٹھ راتین گذرین یہ مسافت وسطی ہے۔

عبارت مذکورہ حافظ ابن حجر سے ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ کی روائتین جو متعدد طریقہ کی یحیی بن سعید کے واسطہ سے صحیحین (بخاری اور مسلم) مین مذکور ہین۔

نیز حضرت جابر کی روایت وہ بھی یحیی بن سعید کے واسطہ سے مروی ہے اور حضرت جابر کی دوسری روایت چوتھی ذیحجہ کے داخلہ کی ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱

یہ سب کی سب ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین جس سے چوتھی ذیحجہ کی صبح داخلہ مکہ معظمہ تک کل ۹ راتین ہوئین جنکی ایک شب ۶ میل مدینہ سے باہر ذوالحلیفہ مین بسر فرمانے کی گزری اور ۲۶ ذیقعدہ کو ظہر کے بعد سے روانگی مسلسل ہے جسکی آنے والی شب ۲۷ ذیقعدہ و ۲۸ ذیقعدہ و ۲۹ ذیقعدہ و ۳۰ ذیقعدہ تا چوتھی ذیحجہ صبح ۸ راتین ہوئین۔

لیکن ۲۹ ذیقعدہ سے کل سات راتین ہوتی ہین جو دس منزلون کے طے کرنیکو بالکل ناممکن ہین اس لئے ۲۹ کی روایت چار شبون باقی ذیقعدہ کی تاریخ ہرگز صحیح نہین ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی ۲۶ ذیقعدہ کی تاریخ سفر قرار دینا بھی صحیح نہین ہے اور جو حضرت جابر کی روایت مین پانچ باقی تھے یا چار کا فرضی پردہ ڈالا گیا ہے وہ بھی صحیح نہین ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱ و ۲۷۰

کیونکہ یہ روایت اور صحیحین والی کل روایتین یحیی بن سعید کے واسطہ والی سب پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین۔ یہ سب روایتین صحاح ستہ کی ہین جنکی روایتون کو غیر صحاح ستہ کی فرضی روایت باطل نہین کر سکتی جبکہ اسکا وجود بھی نہ ہو۔ حضرت جابر کی روایت کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین اسی پانچ باقی ذیقعدہ پر سفر حج فرمانے کی وارد کی ہے اس مین کوئی ذکر پانچ یا چار باقی کا نہین ہے، اور اگر ایسا ہوتا بھی تو اس سے ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ مراد لیا جاتا جیسا کہ بعض لوگون نے اختیار کیا ہے۔ ہم نے حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۷۵ مین ثابت کیا ہے کہ مکہ سے ذوالحلیفہ تک ۱۰ منزلین ہین جسمین صرف تین منزلین مکہ سے جحفہ غدیر خم تک پانچ دن مین طے ہوئین اور سات منزلین ابھی باقی ہین۔ اس لحاظ سے ماہ ذیقعدہ پانچ شبون باقی والی روایت سے کمی کی ترمیم ناممکن ہے ہم نے صحیحین کی روایت کو اور صحابہ کے بیان سے پانچ شبون باقی کی روایت صحیح مان لیا ہے ورنہ اس مدت مین بھی بالکل کلام ہے یہ منزلین آٹھ شبانہ روز مین ہرگز طے نہین ہو سکتین لوگون نے اسمین تصرف کرکے پانچ شبون کو بیان کیا

اور علاوہ اسکے صحیح مسلم اور سنن نسائی اور تفسیر جامع البیان طبری کی روایت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ کہا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۸ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۷ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) کا دن ہوتا ہے۔ جس جمعہ کو انس کی روایت باطل کر چکی ہے پس ۲۹ کی رویت ۴ شبون والی بالکل دروغ اور باطل ہے جس جمعہ عرفہ ۹ ذیحجہ کی صحیح ہو جانے کے لئے یہ تمام کارروائیاں کی گئی ہین وہ یوم جمعہ اور شب جمعہ کی اختلاف روایت سے حدیث مضطرب مین داخل ہونا چاہئے۔

امنین صحاح ستہ کی روایات ۲۵ ذیقعدہ (۵ شبون باقی) سفر حجۃ الوداع سے یوم عرفہ جمعہ باطل ہو چکا ہے جسکو حافظ ابن کثیر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ قرار دیکر ۴ شبون باقی سے یعنی ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) سے یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) کا دن لائے ہین جسکو اہالی مکہ کے رویت پر حوالہ کرتے ہین۔ حالانکہ اس سفر حج مین رسول خدا کے ہمرکاب ایک لاکھ سے زائد صحابی تھے جو مدینہ سے مکہ یعنی شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہے تھے جس سے مغرب کے رُخ نظر پڑنا آسان تھا بلکہ لازمی طور سے ۲۹ تاریخ کو مطلع پر نظر ڈالنا اسلامی فرض تھا جو ضرور ہوا لیکن ۲۹ کی رویت نہین ہوئی جسکے لئے اہالی مکہ (گمنام) کے ۲۹ ذیقعدہ کی رویت سے عرفہ جمعہ کو حج کیا گیا اور مراجعت پر اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) جو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ اور حضرت جابر کے پانچ شبون گذرے پر واقع ہوا یہ صحابہ حجۃ الوداع کے سفر مین ہمراہ رسول خدا تھے۔

چونکہ دروغ بات کبھی بنائے نہیں بنتی اس لئے حافظ ابن کثیر کو مجبوراً ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذیحجہ جمعہ (۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ) لانا پڑا۔

چنانچہ اسی فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۸ ص ۹۸ باب مرض النبی مین امام سہیلی کے جواب مین یکم ذیحجہ کو جمعہ کا دن ہونا قبول کرنا پڑا۔

وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح و ہو ظاہر لمن تاملہ واجاب البارزی وابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رویت ہلال ذی الحجۃ فراٰہ اہل مکۃ لیلۃ الخمیس لم یراہ

لیکن امام سہیلی اور انکے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اسپر توسب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذی الحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینون مہینے پورے تیس دن کے ہون یا انتیس یا بعض تیس کا بعض انتیس ۲۹ کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہین ہوتا اور علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینون مہینے پورے ۳۰ دن کے ہون مگر اہل مکہ و مدینہ مین اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ چہارشنبہ کی شام شب پنجشنبہ مین ذیحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی

اهل المدينة الا ليلة الجمعة فحصلت الوقفة برويت اهل مكة ثم رجعوا الى المدينة فارخوا برويت اهلها فكان اول ذى الحجة للجمعة واخره السبت واول المحرم الاحد واخره الاثنين و اول الصفر الثلاثاء و اخره الاربعاء اول ربيع الاول للخميس فيكون ثانى عشر الاثنين

شام شب جمعہ مین ذی حجہ کا چاند دیکھا ہو تو بسبب رویت اہل مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو یہان کی رویت سے جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پائی (۱۰ ذالحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ شنبہ ۱۰ ذیحجہ دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ جمعہ ۳۰ ذیحجہ شنبہ اول محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ اور اول صفر سہ شنبہ ۳۰ صفر چہارشنبہ اول ربیع الاول پنجشنبہ پس ۱۲ ربیع الاوّل (دوشنبہ) ہوا۔

بالآخر ابن کثیر کو ۳۰ ذیقعدہ کامل سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر (دوشنبہ) لانا پڑا جسکی وجہ سے تینون مہینے ذیحجہ، محرم، صفر سے یکم ربیع الاوّل پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ ہوا۔

یہ جواب ابن کثیر کا خلاف اصول کے صحیح نہین ہے جمہور ارباب سیر ابن اسحاقؒ، واقدیؒ، ابن سعدؒ، ابو عمر صاحب استیعاب، ابن اثیرؒ صاحب اسد الغابہ فی الصحابہ، صاحب تاریخ مراۃ الزمان سبط ابن جوزیؒ (سیرت) دمیاطیؒ وصاحب عیون الاثرؒ، اور صاحب المنتقی الکازرونی، ومغلطائیؒ وغیرہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) آچکا ہے اور جواب مذکورہ مین ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) لائے ہین جسکی وجہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ یوم شنبہ سے ۳۰ صفر چہارشنبہ تک ۸۱ دن ہوتے ہین لیکن ماہ صفر اور اسکے ساتھ یوم چہارشنبہ واقع ہوا پھر بھی ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ آیا جو تاریخ بدایۃ والنہایۃ ابن کثیر مین یکشنبہ لایا گیا ہے اور بارہ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوتے ہین اسی مدت کو ۱۴ ربیع الاوّل پر صاحب سیرۃ حلبی نے اختیار کیا ہے دیکھو ص۱۲۷ کتاب ہذا۔

اور سیرت انسان العیون حلبی جلد ۳ ص۳۸۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ اور ص۳۹۱ مطبوعہ بار ثانی ۱۳۲۹ھ مین ہے۔

توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو فی صدر عائشة و ذلك يوم الاثنين حين زاغت الشمس لاثنتى عشر ليلة خلت من ربيع الاول هكذا ذكر بعضهم وقال السهيلى لا يصح ان يكون وفاته يوم الاثنين الا فى ثالث عشرة او رابع عشرة لاجماع المسلمين

وفات فرمائی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے صدر عائشہ پر اور یہ دوشنبہ کا دن تھا بوقت تیز ہوجانے آفتاب کے جبکہ بارہ راتین خالی ہوئین ربیع الاول کی ایسے ہی ذکر کیا ہے بعضون نے اور سہیلی نے کہا ہے نہین صحیح ہے کہ ہو وفات دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین ہے۔

---

[1] توضیح (دمیاطی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے الدمیاطی شیخنا الامام العلامۃ الحافظ الحجۃ الفقیہ النسابۃ شیخ المحدثین شرف الدین ابو محمد عبد المومن بن خلف بن ابی الحسن الیونی الدمیاطی الشافعی الخ

ایضاً کشف الظنون حصہ اول مین بذکر سیرت مذکور ہے وصنف فیہ الحافظ الکبیر عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی خمس وسبعمائۃ ۷۰۵ھ

ایضاً سیرۃ النبی (حلبی) ج۔ اول مین ہے۔ سیرۃ دمیاطی حافظ عبد المومن دمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ کی تصنیف ہے اس کتاب کا نام المختصر فی سیرۃ سید البشر ہے۔

امام سہیلی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے وفات سے انکار کر کے آگے تجاوز کر گئے اور ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اپنے
اجماع مسلمین سے کہتے ہین حالانکہ خود انکا قول ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ)
آتا ہے دیکھو حاشیہ صـ ۲۳ کتاب ہذا۔

پھر اسکے بعد یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) نہین آسکتا۔ خود امام سہیلی اور ابن اسحاق سے (جن کے
سیرۃ کے شارح ہین) ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) ہے بلکہ کل ارباب سیر اسی مغالطہ مین آگئے جس کے
بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے یعنی گیارہ ربیع الاول دوشنبہ (وفات النبی) صحیح صحیح برآمد ہوئی
لیکن امام سہیلی اپنے زعم مین ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) عرفہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کے خیال مین لاتے ہوئے سمجھے ہوئے ہین جو
انکا خیال غلط ہے کیونکہ ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) سے مراجعت مین ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول
دوشنبہ کثیر الوقوع بسیطہ سے ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ صـ ۱۹ جسمین ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ شنبہ ہے
اگر ماہ صفر ۳۰ کا لیا جائے تو یکم صفر (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع کبیسہ سے ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری
حرف (ب) ممکن الوقوع کا دوسرا خانہ صـ ۲۱ اس مین بھی ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا۔

واضح ہو کہ حافظ ابن کثیر کے اوس قول سے جو اوپر گذرا ۹ ذیحجہ عرفہ سے بارہ ربیع الاول تک ترانوے ۹۳ دن اور سہیلی
کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے ترانوے ۹۳ دن ہوتے ہین۔ چونکہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا اکاسی ۸۱
دن زندہ رہے اس لئے ۹ ذیحجہ عرفہ کی روایت دروغ ثابت ہوگئی اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۴ ربیع الاول تک ۸۴ دن اور گیارہ ۱۱
ربیع الاول پر اکیاسی ۸۱ دن ہوتے ہین۔ جس سے چار دن کا فرق گیارہ سے چودہ ربیع الاول تک ہوتا ہے، از روے حدیث
اکیاسی ۸۱ یوم کی مدت صحیح ملجاتی ہے اور ۹۳ دن والی مدت صحیح نہین ہوتی جس سے بارہ دن کا تفاوت ہو جاتا ہے۔ اگر اجماع
مسلمین والا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) قرار پا جائے تو اس سے ۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ کا دن اور عرفہ کو سنیچر کا دن ہے اور
سنیچر کے دن کی کوئی روایت نہین اور دوشنبہ کے دن کی یہ روایت ہے جسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری
شرح صحیح بخاری۔ ج۔ ۸۔ صـ ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین (جس روایت مین سفیان نے عرفہ کے دن جمعہ ہونے
مین شک کیا) وارد کیا ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ
عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت
یوم الاثنین۔

ابن جریر طبری نے ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس
کی سند سے کہا ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ
نازل ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جس روایت مذکورہ کا طبری کی سند سے ابن لہیعہ کے واسطہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ
سورہ مائدہ کے ساتھ ہے جسکو حافظ موصوف نے چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو بیان کیا ہے۔
اور حافظ مغلطائی نے اپنی سیرت المصطفیٰ مین صرف سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو صـ ۱۸۲ کتاب ہذا جس کی پوری
حدیث تفسیر جامع البیان طبری۔ ج۔ ۶۔ صـ ۵۴ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

قال ابن جریر[1] حدثنی المثنی ثنا اسحاق
قال اخبرنا محمد[2] بن حرب قال ثنا ابن لهیعة[3]
عن خالد[4] بن ابی عمران عن حبیش[5] عن
عن ابن عباس انزلت سورة المائدة یوم
الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنیٰ نے کہا حدیث
کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن حرب نے کہا حدیث
کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اس نے
حبیش سے اُسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ
الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کے بوجہی آیہ اکمال دین کا نزول ایک ہی دن مین ثابت ہوا بس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو کامل سورہ نازل ہونا واضح ہوگیا۔ اس حدیث مین مثنیٰ لکھا ہے جو ابن المثنیٰ محقق ہوتا ہے کتب رجال سے ابن جریر طبری کا محمد بن المثنیٰ اور محمد بن بشار سے سماعت حدیث کرنا پایا جاتا ہے جیسا کہ ترجمہ ابن جریر (حاشیہ) مین ہے۔

ابن جریر آخر سنہ ۲۲۴ھ مین پیدا ہوا سنہ ۳۱۰ھ مین رحلت کی اور ابن المثنیٰ و محمد بن بشار ایک ہی سنہ ۱۶۷ھ مین متولد ہوئے اور ایک ہی سنہ ۲۵۲ھ مین فوت ہوئے اور اسحاق بن راہویہ سنہ ۱۶۱ھ مین پیدا ہوئے اور سنہ ۲۳۸ھ مین فوت ہوئے جنھون نے محمد بن حرب المتوفی سنہ ۱۹۲ھ سے روایت کی ہے اور محمد بن حرب نے ابن لہیعہ المتوفی سنہ ۱۷۴ھ سے۔ پس یہ روایت صحیح ترین روایتون سے ہے۔ ابن المثنیٰ کل صحاح ستہ کی رواۃ سے اور اسحاق بن راہویہ (بخاری مسلم ترمذی و ابوداؤد اور نسائی) ۵ صحاح کے رواۃ سے ہین جنھون نے محمد بن حرب ثقہ صالح الحدیث اور خیار الناس سے انھون نے ابن لہیعہ قاضی صدوق سے

---

[1] (ترجمہ ابن جریر طبری) تہذیب الاسماء واللغات علامہ محی الدین نووی صفحہ ۷۸ جلد اول مطبوعہ مصر مین ہے (کتبخانہ ندوہ لکھنؤ) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری وهو فی طبقة الترمذی والنسائی سمع عبد الملک بن ابی الشوارب واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی والولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراهیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار وغیرهم من شیوخ البخاری ومسلم حدث عنه احمد بن کامل ومحمد بن عبد الله الشافعی ومخلد بن جعفر وخلائق الخ

[2] (ترجمہ محمد بن حرب) تہذیب التہذیب جلد ۹ ابن حجر مین ہے۔ محمد بن حرب الخولانی ابو عبد الله الحمصی المعروف بالابرش کاتب محمد بن الولید الزبیدی روی عنه وعن الاوزاعی وابن جریج ومحمد بن زیاد الالهانی وعمر بن رؤبة التغلبی وابی مهدی سعید بن سنان وابی سلمة سلیمان بن سلیم الکنانی وعبید الله بن عمر العمری وغیرهم روی عنه ابو مسهر وخالد بن خلی وحیوة بن شریح وعیسی بن المنذر الحمصی ومحمد بن وهب بن عطیة وابراهیم بن موسی الرازی و یحیی بن عبد الله الجیبی وهارون الحمال وحاجب بن الولید المنبجی وداود بن رشید واسحاق بن راهویه وکثیر بن عبید ومحمد بن مصفی وهشام بن عمار وابو التقی هشام بن عبد الملک وابو الربیع سلیمان بن داود البغدادی الاحول وموسی بن مروان الرقی ومحمد بن سدنة البلقاوی وعمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار وآخرون قال ابن سعد وکان ثقة دمشقی قال المروذی عن احمد لیس به باس وقدمه علی بقیة وقال عثمان الدارمی قلت لابن معین فبقیة کیف حدیثه قال ثقة قلت هو احب الیک او محمد بن حرب قال ثقة وثقة وقال عثمان بن ابی الحوران الحمصی ثقة وقال العجلی ومحمد بن عوف والنسائی ثقة قال ابو حاتم صالح الحدیث وقال هشام بن عمار الصدوق ثنا محمد بن حرب الخولانی وکان خیار الناس ذکره ابن حبان فی الثقات قال مات (۱۹۲) وقال یزید بن عبد ربه وعمرو بن عثمان مات سنة اربع وتسعین ومائة (۱۹۴)

[3] توثیق ابن لہیعہ (تقریب التہذیب صفحہ ۶۷ ابن حجر مین ہے) عبد الله بن لهیعة بفتح اللام وکسر الهاء ابن عقبة الحضرمی ابو عبد الرحمن المصری القاضی صدوق من السابعة خلط بعد احتراق کتبه ورواية ابن مبارک وابن وهب عنه اعدل من غیرهم وله فی مسلم بعض شیء مقرون مات سنة اربع وسبعین وقد ناف علی الثمانین۔

[4] توثیق (خالد) اسی تقریب التہذیب مین ہے خالد بن ابی عمران التجیبی ابو عمر وقاضی افریقیہ فقیه صدوق من الخامسة مات سنة خمس ویقال تسع وعشرین ایضاً طبقات ابن سعد مین ہے خالد بن ابی عمران من اهل تونس من افریقیه وکان ثقة ان شاء الله کان لا یرسل

[5] توثیق (حبیش) تہذیب التہذیب ابن حجر مین ہے حبیش بن شریح الحبشی ابو حفصة ویقال ابو حفص الشامی روی عن الاشعث بن قیس وعبادة بن الصامت ومعاویة وعنه ابراهیم بن ابی عبلة وعلی بن ابی حملة قال دحیم ادرک عبادة وحفظ عنه روی له ابو داود حدیثا واحدا اول ما خلق الله القلم وفی اسناده اختلاف قلت ذکره ابو نعیم فی الصحابة ولا یصح انه تابعی وذکره ابن حبان فی ثقات التابعین وقال کان من اهل القدس:-

انھون نے خالد بن ابی عمران فقیہہ صدوق ثقہ سے اُنھون نے حبیش صحابی یا تابعی ثقہ کے واسطہ ابن عباس حبر امت سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا جو ابن کثیر کے یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ اور مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع مین جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یوم (شنبہ) واقع ہوتا ہے۔

پس اس حدیث نے یوم عرفہ (جمعہ) یا (پنجشنبہ) والی کل روایتون کو عموماً اور امام نسائی کی مخرجہ وہ روایت جسکو انھون نے اسحاق بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ سے صـ۲۵۲ مین روایت کی ہے باطل کر دیا کیونکہ ابن راہویہ کا اُس روایت مین پنجشنبہ کہنا اور اس روایت مین دوشنبہ لانا معارض ہوتا ہے۔

جب ہم عرفہ والی روایت کے ابطال سے کماحقہ فارغ ہو چکے تو ہمکو ۱۸ ذیحجہ کے دن کے متعلق تحقیق کرنا ہے کیونکہ اس تاریخ مین دوشنبہ کے متعلق کلام ہے اس لئے کہ ابن عباس کی روایت سے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد ہو لکدا ۸۱ دن زندہ رہے یعنی اکیاسیوان دن دوشنبہ ہونا چاہئے اور پنجشنبہ کا اکیاسیوان دن دوشنبہ اور بیاسیوان دن سہ شنبہ ہوتا ہے اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیوان دن ۱۱ ربیع الاول اور بیاسیوان بارہ ربیع الاول ایسے ہی ۹ ذیحجہ عرفہ سے نوّے دن پر ۱۱ ربیع الاول اور اکیانوّے دن پر بارہ ربیع الاول ہر نقشہ جنتری کثیر الوقوع بسیط سے ملیگا۔

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ کا دن ہوا جسکی تائید کی روایت براء بن عازب کی نمبر ۹ بخاری کے صـ۱۷۹ مین نقل ہے اور ابو سعید خدری کی روایت صـ۶۳ و ۶۸ و صفحہ ۲۵۴ کتاب ہذا مین ہے۔

اور ابن جریج کی مخرجہ روایت اکیاسی شبون والی جسکو ابن جریر طبری نے اخراج کی ہے۔ دیکھو صـ۷۶ کتاب ہذا ابن جریر طبری کی مخرجہ روایت ابن اسحاق کی سند کی جسمین رسول خدا کا آخری ماہ صفر یعنی ۲۸ صفر مین بیمار ہونا وارد ہے

"تاریخ الرسل والملوک صفحہ ۱۷۹۴ مین حدیث ہے

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمۃ	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے
عن محمد بن اسحاق[1] عن عبد الرحمن بن الحارث	سلمہ نے ابن اسحاق سے اُنسے عبد الرحمن بن حارث بن عیاش

[1] توثیق (ابن اسحاق) یہ ابن اسحاق تابعی مین انکا یہ رتبہ ہے کہ شعبہ بن الحجاج (جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے) نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی مین ہے وفی سنۃ خمسین ومائۃ (وفیھا) مات محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث "پس اس نہج سے ابن اسحاق تابعی کا امیر المومنین فی الحدیث ہوا جامع الترمذی نے اپنے صحیح مین ابن اسحاق سے بہت روایتین نکالی ہین اور ایک حدیث خود بخاری کی کہ احمد بن خالد کے واسطہ سے ابن اسحاق کے سند کی ابوہریرہ تک اپنے صحیح مین وارد کی ہے چنانچہ صحیح ترمذی جلد ثانی باب ثقیف اور بنی حنیفہ کے بیان مین ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا احمد بن خالد الوھبی[2] نا محمد بن اسحاق عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال اھدی رجل من بنی فزارۃ الی النبی صلعم ناقۃ من قبلہ الذی کانوا اصابوا بالغابۃ فعوضہ منہا بعض العوض الخ ہذا اصح من حدیث یزید بن ھارون

[2] تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی مین ہے احمد بن خالد بن موسی ویقال ابن محمد الوھبی الکندی ابو سعید ابن ابی خالد الحمصی روی عن محمد ابن اسحاق وشیبان ویونس بن ابی اسحاق وغیرہم روی عنہ البخاری فی جزء القراءۃ وغیرہ والمحل وعمرو ابن عثمان الحمصی ومحمد ابن عوف ومحمد بن مصفی وعمران بن بکار وابو زرعۃ الدمشقی ونقل عن یحیی بن معین انہ ثقۃ وقال ابن ابی عاصم مات سنۃ ۲۱۴ھ۔

بن العیاش بن ابی ربیعة ابتدأ صلعم شکوٰه النبی قبضه الله عز وجل فیها ما اراد به من رحمته وکرامته فی لیال بقین من صفر

بن ابی ربیعہ سے کہ شکایت مرض النبی صلعم کی جس میں خدا نے اپنے جوار رحمت میں لیا وہ ماہ صفر کے باقی شبوں میں واقع ہوئی۔

مؤیدات

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام عینی حنفی - ج - ۸ صفحہ ۴۳۷ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ کے ہے۔

قال الواقدی قالوا بدئ برسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر

کہا ہے واقدی نے کہ شروع ہوا مرض النبی بروز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں۔

اور اسی جلد کے صفحہ ۵۴۴ باب بعث النبی اسامۃ بن زید میں یہ حدیث ہے

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول الله صلی الله علیه وسلم وجعه وصداع

کہا ہے ابن اسحاق نے جبکہ چہارشنبہ کا دن (۲۸ صفر) ہوا کہ دو راتیں ماہ صفر کی باقی رہیں تو رسولخدا کو درد اور تپ اور دردسر شروع ہوا۔

اور خود ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مذکورہ کے صفحہ ۱۷۹۵ میں واقدی کے سند کی یہ روایت کی ہے

قال الواقدی بدئ رسول الله صلی الله علیه وسلم وجعه للیلتین بقیتا من صفر

واقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ کو درد شروع ہوا جبکہ دو راتیں صفر کی رہ گئیں۔

یہ تیسری حدیث ابن جریر طبری کی مخرجہ ابن حمید کے واسطہ ابن اسحاق کے سند کی تاریخ مذکورہ کے صفحہ ۱۸۳۲ سے نقل کی جاتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید[1] قال ثنا سلمة

کہا ابن جریر طبری نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا

---

[1] توثیق ابن حمید) تهذیب التهذیب جلد ۹ لابن حجر ص ۱۲۷ محمد بن حمید بن حیان التمیمی الحافظ ابو عبد الله الرازی روی عن یعقوب بن عبد الله القمی وابراهیم بن المختار وجریر بن عبد الحمید وابن المبارک ومهران بن ابی عمر وهارون بن المغیرة وابی تمیلة یحیی بن واضح وسلمة بن الفضل وعبید الله بن القدوس وابی زهیر عبد الرحمن بن المغراء والفضل بن موسی السینانی ونعیم بن میسرة النحوی وحکام بن سلم والحکم بن بشیر بن سلمان وزید بن حباب وابی داود الطیالسی وعلی بن ابی بکر الاسفذنی ویحیی بن ضریس وجماعة وعنه ابو داود والترمذی وابن ماجة واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وماتا قبله وعبد الله بن عبد الصمد بن ابی خداش وهو من اقرانه ومحمد بن اسحاق الصاغانی ومحمد بن یحیی الذهلی وصالح بن محمد الاسدی واحمد بن علی الابار وجعفر بن احمد بن نصر الحافظ وحسن بن علی المعمری وعبد الله بن احمد بن حنبل وابو بکر بن ابی الدنیا ومحمد بن هارون الرویانی والقاسم بن زکریا المطرزی ومحمد بن جریر الطبری وعبد الله بن محمد البغوی قال ابو زرعة الرازی من فاته ابن حمید یحتاج الی ان ینزل فی عشرة الاف حدیث وقال عبد الله بن احمد عن ابیه لا یزال بالری علم ما دام محمد بن حمید حیا ..... قال ابن خیثمة سئل عن ابن معین فقال ثقة لا باس به رازی کیس قال علی بن الحسین بن الجنید عن ابن معین ثقة وقال ابو العباس بن سعید سمعت جعفر بن ابی عثمان الطیالسی یقول ابن حمید ثقة الخ بطوله قال البخاری مات سنة ثمان واربعین ومائتین سنہ ۲۴۸ھ

عن محمد بن اسحاق عن صالح بن كيسان	حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اُس نے صالح
عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله	بن کیسان سے اُس نے زہری سے اُنہوں نے عبید اللہ
بن عتبة عن عائشة قالت و توفي	بن عبد اللہ بن عتبہ سے اس نے حضرت عائشہ سے
رسول الله صلعم لاثنتي عشر ليلة	روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ
مضت من شهر ربيع الاول في اليوم	بارہ راتیں گذرین مہینہ ربیع الاول کی اُس دن
الذي اقدم فيه المدينة مهاجرًا	مین کہ داخل ہوئے تھے رسول خدا ہجرت کرکے
فاستكمل في هجرة عشر سنين	مدینہ مین پس دس سال کامل ہوئے۔

جو کہ حضرت مدینہ منورہ مین بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن داخل ہوئے اس لئے بارہ ربیع الاول وفات بھی لکھ گیا ہے ابن اسحاق کی یہ روایت بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے داخلہ مدینہ کی تاریخ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۵۰ سے لکھی جاتی ہے

واما محمد ابن اسحاق دخل رسول الله	اور محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلعم يوم الاثنين لاثنتي عشره ليلة	صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن
خلت من ربيع الاول	جبکہ بارہ راتین خالی ہوئین (مدینہ منورہ) مین داخل ہوئے

یہ داخلہ مدینہ منورہ کا دس سال وفات سے پہلے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور دس سال بعد بارہ ربیع الاول کو جو ۲۸ صفر کا چودھوان دن تھا یعنی چہارشنبہ کا چودھوان روز سہ شنبہ ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ خود ابن اسحاق کے قول کے مطابق آچکا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماہ صفر کا پنجشنبہ و دوشنبہ مکرر یکم ربیع الاول و بارہ ربیع الاول مین آجائے جس سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ مہینہ کا قرار پاتا ہے اور یہ محال ہے

پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ۱۰ برس کامل ہو گئے۔

ابن جریر طبری نے ابن حمید کے واسطہ سے تین حدیثین وارد کی ہین جن سب مین ابن اسحاق واقع ہے جس کی پہلی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع اور دوسری تاریخ مرض النبی اور تیسری تاریخ وفات النبی۔ لیکن تاریخ مرض النبی اور وفات النبی مین ایک دن کا فرق ہے دونوں باہم مطابق ہو کر ایکساتھ نہین چلتے اس لئے ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع یعنی بسیطہ کا حرف (طا طبری) کے نام سے دو دو خانون کا مرتب کیا گیا جسکا پہلا خانہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کی (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پر منتہی ہے۔

اور دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کہ (سہ شنبہ) پڑتا ہے جو بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) پر منتہی ہوا۔

انھین ہر دو خانون کا ایک ایک نقشہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات ابوبکر تک مرتب کیا گیا ہے ۔۔ پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ہے دیکھو صفحہ ۲۴۳

اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے دیکھو صفحہ (۱۸)

تنبیہ ان ہر دو نقشوں سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ جو دن ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ میں پڑیگا وہی دن ۹ ذی الحجہ عرفہ سنہ ۱۰ھ اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ وفات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا مین اور جو دن اٹھارہ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ مین واقع ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر مین پڑیگا۔

چنانچہ نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو جسمین تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) خود تاریخ طبری کے مطابق صحیح پڑتا ہے چنانچہ تاریخ الرسل والملوک کے صفحہ ۱۸۶۹ مین بذکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مذکور ہے۔

ماتت فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الثلاثاء لثلث خلون من شهر رمضان	وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان مین واقع ہوئی۔

جو کہ ابن جریر طبری نے ابن اسحاق کی سند سے تینوں حدیثین (تاریخ سفر حج و مرض النبی و وفات النبی) اخذ کی ہین جنھوں نے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کی روایت کی ہے دیکھو نمبر (۱۲) صفحہ ۳۲۹ کتاب ہذا۔

جسکا یہ مطلب ہے اگر ۲۲ جمادی الثانی کو رحلت ہے تو پنجشنبہ اگر ۲۳ جمادی الثانی کو وفات ہے تو جمعہ کا دن واقع ہوا دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ جسمین ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ پنجشنبہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی جمعہ پڑتا ہے۔ پس ساتواں نقشہ جنتری کنز القرع البسیطہ (طا طبری) کا دوسرا خانہ صحیح ہوگیا۔ یہی ثابت کرنا تھا۔

اب یہان سے تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ سے سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیتونکے بارے مین تحقیق کیجاتی ہے

(۲)

قال ابن جرير حدثنا ابن حميد قال ثنا جرير عن ليث عن شهر بن حوشب عن اسماء بنت يزيد قالت نزلت سورة المائدة جميعا و انا آخذة بزمام ناقة رسول الله العضباء فكادت تنقلها ان يدق عضد الناقة	کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے جریر نے لیث سے اُسنے شہر بن حوشب سے اُسنے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے نازل ہوا سورۂ مائدہ کامل اور اسوقت مین مہار ناقہ عضبا رسول اللہ کو پکڑے ہوئی تھی وہ کہتی ہین کہ اسوقت بارے اس سورہ کے قریب تھا کہ شانہ ناقہ کے چور چور ہوجائین۔

مؤیدات

تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ صفحہ ۲۷۰ مطبوعہ طہران مین ہے۔

(حالات زندگی صاحب تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ) منتہی المقال ص۲۴۹ مطبوعہ طہران مین ہے الشيخ الامام امين الدين ابو علي الفضل بن الحسن الفضل الطبرسي ثقة فاضل دين عين له تصانيف منها مجمع البيان في تفسير القرآن عشر مجلدات ... قال ابن شهر آشوب عليه الرحمه في معالم العلماء شيخي ابو علي الطبرسي له مجمع البيان في معاني القرآن الخ مات سنہ ۵۴۸ھ

عن ابی حمزہ الثمالی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول نزلت المائدۃ کملاً و نزل معها سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ کامل نازل ہوا جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔

ایضاً — العیاشی[۱] باسنادہ عن عیسیٰ[۲] بن عبد اللہ[۳] عن ابیہ عن جدہ عن علیؑ قال کان القران ینسخ بعضہ بعضاً انما یوخذ من امر رسول اللہ صلعم باخذہ وکان من اٰخر ما نزل علیہ سورۃ المائدۃ نسخت ما قبلها ولم ینسخها شئی

عیاشی نے اپنے اسناد کے ساتھ عیسیٰ بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے اُس نے سنا اپنے باپ عبداللہ سے اُنھے سنا اپنے باپ (محمد) سے اُنھے اپنے باپ (عمر) سے اُنھوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورۃ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ اپنے ماقبل کی ہے اور کوئی آیت اسکی ناسخ نہیں۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ میں ہے

واخرج احمد وعبد[۴] بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر فی الصلوۃ والطبرانی وابو نعیم فی الدلائل والبیهقی فی شعبہ الایمان عن اسماء بنت یزید قالت انی لاٰخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ نزلت المائدۃ کلها فکادت من ثقلها تدق عضد الناقۃ

امام احمد نے اور عبد بن حمید نے اور ابن جریر نے اور محمد بن نصر نے اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ میں مہار ناقہ عضبا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑے ہوئے تھی کہ رسولخدا پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔ وہ کہتی ہیں کہ اُس وقت بارے اس سورہ کے قریب تھا کہ شانے ناقہ کے چور چور ہو جائیں۔

---

[۱] (عیاشی رح) کتاب فہرست ابن الندیم ص ۱۹۴ مطبوعہ یورپ میں ہے۔ ابو النضر محمد بن مسعود العیاشی من اهل سمرقند وقیل انہ من بنی تمیم من فقهاء الشیعۃ الامامیۃ اوحد دهرہ وزمانہ فی غزارۃ العلم ولکتبہ بنواحی خراسان شان من الشان کتب جنید بن محمد بن نعیم ویکنی ابا احمد الی ابی الحسن علی بن محمد العلوی کتاباً فی اٰخرہ نسخۃ ما صنفہ العیاشی وقد ذکرہ علی ما رتبہ صاحبہ هذا الخ بطولہ[۲] ترجمہ عیسیٰ) رجال نجاشی ص ۲۰۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۷ھ میں ہے عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب علیہ السلام لہ کتاب یرویہ جماعۃ ۔۔۔ وقد جمع ابوبکر محمد بن سالم الجعابی روایات عیسیٰ عن آبائہ اخبرنا محمد بن عثمان عن

[۳] ترجمہ (عبداللہ) تہذیب التہذیب ج ۵ ابن حجر عسقلانی میں ہے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب ابو محمد العلوی المدنی وامہ خدیجۃ بنت علی بن الحسین وقیل ام ولد روی عن ابیہ وخالہ ابی جعفر وعاصم بن عبداللہ واسحاق بن سالم وعنہ ابنہ عیسیٰ والدراوردی وابن المبارک ۔۔۔ وذکرہ ابن حبان فی الثقات توفی فی خلافۃ ابی جعفر

[۴] ترجمہ عبد بن حمید) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز میں ہے کنیت او ابو محمد ونام او عبدالحمید بن حمید بن نصر است مردم تخفیف کردند بعبد اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر گروہ سال ہجری از وطن خود رحلت نمود وشوق طلب علم حدیث او را در جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون وعبدالرزاق ومحمد بن بشر ودیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم صاحب صحیح وترمذی ودیگر محدثین از وے روایات بسیار دارند وبخاری بطریق تعلیق از وے در دلائل النبوۃ از صحیح خود روایت دارد ونام او ہم گفتہ از ائمہ فن بود خیلے ثقہ ومعتبر سالہا کشف الظنون میں ہے تفسیر عبد بن حمید بن نصر الکشی المتوفی سنۃ تسع واربعین ومائتین ۲۴۹ھ

واخرج ابن ابی شیبۃ[1] فی مسندہ والبغوی[2] فی معجمہ وابن مردویہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن ام عمرو بنت عبس عن عمہا انہ کان فی مسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت علیہ سورۃ المائدۃ فاندق کتف راحلتہ العضباء من ثقل السورۃ

ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور ابو القاسم عبداللہ بن محمد بغوی نے معجم میں اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ام عمرو بنت عبس سے انھوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت کے سفر میں ہمراہ تھا کہ حضرت پر سورہ مائدہ نازل ہوا تو گرانی سورہ کی وجہ سے قریب تھا کہ شانے ناقہ (عضباء) کے شکستہ ہو جائیں۔ ۱۱

اخرج احمد وابو عبید فی فضائلہ والنحاس فی ناسخہ والنسائی وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشۃ فقالت لی یا جبیر تقرء المائدۃ فقلت نعم فقالت اما انہا اخر سورۃ نزلت

امام احمد نے اور ابو عبید نے اور نحاس نے اور امام نسائی نے اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کے حضور میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ از روئے تنزیل یہ مائدہ قرآن کا آخر سورہ ہے

اخرج ابوداؤد والنحاس کلاھما فی الناسخ عن ابی میسرۃ عمرو بن شرحبیل قال لم ینسخ من المائدۃ شئ

ابوداؤد اور نحاس نے ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے۔

اخرج عبد بن حمید وابوداؤد فی ناسخہ وابن المنذر عن ابن عون[3] قال قلت للحسن نسخ المائدۃ شئ فقال لا

اور عبد بن حمید اور ابوداؤد اور ابن المنذر نے ابن عون سے روایت کی ہے کہا (ابن عون نے) کہ میں نے حسن البصری سے پوچھا کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ ہے تو انھوں نے کہا نہیں۔

واخرج فریابی[4] وابو عبید وعبد

اور فریابی اور ابو عبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر

---

[1] توثیق (ابن ابی شیبہ) کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر ابن ابی شیبہ الامام الحافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد الکوفی المتوفی خمس وثلاثین ومأتین (۲۳۵ھ) صحیح ہے

[2] توثیق بغوی تاریخ دول الاسلام ذہبی میں ہے واقعۃ (سنۃ سبع وعشرۃ وثلثمأتہ) وفیہ مات مسند الدنیا المعمر الحافظ المصنف ابو القاسم عبداللہ بن محمد البغوی ببغداد وعمرہ مائۃ واربع سنین (۱۰۴) برس

[3] توثیق (ابن عون) طبقات ابن سعد میں ہے عبداللہ بن عون بن ارطبان ویکنی ابن عون مولی عبداللہ بن درۃ بن مسرق المزنی وکان اکبر من سلیمان التیمی وکان عثمانیا وکان ثقۃ کثیر الحدیث ورعا اخبرنا بکار بن محمد قال سمعت ابن عون رأیت انس بن مالک مات ۱۵۱ھ

[4] توثیق (فریابی) وافی بالوفیات صفدی میں ہے۔ محمد بن یوسف بن واقد ابو عبداللہ الفریابی۔ ولد سنۃ عشرین ومائۃ کان عالما زاہدا ورعا من الطبقۃ السادسۃ روی عنہ الامام احمد وغیرہ قال البخاری کان فریابی من افضل اہل زمانہ وکان ثقۃ صدوقا مجاب الدعوۃ توفی سنہ ۲۱۲ھ یا ۲۱۳ھ

بن حمید وابن المنذر وابوالشیخ عن ابی میسرۃ قال فی المائدۃ ثمان عشرۃ فریضۃ لیس فی سورۃ القران غیرھا ولیس فیھا منسوخ

اور ابو الشیخ نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں اٹھارہ فریضہ (احکام) ہیں قران میں سوائے اس سورہ مائدہ کے اور کسی سورہ میں یہ فریضہ نہیں ہیں اور اسمیں کچھ منسوخ نہیں ہے

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی سورہ مائدہ کی تفسیر ص ۲۸۸ مطبوعہ مصر میں ہے

روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالیٰ فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نازل کیا اس سورہ مائدہ میں اٹھارہ احکام نہیں نازل کیا خدا نے یہ احکام دوسرے سورہ میں بجز اس سورہ (مائدہ) کے

اسی تفسیر جامع البیان طبری ج ۶ ص ۲۷ میں سورہ مائدہ کا مدینہ ہونا

(۳)

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنہال قال ثنا ھمام عن قتادۃ قال المائدۃ مدنیۃ وقال اخرون نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیرہ فی حجۃ الوداع

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہ سورہ مائدہ مدنیۃ ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہوا۔

۱؎ توثیق (ابن المنذر) کشف الظنون میں ہو کہ۔ ابن المنذر ھو الامام ابوبکر محمد بن ابراھیم بن المنذر النیسابوری المتوفی ثمان عشرۃ وثلثمائۃ (۳۱۸ھ) ۲؎ توثیق (ابو الشیخ) طبقات الحفاظ سیوطی میں ہو۔ ابو الشیخ حافظ اصبہان مسند زمانہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حبان الاصبہانی صاحب المصنفات ولد سنۃ ۲۷۴ھ وسمع ابو یعلی وابا خلیفہ والطبقۃ الکبار وکان مع سعۃ علمہ وغزارۃ حفظہ لعد الاعلام صالحین خیرا صدوقا مامونا ثقۃ متقنا صنف التفسیر وغیرہ مات سنۃ ۳۶۹ھ ۳؎ توثیق (ابی میسرہ) تقریب التہذیب ابن حجر میں ہو عمرو بن شرحبیل الہمدانی ابو میسرۃ الکوفی ثقۃ عابد مات سنۃ ۶۳ھ ۴؎ ابن جریر کا محمد بن المثنی سے روایت کرنا دیکھو آخر حاشیہ صفحہ ۱۵۴۔ اور تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۲۲۲ و ۱۸۳۵ میں ہے کہ قال ابن جریر حدثنا ابن المثنی قال ثنا حجاج بن المنہال قال ثنا حماد یعنی ابن سلمۃ عن ابی جمرۃ عن ابن عباس قال اقام رسول اللہ بمکۃ ثلث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا ومات وھو ابن ثلث وستین سنۃ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی ثنا حجاج بن المنہال قال ثنا حماد عن ابی جمرۃ عن ابیہ قال عاش رسول اللہ صلعم ثلثا وستین سنۃ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوھاب قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ وھو ابن ثلاث واربعین سنۃ اقام بمکۃ عشرا وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلاث وستین۔ (ابن المثنی کو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں۔ اور محمد بن بشار کو بندار۔

۵؎ توثیق (حجاج بن منہال) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے۔ حجاج بن المنہال الانماطی ابو محمد السلمی قیل البرسانی مولاھم البصری روی عن جریر بن حازم والحمادین وشعبۃ وعبد العزیز الماجشون وھمام ویزید بن ابراھیم التستری وغیرھم وعنہ البخاری روی لہ الباقون بواسطۃ الدارمی وبندار وابو موسیٰ وصاعقۃ والخلال والذھلی وعبد بن حمید واسحاق الکوسج والجوزجانی وعمرو بن منصور وعبد اللہ بن الہیثم وعبد القدوس الحبحابی ومحمد وداؤد بن رشید والفضل بن العباس الحلبی وھلال بن العلاء وھو اخر من حدث عنہ ابو مسعود وابن وارۃ والرازیان ویعقوب بن شیبۃ ویعقوب بن سفیان وابو مسلم الکجی وعلی بن عبد العزیز وغیرھم قال احمد ثقۃ ما اری بہ باسا وقال ابو حاتم ثقۃ فاضل قال العجلی ثقۃ رجل صالح قال النسائی ثقۃ وقال خلف بن محمد کردوس مات سنۃ (۲۱۷) وکان صاحب سنۃ یظھرھا وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث مات فی شوال سنۃ (۲۱۷) وکذا ارخہ البخاری قلت وابن قانع وقال ثقۃ مامون وقال الفلاس ما رأیت مثلہ فضلا ودینا وقال ابو داؤد اذا اختلفا عفان وحجاج فحجاج افضل الرجلین ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن مندۃ ثنا علی بن الحسن ثنا ابو حاتم ثنا حجاج بن المنہال وکان خیار الناس۔

اس روایت میں بھی ابن جریر کا ابن المثنی کے بجائے المثنی مذکور ہے در اصل یہ محمد بن المثنی ہے جنکو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں جنھوں نے حجاج بن المنہال سے روایت کی ہے جسکا ذکر حاشیہ میں حجاج بن منہال کے ترجمہ سے گذرا۔ حدیث مذکورہ سے سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا معلوم کر چکے جس کی دوسری روایت سے حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہونا وارد ہے یہ روایت اول الذکر کے بعد بلا فاصلہ واقع ہے۔ اسمیں بھی ابن المثنی کی جگہ المثنی مذکور ہے۔

(۴)

قال ابن جریر[1] حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق[2] قال ثنا عبد اللہ[3] بن ابی جعفر عن ابیہ[4] عن الربیع[5] بن انس قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسیر فی حجۃ الوداع وھو راکب راحلۃ فبرکت بہ راحلتہ من ثقلھا	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی جعفر نے اپنے پدر ابی جعفر سے اُس نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسولخدا پر حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہوا اور وہ حضرت اپنے راحلہ پر تھے بس وہ راحلہ اس سورہ کے بار سے بیٹھ گیا۔

حدیث نمبر (۱) و نمبر (۳) اور حدیث مذکورہ نمبر (۴) میں ابن المثنی کی جگہ المثنی واقع ہے۔ حدیث نمبر (۱) کے حاشیہ میں ابن جریر طبری کا ترجمہ لکھا گیا اب اس حاشیہ میں بھی انساب سمعانی سے ابن جریر کا ابن المثنی سے سماعت حدیث کرنا ثابت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی مثل حدیث نمبر (۱) کے اسحاق بن راہویہ واقع ہیں جنھوں نے محمد بن حرب سے سماعت حدیث کی ہے

---

[1] توثیق (ابن جریر طبری) انساب سمعانی چھاپہ عکسی یورپ ورق 367 میں ہے۔ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری من اہل بغداد استوطنھا الی حین وفاتہ وکان احد الائمۃ العلماء یحکم بقولہ ویرجع الی رائہ لمعرفتہ وفضلہ وکان قد جمع من العلوم مالم یشارکہ فیہ احد من اہل عصرہ وکان حافظا لکتاب اللہ عارفا بالقراٰت بصیرا بالمعانی فقیھا فی احکام القرآن عالما بالسنن وطرقھا وصحیحھا وسقیمھا وناسخھا ومنسوخھا عارفا باقوال الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من المخالفین فی الاحکام ومسائل الحلال والحرام عارفا بایام الناس واخبارھم ولہ الکتاب المشھور فی تاریخ الامم والملوک وکتاب فی التفسیر لم یصنف احد مثلہ وکتاب سماہ تہذیب الآثار لم یر سواہ فی معناہ الا انہ لم یتممہ ولہ فی اصول الفقہ وفروعہ کتب کثیرۃ واختیار من اقاویل الفقہاء وتفرد بمسائل حفظت عنہ ولہ رحلۃ الی الحجاز والشام ومصر وسمع محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب واسحاق بن ابی اسرائیل واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی وابا ھمام الولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراھیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنی البصریین وخلقا کثیرا نحوھم روی عنہ القاضی ابو بکر احمد بن کامل الشجری وابو بکر محمد بن عبد اللہ الشافعی ومخلد بن جعفر وابو عمر محمد بن ابی الحیری وغیرھم الخ توفی سنۃ عشر وثلثمائۃ۔ [2] توثیق (اسحاق) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ اسحاق بن ابراھیم بن مخلد الحنظلی ابو محمد بن راھویہ المروزی ثقۃ حافظ مجتہد قرین احمد بن حنبل ذکر ابو داؤد انہ تغیر قبل موتہ بیسیر مات سنۃ ثمان وثلثین ومائتین۔ [3] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مذکورہ میں ہے۔ عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی صدوق یخطی من التاسعۃ [4] توثیق (ابی جعفر) طبقات ابن سعد میں ہے۔ ابو جعفر الرازی واسمہ عیسی ابن ماھان وکان اصلہ من اہل مرو من قریۃ یقال لھا بوز وھی القریۃ التی نزلھا الربیع بن انس ثم تحول بعد ذلک الی الری فمات بھا فقیل لہ الرازی وکان ثقۃ وکان یقدم مرۃ بعد مرۃ الکوفۃ فیسمعون ایضا کشف الظنون میں ہے۔ ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ وھذا اسناد صحیح

[5] توثیق (ربیع) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ الربیع بن انس البکری ویقال الحنفی البصری ثم الخراسانی روی عن انس بن مالک وابی العالیۃ والحسن البصری وصفوان بن محرز وجد یزید بن زیاد وارسل ام سلمۃ وعنہ ابو جعفر الرازی والاعمش وسلیمان التیمی وسلیمان بن عامر البرزی وعیسی بن عبید الکندی ومقاتل بن حیان وابن المبارک وغیرھم قال العجلی بصری صدوق قال ابو حاتم صدوق وھو احب الی فی ابی العالیۃ من ابی خلدۃ وقال النسائی لیس بہ باس وذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکر الذھبی انہ توفی ۱۳۹ھ او ۱۴۰ھ

جنکی توثیق حاشیہ صفحہ ۲۸۱ مین گذر چکی ۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا رسول اللہ پر اور چلتے ہوے سواری پر حجۃ الوداع مین نازل ہونا ثابت و محقق ہوگیا ۔ یعنی حجۃ الوداع سے پلٹتے ہوئے راستہ مین حضرت ؐ کا راحلہ بوجہ ثقل وحی کے بیٹھ گیا اور رسول اللہ کو اُترنا پڑا جسکی تائید مین محدثین اور محققین کی مخرجہ حدیث نیز حدیث مذکورہ کی تنقیدی عبارت مع حدیث لکھی جاتی ہے ۔ اور قبل اسکے صحیح حدیث سے سورہ موصوفہ کا نزول لفظ (جمیعًا) و (کاملًا) و (کلّہا) سے ثابت کیا جاچکا ہے

مؤیدات

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر مین بہ تفسیر سورہ مائدہ کے ہے

اخرج ابوعبید عن محمد بن کعب القرظی نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا وہ حضرت ؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے جب اسکے شانے درد کرنے لگے تو رسولخدا اُتر پڑے ۔
واخرج ابن جریر عن الربیع بن انس قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی المسیر فی حجۃ الوداع	اور ابن جریر (طبری) نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسولخدا پر حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہوا ۔

اور تفسیر فتح القدیر للشوکانی جسکا قلمی نسخہ نوشتہ سنہ ۱۲۳۸ھ عہد مصنف کا بمواہیر علما ہے جسکو نواب صدیق حسن خان یمن سے لائے تھے اُسمین بہ تفسیر سورہ مائدہ مرقوم ہے ۔ دیکھو صفحہ ۲۲۲ کتاب ہذا

اخرج ابوعبید عن محمد بن کعب القرظی نحوہ وزاد انہا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ ھکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ	ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے روایت کی ہے اور ایسی ہی ابن جریر نے ربیع بن انس سے ساتھ اسی زیادتی کے روایت کی ہے ۔

اور اتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ اول صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ مین ہے ۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ھریرۃ انہا نزلت فی السفر	آیہ واللہ یعصمک من الناس صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ کی سند سے سفر مین نازل ہوا ۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۹۸ مین ہے

واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم	عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور

وابو الشیخ عن مجاهد قال لما نزلت بلغ ما انزل الیك من ربك قال یا رب انما انا واحد كیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالته

ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوا آیہ بلغ ما انزل الیک تو رسول خدا نے عرض کیا کہ میں اکیلا ہوں کیا کرونگا میں جمع ہو جائینگے لوگ مجھ پر پس خدا نے نازل کیا کہ اگر اس رسالت کو نہ پہونچایا تو تم نے کچھ رسالت نہ پہونچائی۔

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی جلد اول صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ مصر بہ تفسیر آیہ واللہ یعصمك من الناس کے ہے

(واللہ یعصمك من الناس) ای یحفظك و یمنعك الی ان قال وقیل نزلت هذه الآیة بعد ما شج راسه كان سورة المائدة من آخر ما نزل من القرآن وروی اسحاق بن راهویه فی مسنده عن النبی صلعم انه قال بعثنی الله برسالة فضقت بها ذرعاً فاوحی الله الی ان تبلغ رسالاتی عذبتك وضمن لی العصمة فقویت

یعنی حفاظت کریگا اللہ اور آپ کو اُن سے بچائیگا اور کہا گیا ہے کہ نازل ہوئی یہ آیت بعد سر مبارک کے زخم لگنے کے اس لئے کہ سورہ مائدہ از روے تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں رسول خدا سے روایت کی ہے کہ خدا نے مجھکو اپنے پیغام (بلغ ما انزل الیک) کیساتھ بھیجا پس اسکی وجہ سے تنگدل ہوا خداوند عالم نے میری طرف وحی کی کہ اگر تم میرے پیغاموں کو نہ پہونچاؤ گے تو میں تم پر عذاب کرونگا اور میرے لئے حفاظت کا ضامن ہوا پس میں قوی ہو گیا

فصول المہمہ[1] ابن صباغ مالکی صفحہ ۲۷ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ میں ہے

روی الامام ابو الحسن الواحدی فی كتابه المسمی باسباب النزول یرفعه بسنده الی ابو سعید الخدری قال نزلت هذه الآیة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الآیة یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب

ابو الحسن واحدی نے اپنی کتاب مسمی باسباب النزول میں بسند مرفوع ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ثالث صفحہ ۶۳۸ سطر ۳۲ تا ۳۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

(العاشر) نزلت الآیة فی فضل علی بن ابیطالب علیه السلام ولما نزلت هذه الآیة اخذ بیده قال من كنت مولاه

(دسویں) یہ آیت حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے جب اس کا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت

[1] توثیق (فصول المہمہ) کشف الظنون ج ثانی صفحہ ۶۸ میں ہے (الفصول المہمة فی معرفة الائمة وفضلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم) للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالكی المكی المتوفی ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائة

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
فلقیه عمر رضی الله عنه فقال هنیئاً لك
یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولا
کل مومن مومنة وهو قول ابن
عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی

مولاه فعلی مولاه جس کا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے
خداوندا جو علی کو دوست رکھے اسکو دوست
رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ پس عمرؓ
حضرت علیؑ سے ملے اور کہا کہ اے فرزند ابوطالب تمکو مبارک ہو کہ تم
تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن
عباس و براء بن عازب و محمد بن علی نے

تفسیر ثعلبیؒ الکشف والبیان قلمی کہنہ بخط عرب از کتب خانہ جناب ممتاز العلما سید تقی صاحب جنت مآب لکھنوی
ورق ۲۲۷ کے صفحہ دوم مین ہے۔

وقال ابوجعفر محمد بن علی معناه
بلغ ما انزل الیك فی فضل علی
بن ابیطالب فلما نزلت هذه الآیة
اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بید علی من کنت مولاه فعلی مولاه
اخبرنا ابو القاسم یعقوب بن
احمد بن السری نا ابو بکر محمد بن
عبد الله بن محمد حدثنا ابو مسلم
ابراهیم بن عبد الله الکجی نا حجاج
بن المنهال نا حماد عن علی بن زید
عن عدی بن ثابت عن البراء
قال لما نزلنا مع رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی حجة الوداع
کنا بغدیر خم فنادی الصلوة
جامعة وکسح للنبی صلی الله علیه
وسلم تحت شجرتین فاخذ بید علی
فقال الست اولی بالمومنین من
انفسهم قالوا بلی یا رسول الله قال

حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ
آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی یہ ہین کہ
اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابیطالب
کے فضل مین نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیۃ نازل
ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا
جسکا مین مولا ہون .... اس کا علی مولا ہے
خبر دی ہم کو ابو القاسم یعقوب بن احمد بن سری نے
کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد نے
کہا خبر دی ہمکو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ کجی
نے حجاج بن منہال سے اُسنے حماد سے اُسنے علی
بن زید سے اُس نے عدی بن ثابت سے
اس نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جب
ہم ہمراہ رسولخداؐ کے حجۃ الوداع سے مراجعت کرکے
مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت الصلوۃ جامعہ
کی ندا دی گئی اور پیغمبر صاحب کے لئے دو درختوں کے
نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت بعد نماز علی بن
ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس
کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے لئے اُنکے نفوس
سے اولی ہون سب نے کہا درحقیقت یا رسول اللہ آپ

لہ توثیق ثعلبی، مرآۃ الجنان یافعی مین ہے ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری المفسر المشہور کان حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربیۃ والدین والدیانۃ فاق تفسیرہ الکبیر صاحب التفسیر۔

البیت اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا
بلیٰ قال ھذا مولیٰ من انا مولاہ اللھم
وال من والاہ وعاد من عاداہ
قال فلقیہ عمر فقال ھنیئاً لک
یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت
مولیٰ کل مومن ومومنۃ ....
عن ابی صالح عن ابن عباس فی قولہ
تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیۃ قال نزلت فی علی امر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلعم
بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

ہر مومن کے لئے اُس کے نفس سے اولیٰ ہیں تب آپ
نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا
ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی
حضرت عمر نے جناب علی سے اور کہا کہ اے ابن ابوطالب
مبارک ہو تم کو کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے
ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیۂ یا
ایہا الرسول بلغ علی ابن ابیطالب کے بارے میں نازل
ہوا یعنی حکم کئے گئے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ کہ
تبلیغ رسالت کریں جو علی کے بارے میں نازل ہوئی
ہے پس لیا رسولخدا نے دست علی علیہ السلام کو اور فرمایا
جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الٰہی
دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

یہ تینوں حدیثیں جو محمد بن علیؑ اور براء بن عازب اور ابن عباس سے درباب تفسیر آیۂ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
الآیہ کے نقل کیگئیں بعض حضرات کا حوالہ صفحہ ما قبل میں جو تفسیر کبیر فخر الدین رازی سے لکھا گیا اور یہی حوالہ اُس حدیث میں بھی ہے جو تفسیر
غرائب القرآن نظام نیشاپوری سے صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹ میں دیا جاچکا ہے۔

اور جنمیں خاص طور سے براء بن عازب سے اسی آیۂ تبلیغ و تاکید کے سلسلہ میں حدیث غدیر وارد ہے دیکھو صفحہ ۵۹ جسکو
سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں ذکر کیا ہے۔ امام ثعلبی نے اس حدیث براء بن عازب کو پورے اسناد سے نقل کیا ہے
جسکے اسناد میں حجاج بن منہال رواۃ حدیث سے ہے جسکا ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ میں مرقوم ہے جو بخاری کا شیوخ حدیث ہے جس نے
سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا روایت کی ہے جس کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے حدیث ولایت مذکورہ کو شرح و بسط
سے ارشاد فرمایا ہے اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کے مولائیت کا عہد و پیمان مذکور ہے جو مبارکبادی کے
سلسلہ میں لیا گیا جسکے اخفا کے لئے آیۂ اکمال دین کے نزول کو ۹ ذیحجہ عرفہ میں وفات سے تین مہینہ قبل لایا گیا ہے حالانکہ حضرت
اکیاسی روز آیۂ اکمال دین کے بعد زندہ رہے جسکی تفصیل آخر صفحہ ۷۷ تا ۸۰ گذر چکی۔

علاوہ اس حدیث براء بن عازب کے جسمیں واقعۂ تہنیت حضرت عمر مذکور ہے خود حضرت عمر کی ذیل کی روایت سے اس امر
کا انکشاف ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غدیر خم صرف مبارکبادی و تہنیت کا نہ تھا بلکہ صحابہ سے عموماً قریش اور حضرت عمر سے خصوصاً عہد و اقرار کا تھا
چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم کی یہ حدیث شاہد بین ہے۔

وعن عمر ابن الخطاب قال نصب رسول الله علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم ثم قال یعنی عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول الله لابن عمہ عقداً لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول الله انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شابٌ حسن الوجہ اطیب الریح وقال کذا وکذا قال النبی نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ماقلتہ فی علی

اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول خدا نے علی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس کسی کا کہ میں مالک و مختار ہوں علی بھی اس کا مالک و مختار ہے اے خدا جو کوئی اسکو دوست رکھے تو بھی اسکو دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی کر اور چھوڑ دے اس کو جو اسے چھوڑ دے اور نصرت کر اسکی جو اسکی نصرت کرے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے۔ عمر کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ خوشبو تھا اور اس نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے اپنے چچازاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے ڈرتا رہ حضرت عمر کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت پاکیزہ بو تھا اُس نے مجھے ایسا اور ایسا کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تاکید کیلئے آئے تھے جو کچھ میں نے تمہیں علی کے۔۔۔

اسی واقعہ غدیر کے بعد رسول خدا اکاسی دن زندہ رہے اور براء ابن عازب کی روایت میں یوم غدیر کو پنجشنبہ تھا دیکھو صفحہ ۱۶۹ اور ابو سعید خدری کی روایت ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۲ اسی روایت میں رسول خدا کا اکمال دین اور اتمام نعمت کا شکریہ مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیر باوجود دو صحابہ کے روایت کرنے کے اور ۸۱ یوم حضرت کے آخر عمر کے اقرار کرنے کے وہی عرفہ جمعہ والی وضعی روایت کا روڑا اٹکائے جارہے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں ہے۔

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی ھارون العبدی

روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو ہارون کے واسطہ ابو سعید خدری کی سند سے کہ یہ آیت

عن ابو سعید الخدری انها
نزلت علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم یوم غدیر خم
حین قال لعلی من کنت مولاه
فعلی مولاه ثم رواه عن ابی
هریرة وفیه انه الیوم الثامن
عشر من ذی الحجة یعنی مرجعه
علیه السلام من حجة الوداع
ولا یصح لا هذا ابل الصواب
الذی لا شک فیه ولا مریة
انها نزلت یوم عرفة وکان
یوم الجمعة۔

نازل ہوئی ہے رسول خدا پر غدیر خم کے دن جبکہ
کہا تھا رسول خدا نے واسطے علی کے
کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا
ہے۔ روایت کی ہے ابو ہریرہ سے
اور اس روایت میں ہے کہ وہ اٹھارہویں
ذی الحجہ تھی یعنی جب رسولخدا حجۃ الوداع سے
لوٹے تھے (ابن کثیر کہتے ہیں) اور نہ
یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ بہتر
یہ ہے کہ جس میں شک نہیں ہے کہ یہ
آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کے دن اور وہ
جمعہ کا دن تھا۔

روایت مذکورہ کو ابن کثیر نے ناقص نقل کیا ہے کیونکہ حافظ ابن مردویہ نے آیہ اکمال دین کا نزول (۱۸ ذیحجہ یوم پنجشنبہ میں) رسولخدا کے تکبیر و شکریہ کے ساتھ ابو ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کی سند سے وارد کیا ہے اسی تاریخ سے اکاسی یوم کی مدت بالکل صحیح مطابقت کرتی ہے۔

حافظ ابن مردویہ اس رتبہ کے ہیں کہ ابن کثیر نے انکی مدح اپنی تفسیر جلد ثالث سورۃ النساء کے صہ۵ میں تفسیر صلوٰۃ الخوف ان الفاظ سے کی ہے جبمیں ابن مردویہ کا حافظ حدیث ہونا اور جن کے مثل ابن جریر طبری کو بھی کہا ہے وہ مضمون یہ ہے:۔

قد اجاد الحافظ ابو بکر ابن مردویه فی سرد طرقه والفاظه وکذا ابن جریر لنخرجه فی کتاب الاحکام الکبیر (یعنی حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام میں لکھیں گے) اور جن کے بارے میں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں، جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے اصل عبارت کسی دوسری جگہ نقل ہے:۔

"ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ حافظ ثبت علامہ ۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے انھوں نے ایک تاریخ اور تفسیر اور سند اور المستخرج علی البخاری تصنیف کی ہے۔ امر تصنیف کو شائستگی اور اعتدال کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ رواۃ کے مبصر اور صاحب دستگاہ اور صاحب تصنیف لطیف تھے سنہ ۴۱۰ھ میں انھوں نے رحلت کی"

عرفہ جمعہ کی روایت کا ابطال حدیث نمبر (۱) صفحہ ۲۸۱ سے جو اسحاق بن راہویہ و محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم دوشنبہ سے ہو چکا ہے۔

لیکن اب ہم پوری روایت ابوسعید خدری کی جسمین ابو ہارون عبدی واقع ہے جس مین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور شکریہ کی عبارت ہے مع اشعار حسان بن ثابت جو عین جلسہ غدیر مین برمحل نظم کرکے پڑھی گئی لکھتے ہین کتاب مستطاب عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۵۰۶ مین یہ عبارت افضل المتکلمین جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ کی ہے اما روایت ابو[1] المؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم اشعار حسان را ابراخطب در مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد تلاش و تفحص کثیر بعنایت رب قدیر یک نسخہ آن در ارض اقدس کربلائے معلی برخوردم و بعد ان یک نسخہ اش از دہلی بتفحص بعض اعلام کرام بدست آمد گفتہ :-

اخبرنی سید الحفاظ ابو منصور شہر دار بن شیرویہ بن شہر دار الدیلمی فیما کتب الی من ھمدان قال اخبرنا ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ بن عبدوس الھمدانی کتابۃ قال حدثنا عبد اللہ بن اسحاق البغوی قال حدثنا الحسن بن عقیل الغنوی قال حدثنا محمد بن عبد الرحمان الذارع قال حدثنا قیس بن حفص قال حدثنی علی بن الحسین بن الحسن العبدی عن ابی ھارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم دعا الناس الی غدیر خم امر بما کان تحت الشجرۃ من الشوک فقم و ذلک یوم الخمیس ثم دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیہ فرفعھا حتی نظر الناس الی بیاض ابطہ ثم لم یتفرقا حتی نزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

خبر دی مجھکو سید الحفاظ ابو منصور شہر دار بن شیرویہ بن شہر دار دیلمی نے منجملہ اون چیزون کے جو میرے پاس شہر ہمدان سے لکھ بھیجا کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ بن عبدوس ہمدانی نے کتابت کی حیثیت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن اسحاق بغوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن عقیل غنوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن دارع نے کہا حدیث بیان کی ہم سے قیس بن حفص نے کہا حدیث بیان کی مجھے علی بن حسین بن حسن عبدی نے ابو ہارون عبدی سے انھون نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس روز لوگونکو غدیر خم کیطرف بلایا تو حکم دیا کہ جو کچھ درختونکے نیچے کانٹے وغیرہ تھے وہ صاف کردیے گئے اور یہ پنجشنبہ کے دن ہوا بعد اسکے آپنے لوگون کو علی کیطرف دعوت کی اور انکا شانہ پکڑکے بلند کیا بعد کہ لوگون نے آپکے بغل کی سفیدی شاہدہ کی بعد اسکے لوگ ابھی متفرق نہین ہوے تھے کہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی

---

[1] توثیق ابو المؤید خوارزمی کشف الظنون مین بعد ذکر اختصار اسمٰعیل بن عیسی اوغانی جامع مسانید خوارزمی کے ہے واختصرہ ایضاً الامام ابو البقا احمد بن ابی الضیا محمد القرشی العدوانی المکی ۔۔۔ فھذا المختصر مسند الامام الاعظم الذی جمعہ الامام ابو المؤید الخوارزمی حذفت الاسانید ۔۔۔ وسمیتہ المستند فی مختصر المسند اور کشف الظنون حرف المیم مین ہے ۔ مناقب علی ابن ابیطالب للامام احمد بن حنبل ذکرھا فی فضائل العشرۃ ولابی المؤید موفق بن احمد الخوارزمی المتوفی سنہ ۵۶۸ھ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرّب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب ثم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ فقال حسان بن ثابت یا رسول اللہ ائذن لی ان اقول ابیاتاً قال قل علیٰ برکۃ اللہ تعالےٰ فقال حسان بن ثابت یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پس فرمایا رسولخدا نے کہ اللہ اکبر اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے پروردگار کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے بعد۔ اسکے فرمایا کہ بارخدایا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کرے اسکی اور چھوڑ دے اس شخص کو جو چھوڑ دے اسکو پس حسان بن ثابت نے کہا کہ رسولخدا مجکو اجازت دیجئے کہ مین اشعار کہون آپ نے فرمایا اوپر برکت اللہ تعالےٰ کے پس کہا حسان بن ثابت نے کہ اے گروہ بندگان قریش سنو تم گواہی کو رسول خدا کی۔

ابیات

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم
نداکرتے تھے اُنلوگون کو بروز غدیر انکے نبی

بخم واسمع بالرسول منادیا
مقام خم مین اور کسقدر قابل سننے کے ہین رسول جبکہ ندا کرنیوالے ہون

بانی مولاکم نعم ولیکم
ساتھ اس بات کے کہ تحقیق مین مولا تمہارا ہون اور ولی تمہارا ہون

فقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا
پس اُنلوگون نے کہا ایسی حالتمین کوئی ایسا نہیں جو واقف ظاہر نہین ہوتا تھا

الھک مولانا وانت ولیّنا
کہ اے نبی تیرا معبود ہمارا مولی ہے اور تو ہمارا ولی ہے

فلاتجدن فی الخلق للامر عاصیا
پس نہ پائیگا تو خلق مین واسطے اس امر کے کسی شخص کو نافرمان

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک
پس فرمایا رسولخدا نے کہ اٹھ اے علی کہ تحقیق مین نے پسند کیا تجکو

من بعدی اماماً وھادیا
اپنے بعد امام اور ھادی

صفحہ ۲۹۵ کی روایت ابن مردویہ کی مخرجہ ابو ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کے سند کی جسکو حافظ ابن کثیر نے نہایت مختصر الفاظ مین لکھا تھا اس کی تائید و تفصیل مناقب اخطب خوارزم سے ہوگئی جسمین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور عبارت شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت مذکور ہے نیز اشعار حسان بن ثابت سے رسول خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام کا ولی اور امام اور ہادی ہونا حاضرین صحابہ کے مواجہہ مین روز روشن کیطرح ظاہر و عیان ہو چکا ہے اور دوسری حدیث ابن مردویہ کی مخرجہ ابوہریرہ کے سند کی جسمین تاریخ ۱۸ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم مذکور ہے اسکے اول اخراج کنندہ حافظ ابن مردویہ انکے بعد ابوبکر احمد بن ثابت خطیب بغدادی ہین۔ (دیکھو صفحہ ۲۱۹) ان ہر دو حفاظ کی

کی روایت سے حدیث ولایت و نزول آیۂ اکمال دین جو ابن عباس کی حضرت کے آخر عمر کی اکیاسی دن والی روایت کے مطابقت میں ہے بالکل صحیح ہے۔ پس ابن کثیر یا دیگر حضرات کی تاویل ہرگز سماعت پذیر نہیں ہو سکتی۔

جب یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ کل سورۂ مائدہ جس میں آیۂ تبلیغ و تاکید۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کے دن نازل ہوا اور یہ واقعہ دو پہر سے پہلے گذرا کیونکہ رسول خدا نے ظہر کی نماز بمقام غدیر خم ادا فرمائی جب حضرت تبلیغ و رسالت سے فارغ ہو چکے تو آخر دن میں آیۂ اکمال دین نازل ہو اجیسا کہ اوپر گذرا۔

لیکن جقدر اہتمام و انتظام اور مجمع عام جناب ختم الانام نے مقام غدیر خم میں تبلیغ حکم الٰہی کے لئے فرمایا ثابت نہیں ہوتا کہ ابتدائے بعثت سے آخر ایام رسالت یعنی زمانہ انتقال و رحلت تک کسی حکم کی تبلیغ کی بابت اسقدر اہتمام فرمایا ہو جس سے صریح ثابت ہو گیا کہ یہ حکم جمیع احکام شرعیہ سے اہم و اشد ضروری تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم جمیع احکام شرعیہ سے زیادہ ضروری اور اہم نہیں ہو سکتا سوائے تقرر و تعین حاکم کے کیونکہ اقامت جمیع احکام شرعیہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور بعد رسول وہی حاکم و قائم مقام رسول اور امام امت ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ حکم آیۂ تبلیغ و تاکید کا تبلیغ خلافت و امامت شاہ ولایت کا تھا۔

اب رہا اہتمام و انتظام اُسپر چند واقعات دلالت کرتے ہیں جسکے لئے یہ دو امر خاصکر قابل توجہ ہیں۔

اوّل جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر چودہ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ ہوئے تو پانچویں دن ۱۸ ذی الحجہ کو قریب جحفہ (ما بین مکہ مدینہ) پہونچے جہاں سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ و تاکید کا نزول بحالت سواری ناقہ پر ہوا تو رسول خدا کو وہیں اترنا پڑا یہاں سے ۳-۴ میل پر غدیر خم کا وسیع میدان ہے حضرت نے آگے گئے ہوئے قافلہ کو واپس بلوایا اور آتے ہوئے قافلہ کا انتظار فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کی تھی جو کوسوں کے گرد ے میں قیام پذیر ہوئی۔

چنانچہ تذکرہ[1] خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی میں ہے:-

اتفق علماء السیر علی ان الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجہ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین الفاً وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث نص صلے اللہ علیہ وسلم علی ذلک بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارۃ

یعنی اتفاق کیا ہے علماء سیر نے اس بات پر کہ قصہ غدیر کا جناب رسول خدا کے حج آخری سے مراجعت کرنیکے بعد ہوا تھا اٹھارہویں ذی الحجہ میں آپنے جمع کیا صحابہ کو اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) تھے اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ نص کر دی جناب رسول خدا نے ساتھ صریح عبارت کے کچھ کنایہ و اشارہ نہیں کیا۔

[1] توضیح (تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی) تاریخ ابن الوردی میں ہے:- وفی ۶۵۴ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع و لہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ

ثالث۔ یہ مقام نہایت گرم تھا نیز اُس روز بہت شدت کی گرمی تھی جسکے ثبوت مین یہ حدیث مستدرک (علی الصحیحین) حاکم سے نقل کیجاتی ہے (از عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹۰)

اخبرنی محمد بن علی الشیبانی بالکوفة ثنا احمد بن حازم الغفاری ثنا ابو نعیم ثنا کامل ابو العلا قال سمعت حبیب بن ابی ثابت یخبر عن یحیی بن جعدة عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی انتہینا الی غدیر خُم فامر بدوح فکسح فی یوم ما اتی علینا یوم کان اشد حرًا منہ فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ایہا الناس انہ لم یبعث نبی قط الا عاش نصف ما عاش الذی کان قبلہ وانی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم ما لن تضلوا بعدہ کتاب اللہ عز وجل ثم قام فاخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال یا ایہا الناس من اولی بکم من انفسکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

خبر دی ہم کو محمد بن علی شیبانی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن حازم غفاری نے کہا حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہم سے کامل ابو العلا نے کہا انھون نے کہ سُنا مین نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ خبر دی اسکو یحیی بن جعدہ نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہین کہ ہم رسول خدا کے ساتھ باہر نکلے یہانتک کہ غدیر خم مین پہونچے۔ پس آپ کے حکم سے درختون کے نیچے جھاڑو دیگئی ایسے دن مین کہ اُس سے زیادہ گرمی کی شدت کا کوئی دن ہمارے اوپر نہین آیا پس آپ حمد و ثنائے الہی بجا لائے اور فرمایا اے گروہ مردم کوئی نبی نہین مبعوث ہوا ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے نبی سابق سے نصف عمر پائی ہے اور قریب ہے کہ مین آخرت کیطرف بلایا جاؤن پس جانا قبول کرون اور مین تملوگون مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ تم لوگ اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ کی ہے بعد اسکے آپ کھڑے ہوے اور علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اے گروہ مردم کون ہے اولی ساتھ تمہارے تمہاری جانون سے سبنے جواب دیا کہ اللہ اور اسکا رسول اسبات کو زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا جسکا کہ مین مولا ہون پس اسکے علی مولا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اخراج کیا اسکو

واضح ہو کہ ترمذی نے اپنے صحیح مین حدیث ولایت (غدیر خم والی) نقل کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ نمبر ۱۳ صحیح ترمذی مین درج ہے اسمین میمون ابی عبد اللہ کے طریق سے زید بن ارقم کی حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے چونکہ اس حدیث کو ابن جریر طبری نے بھی اخراج کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ وہ یہان لکھی جائے اور صحیح ترمذی مین مقام غدیر خم کا ذکر نہین کیا گیا اور اس حدیث مین مقام غدیر خم مذکور ہے اسیوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی نے محض حوالہ پر اس حدیث (غدیر) کو

ٹالا ہے کیونکہ اُس میں صرف من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر اکتفا کیا گیا ہے ۔

چنانچہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد سنہ ۱۳۱۵ھ میں ہے :-

عن میمون ابی عبد اللہ قال کنت عند زید بن ارقم فجاء رجل فسأل عن علی فقال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر بین مکۃ والمدینۃ فنزلنا مکاناً یقال لہ غدیر خم فاذن الصلوۃ جامعۃ فاجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس الست اولی بکل مومن من نفسہ قلنا بلیٰ یا رسول اللہ نحن نشہد انک اولیٰ بکل مومن من نفسہ قال فان من کنت مولاہ فھذا مولاہ واخذ بید علی ولا اعلمہ الا قال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (ابن جریر)

ابن جریر نے میمون ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں زید بن ارقم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے علیؑ کے متعلق سوال کیا زید بن ارقم نے کہا کہ ہم رسول خدا کے ہمراہ درمیان مکہ و مدینہ کے سفر میں تھے پس ہم لوگ ایک مقام پر اترے جسکو غدیر خم کہا جاتا ہے پس اعلان کیا گیا کہ یہاں نماز جماعت ہوگی۔ پس لوگ مجتمع ہوئے (بعد نماز) حضرت نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم کیا میں ہر مومن کیلئے اُنکے نفس سے اولیٰ نہیں ہوں ہم سبنے کہا یا رسول اللہ ضرور آپ اولیٰ ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہر مومن کے لئے اُنکے نفس سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ فرمایا حضرتنے پس جس کسی کا میں مولا ہوں اسکے یہ (علی) مولا ہیں اور دست مبارک علی علیہ السلام کا اپنے ہاتھ میں لیا اور میں کچھ نہیں جانتا کہ حضرتنے فرمایا کہ الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے دشمنی رکھے ۔

حدیث غدیر اتنی بڑی اور مشہور حدیثوں سے ہے کہ ابن جریر طبری نے دو جلدیں مرتب کی ہیں جیسا کہ تاریخ ابن کثیر سے صفحہ ۲۷۶ میں گذرا۔ جسکو انھوں نے پچھتر ۷۵ طریقوں سے اخراج کی ہے ۔

چنانچہ امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ کے صفحہ ۳۶ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں :-

وفی المناقب اخرج ابن جریر الطبری صاحب التاریخ خبر غدیر خم من خمس و سبعین طریقاً و افرد لہ کتاباً سماہ کتاب الولایۃ

مناقب میں ابن جریر طبری صاحب تاریخ نے حدیث غدیر خم کو پچھتر ۷۵ طریقوں سے اخراج کی ہے اور اس کو مستقل کتاب میں جمع کیا نام اسکا کتاب الولایت رکھا

اور علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی اپنی کتاب روضۃ الندیۃ شرح تحفۃ العلویہ صفحہ ۶۷ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ میں فرماتے ہیں :-

وحدیث الغدیر متواتر عند اکثر

حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہے

ائمة الحدیث قال الحافظ الذهبی فی تذکرة الحفاظ فی ترجمة الطبری من کنت مولاه فعلی مولاه الف محمد بن جریر فیه کتابا قال الذهبی وقفت علیه فاندهشت لکثرة طرقه انتہی۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ذکر ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے ایک مستقل کتاب حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طرق میں تالیف کی ذہبی کہتے ہیں میں نے اُس کتاب کو دیکھا تو حدیث غدیر کی کثرت طرق پر نظر کرکے میرے ہوش اُڑ گئے۔"

اب ہم حدیث غدیر کو ابن جریر طبری کی مخرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ یہ وہی مستند اور صحیح حدیث ہے جسکو امام نسائی نے محمد بن المثنی کی سند سے اخراج کی ہے ہم نے صفحہ ۲۷۳ میں نقل کیا ہے۔ چونکہ ابن جریر طبری بھی ابن المثنی سے روایت کرتے ہیں اس سے یہ حدیث ذیل انھیں ابن المثنی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو امام نسائی کے روایت میں ہیں:—

(مسند زید بن ارقم) عن ابی الطفیل عامر بن واثلة قال لمّا رجع رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع فنزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قام فقال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السّماء الی الارض و عترتی اهلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله مولای انا ولی کل مومن ثم اخذ بیده علی فقال من کنت ولیه فعلی ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزید انت سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما کان فی الدوحات احد الا راه بعینیه وسمعه باذنیه (ابن جریر)

ابو الطفیل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب مراجعت کی رسولخدا نے حجۃ الوداع سے اور نازل ہوئے غدیر خم میں تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف کیا گیا بعد اسکے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے چھوڑا ہے تم میں دو گرانقدر چیزوں کو ایک ان میں سے بڑی ہے دوسرے سے کتاب خدا کی ہے جو ایک رسی ہے لٹکی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری جو میرے اہلبیت ہیں پس دیکھو کیا کروگے تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں ہرگز نہ جدا ہونگے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض (کوثر) پر پھر ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ جسکا میں ولی ہوں پس علی اسکا ولی ہے بارخدایا دوست رکھ تو اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ تو اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو ابو الطفیل کہتے ہیں کہ پس میں نے زید کو کہا کہ تم نے رسولخدا سے سنا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص درختوں کے گرد ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

یہ حدیث بہمہ وجوہ مطابق ہے اس حدیث کے کہ جو مین نے خصائص نسائی سے ابن المثنی کی مخرجہ نقل کی ہے البتہ لفظ کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی کے درمیان حبل ممدود من السماء الی الارض ۔ اس حدیث مخرجہ ابن جریر مین زاید ہے جو دیگر حدیثون مین یہ فقرہ وارد ہے غرضیکہ اس حدیث کی نقل سے چند فوائد حاصل ہوئے ۔

فائدہ اولی یہ ہے کہ زید بن ارقم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو مقام غدیر مین ایک ساتھ بیان کیا ہے ۔

فائدہ ثانیہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے بعد جس طرح قرآن کے باب مین وصیت کی ہے اسی طرح اپنی عترت کے باب مین وصیت کی ہے اور ایک دوسرے مین کچھ فرق نہین کیا ۔

فائدہ ثالثہ یہ ہے کہ عبارت حدیث سے معلوم ہوا کہ مولی اور ولی کے اس حدیث مین ایک ہی معنی ہین جن معنون مین کہ اللہ جل شانہٗ جناب رسول خدا کا مولی ہے انھین معنون مین جناب رسولخدا ہر مومن کے ولی ہین اور جن معنون مین کہ جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہین انھین معنون مین حضرت علی ہر مومن کے ولی ہین ۔ اس سبب سے کہ لفظ حدیث مین کوئی فارق نہین ہے پس اس بات سے ثابت ہوگیا کہ سوائے اولی بالتصرف کے اور کوئی معنی لفظ مولی اور ولی کے اس حدیث مین مراد نہین ہوسکتے ۔ پس خدا کیجانب جو اس لفظ کی نسبت ہے اس سے مراد الوہیت ہے اور جناب رسول خدا کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد نبوت ہے اور حضرت علی کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد امامت ہے اس سبب سے کہ سوا اللہ اور اسکے رسول اور امام کے جو نائب رسول ہو اور کوئی شخص مومنین کے لئے اولی بالتصرف نہین ہوسکتا ۔

فائدہ رابعہ یہ ہے کہ خود زید بن ارقم کے قول سے معلوم ہوا کہ مقام غدیر خم مین جس قدر لوگ موجود تھے جناب رسولخدا اور جناب علی کو اپنی آنکھون سے دیکھا اور اس حدیث مبارک کو اپنے کانون سے سنا ۔

فائدہ خامسہ یہ ہے کہ ابوطفیل صحابی کا زید بن ارقم سے بنظر استعظام یہ سوال کرنا کہ کیا واقعی رسول اللہ نے مقام غدیر مین ایسا ایسا ارشاد کیا ہے ؟ صریح ثابت کرتا ہے کہ خطبۂ غدیر خم قطعیت کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے اولی بالتصرف ہونے پر یعنی خلافت و امامت پر ناطق ہے ۔

اور اس اولی بالتصرف کے معنی کی وہ حدیث تصریح کرتی ہے جسکو عبدالقادر ابن المحب طبری نے کتاب حسن السیرۃ[1] فی حسن السریرۃ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربی کے مودۃ خامسہ کی پہلی حدیث مین وارد کیا ہے آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے :۔

فقال الست اولی بکم من انفسکم امرکم وانھاکم وما لکم علی امر ولا نھی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ یامرکم وینھاکم وما لکم علیہ امر ولا نھی الحدیث

فرمایا رسول خدا نے کہ آیا مین نہین ہون اولی بتصرف تم سب پر تمہارے نفسون سے مین حکم کرتا ہون تم سب پر اور مین نہی کرتا ہون

[1] توثیق (حسن السریرۃ) کتاب وسیلۃ المآل احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کے صدر کتاب مین ہے :۔ وکتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ لصاحبنا وعمدتنا سیبویہ زمانہ ومفرد وقتہ واوانہ محقق العصر نادر الدھر خلاصۃ ذوی الفخر الغنی عن الاطناب بنعتہ او الالقاب والصفات بما خصہ اللہ تعالی بہ من نعوت الکمال وجزیل الھبات مولانا الامام العلامۃ عبدالقادر بن محمد الطبری الحسینی الخطیب الامام بالمسجد الحرام ۔

المتوفی سنہ ۳۱۰ھ

تم پر اور تم کو کوئی حکومت مجھپر نہیں ہے نہ بامر اور نہ بنہی۔ سبنے کہا بلی یا رسول اللہ۔ پس فرمایا حضرت نے جس شخص کا خدا اور میں مولی اور ولی امر ہون پس یہ علی میں مولی اور ولی امر اسکے حکم کرینگے علی تم سب پر اور نہی کرینگے تم سب پر اور کوئی حکومت تم کو نہیں ہے علی پر نہ حکومتِ امر اور نہ منصب نہی۔

مؤیدات

حدیث زید بن ارقم مخرجہ حاکم جو شرط صحیحین کے مطابق ہے جسکو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی سنہ ۱۲۸۶ھ سے نقل کی جاتی ہے:۔

اخرج الحاکم من طریق سلیمان الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالے وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علیؓ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وذکر الحدیث بطولہ

حاکم نے اعمش کے واسطہ حبیب بن ابی ثابت سے اُنے ابو الطفیل صحابی سے انھون نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسولخدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خُم میں وارد ہوئے تو حکم دیا کہ درختوں کے نیچے صاف کیا گیا۔ فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہون۔ پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں گرانقدر چھوڑی ہین ایک انہین کی بڑی ہے دوسرے سے کتاب خدا کی اور عترت میری پس دیکھو کہ کیا کروگے تم میرے بعد ان دونون کے حق میں پس تحقیق وہ دونون ہرگز جدا نہون گے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر۔ بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالی میرا مولا ہے اور میں ولی ہون ہر مومن کا۔ بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ میں جسکا ولی ہون پس یہ علی بھی اسکا ولی ہے۔ بارخدایا دوست رکھ اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو اور ذکر کیا راوی نے

واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ عند سمرات خمس دوحات عظام فکنس الناس ماتحت السمرات

اور حاکم نے طریق سلمہ بن کہیل سے اُنے اپنے باپ سے انے ابو طفیل سے روایت کی ہے اُنے زید بن ارقم سے سُنا کہ کہا انھون نے کہ نازل ہوے رسولخدا درمیان مکہ اور مدینہ کے سمرہ کے درختون کے پاس جو پانچ بڑے درخت تھے پس لوگون نے زیر درختان مذکورہ جھاڑو دی پھر قیام کیا

ثم راح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	رسولخدا نے اسی جگہ پس نماز پڑھی بعد اسکے کھڑے ہوئے آپ
عشیتہ فصلی ثم قام خطیبا فحمد اللہ	درانحالیکہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے پس حمد وثناے الٰہی بجالائے اور
واثنی علیہ وذکر ووعظ فقال	نصیحت ووعظ کی اور کہا کہ جو کچھ کہ خدا نے چاہا کہ آپ کہیں بعد
ماشاء اللہ ان یقول ثم قال	اسکے فرمایا کہ اے گروہ مردم مین تم مین چھوڑنے والا ہون
ایھا الناس انی تارک فیکم امرین	دو امر کہ ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم اگر پیروی کروگے اُن دونون کی
لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما	اور وہ دونون کتاب خدا اور میری عترت ہین جو میرے اہلبیت
کتاب اللہ واھل بیتی عترتی ثم	ہین بعد اسکے تین مرتبہ ان لفظونکی تکرار فرمائی کہ آیا جانتے ہو
قال اتعلمون انی اولی بالمومنین	تم لوگ کہ تحقیق مین اولیٰ ہون ساتھ مومنون کے انکے نفسون سے
من انفسھم ثلاث مرات قال نعم	سب نے کہا ہان جانتے ہین۔
فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	پس فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص کا مین مولا ہون
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	اُس کا علے مولا ہے۔

انتباہ واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حاکم کی اخراج کردہ حدیث اوّل کے بعد اور حدیث ثانیہ کے درمیان کی عبارت ترک کردی ہے چنانچہ اصل حدیث مستدرک حاکم مین لفظ (وذکر الحدیث بطولہ) کے بعد یہ عبارت ہے:۔ ھذا حدیث صحیح علے شرط الشیخین ولم یخرجاہ بطولہ شاھدہ حدیث سلمۃ بن کہیل عن ابی الطفیل ایضاً صحیح علی شرطھما۔

اور ذکر کیا راوی نے ساتھ طول اُسکی کے حاکم کہتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین (بخاری ومسلم) پر اور نہین اخراج کیا انھین دونون نے اس حدیث کو (یعنی بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحیح مین درج نہین کیا) ساتھ اسکے طول کے شاہد اسکی حدیث سلمہ بن کہیل کی ہے کہ اُس نے بھی ابو طفیل سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر اور وہ دوسری حدیث وہی ہے جسکو سلمہ بن کہیل نے اپنے باپ کے واسطہ ابو طفیل سے اُنھون نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث منقولہ مین جو حدیث اوّل ہے وہ بہمہ وجوہ موافق ہے اس روایت سے کہ جو مین نے کنز العمال جلد ۶ کے صفحہ ۳۹۰ سے ابن جریر کی مخرجہ نقل کی ہے۔ پس جو فوائد اس حدیث کے نقل کے بعد مین نے لکھے ہین وہی اس سے بھی حاصل ہین اور اسکے علاوہ چند فوائد اور اس کے نقل سے حاصل ہوے۔

فائدہ اوّل یہ کہ اُس روایت کی اس روایت سے تاکید وتشئید ہوگئی اور یہ دونون ایک دوسرے کے تصحیح کی شاہد ہین

فائدہ دوم بعد اس حدیث کے جو حاکم کی عبارت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو شرائط بخاری اور مسلم نے استخراج حدیث کی مقرر کئے ہین وہ سب اسمین موجود ہین لیکن ان دونون نے اس حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے خلاف تصور کرکے ایسی صحیح اور متواتر حدیث کو درج کرنے سے گریز کیا ہے البتہ شیخ مسلم صاحب (صحیح) نے جنکی صحیح کو بعض حضرات صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہین اُنھون نے زید بن ارقم کی حدیث مقام غدیر خُم ما بین مکہ ومدینہ کی صرف حدیث ثقلین ناقص وناتمام بیان کی ہے اور

حدیث ولایت کو جسکے اعلان کے لئے یہ اہتمام و انتظام اور کثرت ازدحام صحابہ جنکی تعداد سوا لاکھ تک ثابت ہو چکی ہے اور جس کے لئے خدائے عزوجل نے آیہ تبلیغ و تاکید کو اپنے رسول پر نازل فرمایا اور باوصف اسکے کہ انھین شیخ مسلم صاحب کے شیخ حدیث ابن المثنی جو زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ساتھ ساتھ بیک وقت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث کے راوی ہین مع دیگر الفاظ مخصوصہ عترتی اہلبیتی وغیرہ کے شیخ مسلم صاحب حدیث غدیر خم کو حذف و اسقاط کر گئے۔

فائدہ سوم یہ کہ حاکم نے اس حدیث طویلہ کا ذکر تو کیا مگر کچھ عبارت طویلہ نقل نہین کی صرف چند الفاظ حدیث پر اکتفا کی

فائدہ چہارم۔ یہ کہ حاکم نے اس حدیث شریف کے تصحیح پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکی صحت پر ایک دوسری حدیث انھین ابوطفیل و زید بن ارقم صحابی کی شاہد بھی لائے ہین اور اسکو بھی کہا ہے کہ یہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر۔

فائدہ پنجم یہ کہ اس دوسری روایت زید بن ارقم مین جو شاہد ہے اس مین لفظ (ثقلین) کی جگہ امرین ہے جو "لن تضلوا" کے ساتھ ہے جسکی مؤید وہ حدیث مخرجہ ابوسعید خدری ہے جسکو امام احمد اور ابن سعد کاتب واقدی نے لفظ "لن تضلوا بعدی امرین الخ" سے اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳۔

جب یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ غدیر خم کے خطبہ مین رسول خدا نے حدیث ثقلین دامرین و حدیث ولایت کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے اور حدیث ثقلین دامرین مین لفظ بعدی بھی وارد ہے جیسا کہ اوپر ابوسعید خدری کی روایت سے حوالہ دیا گیا لہذا ذیل کی روایت سے لفظ بعدی کا حدیث ولایت مین وارد ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ بدایۃ والنہایۃ ورق صفحہ ۲۴۰ (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) مین زیر حدیث غدیر مخرجہ ابن ماجہ عن براء بن عازب وکذلک رواہ عبدالرزاق عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء پر ختم کی ہے جسکی پوری حدیث عبقات الانوار جلد ثانی حدیث غدیر حصہ اول صفحہ ۵۰ سے لکھی جاتی ہے اور جسکی ابتدا مین یہ عبارت مرقوم ہے۔

اما روایت معمر بن راشد حدیث غدیر را پس حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر الدمشقی المشتہر بابن کثیر در تاریخ خود در بیان طرق حدیث غدیر گفتہ ؛۔

قال عبد الرزاق[1] انا معمر[2] عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب قال نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند غدیر خم فبعث منادیاً

عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے علی بن زید بن جدعان سے انھون نے عدی بن ثابت سے انھون نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم اترے ساتھ رسول خدا کے نزدیک غدیر خم کے۔

---

[1] توثیق (عبدالرزاق) شبلی صاحب سیرۃ النبی مین لکھتے ہین عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری ثقات محدثین مین انکا شمار ہے مزاج مین کسی قدر تشیع تھا ابن معین کہتے ہین کہ عبدالرزاق مرتد ہو جائے تب بھی ہم اس سے روایت حدیث ترک نہین کر سکتے۔

[2] توثیق (معمر) تاریخ دول الاسلام ذہبی مین بوقایع سنہ ثلاث وخمسین ومایۃ کہا ہے ؛۔ وشیخ الیمن معمر بن راشد الازدی البصری کان من اوعیۃ العلم وصنف التصانیف۔

ينادى فلما اجتمعنا قال الست اولى
بكم من ابائكم قلنا بلى يا رسول
الله قال الست الست قلنا بلى يا
رسول الله قال من كنت مولاه فان
عليا بعدى مولاه اللهم وال من
والاه وعاد من عاداه فقال عمر
بن الخطاب هنيالك يا ابن ابيطالب
اصبحت اليوم[1] ولى كل مومن

پس آپ نے ایک منادی کو مقرر کیا کہ ندا کرے پس ہم لوگ جمع
ہوے تو فرمایا کہ کیا نہیں ہوں میں اولی ساتھ تمھارے تمھارے باپ
بیٹے کہا کہ سچ ہے یا رسول خدا آپ ایسے ہی ہیں اسکو رسول خدا نے مکرر
ارشاد فرمایا اور ہم نے تصدیق کی فرمایا کہ جس شخص کا میں مولا ہوں پس
تحقیق علی بھی بعد میرے اُس شخص کا مولی ہے۔ بار خدایا دوست رکھ
تو اُس شخص کو کہ جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو اُس شخص کو کہ
جو اسکو دشمن رکھے پس کہا عمر بن خطاب نے کہ مبارک ہو آپ کو اے
بیٹے ابوطالب کے کہ آج کے روز آپ ہر مومن کے ولی ہوے۔

حدیث مذکورہ میں حضرت عمر نے جناب امیرؑ کو لفظ ولی سے مبارکباد دی ہے۔ اسی لفظ ولی سے ابوبکر اور عمر دونوں نے
اپنے اپنے تئیں ولی رسول اللہ کہکر خلیفہ رسول بتایا تھا اور اسی لفظ ولی سے اظہار خلافت ہر ایک نے اپنا اپنا کیا تھا چنانچہ صحیح مسلم
جلد ثانی صفحہ ۹۱ مطبوعہ دہلی میں بمقام منازعہ حضرت عباسؑ و علی مرتضیٰ مرقوم ہے:۔ قال عمر فلما توفی رسول اللہ قال
ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ہذا میراث امرأتہ من ابیہا
فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم
انہ صادق بار راشد تابع للحق فلما توفی ابوبکر و انا ولی رسول اللہ و ولی ابوبکر فرأیتمانی کاذبا

[1] اس حدیث میں حضرت عمر نے جو لفظ الیوم ولی کل مومن فرمایا ہے یہ وہی الیوم ہے جو آیہ جلیلہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
میں درج ہے۔ اسی ولایت کے عہد و پیمان کے بعد جو حضرت ابوبکر اور عمر اور ازواج سے رسول اللہ نے جناب امیر المومنین کے خیمہ میں بیعت کرا کے مبارکباد دی اور تہنیت
دلوایا اور آیہ موصوفہ نازل ہوا جسکا شکریہ تکبیر کے ساتھ ادا فرمایا ہے پھر اسکے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ زندہ رہے جو ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۸ صفر پنجشنبہ سنہ ۱۱ھ
تک ۷۰ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی دن ہوتے ہیں اور اسی آیت کے نزول کو حضرت عمر کا یوم عرفہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ کو واقعہ تہنیت کے اخفا کرنے کی غرض
سے بیان کرنا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) سے ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن پر (جمعہ) ہوتا ہے اور ابن عمر کی روایت سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ تھا۔
پس یہ پہلا دروغ ہوا علاوہ اسکے خود ابن عمر کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ اس روایت عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ سے سہ شنبہ ہوتا ہے جسمیں عمر نے اپنے پدر جناب علیؑ سے
رسول خدا کا شکایت مرض میں مبتلا ہونا ۲۸ صفر چہارشنبہ بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶ کتاب ہذا۔ جسکا چودہواں دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یوم دفن ہوتا
ہے جسکے مراجعت میں ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ سہ شنبہ ہوتا ہے۔ ابن عمر کا بیان ۱۲ ربیع الاول کو بیعت ابوبکر کی شام تک ہونا صحیح ہو سکتا ہے لیکن
دوشنبہ کا دن ہرگز صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت کیا گیا۔

ایسے ہی عمر بن خطاب کی یہ روایت روز وفات رسول خدا بیعت ابوبکر اور وفات کے دوسرے دن سہ شنبہ کو جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کا طلب میراث
میں ابوبکر کے پاس جانا روایتاً و درایتاً دروغ و کذب ہے وہ روایت طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم صفحہ ۸۶ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۰ھ کی یہ ہے قال ابن سعد
اخبرنا محمد بن عمر نا ہشام بن سعد عن زید بن اسلم ... عن ابیہ قال سمعت عمر یقول لما کان الیوم الذی توفی فیہ رسول اللہ
صلعم بویع لابی بکر فی ذلک الیوم فلما کان من الغد جاءت فاطمۃؑ الی ابی بکر معہا علی فقالت میراثی من رسول اللہ ابی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ابوبکر من الرثۃ او من العقد قالت فدک وخیبر و صدقاتہ بالمدینۃ ارثہا کما یرثک بناتک اذا مت۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے ہشام بن سعد سے انہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا انہوں نے کہ میں نے عمر کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ روز وفات رسول خدا ابوبکر
کی بیعت ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہؑ ابوبکر کے پاس مع حضرت علی تشریف لیگئیں اور فرمایا میرے باپ کی میراث مجھے ملنی چاہئے پس ابوبکر نے کہا کہ بعد رزک
یا بطریق عقد (ہبہ) جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک اور خیبر اور آنحضرت کے صدقات جو مدینہ میں ہیں میں اُنکی اسی طرح وارث ہوں جسطرح تیرے مرنے کے بعد تیری لڑکیاں

اثماً غادراً خائناً واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتہا حتی جئتنی انت وھذا وانتما جمیع وامر
کما واحد۔ پس کہا عمر نے کہ جس وقت پیغمبر خدا نے وفات فرمائی کہا تھا ابوبکر نے میں ہوں ولی رسول اللہ پس آئے تھے تم دونوں طلب کرتے
تھے تم اے عباس میراث کو اپنے برادر زادہ کی طرف سے اور طلب کرتے تھے یہ علی میراث زن کو اپنے جانب پدر انکے سے پس ابوبکر نے
کہا تھا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے ہیں جو کچھ متروکہ ہمارے سب صدقہ ہے۔ پس یقین کیا تھا تم دونوں نے ابوبکر کو
کاذب و آثم و غادر و خائن۔ اور خدا جانتا ہے کہ وہ راست گو اور نیکوکار و صاحب رشد و تابع حق تھے۔ پس جب ابوبکر مر گئے تو میں
انکی جگہ پر بیٹھا اور میں ولی رسول اللہ اور ولی ابوبکر ہوں اور تم مجھ کو بھی کاذب۔ آثم و غادر و خائن یقین کرتے ہو اور اللہ تعالے
جانتا ہے کہ میں صادق، نیکوکار و تابع حق ہوں۔ پس متولی خلافت ہوا میں تاآنکہ تم دونوں آئے ہو حالانکہ تم باہم کوئی اختلاف
و نزاع نہیں رکھتے ہو اور امر تم دونوں کا ایک ہے۔

عبارت مذکورہ سے صاف صاف خود زبان عمر سے جزماً معلوم ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو کاذب آثم و غادر
و خائن یقیناً جانتے تھے ورنہ قول عمر پر حضرت امیر علیہ السلام سکوت نہ فرماتے بلکہ یہ کہتے کہ تم دونوں کو ایسا نہیں جانتا ہوں تم مجھ پر
کیوں تہمت لگاتے ہو مگر حضرت امیرؑ کا سکوت فرمانا دلیل ہے تسلیم قول عمر کی کہ ہاں اے عمر تم دونوں کو ہم ایسا ہی جانتے ہیں پس
اگر حضرت عمر اس کلام میں سچے تھے تو حضرت امیرؑ صاحب تطہیر کے جانتے سے انکو متصف باوصاف اربعہ خلافت شیخین بے اصل محض
ہو گئی اور اگر اس کلام خوش انجام میں حضرت عمر جھوٹے تھے پھر تو خلافت شیخین بالبداہہ باطل ہو گئی اس لئے کہ اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
سند جید موجود ہے یعنی اقرار عقلا کا اپنے ضرر پر مقبول ہے اس روایت صحیح مسلم سے دعویٰ کرنا بھی جناب امیر علیہ السلام کا میراث پیغمبرؐ کو از
جانب فاطمہ زہرا عہد ابی بکر اور ہم عہد عمر میں ثابت ہوا اور بدونوں عہد میں محروم پھرنا بھی بمصداق حدیث علی مع الحق والحق مع علی کا اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۷۔ وارث ہو نگی ختم ہوا ترجمہ۔ اس حدیث سے حضرت فاطمہؑ اور جناب امیر کا تشریف لیجانا ضرور ہوگا۔ لیکن وفات کے دوسرے دن جانا ہرگز
صحیح نہیں ہے۔ یہ فکر سراد دروغ ہے۔ اب ہم دوسری روایتیں بھی لکھتے ہیں جن میں جناب امیرؑ کا احتجاج فرمانا وارد ہے چنانچہ اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ میں ہے قال ابن
سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ھشام بن سعد عن عباس بن عبد اللہ بن معبد عن جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثہا
وجاء العباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معہما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ وما کان النبی یعول
فعلی فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من ال یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی
ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا (ترجمہ) کہا ابن سعد نے خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے ہشام بن سعد نے عباس بن عبد اللہ بن
معبد سے اس نے جعفر سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ابوبکر کے پاس طلب میراث کے لئے تشریف لے گئیں اور عباس بن عبد المطلب
بھی اپنی میراث طلب کرنے کو انکے پاس گئے اور حضرت علی علیہ السلام ان دونوں کے ساتھ ابوبکر کے پاس تشریف لیگئے پس ابوبکر نے کہا کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا
کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے اور آنحضرت کے متعلق جن جن کا خرچ تھا وہ میرے ذمہ ہے پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ورث
سلیمان داؤد) یعنی حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے اور جناب زکریا علیہ السلام اپنے دعا میں فرماتے ہیں (یرثنی ویرث من ال یعقوب) یعنی بار
الٰہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو ابوبکر نے کہا۔ ہاں ایسا ہی ہے اور بخدا آپ جانتے ہیں وہ چیز جو میں جانتا ہوں۔ پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ یہ
کتاب خدا تو میراث انبیا پر ناطق ہے پس ابوبکر اور انکے ساتھ والے چپ ہو گئے اور یہ حضرات واپس تشریف لائے سیرۃ النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ صفحہ ۲۴۰ کے چند سطر میں ہے۔
حضرت عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک سادات کو واپس دیدیا تھا۔ اور اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی معمر
عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ارسلت الی ابی بکر تسألہ میراثہا من رسول اللہ صلعم مما
افاء اللہ علی رسولہ وفاطمۃ حینئذ تطلب صدقۃ النبی التی بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ
قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ (الی ان قال) فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئاً فوجدت فاطمۃ علیہا السلام علی ابی بکر فہجرتہ فلم

حق بے مانند آفتاب نصف النہار ظاہر و آشکار ہو گیا ہم نے ایک حدیث حاشیہ گذشتہ مین طبقات ابن سعد سے نقل کی ہے جسمین اول ہی مرتبہ
جناب امیر علیہ السلام نے صدقہ والی روایت کو جسکے تنہا راوی ابوبکر صاحب ہین قرآن مجید کی آیت سے باطل کر دیا ہے کیونکہ جو حدیث چاہے
کسی صحابی سے ہو اگر وہ قرآن کے موافق ہوگی تو صحیح ورنہ دروغ جیسا کہ تفسیر حسینی سورہ روم مین تفسیر آیہ کریمہ "واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا
من المشرکین (اور پابندی سے نماز پڑھو اور مشرکین سے نہ ہو جانا) مذکور ہے۔

در تیسیر شیخ محمد بن اسلم طوسی قدس سرہ نقل میکند کہ حدیثے بمن رسیدہ کہ از ہر چہ از من روایت کنند عرض کنید بر کتاب خدائے
اگر موافق بود از من باشد الخ ترجمہ (تیسیر مین شیخ محمد بن اسلم طوسی سے مروی ہے کہ ایک حدیث مجھ تک ہونچی ہے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص
مجھے روایت کرے اُسکے لئے قرآن دیکھو اگر موافق پاؤ تو وہ حدیث مجھ سے ہے) پس صدقہ والی روایت کو آیہ جلیلہ ورث سلیمان داؤد یعنی وارث
ہوے حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وقال زکریا یرثنی یرث من آل یعقوب اور جناب زکریا اپنی دعا مین فرماتے ہین
کہ بار الٰہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے فدک سادات کو واپس کر کے صدقہ والی روایت
کو قطعی باطل کر دیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے یہ حدیث ابن جریر نے جناب امیر علیہ السلام کے ولی رسول ہونے کی اخراج کی ہے جسکو ہم تاریخ
ابن کثیر (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) سے لکھتے ہین:۔

قال ابن جریر حدثنا احمد بن عثمان	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن عثمان ابوجوزا
ابو الجوزا ثنا محمد بن خالد بن عثمۃ ثنا	نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہا حدیث کی مجھ
موسیٰ بن یعقوب الربعی وھو صدوق	موسیٰ بن یعقوب ربعی نے اور وہ سچا ہے کہ حدیث کی مجھ کو
حدثنی مہاجر بن مسمار عن عائشۃ	مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد سے کہ سنا مین نے
بنت سعد سمعت اباھا یقول	اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ سنا مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۷ ۔ فاطمۃ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر (ماحصل ترجمہ) کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے معمر نے زہری سے
اُنے عروہ سے اُنہے حضرت عائشہ سے ... ... کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابوبکر سے اُس جائداد کا سوال کیا جو اُنکو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر مین رسول اللہ سے بطور
میراث پہونچی تھی حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے پس حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور اُنکو مطلوبہ جائداد مین
سے کچھ نہ دیا پس حضرت فاطمہ علیہا السلام اس بات پر بہت ناخوش اور رنجیدہ خاطر ہوئین مرتے دم تک حضرت ابوبکر سے کلام نہین کیا اور فاطمہ رسول اللہ کے بعد ۶ ماہ زندہ رہین۔
اور طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ مین اور مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ مین "جنکے کل رواۃ ایک ہی ہین" مذکور ہے۔ قال
ابن سعد اخبرنا یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی
صلعم اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابابکر بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابوبکر ان رسول اللہ
صلعم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (مسند امام احمد مین اسقدر زیادہ ہے) فغضبت فاطمۃ
علیہا السلام فہجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (ماحصل ترجمہ) ابن سعد اور امام احمد نے یعقوب
بن ابراہیم بن سعد زہری سے اُنے اپنے باپ سے اُنے ابن شہاب زہری سے اُنے عروہ بن زبیر سے اُنے عائشہ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول خدا حضرت فاطمہ بنت رسول خدا نے
حضرت ابوبکر سے اپنی اس میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے اُنکو پہونچی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا فرمائی تھی ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین
جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے پس حضرت فاطمہ علیہا السلام ایسی غضبناک ہوئین کہ مرتے دم تک اُنسے صاحب سلامت گوارا نہین کی اور حضرت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ ۶ مہینہ زندہ رہین

سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفة واخذ بید علی فخطب ثم قال ایھا الناس انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید علی فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی وان اللہ موال من والاہ ومعاد من عاداہ قال شیخنا الذھبی وھذا حدیث حسن غریب

رسول خدا سے جحفہ (ایک موضع ہے درمیان مکہ و مدینہ کے) دن جناب رسالتمآبؐ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو میں تمہارا اولیٰ ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا تب حضرت نے جناب علی کا ہاتھ بلند کر کے ارشاد کیا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری جانب سے احکام پہونچا نیوالا ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ابن کثیر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

حدیث مذکورہ کی مؤیدہ وہ حدیث ہے جو امام نسائی سے صـ۲۴۳ میں عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے بالفاظ مذکورہ مروی ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ حدیث میں لفظ ولیی سے مراد ولیعہد رسول خدا ہے کہ جو امام و خلیفہ ہے بقرینہ قول مخبر صادق علیہ السلام المؤدی عنی اس سبب سے کہ بعد رسول سوا انکے نائب اور خلیفہ کے اور کون شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جو احکام الٰہی کو انکے جانب سے ادا کرے اور اُمّت کو پہونچائے۔

اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے حدیث مذکورہ کے بعد بلا فاصلہ امام احمد بن حنبل سے وارد کی ہے جو حجة الوداع کی ہے:—

قال الامام احمد حدثنا یحیی بن آدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادة قال یحیی بن آدم السلولی وکان قد شھد حجة الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر لا یقضی دینی الا انا او علی۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن آدم اور ابن ابی بکیر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے اسرائیل نے ابی اسحاق سے انہوں نے حبشی بن جنادہ سے کہا یحیی بن آدم سلولی نے کہ حبشی بن جنادہ حجة الوداع میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں نہ پہونچائیگا احکام الٰہی کو میری طرف سے مگر میں خود ہی یا علی اور کہا ابن ابی بکیر نے کہ نہ ادا کریگا میرے قرض کو مگر میں خود ہی یا علی۔

اسی حدیث حبشی بن جنادہ کو امام احمد نے ابو احمد زبیری کے واسطے اسی حجة الوداع کی وارد کی ہے جسکو حافظ محب الدین طبری نے اپنے ریاض النضرہ جلد ثانی میں حافظ سلفی کے حوالے سے وارد کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ و ۴۴ کتاب ہذا۔ نیز ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی ابواب المناقب میں لفظ حجة الوداع کو حذف کر کے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے:—

قال الترمذی حدثنا اسمعیل بن موسی نا شریک عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے اسمٰعیل بن موسیٰ نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے ابی اسحاق سے انہوں نے حبشی بن جنادہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی	علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور نہیں ادا کرتا
الا انا او علی ھذا حدیث حسن غریب صحیح	مجھ سے مگر میں خود ہی یا علی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

اور چونکہ ابو احمد زبیری اس حدیث حبشی بن جنادہ کے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ راوی ہیں جنکی توثیق ترمذی نے اپنے صحیح میں کی ہے دیکھو حاشیہ ص ۱۶۴-۱۶۵ کتاب ہذا۔ پس حدیث مذکورہ صحیح ترین احادیث حجۃ الوداع سے ثابت ہو گئی۔

چونکہ حدیث مذکورہ کا فقرہ لا یؤدی عنی الا انا او علی ایک سال قبل سنہ ۹ھ واقعہ تبلیغ سورہ برات میں بھی حضرت نے ارشاد فرمایا ہے اس لئے ترمذی اور نسائی نے لفظ حجۃ الوداع کو ساقط کرکے لکھا ہے تاکہ حبشی بن جنادہ والی روایت سورہ برات کے تبلیغ کی سمجھی جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی گمان کرکے اسی واقعہ (سورہ برات) میں لکھا ہے۔

امام نسائی نے سورہ برات کے موقع کی یہ حدیث اپنے خصائص میں وارد کی ہے:۔

عن سعد بن ابی وقاص قال بعث	سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سرور کائنات نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر	ابوبکر کو برات کے ساتھ بھیجا یہانتک کہ جب کچھ راہ گئے
ببراءۃ اذا کان ببعض الطریق	تو حضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا سو علی نے اُن سے
ارسل علیا فاخذھا منہ ثم سارھا	سورہ برات لے لی اور اُسکو مکہ کیطرف لیگئے ابوبکر کو
فوجد ابو بکر فی نفسہ قال فقال لہ	اپنے دل میں رنج ہوا سو حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا
رسول اللہ صلعم انہ لا یؤدی عنی	یہ نہ ادا کرے گا میری طرف سے مگر میں یا کوئی
الا انا او رجل منی	مرد میرے اہلبیت سے۔

وفی تفسیر درمنثور سیوطی ج ۳ ص ۲۰۹ مطبوعہ مصر میں ہے۔

اخرج ابن ابی شیبۃ و احمد والترمذی	ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابو الشیخ
وابو الشیخ وابن مردویہ عن انس	اور ابن مردویہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسولخدا
قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع	نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو مکہ میں بھیجا پھر حضرت
ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد	نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں ہے کہ اسکی
ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا	تبلیغ کرے سوائے اُس مرد کے جو میرے اہل سے ہے پس
علیا واعطاہ ایاہ۔	بلایا حضرت علی کو تو اُنکو وہ سورت دیدی

نیز تاریخ حبیب السیر[1] جزو سیوم از جلد اول ص ۲۷ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۸۵۷ء اور تاریخ روضۃ الصفا ج ثانی ص ۱۶۷ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ میں ہے۔ کہ چون امیر المومنین ابی بکر ملازمت حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام رسید از آنحضرت پرسید کہ یا رسول اللہ

---

[1] توثیق (حبیب السیر) کشف الظنون میں ہے۔ حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وھو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا وھو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی سنہ ۹۴۲ھ اور تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۱۱ مطبوعہ نولکشور میں تحبیر اسعادہ بن عزم بن عطاء ... موجود ہے الخ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجود است۔

از من چہ صادر شدہ کہ از قرارت سورہ برات ممنوع گشتم۔ رسول خدا صلعم فرمود کہ ہیچ نقصے بحال تو راہ نیافتہ ولکن الامین ہبط الیٰ عن اللہ عز وجل بانہ لا یؤدّی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی من بعدی یقضی دینی وینجز وعدی ولا یؤدی عنی الا علی۔ (ماحصل ترجمہ) جب امیر المومنین ابوبکر حضور نبوی میں پہونچے تو آنحضرت سے دریافت کیا کہ مجھ سے کیا صادر ہوا کہ سورہ برات کی تبلیغ یعنی انکے اعلان سے ممنوع قرار دیا گیا حضرت نے ارشاد کیا کہ کوئی نقصان تمہاری وجہ سے نہین ہوا۔ مگر جبرئیل امین رب العزت کے جانب سے نازل ہوکر یہ حکم لائے کہ نہین پہونچا سکتا اسکو مگر تم خود یا وہ مرد جو تم سے ہو اور علی مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میرا خلیفہ میرے اہلبیت اور میری امت کا میرے بعد ہے جو میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کرے گا اور نہ ادا کرے گا کوئی مجھ سے یعنی میری طرف سے مگر علی :۔

واضح ہو کہ یہ روایتین واقعہ سورہ برات سنہ ۹ھ والی جو اوپر گذرین یہ اول حکم امتناعی خاص سورہ برات کے تبلیغ کی ہے اسکے بعد دوسرا حکم امتناعی عام ہے جو حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ کا ہے جسکو حبشی بن جنادہ صحابی نے روایت کی ہے جسکی مؤید وہ روایت ہے جسکو عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے بلفظ یوم الجحفہ (یوم غدیر خم) واقع حجۃ الوداع کی روایت کی ہے جبکہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند فرما کر ارشاد فرمایا کہ ۔ ھذا ولیی والمؤدّی عنی الحدیث یعنی یہ علی میرا ولی ہے اور میرے طرف سے احکام پہونچانے والا ہے ۔

جبکہ سورہ مائدہ اسی یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ مین نازل ہوا جسمین اٹھارہ احکام ہین جن احکام کی تبلیغ یا نفاذ یا انکا اجرا رسول خدا کے بعد سوائے علی علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہین کرسکتا اور اگر کوئی ایسا کریگا تو اُسنے رسول خدا کی نافرمانی کی کیونکہ اس حدیث غدیر کے خطبہ مین رسول خدا نے بالفاظ ثقلین وخلیفتین وامرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی یا عترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ارشاد فرمایا ہے جو ثقلین کے ایک ثقل اور خلیفتین کے ایک خلیفہ اور امرین کے ایک امر عترتی اھل بیتی کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جنکے

لہ تاریخ الانبیا جلد ثالث مؤلفہ مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی ص ۹۱ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۳۱۲ھ مین ہے۔ کہ ایکدن بحکم امیر المومنین علی بن ابیطالب مسجد نبوی مین منادی کی گئی کہ جسکا قرضہ ذمہ پیغمبر صلعم ہو یا جس سے وعدہ ہو وہ حاضر ہو بہت لوگ بطلب قرض وغیرہ حاضر ہوئے حضرت مرتضیٰ نے بغیر طلب شہادہ وحجت ہر ایک کو جو اُسنے طلب کیا ادا کر دیا جب خبر شیخین کو ہونچی اس خبر سے انکو بہت رنج ہوا اور تدبیر سوچی کہ بجلاف حضرت ابن الخطاب سلمان کو حکم دیا کہ ادا کرے جس شخص کیساتہ رسول صلعم نے وعدہ کیا ہو یا قرضہ انکا ذمہ رسول صلعم واجب ہو اسکو چاہیے کہ حضرت ابوبکر کے حاضر ہو دوسرے روز ایک اعرابی آیا اور کہا کہ پیغمبر صلعم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ایک شتر سرخ رنگ سیاہ چشم مجھکو دونگا اب حضرت صلعم نے وفات پائی اور آپ دعویٰ انکی خلافت کا کرتے ہین اُمید وار ہون کہ ایک شتر اسی صفت کے مجھکو عطا ہون شیخین اول تو سوال اعرابی سنکر ایک لمحہ کو ساکت ہوئے بعدہ اس سے شہادت و بینہ طلب کیا اعرابی نے دفینہ جو انکے پاس تھا انکے حوالہ کیا اور بالآخر بعذر عدم دستیابی شتران اعرابی کو اپنے یہان سے نکالدیا اعرابی دروازہ مسجد پر بیٹھا روتا تھا حضرت سلمان فارسی اسکو حضرت علی مرتضیٰ کے پاس لیگئے اور کیفیت واقعہ عرض کی حضرت امیر علیہ السلام نے انکے دعوے کی تصدیق کرکے امام حسن علیہ السلام کو ایک جماعت مومنین کے ہمراہ وادی قرہ مین بھیجا امام حسن علیہ السلام نے وہان پر نزدیک مین بلند تشریف لیجا کر کچھ (کلام) مبارک اس پہاڑ تل مین سے باہر نکل آئی امام حسن علیہ السلام نے مہار پکڑ کر کھینچی تو ایک سو مہار شتر اسی صفت کے کہ اعرابی نے دعویٰ کیا تھا اُس تل سے باہر آئے اور حوالہ اعرابی کئے ۔۔۔ (شیخ احمد صاحب موصوف لکھتے ہین) یہ روایت مخالف رشیدی سے مین نے نقل کی ہے اور وہ بڑی کتاب ہے کہ مولانا عبدالرشید گراوی نے تالیف فرمائی ہے اور مین نے ایک نسخہ قدیم قلمی [illegible] کہ انکی اولاد مین ابھی تک موجود ہے اور اسکو بطریق تبرک اپنے پاس رکھتے ہین انکے ہونے کے پاس کہ شیخ بدرالدین [illegible] مین پڑھا اور دیکھا ہے اور اس نسخے سے اس روایت کو نقل کیا ہے مولانا عبدالرشید اکابر علماء اہلسنت والجماعت اور سرگروہ اولیاء اللہ اپنے زمانہ مین تھے ۔

لہ پشتہ یعنی زمین بلند

شناخت کے لئے غدیر خم کے موقع پر سوا لاکھ کے مجمع میں خطبہ فرماتے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر اور علی علیہ السلام کو بلند فرما کر جناب موصوف کے قدم مبارک حضرت صلعم کے زانوے اقدس تک پہونچ گئے تھے کل حاضرین جلسہ قریب و بعید کو اپنے اولیت کے اقرار کے ساتھ من کنت مولاہ فعلی مولاہ وال من والاہ وعاد من عاداہ الا فلیبلغ الشاہد الغائب کا اظہار فرمایا ہے یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں نہیں ہیں ان کو یہ خبر پہونچا دیں۔

اسی جلسہ غدیر میں رسول خدا نے منزلت ہارون والی حدیث دسویں بار ان الفاظ سے ارشاد کی ہے جسکو تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان سے لکھا جاتا ہے:-

لما رجع النبی صلعم من مکۃ شرفہا اللہ تعالٰے عام حجۃ الوداع و وصل الی ھذا المکان و اخی علی بن ابی طالب قال علی منی کہارون من موسیٰ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ۔	جب رسول خدا حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ سے واپس ہو کر (غدیر خم) میں پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا کر کے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہیں جس منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت فرما اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور چھوڑ دے اُسکو جو چھوڑ دے علی کو۔

تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۷۹ کتاب ہذا

اور ریاض النضرہ ج ثانی صہ ۱۶۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے:- عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی (ترجمہ الملاء) براء بن عازب سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن سے۔

یہ حدیث اصابہ فی تمیز الصحابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۹۹ء کے صہ ۱۲۱ میں ہے:-

قال النبی صلعم غزوۃ تبوک انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انک لست بنبی ای لا ینبغی ان اذھب الا وانت خلیفتی (ترجمہ) کیا راضی نہیں ہے تو اس بات سے کہ ہوئے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے تحقیق کہ مجھکو سزاوار نہیں ہے یہ امر کہ میں جاؤں مگر یہ کہ تو میرا خلیفہ ہو (یعنی بغیر تجھکو خلیفہ کئے ہوئے میں نہیں جا سکتا) انتہی کیونکہ حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر جانے لگے تو بغیر خلیفہ کئے حضرت ہارون کو نہیں گئے۔

اور مورخ حبیب السیر اپنی تاریخ جز سیوم از جلد اول صہ ۶۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء میں لکھتے ہیں:-

روایت است کہ در وقت عزیمت غزوہ تبوک بر ضمیر انور حضرت اقدس نبوی ظاہر گشت کہ دراں سفر با اعداء دین مقاتلہ وقوع نخواہد یافت	روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک کے ارادہ کرتے وقت قلب انور سرور عالم پر یہ امر ظاہر ہو گیا تھا کہ اس سفر میں اعداء دین سے قتال واقع نہ ہوگا اسوجہ سے

بنابرآن شاہ مردان را در مدینہ بر سر
اہل وعیال گذاشتہ بخلافت خویش تعین
نمودہ امہات مومنین را گفت از سخن وصوابدید
امام المسلمین اصلا تجاوز جائز نہ دارند

شاہ مردان علی علیہ السلام کو مدینہ طیبہ مین اپنے اہل عیال
پر اپنا جانشین متعین فرمایا اور ازواج سے تاکید فرمائی
کہ امام المسلمین علی علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کرنے
مین ہرگز تجاوز نہ کرین (جو وہ کہین وہی کرین)

تاریخ روضۃ الصفا ج۔ اول صفحہ ۹۷ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۱ء مین حضرت ہارون کی امامت وخلافت کا حال یون مذکور ہے۔

چون صباح روز ہشتم کہ غرہ نیسان بود طالع
شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت
وخلافت خود بدو تفویض فرمود وآن شغل
را بسبب وصایت در نسل او بطنا بعد بطن مقرر
گردانیدہ وانارہ قندیل وتبخیر بخور وتولیت
قربان والبسۂ معینہ جہت اصحاب مناصب
وغیر ذلک برلے وے مفوض ساخت وتمامت
بنی اسرائیل را برین معنی گواہ گرفتہ مخالفت
او واولادش بر ایشان حرام کردہ خون
کسانے کہ خلاف ہارون و فرزندان او نمایند
مباح گردانید وبعد ازانکہ قربانی نمودند آتشے
از آسمان فرود آمد ہمہ را بخورد یہود این روز
را تعظیم کنند وفضائل بسیار گویند کہ روز یکشنبہ
است کہ ابتدائے خلقت عالم درین روز بودہ
واول ہفتہ وعشرہ ماہ اول سال است واول روزے
است کہ مردم اجتماع نمودہ بزیارت بیت المقدس
حاضر آمدند واول روزے است کہ جہت ولایت
وخلافت ہارون قربانی کردند وآتش فرود آمدہ
بر ہمہ قربانی ہا احاطہ کرد

جب نیسان مہینہ کی آٹھوین تاریخ ہوئی حضرت موسیٰ
نے حضرت ہارون کو بلایا اور اپنی امامت وخلافت
سپرد کی اور انکو اپنا وصی مقرر کرکے اُس کام یعنی
امامت وخلافت کو اُنکی نسل مین بطنًا بعد بطن مقرر
کر دیا اور قندیلون کا روشن کرنا خوشبو کی دھونی
دینا قربانی کی تولیت اور اعلیٰ اور ادنیٰ لوگون کے
لئے مقررہ لباس اُنکے اختیار مین دیدیا اور ان امور
کے لئے تمام بنی اسرائیل کو گواہ کر لیا اور حضرت
ہارون اور انکی اولاد کی مخالفت حرام کر دی اور
اُنکے اور اُنکے فرزندون کے مخالفون کا خون وقتل
مباح کر دیا اسکے بعد جب لوگون نے قربانی کی آسمان
سے آگ نازل ہوئی سب کو کھا گئی۔ یہودیون کو چاہئے
کہ اس دن کی تعظیم کرین اور اسکی فضیلتین بہت
بیان کرین کیونکہ وہ اتوار کا دن ہے اور وہ ایسا
دن ہے کہ دنیا کی پیدائش اس دن ہوئی ہے اور
وہ سال کے پہلے مہینہ کا پہلا ہفتہ اور عشرہ ہے اور وہ ایسا پہلا دن
ہے جس روز لوگ جمع ہوکر بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور نیز ایسا
پہلا دن ہے جسدن لوگون نے حضرت ہارون کی ولایت وخلافت کیواسطے قربانی کی
اور آگ نازل ہوئی اور اسنے تمام قربانیون کو گھیر لیا۔

چونکہ حضرت ہارون کا انتقال سامنے حضرت موسیٰ کے ہوگیا اسلئے موسیٰ پیغمبر نے جناب یوشع بن نون اپنے عزیز قریب کو اپنی وفات کے
قریب اپنا خلیفہ وجانشین کیا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا مذکورہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ مین ہے۔

و در روز ہفتم آذر قوم را احضار کردہ مجلسِ عظیم
ساخت و یوشع را خلیفہ و وصی گردانید و بنی اسرائیل
را بہ از حوالہ بضمان حفظ الٰہی بوے سپرد
و بہ تدبیر و رعایت مہمات ایشان وصیت کرد
اسباط را بطاعت و انقیاد او حجت گرفتہ فرمود
کہ امروز ہفتم ماہ آذر است و سن من بصد و بست
سال رسیدہ و زمان رحلت نزدیک شدہ
اکنون بندہ از بندگان خداے کہ بخلوص نیت
از شما ممتاز است بر شما خلیفہ ساختم و خداوند
تعالے و فرشتگان زمین و آسمان را باین معنی
گواہ گرفتم کہ در وصیت من تقصیر و تہاون نکنید

حضرت موسیٰ نے آذر مہینہ کی ساتوین تاریخ قوم کو
حاضر ہونیکا حکم دیا ایک بڑا مجمع جمع کرکے حضرت یوشع کو اپنا
خلیفہ اور وصی کیا اور بنی اسرائیل کو خدا کی حفاظت
اور ضمانت مین دیکر حضرت یوشع کے سپرد کیا اور وصیت کی
کہ انکے کامون مین تدبیر و عقل سے رعایت کرنا اتی پوتون
سے انکی اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ و اقرار لیکر فرمایا کہ آج آذر
مہینہ کی ساتوین تاریخ ہے اور میری عمر ایکسو بیس سال کی ہوگی
موت کا زمانہ قریب ہے اسوجہ سے مین نے بندگان خدا مین سے
ایک خاص بندہ کو جو خلوص نیت مین تم سب لوگون سے افضل و برتر ہے
تمپر خلیفہ کردیا اور خداے برتر اور زمین و آسمان کے فرشتون کو اسبات پر
گواہ کرلیا اب تمکو چاہئیے کہ میری وصیت پر عمل کرنے مین کمی تاہی اور کمی نکرنا

جو کہ سورہ مائدہ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ مین نازل ہوا جسمین آیہ کریمہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبًا (یعنی اور اسمین بھی شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و قرار لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے انہین کے بارہ سردار (راہبر) مقرر کئے جس کے اول نقیب جناب یوشع وصی اور خلیفہ حضرت موسیٰ ہین۔

آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ثالث صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین:۔

وفی التوراۃ البشارۃ باسمٰعیل علیہ السلام وان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیمًا وھم ھؤلاء الخلفاء الاثنی عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرۃ (ترجمہ) توریت کی بشارت جو اسمٰعیل علیہ السلام پر ہے بالتحقیق کہ اللہ تعالے قائم کریگا اسمٰعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

اولاد صُلبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شناخت اس حدیث اصطفیٰ سے ہوتی ہے جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین اخراج کی ہے

قال الترمذی حدثنا خلاد بن اسلم
البغدادی نا محمد بن مصعب نا
الاوزاعی عن ابی عمار عن واثلۃ بن
اسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ
اصطفی من ولد ابراہیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل
بنی کنانۃ واصطفی بنی کنانۃ قریشًا

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے خلاد بن اسلم بغدادی نے کہا
حدیث کی ہے محمد بن مصعب نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے ابی
عمار سے انہون نے واثلہ بن اسقع سے کہا انہون نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مصطفےٰ
کیا خدا نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسمٰعیل علیہ السلام کو اور
مصطفےٰ کیا اسمٰعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور مصطفیٰ
گردانا بنی کنانہ سے قریش کو اور مصطفیٰ کیا

لہ آذر رومی مہینہ جو مطابق انگریزی ماہ مارچ کے ہے۔

واصطفی من قریش بنی ھاشم و
اصطفانی من بنی ھاشم ھذا حدیث صحیح

قریش سے بنی ہاشم کو اور مصطفےٰ کیا مجھکو بنی ہاشم
سے یہ حدیث صحیح ہے ۔

تمام محدثین امام احمد بخاری ومسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ نے رسول خدا کا وہ قول کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون
اپنے اپنے صحیح ومسانید مین وارد کیا ہے جسکو ہم لکھ آئے ہین نیز حدیث طینت مین رسول خدا کا یہ ارشاد کہ علی بن ابیطالب میری
مٹی سے اور مین حضرت ابراہیم کی مٹی سے پیدا ہوا اور مین ابراہیم سے افضل ہون دیکھو کتاب ہٰذا صفحہ ۔
پس رسول خدا اور علی ابن ابیطالب اولاد صلبی حضرت ابراہیم واسمٰعیل سے مصطفےٰ ہوے یعنی محمد مصطفےٰ رسول خدا ہوے
اور علی مرتضیٰ اور انکی گیارہ اولاد بطناً بعد بطن امام ہوئے جیسے حضرت ہارون اور انکی اولاد بطناً بعد بطن امام قرار پائے۔
چنانچہ شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۲۶ھ مین سورہ اعراف کے
آیۂ کریمہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ الآیۃ کی تفسیر مین لکھتے ہین "حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام
تھے" جبکہ حضرت ہارون جناب موسیٰ کی حیات مین رحلت کر گئے تو جناب موسیٰ نے حضرت یوشع پیغمبر کو اپنا وصی گردانا۔ اور یہ قرار
دیا کہ اپنے وفات کے قریب اسرار توریت والواح کو اولاد ہارونؑ کے سپرد کر دین ۔
جسکے متعلق امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل و نحل کے صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۶۳ھ مین فرماتے ہین ۔

قالوا کان موسیٰ قد افضی باسرار
التوراۃ والالواح الی یوشع بن نون
وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد
ھارونؑ لان الامر کان مشترکاً
بینہ و بین اخیہ ھارون اذ قال
واشرکہ فی امری وکان
ھو الوصی فلما مات ھارون
فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ
الی یوشع بن نون ودیعۃ فلیوصلہا
الی شبر وشبیر ابنی ھارون
قراراً و ذلک ان الوصیۃ و
الامامۃ بعضہا مستقر وبعضہا
مستودع

کہا اونھون نے تھے موسیٰ علیہ السلام کہ انھون نے سپرد کیا
توراۃ اور الواح کے اسرار طرف یوشع بن نون وصی کو اپنے
بعد کے لئے تاکہ پہونچا دین اوس امانت کو حضرت ہارون
کی اولاد کو اسلئے کہ امر (امامت) مشترک تھا درمیان موسیٰ
اور انکے بھائی ہارون کے جبکہ کہا تھا موسیٰ نے خدا سے
(تعالیٰ سے و شریک کر دے تو ہارون کو میرے امر مین)
اور تھے وہی ہارون وصی موسیٰ جبکہ مر گئے ہارون موسیٰ
کی حیات مین منتقل ہو گئی وصایت طرف یوشع بن
نون کے از روئے امانت کے چاہیے کہ پہونچا دین
شبر و شبیر پسران ہارون کو از روئے
قرار کے اور یہ اسلئے کہ وصیت
اور امامت بعض اوس کا مستقر ہے اور
بعض امانت ہے ۔

ریاض النضرہ حافظ محب طبری ۔ ج ۔ ثانی باب رابع صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
اور تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی صفحہ ۳۶ مطبوعہ طہران اور ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری صفحہ ۲۵

مطبوعہ لاہور میں ہے:۔ قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا لسلمان الفارسی سل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فسأل سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان وصی موسی بن عمران فقال یوشع بن نون قال ان وصیی و وارثی ومنجز وعدی علی بن ابیطالب علیہ السلام یعنی تذکرۂ خواص الامہ میں منقول ہے کہ کہا احمد نے کتاب فضائل میں بروایت انس کہ کہا ہم سبنے سلمان فارسی سے کہ تم سوال کرو جناب رسولخدا سے کہ کون ہے وصی اُنکا پس سوال کیا سلمان نے جناب رسالتمآبؐ سے پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے وصی موسیٰ بن عمران پس سلمان نے عرض کی یوشع بن نون وصی موسیٰ تھے فرمایا حضرت نے وصی میرا اور وارث میرا اور وفا کرنے والا وعدہ کا میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف اور صراحتہً ظاہر ہو گیا کہ جسطرح یوشع بعد موسیٰ خلیفہ بلافصل تھے یقیناً اُسی طرح جناب علی مرتضیٰ بھی بعد رسول اللہ خلیفہ بلافصل ہیں۔ حتماً وجزماً لاریب فی ذلک۔

اسی ریاض النضرہ صـ۱۷۸ جلد مذکورہ اور کتاب ینابیع المودۃ صـ۲۰۷ اور صـ۲۳۲ میں یہ حدیث ہے:۔ عن بریدۃ مرفوعاً لکُل نبی وصی و وارث وان علیاً وصی و وارثی (اخرجہ الحافظ ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابہ) بریدہ رضی اللہ عنہ نے بسند مرفوع روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث علی ہے۔

اور کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحۃ القرشی الشافعی صـ۲۳ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہے:۔

روی الامام الحافظ المذکور بسندہ فی حلیتہ[1]
عن انس بن مالک قال قال رسول
اللہ یا انس اسکب لی وضوءً ثم قام
فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول
من یدخل علیک فی ھذا الباب
امیر المومنین و سید المسلمین
وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین
قال انس قلت اللھم اجعلہ رجلا من
الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقال من
ھذا یا انس فقلت علی فقام مستبشرا
فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ
بوجہہ ویمسح عرق وجہ علی بوجہہ فقال

روایت کی ہے حافظ مذکور (یعنی حافظ ابونعیم) نے اپنی سند سے
کتاب حلیہ میں انس بن مالک سے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے انس
پانی دے مجکو وضو کا پھر آپ بعد وضو کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز
پڑھی بعد اسکے فرمایا کہ اے انس پہلے جو شخص کہ تیرے اوپر داخل ہوگا
اس دروازہ سے وہ امیر المومنین ہے اور سردار ہے مسلمانوں کا
اور لیجانیوالا ہے اُن لوگوں کا جنکے منہ اور ہاتھ اور پاؤں نورانی
ہونگے بہشت کیطرف اور خاتم ہے وصیوں کا انس نے کہا کہ میں نے
دعا کی کہ بارخدایا گردان تو اسکو مرد انصار میں سے اور اس بات
کو میں نے پوشیدہ کیا کہ ناگاہ علی آئے پس پوچھا رسول خدا نے
کہ یہ کون ہے اے انس پس میں نے کہا علی ہیں پس کھڑے ہوگئے
جناب رسولخدا خوش ہو کے اور انکو گلے سے لگا لیا بعد اسکے اپنے منہ
کے پسینہ کو علی کے منہ پر ملتے تھے اور علی کے منہ کے پسینہ کو

[1] ترجمہ (کتاب حلیہ) کشف الظنون میں ہے:۔ حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ ... وھو کتاب حسن معتبر

علی یا رسول اللہ لقد رایتک بی شیئاً ماصنعت بی قبل قال و ما یمنعنی و انت تؤذی عنی و تسمعهم صوتی و تبین لهم ما اختلفوا فیه بعدی

اپنے منہ پر ملتے تھے پس کہا علی نے کہ اے رسول اللہ تحقیق میں نے آپکو دیکھا کہ جو کچھ اس وقت آپنے میرے ساتھ کیا وہ اس سے پیشتر کبھی نہیں کیا تھا آپنے جواب میں فرمایا کہ بھلا کسے کرنے سے مجھکو کون سا امر مانع ہے حالانکہ تو ادا کرے گا احکام خدا میری طرف سے اور سنائیگا لوگوں کو میری آواز اور بیان کریگا تو ان لوگوں کے واسطے اس چیز کو کہ جس میں وہ لوگ اختلاف کرینگے میرے بعد۔

اس حدیث شریف کے نقل سے چند فوائد برآمد ہوئے۔ اوّل یہ کہ علامہ محمد بن طلحہ شافعی نے یہ حدیث کتاب حلیۃ الاولیا مصنفہ حافظ ابو نعیم سے نقل کی ہے پس دو عالمون کی تصدیق اس حدیث کی بابت ثابت ہوگئی۔ دوئم یہ کہ لفظ امیر المومنین ہے جس لفظ سے روز غدیر لوگون نے السلام علیک یا امیر المومنین کہکر سلام کیا ہے دیکھو صـ۶۳ـ وہ لفظ اس حدیث مین بھی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب خود جناب رسالتماب نے دیا ہے۔ مثل غیرون کے امت سے علی مرتضی نے یہ خطاب نہین پایا۔ سوئم یہ کہ فقط لفظ وصی نہین ہے بلکہ لفظ خاتم الوصیین ثابت ہوئی اور اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ ہر نبی نے اپنا وصی مقرر کیا چونکہ رسول اللہ خاتم النبیین ہین لہذا علی خاتم الوصیین ہین۔ چہارم یہ کہ لفظ سید المسلمین جو لفظ امام المسلمین کے مرادف ہے جسکو حضرت نے غزوہ تبوک جاتے وقت فرمایا تھا اور لفظ امیر المومنین کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ جسکو خود حضرت نے سب مومنون کا امیر اور سب مسلمانون کا سردار فرمایا اسپر کوئی دوسرا امیر اور سردار نہین ہوسکتا۔ پنجم یہ کہ جو الفاظ اس حدیث مبارک کے اخیر مین ہین اس سے بھی خلافت اور امامت بلافصل جناب امیر بحسن وجوہ ثابت ہے۔ اس سبب سے کہ جو شخص رسول کے بعد احکام خدا کو انکی جانب سے ادا کرے اور لوگون کو رسول کی آواز سنائے اور امت کے اختلاف کی حالت مین جو امر حق ہو اسکو بیان کردے وہی بیشک و شبہہ خلیفہ برحق ہے۔

اب یہ خاکسار آیہ "اثنی عشر نقیباً" کے حرف اثنی عشر یعنی بارہ عدد کے چند معارف و حقائق و دقائق بقدر اپنی فہم و وسعت مقام کے بیان کرتا ہے کیونکہ احادیث مین بارہ خلفا کی تعداد معین ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارہ نقبا اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواری ہوئے

اثنا عشر نقیباً ۱۲	واشرکہ فی امری ۱۲	امیر المومنین ۱۲	امام المسلمین ۱۲
صالح المومنین ۱۲	مولی المومنین ۱۲	اثنا عشر عظیماً ۱۲	اثنا عشر امیراً ۱۲
اثنا عشر شریفاً ۱۲	اثنا عشر خلیفۃ ۱۲	عترت رسول اللہ ۱۲	عترتی اہلبیتی ۱۲

یہ چوتھی حدیث ابن جریر کی مخرجہ ابن حمید کے سند کی تاریخ الرسل و الملوک جلد اول حصہ سوئم صـ۱۷۱ـ سے نقل ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال ثنا سلمۃ قال حدثنی محمد بن اسحاق

کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے کہا حدیث کی مجھ سے محمد ابن اسحاق نے

توثیق (سلمہ) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے کہ سلمہ بن الفضل الانصاری مولاہم ابو عبد اللہ الرازی الارش الازرق القاضی عن ابن اسحاق و حجاج بن ارطاۃ و عنہ ... ابن ابی شیبۃ و ابن معین و ثقہ و قال مرۃ لیس بہ باس یتشیع قال البخاری عندہ مناکیر و قال ابو حاتم محلہ الصدق قال ابن سعد کان ثقۃ صدوقاً و هو صاحب مغازی ابن اسحاق مات بعد التسعین و مائۃ ایضاً۔ سیرۃ شبلی جلد اول صـ۲۳ـ مین ہے:۔ سلمہ بن الفضل الابرش الانصاری المتوفی ۱۹۱ھ ابن اسحاق کے شاگرد اور انکی سیرۃ کے راوی ہین رے کے قاضی تھے اہل نقد کے نزدیک قابل احتجاج نہین لیکن ابن معین جو اسماء رجال کے بڑے ماہر ہین مغازی مین انکی توثیق کرتے ہین اور ان کی سیرۃ کو بہترین سیرۃ کہتے ہین ... طبری مین انکے واسطے سے اکثر روایتین مروی ہین :۔

عن عبد الغفار بن القاسم عن
المنهال بن عمرو عن عبد الله
بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن
عبد المُطّلب عن عبد الله بن عباس
عن علی بن ابی طالب قال لما نزلت
هٰذه الآية علی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وانذر عشیرتك الاقربین
دعانی رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال لی یا علی ان الله امرنی انّ انذر
عشیرتی الاقربین فضقت بذلك
ذرعاً وعرفت انی متی اباديهم بهذا
الامر ارامنهم ما اكره فصمت علیه
حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمدّ انك
الا تفعل ما تومر بہ یعذبك ربك فاصنع
لنا صاعاً من طعام واجعل علیه رجل
شاة واملأ لنا عساً من لبن ثم اجمع
لی بنی عبد المطلب حتی اكلمهم وابلغهم
ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم
دعوتهم له وهم یومئذٍ اربعون رجلا
یزیدون رجلا او ینقصونه فیهم اعمامه
ابو طالب وحمزة والعباس وابو لهب
فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام
الذی صنعت لهم فجئت به فلما
وضعته تناول رسول الله صلعم حذبة
من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها
فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا باسم الله
فاكل القوم حتی مالهم بشیٔ حاجة

عبد الغفار بن قاسم سے اوس نے منہال بن عمرو
سے اوس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل
بن حارث بن عبد المطلب سے اُسنے
عبد اللہ بن عباس سے اُس نے جناب
علی مرتضیٰ بن ابی طالب سے روایت کی ہے
جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو
رسول خدا نے علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے علی رب العزت
نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابتمندوں کو
(عذاب الٰہی سے) ڈراؤن لیکن
(قوم کی حالت دیکھکر) مین نے معلوم کیا کہ
جب اون لوگون کے سامنے یہ امر پیش
کرون گا تو اُن سے حرکات نا ملائم دیکھون گا
اس لئے مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ خدا ئے
تعالےٰ کا حکم تاکیدی صادر ہوا لہذا تم ایک صاع
طعام اور ایک ران بکری کی اور پیالہ دودھ کا
مہیا کرو اور بنی عبد المطلب کو جمع کرو تا کہ
مین اون سے کلام کرون اور اُن کو
وہ چیز پہونچا دون جس کے پہونچانے کے لئے
مامور ہوا ہون حضرت علی نے تعمیل ارشاد کی اور بنی
عبد المطلب جو ایک کم یا ایک زیادہ چالیس مرد تھے اور
جنمین آپکے اعمام ابو طالب و حمزہ عباس اور ابو لہب
بھی تھے جمع کیا جب سب لوگ آگئے اور کھانا حاضر
کیا گیا تو رسول خدا نے ایک ٹکڑا گوشت کا
لے کر اپنے دانتوں سے پارہ پارہ کیا پھر اطراف
ظرف مین ڈالدیا اور فرمایا شروع
کرو بسم اللہ۔ سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا اور باوجودیکہ طعام اور شیر اس مقدار

وما اری الا موضع ایدیهم وایم الله الذی نفس علی بیده وان کان الرجل الواحد منهم لیاکل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلك العس فشربوا منه حتی رووا منه جمیعا وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم لیشرب مثله فلما اراد رسول الله صلعم ان یکلمهم بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد ما سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال الغد یا علی ان هذا الرجل سبقنی الی ما قد سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت ثم اجمعهم الی قال ففعلت ثم جمعتهم ثم دعانی بالطعام فقربته لهم ففعل کما فعل بالامس فاکلوا حتی ما لهم بشیء حاجة قال اسقهم فجئتهم بذلك العس فشربوا حتی رووا منه جمیعا ثم تکلم رسول الله صلعم فقال یا بنی عبد المطلب انی والله ما اعلم شابا فی العرب جاء قومه بافضل مما قد جئتکم به انی قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرة وقد امرنی الله تعالی ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی هذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنها جمیعا وقلت وانی لاحدثهم سنا وارمصهم

میں تھا کہ ایک آدمی کو کافی ہوتا لیکن سب آدمیوں نے کھایا پیا اور کمی نہ ہوئی۔ جب کھانے پینے سے فراغت ہوئی تو آنحضرت نے کلام کرنے کا ارادہ کیا لیکن ابولہب نے سبقت کی اور کہا تم پر تمہارے صاحب نے جادو کیا ہے اس فقرے کو سنکر سب لوگ پراگندہ ہوگئے اور آنحضرت اون سے کلام نہ کرسکے دوسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت علی سے فرمایا کہ تم نے سنا ابولہب نے کلام میں مجھپر سبقت کی اور قبل اس کے کہ میں اون لوگوں سے کلام کروں سب کو پراگندہ کر دیا اب کل کیطرح پھر میرے پاس سب کو جمع کرو حضرت علی نے کل سب چیزیں بدستور سابق مہیا کیں اور پھر سب کو جمع کیا۔ کھانا حاضر کیا گیا اور آنحضرت نے پہلے دن کی طرح آج بھی عمل فرمایا اور سب نے سیر ہو کر کھایا پیا بعدہ پیغمبر صاحب نے فرمایا اے بنی عبد المطلب قسم ہے خدا کی میں کسی ایسے جوان کو عرب میں سے نہیں جانتا جو اپنی قوم کے لئے مجھسے بہتر کوئی چیز لایا ہو میں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہوں اور اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اسکی طرف بلاؤں لہذا تم میں سے کون شخص اس امر میں میری وزارت کریگا اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ قوم میں سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن علی علیہ السلام نے باوجود

حیا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انا یا نبی الله اکون وزیرک علیه فاخذ برقبتی ثم قال ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا قال فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع

کمسنی کے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں آپ کا وزیر ہوں گا یہ سُنکر آنحضرت صلعم نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیشک یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو سب لوگ ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ تُم کو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو:

ف۱ واضح ہو کہ حدیث مذکور کے الفاظ اخی ووصیی وخلیفتی جسکو تاریخ کبیر طبری مطبوعہ یورپ سے نقل کیا گیا ہے بجائے اسکے مصر میں الفاظ مذکورہ کے بجائے کذا وکذا الکھدیا گیا شبلی صاحب بھی باوجود حدیث مذکورہ مطبوعہ یورپ کے دیکھنے کے لفظ اخی ووصیی وخلیفتی کو نظر انداز کر گئے چنانچہ سیرۃ النبی حصہ اول صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ کانپور میں لکھتے ہیں: "تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن آفتاب رسالت اب بلند ہو چکا تھا صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تمکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے پھر حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا اس میں آپنے چند روز کے بعد حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا۔ تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا حمزہ ابوطالب عباس سب شریک تھے آنحضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بار گران کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا تمام مجلس میں سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھکر کہا گو مجھکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دونگا قریش کیلئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جنمیں ایک سترہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا" لیکن بخاری اور ترمذی نے جناب امیر کا نام ہی اڑا دیا ہے یہانتک کہ اس واقعہ تبلیغ کے اصلی مفہوم کو بدل دکر کے سراپا دروغ اور وضعی روایت کو بیان کیا ہے۔ قال البخاری حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمة بن عبد الرحمان ان ابو هریرة قال قام رسول الله صلعم حین انزل الله وانذر عشیرتک الاقربین قال یا معشر قریش او کلمة نحوها اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من الله شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من الله شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من الله شیئا ویا صفیة عمة رسول الله صلعم لا اغنی عنک من الله شیئا یا فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وسلم سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من الله شیئا۔ کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو الیمان نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے زہری سے اُنہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا اسوقت کھڑے ہوئے جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسول اللہ نے معشر قریش (یا کوئی دوسرا کلمہ مثل اسکے فرمایا) خرید کرو اپنے نفسوں کو میں تمہیں خدا سے مستغنی اور بے پروا نہیں کر سکتا۔ اے بنی عبد مناف میں تمہیں خدا کے مواخذہ سے بچا نہیں سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمہیں خدا سے بچا نہیں سکتا۔ اے پھوپھی صفیہ میں تمہیں خدا سے بے پروا نہیں کر سکتا اور اے بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا وقال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمان الطفاوی نا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت لما نزلت هذه الآیة وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا صفیة بنت عبد المطلب یا فاطمة بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من الله شیئا سلونی من مالی ما شئتم هذا حدیث حسن صحیح۔ کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے ابو اشعث احمد بن مقدام عجلی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد الرحمان طفاوی نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہ سے جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اور ڈرا قبیلہ اپنے نزدیک والوں کو تو فرمایا رسول خدا نے اے صفیہ بنت عبد المطلب اے فاطمہ بنت محمد اے بنی عبد المطلب میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال سے جو تم چاہو مانگ لو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ واضح ہو کہ اوپر کی ہر دو حدیثیں جو کہ حسن صحیح کے لقب سے ملقب کی گئی ہیں جیسے آیہ اکمال دین کی طاقت بن شہاب اور حضرت عمر بن خطاب سے وہ بھی ہیں نازل ہونی بخاری ومسلم وترمذی میں وارد ہیں جنکی حقیقت اور قدح وضاحت سے گذر چکی اور ہر دو حدیث مذکورہ کے اصل راوی ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ ہیں جس آیہ مبارک کی تفسیر میں حدیث مذکورہ بیان کی اسوقت ہر دو کا وجود نہ تھا یعنی ابو ہریرہ صوبہ یمن کے باشندہ اور مدینہ میں اسلام لائے اور حضرت عائشہ بعثت سے چار پانچ سال بعد پیدا ہوئیں سنہ نبوی میں چھ سالہ تھیں تو حضرت کیساتھ عقد ہوا سنہ ۱۳ نبوی میں ہجرت کے وقت ۹ سال تھیں سنہ ۱ھ میں دسویں سال حضرت کے پاس آئیں اور حضرت فاطمہ اُن سے ایک سال چھوٹی تھیں جنکا عقد حضرت علی کے ساتھ دسویں سال سنہ ۲ھ میں واقع ہوا دیکھو ابو ہریرہ کی حقیقت فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

باقی حاشیہ برصفحہ ۳۲۱

اور انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرۃ الحلبیہ علی بن ابراہیم حلبی جلد اول صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین یہ ہے۔

وروی انہ لما نزل (وانذر عشیرتک الاقربین) جمع بنی عبد المطلب فی دار ابی طالب وہم اربعون وفی الامتاع خمسۃ و اربعون رجلا وامراتان فصنع لہم علی طعاما الی ان قال فلما اراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتکلم بدرہ ابولہب بالکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم سحرا عظیما

مروی ہے کہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا ہے تو آنحضرت صلعم نے ابوطالب کے مکان مین اولاد عبد المطلب کو جمع کیا جو کہ چالیس مرد تھے اور امتاع مین ہے کہ پینتالیس مرد اور دو عورتین تھین پس آپ نے اونکے واسطے کھانا پکوایا پس جب بعد طعام کچھ کہنا چاہا تو ابولہب نے آپ پر سبقت کی اور کہا کہ اس شخص نے تم پر سحر عظیم کیا ہے۔

وفی روایۃ محمد وفی روایۃ ما رائینا کالسحر الیوم فتفرقوا ولم یتکلم رسول اللہ صلعم فلما کان الغد قال یا علی عدلنا بمثل ما صنعت بالامس من الطعام والشراب قال علی ففعلت ثم جمعتہم لہ صلے اللہ علیہ وسلم فاکلوا حتی شبعوا وشربوا حتی نہلوا ثم قال لہم یا بنی عبد المطلب ان اللہ قد بعثنی الی الخلق کافۃ وبعثنی الیکم خاصۃ فقال

اور روایت ابن اسحاق مین اور ایک روایت مین ہے کہ ہم نے آج کا سا سحر کبھی نہین دیکھا پس جب وہ متفرق ہوگئے اور حضرت کو بات کرنے کا موقع نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو حضرتؐ نے علی سے فرمایا کہ علی کل کی طرح آج بھی کھانے پینے کا سامان کرو جناب امیر فرماتے ہین کہ مین نے تعمیل حکم کی پھر اون سب کو جمع کیا پس جب وہ کھاپی کر فارغ ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب خدا نے مجھے عام طور سے تمام خلق پر اور تم پر خاص طور سے مبعوث فرمایا ہے پھر آیہ مذکورہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۰) (و هذا من مراسیل الصحابۃ وبذلک جزم بہ الاسمٰعیلی لان ابا ہریرۃ انما اسلم بالمدینۃ وہذہ القصۃ وقعت بمکۃ) یعنی یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے اسمٰعیلی نے اسکا یقین کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ اسکے بہت دنون بعد مدینہ مین اسلام لائے اور یہ واقعہ مکہ مین ہوا۔ غلط بیانی اس درجہ تک ہوگئی۔ قریش اور بنی عبد مناف بھی شامل کرلئے گئے لیکن ابوطالب جنکے مکان مین یہ مجمع ہوا اونکا نام تک نہین لیا گیا نیز جناب فاطمہ بنت اسد مادر جناب علی علیہ السلام بھی اوس گھر مین علاوہ دیگر مستورات کے ضرور رہی ہونگی مگر حضرت فاطمہ جنکی ولادت بعثت سے پانچ برس بعد حسب روایت صحیحہ ہوئی جس سے کہ منظر مین آٹھ سال کی تھین اونکا ذکر لایا گیا چنانچہ روضۃ الشہدا حسین بن علی واعظ کاشفی کے باب چہارم صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ء مین ہے۔ شیخ ابو محمد بن الخشاب در کتاب موالید ائمہ از امام محمد باقر علیہ السلام نقل کردہ کہ ولادت فاطمہ بعد از بعثت بودہ بہ پنج سال۔ اور تاریخ حبیب السیر اور تاریخ خمیس دیار بکری کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۷ کتاب ہذا اور روضۃ الندیہ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی یمنی صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ دہلی مین ہے۔ ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الذارع فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت علیہم السلام ان فاطمۃ علیہا السلام توفیت ولہا ثمان عشرۃ سنۃ وخمس وسبعین یوما وانہا بقیت بمکۃ ثمان سنین وبقی بالمدینۃ وکانت ولادتہا بعد النبوۃ بخمس سنین یعنی امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ ذارع نے کتاب تاریخ موالید اہل بیت علیہم السلام مین دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دنون کی ہوئی جس مین آٹھ سال مکہ مین باقی مدینہ مین گذرے

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۲)

وانذر عشيرتك الاقربين وانا ادعوكم الى كلمتين خفيفتين على اللسان ثقيلتين فى الميزان شهادة ان لا اله الا الله وانى رسول الله فمن يجيبنى الى هذا الامر ويوازرنى ليعاوننى على القيامة به قال على انا يا رسول الله وانا احدثهم سنا وسكت القوم زاد بعضهم فى الرواية يكن اخى ووزيرى ووارثى وخليفتى من بعدى فلم يجبه احد منهم فقام على وقال انا يا رسول الله فقال اجلس ثم اعاد القول على القوم ثانيا فلم يجبه احد منهم فقام على فقال انا يا رسول الله

وانذر عشیرتک الاقربین تلاوت فرما کے ارشاد کیا کہ میں تم کو دو کلموں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ جو زبان پر بہت سبک اور میزان عمل میں نہایت گراں ہیں وہ شہادت توحید خدا اور میری رسالت کی گواہی ہے پس کون شخص تم لوگوں میں اسکو قبول کرتا ہے اور کون اس امر میں میری مدد کرتا ہے پس جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں موجود ہوں حالانکہ میں سب میں کم سن تھا اور سب چپ رہے اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو اس امر کو قبول کریگا وہ میرا بھائی میرا وزیر میرا وارث میرا خلیفہ میرے بعد ہوگا پس کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت علی کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرے مرتبہ سب سے اپنے کلام کی تکرار فرمائی پس سب خاموش رہے اور حضرت علی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا کہ میں حاضر ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۱) اور ولادت اون معظمہ کی بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اسی کو مرزا محمد بن معتمد خان حارثی نے اپنے مفتاح النجا میں اختیار کیا ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ کتاب استقصاء الافحام حصہ اول فی نقض منتہی الکلام میں مفتاح النجا کے حوالہ سے ہے۔ قال الشیخ الادیب ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف با بن خشاب البغدادی ان فاطمۃ ولدت بعد البعثۃ بخمس سنین یعنی جناب فاطمہ بعثت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں۔ جب یہ امر کا حقہ ثابت ہو گیا کہ یہ موصوفہ کے نازل ہونے اور حضرت کے تبلیغ اول کے وقت حضرت عائشہ اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا وجود نہیں تھا پس ہر دو حدیث یعنی بخاری اور ترمذی کے رواۃ کاذب و مفتری ہوئے اور طرفہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ اور جناب فاطمہ کا ذکر جس عنوان سے قریب قریب ہر دو حدیثوں میں ہے ویسے ہی وفات النبی کے دن کی یہ حدیث طبقات ابن سعد جز وفات صفحہ مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۲۲ھ میں ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یزید بن هارون نا یحیی بن سعید عن ابی بکر بن ابی ملیکۃ عن عبید بن عمیر اللیثی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ۔ فقال انی لا امسک الناس علی بشیٔ لا احل الا ما احل کتابہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ ثم قال یا فاطمۃ بنت محمد ویا صفیۃ عمۃ رسول اللہ اعملا لما عند اللہ فانی لا اغنی عنکما من اللہ شیئا ثم قام من مجلسہ ذلک فما انتصف النہار حتی قبضہ اللہ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے یحیی بن سعید سے اونہوں نے ابوبکر بن ابو ملیکہ سے اونہوں نے عبید بن عمیر لیثی سے کہ رسول خدا نے اپنے مرض الموت کے دن جس میں وفات فرمائی (منجملہ کے) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور اے پیغمبر کی بیٹی اور اے پیغمبر کی پھوپھی خدا کے ہاں کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا پھر حضرت اوس جگہ سے اوٹھے اور اسی دن دوپہر کو وفات فرمائی۔ یہی ہوا مضمون (میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا) شبلی صاحب نے اپنے سیرۃ النبی جلد ثانی صفحہ میں اسی طبقات جز وفات اور کتاب الام امام شافعی سے بسند حسن لکھا ہے۔ انتہی۔ پس بخاری اور ترمذی کی ہر دو حدیثیں قطعی غلط و ردی و کذب ثابت ہو گئیں جنہوں نے جناب رسالتمآب کے اصل حدیث متن کو بدلکر دشمنی حدیث کو داخل کتاب کر کے امت کو دھوکے میں ڈالا اور کتمان حق کے باعث ہوئے۔

سے آنحضرت (ابو محمد ابن خشاب) وفیات الاعیان میں ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف با بن الخشاب البغدادی العالم المشہور فی الادب والنحو والتفسیر والحدیث والنسب والفرائض والحساب حفظ القرآن العزیز بالقراءات الکثیرۃ وکان متضلعا من العلوم ولہ فیہا الید الطولی وکان خطہ فی نہایۃ الحسن ذکرہ العماد الاصفہانی فی الخریدۃ وعدد فضائلہ ومحاسنہ الکبرات سنہ ۵۶۷ھ۔

فقال اجلس فانت اخی و وزیری و وصیی و وارثی وخلیفتی من بعدی

حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور تیسری مرتبہ پھر اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کسی نے آپکو جواب نہ دیا اور حضرت امیر نے پھر اوٹھکر عرض کیا کہ مین حاضر ہون حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ بس تم میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور خلیفہ ہو بعد میرے ۔

اب ہم بیان پر حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا وہ مکالمہ نقل کرتے ہین جس سے حضرت عمر اور اونکے ہمساز صحابہ کا جناب علی علیہ السلام کے خلافت مین رخنہ اندازی کرنا آشکارا ہوتا ہے جس کے لئے عہد پیغمبری مین یہ امر طے کر لیا گیا تھا کہ خلافت اہل بیت پیغمبر مین نہ جانے پائے اور جناب امیر خلیفہ نہون یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر خلافت کو بنی امیہ مین دیگئے ۔

تاریخ الرسل والملوک طبری ۔ جلد ۵ صـ ۲۷۶۹ لغایت صـ ۲۷۷۱ واقعہ ۲۳ھ مین ہے ۔

قال ابن جریر حدثنی ابن حمید قال ثنا سلمۃ عن محمد ابن اسحاق عن رجل عن عکرمۃ عن ابن عباس قال بینا عمر بن الخطاب وبعض اصحابہ یتذکرون الشعر فقال بعضهم فلان اشعر وقال بعضهم بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال عمر قد جاءکم اعلم الناس بها فقال عمر من شاعر الشعراء یا ابن عباس قال فقلت زهیر بن ابی سلمی فقال عمر هلم من شعرہ ما نستدل بہ علی ما ذکرت فقلت لو کان یقعد فوق الشمس من کرم ✝ قوم باولهم او مجدهم قعدوا ✝ ✝ قال الی الاخر منہ قال الحسن وما اعلم احدا اولی بهن الشعر ۔ فقال یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منهم بعد محمد فکرهت ان اجیبہ فقلت ان لم اکن

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھسے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے ایک رجل سے اوس نے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر بن خطاب اور اونکے بعض اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح تھا کوئی کسی کا اس اثنا مین مین بھی وہان پہونچا حضرت نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے ماہر آگئے ۔ پھر مجھے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم کسکو ملک الشعرا سمجھتے ہو مین نے کہا زہیر بن ابی سلمی کو حضرت عمر نے فرمایا کہ اونکا کوئی شعر استدلالاً پڑھو مین نے چند شعر پڑھے ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین ۔ اسکے بعد مجھسے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کس بات نے تم کو امر خلافت سے محروم رکھا مین نے اسکا جواب دینا خلاف مصلحت سمجھکر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ ہی مجھے آگاہ کرین ۔

ادری فامیر المومنین یدرینی فقال
عمر کرھوا ان یجمعوا لکم النبوۃ و
الخلافۃ فتبجحوا علی قومکم بجحا بجحا
فاختارت قریش لانفسہا فاصابت
ووفقت فقلت یا امیر المومنین
ان تاذن لی فی الکلام وتمط عنی الغضب
تکلمت فقال تکلم یا ابن عباس
فقلت اما قولک یا امیر المومنین
اختارت قریش لانفسہا فاصابت
ووفقت فلو ان قریشا اختارت
لانفسہا حیث اختار اللہ عزوجل لہا
لکان الصواب بیدہا غیر مردود و
لا محسود اما قولک انہم کرھوا ان
تکون لنا النبوۃ والخلافۃ فان اللہ
عزوجل وصف قوما بالکراھیۃ
فقال ذلک بانہم کرھوا ما انزل
اللہ فاحبط اعمالہم فقال عمر ھیہات
واللہ یا ابن عباس قد کانت تبلغنی
عنک اشیاء کنت اکرہ ان افرک عنہا
فتزیل منزلتک منی فقلت و
ما ھی یا امیر المومنین فان کانت حقا
فماینبغی ان تزیل منزلتی وان
کانت باطلا فمثلی اماط الباطل
عن نفسہ فقال عمر بلغنی انک تقول
انما صرفوھا عنا حسدا وظلما فقلت
اما قولک یا امیر المومنین ظلما فقد تبین للجاہل
والحلیم واما قولک حسدا فان ابلیس حسد

حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی
کہ نبوت اور خلافت دونوں تم میں جمع ہوں اور تم اسپر
خوش ہو کر اتراتے پھرو چنانچہ قوم اس کے اختیار
کرنے میں مصیب و موفق ہوئی۔ میں نے کہا اے
امیر المومنین اگر آپ اجازت دیں اور خفا نہوں تو
میں بھی کچھ عرض کروں۔ اونہوں نے فرمایا کہ ہاں کہو
میں نے کہا کہ آپکا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت
کے اختیار کرنے میں مصیب اور موفق ہوئی اس لئے
کہ اگر قوم خلافت کو خدا کے مرضی کے موافق اختیار
کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔

نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے
ہم میں نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی
دیکھئے اللہ تعالیٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے
کلام میں ان الفاظ سے فرماتا ہے۔ ذلک بانہم کرہوا
ما انزل اللہ فاحبط اعمالہم (یعنی چونکہ حکم خدا سے
اونہوں نے کراہت کی لہذا اونکے اعمال حبط ہوگئے
یعنی اکارت گئے) یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس اے
ابن عباس خدا کی قسم تمہاری نسبت مجھے باتوں کی
خبریں پہونچائی گئی ہیں جنکو کریدکر تمہاری منزلت
اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہیں کرتا میں نے عرض
کیا اے امیر المومنین آپ فرمائیں تو سہی اگر درحقیقت
وہ باتیں حق پر مبنی ہیں تو میری منزلت ضایع ہونے
کی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ میں نے
سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بظلم و حسد لی گئی
ہے میں نے کہا اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل
اور حلیم پر روشن ہے رہا حسد پس ابلیس نے
حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد میں

ادم فنحن ولده المحسودون فقال
عمر هيهات ابت والله قلوبكما يا بنی
هاشم الا حسدا ما يحول وضغنا وغشا
ما يزول فقلت مهلاً يا امير المومنين
لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فان
قلب رسول الله من قلوب بنی هاشم
فقال عمر اليك عنی يا ابن عباس فقلت
افعل فلما ذهبت لاقوم استحيا منی
فقال يا ابن عباس مكانك والله
انی لراع لحقك محب لما سرك
فقلت يا امير المومنين
ان لی عليك حقا وعلی كل
مسلم فمن حفظه فحظه اصاب
ومن اضاعه فحظه اخطأ
ثم قام فمضی

محسود ہوا چاہیں حضرت عمر نے کہا افسوس اے
بنی ہاشم تمہارے قلوب میں حسد اور کینہ کے سوا
کچھ نہیں ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہیں
سکتا میں نے کہا بس اے امیر المومنین ان لوگون
کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجیے
جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور
خباثت سے پاک اور صاف فرمایا ہے اور غور
کیجیے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم
مین سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا اے
ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ، جب
مین نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونہون نے
بمقتضائے شرم مجھے بٹھایا اور فرمایا اے ابن عباس
واللہ مین تمہارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا
اور تمہاری خوشی کا خواہان رہونگا۔ مین نے
کہا اے امیر المومنین تم پر اور کل مسلمانون پر میرا
حق ہے جس نے اوسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا
اور جس نے اوسکو ضایع کیا خطا کی (اسکے بعد
ابن عباس اوٹھے اور چلے گئے)

اسی مکالمہ کا ذکر شبلی صاحب نے اختصار کے ساتھ الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۰۴ بحوالہ طبری صفحہ ۲۷۶۸ تا صفحہ ۲۷۷۱ کے دیا ہے
انہیں حضرت عمر کے بارے مین حضرت امام حسین علیہ السلام کا عین خطبہ کی حالت مین منبر سے اتار نا مروی ہے
اور ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابو بکر کے بارے مین بھی وارد ہوا ہے۔ وفی تاریخ الخلفا للسیوطی اخرج
ابن عساكر عن ابی البختری قال كان عمر بن خطاب يخطب علی المنبر فقام اليه الحسين بن
علی فقال انزل عن منبر ابی فقال منبر ابيك لا منبر ابی من امرك بهذا فقام علی فقال
والله ما امره بهذا احد (اسناده صحیح) اور تاریخ الخلفا سیوطی مین بروایت
ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان جناب امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ
میرے باپ کے منبر پر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ تمہارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہین ہے بھلا صاحبزادے یہ بتلاؤ
کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کہا یہ سنکر حضرت علی بولے واللہ کسی نے حسینؑ کو اس بات کے کہنے کا حکم نہین دیا۔

یہ امام حسین علیہ السلام جنکا سن ۱۳ سنہ ہجری مین نو برس کا تھا یہ حجت خدا ہین اور نو حجج اللہ کے پدر ہیں یہی وہ آل ابراہیم ہین جو صلب اسمعیل علیہ السلام مین اپنے جد امجد احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے انھین کے سبب حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قربانی بعد کے آنیوالون مین اوٹھالی گئی تھی یہی قولہ تعالی وفدینٰہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاخرین۔ کے مصداق ہین۔ یہی آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودۃ فی القربیٰ مین مذکور ہین جنکی مودت کل امت پر واجب کی گئی ہے یہی رسولخدا کے ساتھ پانچ باتون مین شریک کئے گئے ہین۔

چنانچہ ابن حجر کی صواعق محرقہ مین فخر رازی کے حوالہ سے لکھتے ہین وہ شرکت پانچ باتون مین یہ ہے۔

فی السلام و فی الصلوٰۃ و فی الطہارۃ و فی تحریم الصدقہ و فی المحبۃ

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم مین ہے۔

وعن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون۔ اور اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین اور علی اور حسن و حسین اور نو اولاد امام حسین علیہ السلام سے پاک پاکیزہ اور گناہون سے معصوم و محفوظ ہین۔ اصبغ بن نباتہ ایسے تابعی ہین جنکی روایت کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے کتاب سر الشہادتین مین حافظ ابو نعیم کے سند سے وارد کیا ہے اونہون نے جناب علی علیہ السلام کو اسی لفظ علیہ السلام سے روایت کی ہے دیکھو حاشیہ ۳۰۷ و ۳۰۸ کتاب ہذا۔

یہ دوسرا مکالمہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا کتاب نظم درر السمطین فی نظم (قصاید) المصطفےٰ والمرتضیٰ والبتول والسبطین شیخ جمال الدین محدث الحرم (جسکو کتاب استقصاء الافحام جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ جلد اول صفحہ ۴۲۵) سے لکھا جاتا ہے۔

عن نبیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ و معنا عبد اللہ بن عباس فلما سرنا الی بعض حیطان الانصار وجدنا عمر بن الخطاب جالساً وحدہ ینکت فی الارض فقال لہ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ھاھنا وحدک قال لامر ھمنی فقال لہ علی افتریدا احدنا فقال عمر ان کان فعبد اللہ قال فخلا معہ

نبیط بن شریط[1] راوی ہے کہ ایک روز ہم اور ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مدینہ کے باغون کی طرف جا رہے تھے کہ عمر بن خطاب کو دیکھا کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے زمین کرید رہے ہین، جناب امیر نے پوچھا تنہا کیا کر رہے ہو حضرت عمر نے کہا کہ ایک فکر نے ہمکو پریشان کیا ہے جناب امیر نے کہا کیا ہم لوگون سے کسی کو چاہتے ہو عمر نے ابن عباس کی خواہش کی وہ وہان رہگئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے

[1] توثیق (نبیط) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ نبیط بن شریط الاشجعی ابو سلمۃ عن انس بن مالک بن طلال الاشجعی صحابی لہ احادیث ولہ ابنہ سلمۃ و نعیم بن ابی ہند۔

عبد الله ومضيت مع علی والطا علینا ابن
عباس ثم لحق بنا فقال له علی ما
وراءك فقال یا ابا الحسن اعجوبة من
عجائب امیر المومنین اخبرك بها واکتم
علی قال مهیم قال لما ان ولیت رأیت
عمر ینظر الیك والی اثرك ویقول آه آه
فقلت مم تتاوه یا امیر المومنین ۔
قال من اجل صاحبك یا ابن عباس
وقد اعطی ما لم یعط احد من آل رسول
الله صلی الله علیه وسلم ولولا ثلث هن
فیه ما کان بهذا الامر یعنی الخلافة
احد سواه قلت یا امیر المومنین
وما هن قال کثرة دعابته وبغض قریش له
وصغر سنه فقال له علی فما رددت
قال داخلنی ما ید اخل ابن العم لابن
عمه فقلت یا امیر المومنین اما کثرة
دعابته فقد کان رسول الله صلی الله علیه
وسلم یداعب ولا یقول الا حقا ویقول
للصبی ما یعلم انه یستمیل به
قلبه او یسهل علی قلبه
واما بغض قریش له فو الله ما یبالی
ببغضهم بعد ان جاهدهم فی الله حتی
اظهر الله دینه فقصم اقرانها وکسر
آلهتها واثکل نساءها فی الله لامه و
اما صغر سنه فلقد علمت ان الله تعالیٰ
حیث انزل علی رسول الله صلعم براءة
من الله ورسوله وجه بها صاحبه لیبلغ عنه

جناب امیر نے پوچھا کہو کیا خبر ہے ابن عباس
نے کہا کہ ایک اعجوبہ ہے عجائب خلیفہ دوم سے جسکو
ہم آپ سے بیان کرتے ہین مگر اسکو پوشیدہ رکھیگا وہ
یہ ہے کہ جب آپ وہان سے آگے بڑھے تو عمر آپکی
طرف دیکھ رہے تھے ۔ اور آہ آہ کرتے تھے ہم نے کہا
کیون آہ آہ کرتے ہو کہا بسبب تمھارے ساتھی
(جناب امیر) کے کہ جو باتین اونکو خدا نے دی ہین
وہ کسی کو نہین ملین اگر تین باتین اون مین نہو تین
تو اون سے بڑھ کر کوئی بھی اس خلافت کا مستحق نہ تھا
ابن عباس نے کہا وہ تین باتین کیا ہین جن سے
وہ خلافت سے محروم ہوئے عمر نے کہا ۔
ایک تو بہت مزاح کرنا ۔
دوسرے قریش کی عداوت ۔
تیسرے صغر سنی ۔ جناب امیر نے پوچھا پھر تم نے
کیا جوابدیا ۔ ابن عباس ہکو اس کلام سے وہی غصہ ہوا
جو ایک ابن عم کو ہوتا ہے مین نے کہا کہ اے امیر المومنین
آپکا دعوی یہ ہے کہ جناب امیر مین مزاح بہت ہے
تو رسول اللہ بھی اسی طرح مزاح فرماتے تھے مگر
خلاف حق نفرماتے لڑکون سے اس قسم کی باتین کرتے
جس سے وہ خوش ہون ۔ رہا قریش کا بغض تو اسکی
اونکو کب پروا ہے جبکہ اون سے اچھی طرح جہاد
کیا کہ دین خدا ظاہر ہوا اونکے شانونکو توڑ ڈالا اور
اونکے بتونکو شکستہ کردیا اور عورتون کو اونکے بیوہ
کردیا پھر خدا کی راہ مین اونکو کیا خوف ہو سکتا ہے
رہا تمھارا یہ کہنا کہ وہ صغیر السن ہین تو تمکو معلوم ہے
کہ جب خدا نے سورۂ براۃ رسولخدا پر نازل کیا اللہ
ابوبکر کو اوسکے تبلیغ کے لیے روانہ کیا تو خدا نے

فامرہ اللہ تعالیٰ ان لا یبلغ عنہ الا رجل منہ فوجہہ فی اثرہ وامرہ ان یوذن ببراءۃ فھل استصغر اللہ تعالیٰ سنہ فقال عمر امسک علی واکتمہ اکتم

حکم بھیجا کہ اس کام کو وہی کر سکتا ہے جو تم سے ہو جس پر حضرت نے جناب علیؑ کو ابوبکر کے بعد بھیجا آپ نے جا کر اوسکی تبلیغ کی تو کیا خدا نے حضرت کو کم سن جانا تھا۔ عمر نے کہا اچھا اس بات کو پوشیدہ رکھنا

واقعات اور احادیث ماسبق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حدیث ذیل کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے نقل کیجاتی ہے۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب فی ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی علی حتی ضرب بیدہ علی منکبیہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا و اولھم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ و کذب علی زعم انہ یحبنی و یبغضک

ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب کہنے لگے کہ میں نے جناب رسالتمآب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں ایسی تین باتیں ہیں کہ اگر ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اسکو بہتر سمجھتا۔ میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رسول مقبول کے حضور میں تھے اور حضرت صلعم علی علیہ السلام کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے جناب علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے وہ شخص جھوٹھ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے محبت رکھتا ہے در آنحالیکہ تجھسے بغض رکھتا ہو۔

اس امر کا ثبوت کہ یہی اصحاب ثلثہ جنگ روم پر اسامہ بن زید کے ماتحت جانے کے لئے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن تعنات کئے گئے اور نہ جانے پر دسویں دن ۹ ربیع الاول (شنبہ) کو حضرت نے سخت تاکید کے ساتھ بلکہ کلمہ لعن اللہ من تخلف عنھا کا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین حنفی انصاری لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۲۲۵ھ صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ ۱۳۱۳ھ میں ہے۔

ودرین سال سریہ اسامہ بن زید است۔ کہ آخر غزوات سرایا است کہ اول روز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ یازدہم از ہجرت بجانب اُبنی بضم ہمزہ و سکون

اسی سال میں سریہ اسامہ بن زید کا کہ آخر غزوات اور سرایا ہے دوشنبہ کے دن چھبیسویں صفر ہجرت کے گیارھویں برس جانب اُبنی بفم ہمزہ و سکون

موحدہ کہ از دیار روم است ومتقتل پدر او بود در سریہ موتہ امیر ساخت وحکم فرمود کہ در رفتن تعجیل نماید کہ روز چہارشنبہ بست وہشتم ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و دردسر عارض گشت روز دیگر با وجود مرض بدست مبارک خود لوائے برائے او عقد نمود و فرمود بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ پس اسامہ لوا را گرفت وبیرون رفت و حکم آنحضرت چنان صادر شد کہ اعیان مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم رضی اللہ عنہم ہمراہ اسامہ باشند مگر علی مرتضیٰ را فرمود کہ ہمراہ نگردد این معنی بر خاطر بعضے مردم گران آمد خاطر مبارک سوخدا رنجیدہ شد و بغضب در آمد و بعضے روایات آمدہ کہ گفت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامۃ روز دیگر سنہ یازدہم اسامہ برائے رخصت نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و مرض آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ مجال تکلم نداشت و اسامہ لشکرگاہ رفت صباح روز دوشنبہ باز آنحضرت را خفتے در مرض حاصل شدہ بود اسامہ را وداع نمود۔

موحدہ کہ دیار روم سے ہے اور مقتل ہے اونکے باپ کا سریہ موتہ مین اونکو امیر کیا اور حکم دیا کہ جانے مین عجلت کرین ناگاہ اٹھائیسوین صفر چہارشنبہ حضور کو مرض تپ لاحق ہوا اور دردسر پیدا ہوا دوسرے روز (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود مرض کے آپ نے اپنے دست مبارک سے اونکے واسطے علم بنایا اور فرمایا بسم اللہ خدا کی راہ مین لڑو کافرون سے اسامہ نے علم لیا اور باہر گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سرداران مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ ہمراہ اسامہ کے ہون۔ مگر علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ ہمراہ نجاوین یہ بات یعنی حکومت اسامہ بعض لوگونکو ناگوار ہوئی اور آنحضرت کو ملال ہوا اور غصہ آیا اور بعض روایت مین ہے کہ لعنت کرے اللہ اوسپر جو اسامہ کے لشکر مین نہ جاوے۔ دوسرے دن (۱ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۱ھ) مین اسامہ حضور سے رخصت ہونے کو آئے مرض حضور کا اسقدر غالب تھا کہ بات نکر سکتے تھے اسامہ اپنی لشکرگاہ مین چلے گئے صبح (گیارہ ربیع الاول) دوشنبہ حضور کو کچھ تخفیف ہوئی اسامہ کو رخصت کیا۔

واضح ہو کہ ماہ صفر ۱۱ھ مین ۲۶ صفر (دوشنبہ) تھا جس سے ۱۹ صفر و ۱۲ صفر و ۵ صفر (دوشنبہ) ہوا اور ۲۸ صفر ۱۱ھ (چہارشنبہ) تھا اسلئے ۲۱ صفر ۱۴ صفر و ۷ صفر (چہارشنبہ) ہوا۔ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (پنجشنبہ) تھا اسلئے ۲۲ صفر ۱۵ صفر و ۸ صفر و یکم صفر (پنجشنبہ) ہوا۔

لیکن ارباب سیر ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد یہی تاریخین بقید دن کے لاکر انھین دنون کو پھر یکم ربیع الاول ۱۱ھ (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) مین لائے ہین جن کا داخلہ محال ہے حالانکہ یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آتا ہے یہی صحیح ہے پس نو ربیع الاول یوم شنبہ کو رسول خدا نے لوگون کے کلمات طعن آمیز در باب سرداری اسامہ سماعت فرما کر غیظ وغضب سے خطبہ فرمایا ہے اوسی مین کلمۂ مذکورہ ارشاد کیا ہے۔ یہی کلمہ کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ

ص۱۰۱ نواب صدیق حسن خان مطبوعہ شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ مین۔

اور یہی کلمہ ملل[۵۱] ونحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی ص۹ مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ اور مطبوعہ جرمن ص۱۱ کا نیز تشیید المطاعن ص۱۹۹ مین
اور کتاب مراۃ[۵۲] الاسرار (عبد الرحمن بن عبد الرسول بن قاسم) مین "من تخلف عن جیش اسامۃ فھو ملعون" یعنی جس نے جیش اسامہ
سے مخالفت کی وہ ملعون مرقوم ہے۔ دیکھو تشیید المطاعن جلد اول ص۲۰۲ مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۳ھ۔

وفرمود اغزوا علی برکۃ اللہ و اسامہ بلشکرگاہ رفت	اور فرمایا جہاد کرو اللہ کی برکت پر اسامہ لشکر
و ارادہ کوچ کرد و خواست کہ سوار شود مادرش ام ایمن	گاہ مین آئے اور کوچ کا ارادہ کیا چاہا کہ سوار ہون
پیغام فرستاد کہ رسولخدا در نزع است اسامہ بازگشت	انکی والدہ ام ایمن نے اطلاع دی کہ رسولخدا کو نزع ہے
و صحابہ نیز مراجعت نمودند و ابوبکر و عمر و امثال ایشان	اسامہ پلٹ گئے اور صحابہ نے بھی مراجعت کی اور ابوبکر و عمر
خود در مدینہ بودند۔	امثال انکے مدینہ ہی مین تھے۔ (وسیلۃ النجاۃ)

یہی مضمون بعینہ مدارج النبوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین ہے۔ انہین دو کتابون مین ابوبکر اور عمر کے بعد عثمان وسعد بن ابی وقاص پھر ابو عبیدہ بن جراح کا نام مذکور ہے اور انہین دونون مین ابوبکر و عمر وغیرہ کا مدینہ ہی مین موجود رہنا لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور واقدی و ابن سعد نے ابوبکر و عمر کے بعد ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ کی ترتیب سے نام بنام گنایا ہے اور اسامہ کے واپسی کے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق ص۱۱۱ اور نمبر (۵) واقدی ص۱۳۔

یہ امر ظاہر ہے کہ حالت مرض الموت مین کوئی موقع باہر لشکر بھیجنے کا اور صحابہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کا نہ تھا جب تک کہ کوئی مطلب عمدہ اور اہم پر مشتمل نہو اور وہ یہی تھا کہ آپ نے چاہا کہ سب مفسد مدینہ منورہ سے باہر چلے جائین کہ میرے بعد خلافت علی بن ابیطالب مین کسی طرح کی نزاع اور فساد نہو کیونکہ رسولخدا اس امر سے واقف تھے کہ حاسدین و مفسدین میرے وفات کے بعد جناب امیرالمومنین کو خلافت نہ پہونچنے دینگے اور خود مدعی اوسکے ہو جائینگے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت کے تاکید شدید کے جیسا کہ مضمون ماسبق سے گذرا۔ یہان تک کہ موت کے دو روز قبل لوگون کے کلمات طعن آمیز سماعت فرماکر کلمہ جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنھا کا ارشاد فرمایا مگر لوگ مدینہ ہی مین موجود رہے جب حضرت کو مین احتضار کے دن معلوم ہو گیا کہ یہ سب کے سب موجود مین تو پھر حضرت نے طلب قرطاس فرمایا ہے جسکی سخت مخالفت کی گئی یہان تک حضرت کے جانب صریح الفاظ مین ہذیان کی نسبت دیگئی اور اسقدر شور و غل باہم صحابہ مین ہوا کہ بالآخر رسولخدا کو اپنے بارگاہ سے اوٹھا دینا پڑا چونکہ حضرت حدیث ثقلین ارشاد فرما چکے تھے اور اپنی حجت ہر طرح سے تمام کر چکے تھے لوگون نے اور خاصکر حضرت عمر نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب یہ تحریر بھی اونھین علی بن ابیطالب کے بارے مین لکھی جائیگی تو حضرت عمر نے یہ کلمات کہے جسکو اوسی وسیلۃ النجاۃ سے نقل کیا جاتا ہے۔

---

۵۱ توضیح (ملل ونحل شہرستانی) کشف الظنون مین ہے۔ الملل والنحل صنف فیھا جماعۃ منھم ابو الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ فقد قال تاج الدین السبکی فیہ ھو عندی خیر کتاب صنف فی ہذا الباب آہ۔ ۵۲ توضیح (مراۃ الاسرار) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انتباہ سلاسل الاولیا مین کتاب مراۃ الاسرار سے نقل فرماتے ہین۔ در مراۃ الاسرار مذکور است کہ حضرت گنج شکر در راحت القلوب میفرماید کہ من میخواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بکسے دیگر دہم ہاتف از غیب آواز داد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بدار تا وے برسد"

کہ عمر بن الخطاب گفت مرد در شدت مرض چیزہا میگوید کہ از دایرہ اختیار بیرون است شاید کہ این سخنان نیز مثل ہمان سخنان باشد و اختلاف میان صحابہ افتاد و آواز ہا بلند شد پس آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من کہ منازعت و رفع اصوات حضور رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مناسب نیست۔

عمر بن خطاب نے کہا کہ انسان شدت مرض مین ایسی باتین بھی کرتا ہے جو دایرہ اختیار سے باہر ہے شاید کہ یہ باتین بھی ویسے ہی ہون اور اختلاف صحابہ مین ہوا اور آوازین بلند ہوئین آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ کہ جھگڑا اور آواز بلند کرنا پیغمبر کے سامنے مناسب نہین ہے

اوسی کتاب وسیلۃ النجاۃ کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مین ہے۔

بعد ازان فرمود برادر من علی را بیارید علی بیامد و بر سر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارک را بر زانوے خویش نہاد آن سرور صلعم فرمود اے علی فلان یہودی پیش من چندین مبلغ داد کہ از وے براے لشکر تجہیز اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ قرض او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علی تو اول کسے خواہد بود کہ در لب حوض کوثر من برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نشوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت اختیار کنی۔

فرمایا میرے بھائی علی کو بلاؤ تو حضرت امیر حاضر ہوئے اور آپ کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا آپ نے ارشاد کیا کہ اے علی فلان یہودی سے اسقدر روپیہ مین نے لشکر اسامہ کے سامان کرنے کے واسطے قرض لیا تھا ضرور میرے ذمہ سے اوسکو ادا کر دینا۔ اور فرمایا اے علی تم اول سب سے نہر کوثر پر مجھسے ملوگے اور میرے بعد مکروہات تمکو پیش آوینگے دل تنگ نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا اختیار کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری جلد چہارم صفحہ ۳۱ مین یہ حدیث ہے۔ (مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ)

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ الکعبۃ توتی ولا تاتی فان اتاک ھؤلاء القوم وسلموھا الیک یعنی الخلافۃ فاقبل منھم وان لم یاتوک فلا تاتھم حتی یاتوک (حاصل ترجمہ)

حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تم بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اوسکے حضور مین سب حاضر ہوتے ہین اور وہ کسی کے پاس نہین جاتا پس اگر قوم کے لوگ تمہارے پاس حاضر ہو کر بیعت خلافت کرین تو قبول کرو ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہان تک کہ وہ خود تمہارے پاس آئین۔

کتاب تاریخ المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفدا جلد دوم صفحہ ۲۰۴ تا صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ لیڈن مین ہے۔

وبادروا سقیفۃ بنی ساعدۃ فبایع عمر ابابکر وانثال الناس

اور لوگ بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے پس بیعت کی عمر نے ابو بکر کی اور ازدحام کیا

يبايعونه في العشر الاوسط من
ربيع الاول سنة احدى عشرة
خلا جماعة من بني هاشم والزبير
وعتبة بن ابي لهب وخالد بن سعيد
بن العاص والمقداد بن عمرو
وسلمان الفارسي وابي ذر وعمار
بن ياسر والبراء بن عازب وابي بن
كعب مالوا مع علي بن ابيطالب و
قال في ذلك عتبة بن ابي لهب
ما كنت احسب ان الامر منصرف + عن
هاشم ثم منهم عن ابي حسن + عن اول الناس
ايمانا وسابقة + واعلم الناس بالقرآن والسنن
واخر الناس عهدا بالنبي ومن + جبرئيل
عون له في الغسل والكفن + من فيه ما
فيهم لا يمترون به + وليس في القوم ما
فيه من الحسن
وكذا للتخلف عن بيعة ابي بكر ابو سفيان
من بني امية ثم ان ابا بكر بعث عمر بن
الخطاب الى علي ومن معه ليخرجهم من بيت فاطمة رضي الله عنها الخ

لوگون نے کہ بیعت کرتے تھے سب اوسی ابوبکر کی بیچ
عشرہ اوسط ربیع الاول ۱۱ھ مین سوا ایک جماعت
کے کہ وہ بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان
فارسی اور ابوذر اور عمار یاسر اور براء بن عازب اور
ابی بن کعب تھے مائل ہوے یہ لوگ ساتھ علی ابن ابیطالب
کے اور کہا اس باب مین عتبہ بن ابی لہب نے ۔
نہین گمان کرتا تھا مین کہ تحقیق امر خلافت منصرف ہوجائیگا
بنی ہاشم سے بعد اونکے اونمین سے ابوالحسن سے
وہ ایسے ہین کہ جو اول ہین سب آدمیون کے ایمان مین اور سابق
ہین اونکے اور سب آدمیون سے زیادہ جاننے والے ہین قرآن کے اور
سنتون کے اور آخر ہین سب آدمیون سے از روی عہد کے ساتھ
نبی صلعم کے اور وہ شخص ہین کہ جبرئیل مددگار تھے انکے غسل اور کفن مین
جناب رسول خدا کے وہ شخص ہین کہ انمین وہ سب فضائل ہین کہ جو اون لوگون مین
ہین وہ لوگ اوسمین کچھ شک نہین کر سکتے اور نہین ہین قوم مین وہ خوبیان
اور اسی طرح باز رہا بیعت ابوبکر سے ابوسفیان
بنی امیہ مین سے بعد اسکے تحقیق ابوبکر نے بھیجا عمر بن خطاب
کو طرف علی کے اور اون لوگون کے جو علی کے ساتھ تھے تاکہ
باہر نکالے اون لوگون کو گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے ۔

مورخ حبیب السیر نے اشعار مذکورہ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے ۔

ندانم خلافت چرا منصرف — شد از ہاشم وانگاہ از بو الحسن
نہ اولین مقبل قبلہ بود — نہ او بود اعلم بفرض و سنن
نہ اقرب بعہد نبی بود و بود — معین جبرئیلش بغسل و کفن
نہ او مجمع حسن اوصاف گشت — نہ قدر علیؑ وز خلق حسن

اور شبلی صاحب الفاروق حصہ اول ص۱۰۰ مین لکھتے ہین "ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہؑ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ یا بنت رسول خدا کی قسم آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم آپ کے یہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین اون لوگون کے وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا۔

اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اعتبار ظاہر نہین کر سکتے کیونکہ اس روایت کے رواۃ کا حال ہمکو نہین معلوم ہو سکا تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہین حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت بعید نہین "۔

اور تاریخ رسل والملوک طبری ص ۱۸۱۸ مین یہ بھی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال ثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد بن کلیب قال اتی عمر بن الخطاب منزل علی وفیہ طلحۃ والزبیر ورجال المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم اولتخرجن الی البیعۃ فخرج علیہ الزبیر مصلتا بالسیف فعثر فسقط السیف من یدہ فوثبوا علیہ فاخذوہ

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے جریر نے مغیرہ سے اونسے زیاد بن کلیب سے کہ آیا عمر بن خطاب گھر پر علی کے اور اوسمین طلحہ اور زبیر و نیز لوگ مہاجرین مین سے تھے پس کہا عمر نے کہ واللہ مین تمہارے اوپر اس گھر کو جلادونگا یا باہر نکلو بیعت کرنے کے لیے پس زبیر عمر کے مارنے کے لیے تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا پس اونسے ٹھوکر لی اور تلوار اوسکے ہاتھ سے گر پڑی لوگون نے دوڑ کر اوسکو پکڑ لیا۔

اب مفصل واقعات کتاب امامت والسیاست ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ[1] کے صفحہ ۲ لغایت صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۲ھ سے لکھے جاتے ہین۔

ان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فناداہم وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن اولاحرقنہا علیکم علی ما فیہا فقیل لہ یا اباحفص ان ... فقال وان ... فخرجوا فبایعوا الا علیا فانہ زعم انہ قال

ابوبکر نے اون لوگون کی خبر دریافت کی جنھون نے اونکی بیعت سے تخلف کیا تھا علی علیہ السلام کے پاس مین بھیجا ابوبکر نے اونکی طرف عمر بن خطاب کو پس آیا وہ اور پکارا اونکو اور وہ لوگ حضرت علی کے گھر مین تھے پس اون لوگون نے باہر نکلنے سے انکار کیا پس عمر نے لکڑی منگوائی اور کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ جان عمر کی جس کے ہاتھ مین ہے اگر تم لوگ نہ نکلوگے تو مین اس گھر کو تمہارے اوپر جلادونگا مع اون لوگون کے جو

[1] توضیح (کتاب امت والسیاست) (مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر مین ہے۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وحدۃ فریدۃ فی بابہ حسانی اسلوبہ لکین فی موضوعہ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع ایام الصحابۃ رضوان اللہ اور انحات اوری باخبار ام القری (ابن فہد مکی) مین ہے۔ قال ابو محمد ابن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان موالیا علی اہل مکہ الخ۔

[2] توضیح (ابن قتیبہ) میزان الاعتدال جلد ثانی ص ۶۰ طبع انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راہویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دینا فاضلا۔

حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبي على
عاتقي حتى اجمع القرآن فوقفت فاطمة
على بابها فقالت لا عهد لي بقوم
حضروا اسوا محضر منكم تركتم
جنازة رسول الله بين ايدينا وقطعتم
امركم بينكم لم تستامرونا ولم
تروا لنا حقا فاتى عمر ابا بكر فقال
له الا تاخذ هذا المتخلف عنك بالبيعة
فقال ابو بكر يا قنفذ وهو مولى له
اذهب فادع عليا قال فذهب قنفذ
الى علي فقال ما حاجتك قال يدعوك
خليفة رسول الله قال علي
لسريع ما كذبتم على رسول الله
فرجع قنفذ فابلغ الرسالة
قال فبكى ابو بكر طويلا
فقال عمر الثانية الا تضم
هذا المتخلف عنك بالبيعة
فقال ابو بكر لقنفذ عد اليه
فقل امير المومنين يدعوك
لتبايع فجاء قنفذ فادى
ما امر به فرفع علي
صوته فقال سبحان الله لقد
ادعى ما ليس له فرجع قنفذ
فابلغ الرسالة فبكى
ابو بكر طويلا ثم قام عمر فمشى و
معه جماعة حتى اتوا باب فاطمة فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم

اوس مین ہین۔ پس لوگون نے اوس سے کہا کہ اے
ابو حفص تحقیق اس گھر مین فاطمہ ہین پس عمر نے کہا کہ
اگرچہ ہون پس وہ لوگ باہر نکلے اور بیعت کی سوا حضرت
علی کے اس سبب سے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مین
باہر نہ نکلونگا اور اپنے کپڑے کو اپنے کندھے پر نہ ڈالونگا
یہان تک کہ قرآن کو جمع کر لون پس کھڑی ہوئین حضرت
فاطمہ اپنے دروازہ پر اور کہا کہ نہین عہد ہے واسطے
میرے ساتھ ایسے لوگون کے کہ حاضر ہوئے ہین بہت
برا حاضر ہونا تم مین سے چھوڑ دیا تمنے لاش جناب رسولخدا
کو ہمارے آگے اور فیصلہ کر لیا اپنے کام کا اپنے درمیان
مین نہ تم نے ہمکو امارت دی اور نہ تمنے ہمارے لئے کوئی
حق تجویز کیا پس آیا عمر ابوبکر کے پاس اور اون سے کہا کہ
کیون نہین گرفتار کرتا ہے تو اس باز رہنے والے کو اپنی
بیعت سے پس کہا ابوبکر نے اے قنفذ اور وہ اوسکا غلام
تھا کہ جا تو پس علی کو بلا لا راوی کہتا ہے کہ پس گیا قنفذ
حضرت علی کے پاس پس اونہون نے کہا تیری کیا حاجت
ہے کہا قنفذ نے تمھین خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین کہا علی
نے کسقدر جلد جھوٹ باندھ لیا تم نے رسولخدا پر پس
پھر آیا قنفذ ابوبکر کے پاس اور حضرت علی کا پیغام اون
سے بیان کیا راوی کہتا ہے کہ پس رو دیا ابوبکر دیر تک
پس کہا عمر نے دوسری دفعہ کہ کیون نہین شامل کر لیتا
ہے تو اس باز رہنے والے کو تجھسے ساتھ بیعت کے پس
کہا ابوبکر نے قنفذ کو کہ پھر جا علی کے پاس اور کہہ کہ امیر المومنین
تجکو بلاتا ہے تاکہ تو بیعت کرے پس آیا قنفذ اور ادا کیا
اوس پیغام کو کہ جسکا ابوبکر نے اوسکو حکم دیا تھا پس
حضرت علی نے باواز بلند کہا کہ سبحان اللہ تحقیق دعویٰ
کرتا ہے ابوبکر اوس چیز کا کہ جو اوسکے واسطے نہین ہے

نادت باعلی صوتها باکیة
یارسول الله ماذا لقینا بعدک
من ابن الخطاب وابن
ابی قحافة فلما سمع القوم
صوتها وبکاءها انصرفوا
باکین فکادت قلوبهم تنصدع
واکبادهم تنفطر وبقی عمر
معه قوم فاخرجوا علیا
ومضوا به الی ابی بکر فقالوا
له بایع فقال ان لم افعل
فمه قالوا اذا والله الذی
لا اله الا هو نضرب عنقک
قال اذا تقتلون عبد الله و
اخا رسوله قال عمر اما
عبد الله فنعم واما اخو
رسوله فلا وابوبکر ساکت
لا یتکلم فقال له عمر الا تامر
فیه بامرک فقال لا اکره
علی شیء ما کانت فاطمة
الی جنبه فلحق علی بقبر
رسول الله یصیح ویبکی و
ینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا
یقتلوننی

پس پھرا قنفذ اور پہونچا دیا پیغام راوی کہتا ہے کہ
پس رویا ابوبکر دیر تک بعد اسکے کھڑا ہوا عمر پس
چلا اور ہمراہ اوسکے ایک جماعت تھی یہان تک
کہ آئے دروازہ پر فاطمہ کے پس کھٹکھٹایا دروازہ کو
پس جس وقت کہ فاطمہ نے اونکی آوازین سنین تو زور
سے پکار کر کہا در آنحالیکہ وہ روتی تھین کہ اے رسولخدا
کیا مصیبت پہونچی ہمکو بعد آپ کے ابن خطاب اور
ابن ابی قحافہ سے پس جسوقت سنی لوگون نے آواز اونکی
اور رونا اونکا تو روتے ہوئے چلے گئے اور قریب تھا کہ
دل اونکے شق ہو جائین اور کلیجے اونکے پھٹ جائین
اور باقی رہگیا عمر ایک گروہ کے ساتھ پس نکالا اون لوگون
نے حضرت علی کو اور لائے اونکو ابوبکر کے پاس اور کہا
اون سے کہ بیعت کرو پس آپ نے کہا نہ بیعت کرونگا
مین تو کیا ہوگا اون لوگون نے کہا کہ اوسوقت قسم اللہ
کی کہ سوائے اوسکے کوئی معبود نہین ہم تیری گردن
مارین گے آپ نے کہا کہ اوسوقت قتل کروگے تم خدا کے
بندے کو اور رسول کے بھائی کو کہا عمر نے کہ تم خدا کے
بندے ہو لیکن رسول کے بھائی نہین ہو اور ابوبکر
چپ تھا کچھ بولتا نہین تھا پس کہا اوس سے عمر نے کہ
کیون نہین حکم کرتا ہے تو اوسکے باب مین ساتھ اپنے
حکم کے پس کہا ابوبکر نے کہ نہین مجبور کرونگا مین اوسکو
کسی بات پر جب تک فاطمہ اوسکے پہلو مین ہے پس
حضرت علی جناب رسولخدا کے قبر سے لپٹ گئے در آنحالیکہ
چلاتے تھے اور روتے تھے اور پکارتے تھے یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی اے میری ماں کے بیٹے
تحقیق کہ قوم نے ضعیف کر دیا مجکو اور قریب تھا کہ
مار ڈالین مجھکو

اور اوسی کتاب امامت وسیاست کے مضامین ہے -

ثم ان عليا كرم الله وجهه اتى به
الى ابى بكر وهو يقول انا
عبد الله واخو رسوله فقيل
له بايع ابابكر فقال انا
احق بهذا الامر من الانصار
واحتججتم عليهم بالقرابة من
النبى صلى الله عليه وسلم و
تاخذوه منا اهل البيت
غصبا الستم زعمتم للانصار انكم
اولى بهذا الامر منهم لما كان
محمد منكم فاعطوكم المقادة
وسلموا اليكم الامارة فاذا احتج
عليكم بمثل ما احتججتم على الانصار
نحن اولى برسول الله حيا وميتا
فانصفونا ان كنتم تؤمنون والا
فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر انك
لست متروكا حتى تبايع فقال له على احلب
حلبا لك شطره واشدد له اليوم يردده
عليك غدا ثم قال والله يا عمر لا اقبل قولك
ولا ابايعه فقال له ابو بكر فان لم تبايع فلا
اكرهك فقال ابو عبيدة بن الجراح لعلى كرم
الله وجهه يا ابن عم انك حديث السن
وهؤلاء مشيخة قومك ليس لك مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا ارى ابابكر الا اقوى على
هذا الامر منك واشد احتمالا واستطلاعا فسلم
لابى بكر هذا الامر فانك ان تعش ويطل بك

حضرت علیؓ کو ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت
کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول ہین کہا گیا کہ
بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تم سے اس امر
کے لئے ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیے تم نے
اس امر کو انصار سے اس دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت
مند رسول ہو تو ہم اہل بیت سے کیون از راہ غصب
لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہین کہا تھا چونکہ محمدؐ ہم لوگون
مین سے ہین لہذا ہم تم سے زیادہ مستحق ہین جسپر انصار نے
قبول کر لیا اور خلافت تمھارے حوالہ کر دی وہی دلیل
ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات مین بھی اور حالت ممات مین بھی تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو جو چاہو ظلم
کرو اوسکا مزہ چکھو گے اسپر عمر نے کہا تم چھوڑے نہین
جا سکتے جب تک کہ بیعت نہ کرو گے حضرت علی نے کہا
دوہ لے کہ تجکو بھی حصہ ملے گا آج اوس کے لئے مضبوط کر
کلہ تجھے لوٹا ہی دیگا - ہر گز ہم تیرا قول نمانینگے نہ بیعت
کرینگے ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور
نہین کرتے ابو عبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی کم سن ہو
اور یہ تمھاری قوم کے بوڑھے ہین تم کو ابھی وہ تجربہ
نہین ہے جو اونکو ہے ابوبکر کو ہم اس بارے مین تم سے
زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت وتحمل واستطلاع اونکو
زیادہ ہے تم قبول کرو اونکی خلافت کو اگر زندہ رہو گے
تو تم بیشک اس امر کے لائق اور قابل ہو بسبب اپنے
فضل ودین وعلم وفہم وسابقہ وقرابت ودامادی
رسول کے پس فرمایا حضرت علی نے اللہ اللہ اے گروہ
مہاجرین محمد کی سلطنت کو عرب مین اونکے خاندان سے

بقاً فانت بهذا الامر خلیق حقیق فی فضلك ودینك
وعلمك وفهمك وسابقتك ونسبك وصهرك
فقال علی کرم الله وجهه الله الله یا معاشر المهاجرین لا
تخرجوا سلطان محمد فی العرب من داره وقعر بیته
الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اهله من مقامه
فی الناس فی حقه فوالله یا معاشر المهاجرین لنحن احق
الناس به لانا اهل البیت ونحن احق بهذا الامر منکم ما
کان فینا القاری بکتاب الله الفقیه فی دین الله العالم
بسنن رسول الله المتطلع لامر الرعیة المدافع عنهم الامور
السیئة القاسم بینهم بالسویة والله انه لفینا فلا تتبعوا
الهوی فتضلوا عن سبیل الله فتزدادوا من الحق بعدا فقال
بشیر بن سعد الانصاری لو کان هذا الکلام سمعته الانصار★

★ منک یا علی قبل بیعتہا لابی بکر ما اختلف علیک اثنان

نکالکر اپنے گھرون مین نہ بیجاؤ اور اہل بیت محمد کو اونکے
حق اور مقام سے نہ نکالو قسم خدا کی اے مہاجرین ہم
سب سے زیادہ مستحق ہین اس امر خلافت کے ساتھ
کیونکہ ہم ہی ہین قاری کتاب اللہ فقیہ فی دین اللہ
عالم بسنن رسول اللہ مطلع ہین امر رعیت پر امور سیئہ
کے دافع ہین تقسیم بالسویہ کرنے والے ہین قسم خدا کی
یہ خلافت ہم لوگون کا حق ہے تو تم اپنے نفسانی
خواہشون کی پیروی نکرو ورنہ گمراہ ہوجاؤ گے
اور راہ حق سے روز بروز دور ہوتے جاؤ گے۔
بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمھارا
انصار سنے ہوتے قبل بیعت ابوبکر کے تو ایک شخص
بھی تم سے اختلاف نکرتا۔

اور روضۃ الاحباب مین بشیر بن سعد کا قول اور جناب امیر کا جواب

بشیر بن سعد گفت اے ابوالحسن چون در خانہ نشستی
گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی، علی فرمود اے
بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم
را غسل نادادہ تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن وے
فراغت حاصل نکردہ دم در خلافت و حکومت زدمے
با مردم در منازعت و خصومت شدمے ابوبکر صدیق
چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از
آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا
در آمد و گفت اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا
با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم از
بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز آن را قبول نمیکردم
اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان
موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی
و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل

بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابوالحسن تمھارے
گھر مین بیٹھ رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ
شاید تمکو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے
حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو
روا رکھتے ہو کہ مین رسول اللہ کے قالب انور اور جسد
اطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کیلئے
منازعت و مخاصمت مین مشغول ہوتا جب یہ باتین
حضرت ابوبکر نے سماعت کین اور دیکھا کہ انمین سے
ہر بات ہزار باتون کے مقابل مین محکم و استوار ہے تو
نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن مین نے خیال کیا
تھا کہ تمکو میری بیعت مین مضائقہ نہوگا اگر مین جانتا کہ تم
میری بیعت سے تخلف کرو گے تو مین اسکو ہرگز قبول نکرتا
چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہین چاہو تو میرے خیال کے
مطابق تم بھی اون سے موافقت کرو۔ اور اگر اس باب مین

نمائی ہیچ جرمے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست ومتوجہ خانہ خویش گشت ۔

تمکو کچھ توقف ونامل ہو تو الزام نہین ہے پس حضرت علیؑ وہان سے اوٹھے اور اپنے گھر چلے گئے ۔

تنبیہ بشیر بن سعد یہ وہی صحابی ہے جنکا ذکر اوس حدیث مخرجہ ترمذی صفحہ ۱۰۱ ۱۳۲ مین نقل کیا گیا ہے اور جس مین اونسے رسول اللہ سے درود شریف پڑہنے کے بارے مین سوال کیا تھا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجین تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہو تم اَللّٰھُمَّ صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید انہین آل محمد کے اول جناب علی علیہ السلام ہین اور عورتون مین جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور لڑکون مین سبطین جناب حسنین علیہما السلام دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ الکتاب ہذا ۔ جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہین اس لئے ان سب پر اس آیہ کریمہ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ قولہ تعالیٰ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا ۔ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہین پھر دیدہ ودانستہ انکار جاتے ہین ۔

فی اسنی المطالب شمس الدین الجزری عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خواص الامۃ کے باب چہارم مین ایک شخص کی حکایت نقل کرنیکے بعد جسکو وہ مجنون سمجھتے تھے حالانکہ وہ عاقل تھا اس کلام کو نقل کیا ہے ۔

وذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سر[1] العالمین وکشف مافی الدارین الفاظا تشبہ ھذا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولٰہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا اباالحسن اصبحت مولائی ومولے کل مومن ومومنۃ قال وھذا

اور ذکر کئے مین ابو حامد غزالی نے کتاب سر[1] العالمین وکشف مافی الدارین مین ایسے الفاظ کہ جو شاہد ہین اسی شخص کے قول کے (یعنی جس شخص کی حکایت پہلے نقل کی ہے اور بسبب کلمات حق کہنے کے اوسکو مجنون بنایا ہے) پس کہا ہے ابو حامد غزالی نے کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کے بروز غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو آپ کو اے ابو الحسن کہ آپکو صبح ہوئی در آنحالیکہ آپ

---

[1] توثیق (کتاب سر العالمین غزالی) کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابو عبد اللہ ذہبی جلد اول صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ مین الحسن بن الصباح الاسماعیلی کے ترجمہ مین امام ذہبی کی یہ عبارت ہے ۔ قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاہدت قصۃ الحسن بن الصباح لما تزھد تحت حصن الموت فکان اہل الحصن یتمنون صعودہ الیہم ۔ توثیق (امام غزالی) کشف الظنون مین بحرف الزال ہے ۔ ذکر العالمین للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی خمس وخمسمائۃ ۵۰۵ھ ۔

تسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد ھذا
غلب الھوی بحبًا للریاستہ و
عقد البنود و خفقان الروایات
و ازدحام الخیول فی
فتح الامصار و امر
الخلافتہ و نہیہا فحملھم
علی الخلاف فنبذوہ وراء
ظھورھم و اشتروا بہ ثمنًا
قلیلاً فبئس ما یشترون

ہمارے اور کل مومن اور مومنہ کے مولی ہوئے بعد اس کے
امام غزالی فرماتے ہین کہ ایسا کہنا عمر کا خلافت علی کو ان لینا ہے
اور ان کے استخلاف پر راضی ہونا ہے اور حضرت علی کو حاکم
سمجھنا ہے مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے
واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فانی کے غلبہ
کیا ایک بات خلیفہ کا ہاتھ آنا اور خلافت کے نشان کا ہرانا
و امصار مین گرجانا اور پھر برہونا علم کے ہوا مین اڑنا اور ہوا کا
بیرقون سے لپٹنا اور سوار ہونا دونون طرف جلوس مین چلنا اور
گھوڑونکے ٹاپون کا شل چال کے معلوم ہونا اور ملکون اور شہرون کا
فتح ہونا ان سب خیالات نے ان لوگونکو جام خواہش نفسانی بالکل مخمور
کردیا اور اسی مدہوشی خانونکو خلیفہ کردیا اور جیسے قبل اسلام کے
تھے ویسے ہی ہوگئے اور اس عہد مبارک کو ان لوگون نے پس پشت
ڈالدیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خرید کیا پس کیا بری چیز
ان لوگون نے خرید کی۔

اس مضمون حجتہ الاسلام امام غزالی کے نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس آیہ مبارکہ سورہ احزاب کو نقل کرین جس مین یہ امر مذکور ہے کہ جس امر کو خدا اور اوسکا رسول طے کردے تو پھر اوس مین کسی شخص کو دخل در معقولات کرنے کا کوئی حق نہین ہے۔

قولہ تعالٰی و ما کان لمومن و لا مومنتہ اذا قضی اللہ و رسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلٰلاً مبینا۔ اور نہ کسی ایماندار مرد کو یہ مناسب ہے اور نہ کسی ایماندار عورت کو کہ جب خدا اور اوسکے رسول کسی کام کا حکم دین تو اون کو اپنے (اس) کام (کے کرنے نہ کرنے) کا اختیار ہو اور یاد رہے کہ جس شخص نے خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی کی وہ یقینًا کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہوچکا۔

اولا واقعہ تبلیغ سورہ براۃ ۹ھ مین یہ امر خدا نے اپنے رسول کے پاس حضرت جبرئیل کو بھیجکر حضرت ابوبکر کے بجائے جناب امیر علیہ السلام کو مامور کرکے طے فرمادیا دیکھو صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱

دوسرے واقعہ تبلیغ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ۱۰ھ ہے جس مین خود حضرت عمر کے بیان سے ظاہر و آشکارا ہوگیا کہ جب حضرتؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا تو میرے پہلو مین ایک نوجوان نہایت خوب رو و پاکیزہ خوشبو نے مجھسے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے اپنے عم زاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اوسکو کوئی نہ کھولیگا پس تو اس کھولنے سے ڈرتا رہ جسکو حضرت عمر نے رسولخدا سے بیان کیا اوس پر حضرت صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر وہ شخص حضرت آدم کی اولاد سے نہین تھا بلکہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو میرے اس کہنے کے تاکید کے لئے آئے تھے جو مین نے تمسے علی ابن ابیطالب کے بارے مین کہا تھا۔ دیکھو صفحہ ۲۶۰ و ۲۶۱ کتاب ہذا۔

اور دیکھو رسولخدا نے پھر مدینہ منورہ مین دو سو اسی (۲۸۰) صحابہ کو جمع کر کے تبلیغ کی ہے جس مین ایک صحیفہ پر سب کے دستخط و مہر کرالئے ہین دیکھو صفحہ ۹۰ و ۹۹ کتاب ہذا۔

لیکن رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وفات پاتے ہی اکثر صحابہ جناب امیر علیہ السلام سے منحرف ہو گئے یہان تک کہ جناب علی علیہ السلام کو رسولخدا کے بھائی ہونے سے منکر ہوئے حالانکہ ہر دو حضرات کے پدر یعنی حضرت عبداللہ اور ابوطالب حقیقی بھائی اور دونون صاحبون کی والدہ جو رسولخدا اور علی مرتضی کی دادی تھین پس جناب علی علیہ السلام رسولخدا کے حقیقی چچازاد بھائی ہوئے۔

سیرت النبی شبلی حصہ اول صفحہ ۱۲۸ مین ہے عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج سے تھے انمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب مان جائے بھائی تھے۔ اسلئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو ابوطالب ہی کے آغوش تربیت مین دیا۔

صحیح ترمذی مین ابن عمر سے حدیث مواخاۃ مین رسولخدا کا ارشاد ہذا اخی فی الدنیا والآخرۃ مذکور ہے۔

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ ششم حدیث نمبر چہارم مین خود عمر بن الخطاب سے حدیث مواخاۃ مین ہے۔

ھذا علی اخی فی الدنیا والآخرۃ وخلیفتی فی اھلی و وصیی فی امتی و وارث علمی وقاضی دینی مالہ منی مالی منہ وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی۔ عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب مین مواخات (یعنی دو دو بھائی چارا) کرائی تو فرمایا یہ علی دنیا و آخرت مین میرا بھائی ہے اور میرے اہل بیت مین میرا جانشین ہے اور میرے امت مین میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) ہے اسکا مال میرا مال ہے اسکا نفع میرا نفع ہے اسکا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اسکو دوست رکھا اوسنے مجکو دوست رکھا جس نے اس سے بغض رکھا اوس نے مجھسے بغض رکھا لیکن دنیا طلب لوگون نے خدا اور رسول کے آیات و حدیث کو پس پشت ڈالکر اپنے خواہش نفس کے لئے جو کچھ کیا وہ کتب تاریخ سے ظاہر و آشکارا ہو گیا۔

اسی پر رسولخدا نے اپنے سفر آخرت کے قریب حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمکو مکروہات پیش آوینگے اون سے تنگدل نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگون نے (یعنی صحابہ نے) دنیا اختیار کیا تو تم آخرت اختیار کرنا۔

اور وہ واقع ہو کر رہا۔ ایک گروہ صحابہ نے دنیا اختیار کیا۔

چونکہ جناب علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر خدا کی مضبوط رسی تھے جو رسولخدا کے ارشاد کے مطابق ثابت قدم رہے یعنی دین ابراہیمی پر قائم رہے جسکے بارے مین رسولخدا کی پیشین گوئی کہ میرے بعد میری امت تہتر (۷۳) فرقون پر متفرق ہو گی جس کے بہتر (۷۲) فرقے ناری صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا وہ ایک فرقہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے باعث ناجی ہونا قرار پایا۔

چنانچہ تفسیر در منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ سورہ آل عمران کے آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے تفسیر مین پہلے حصہ آیہ موصوفہ کے تفسیر کی دو حدیثین ہین جس مین ایک حدیث زید بن ثابت سے ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ اور دوسری حدیث ابو سعید خدری سے ہے دیکھو صفحہ ۱۵۲ کتاب ہذا۔ اسی آخر حدیث کی شاہد دوسری حدیث زید بن ارقم کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

ہر دو حدیثون مین رسول اللہ نے انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی الحدیث و انی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی امرین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یتفرقا

حتی یردا علی الحوض - ارشاد فرمایا ہے یہ آخری فقرہ اس حدیث کا ہر دو مین ہے -

اور یہی حدیث جلیل لفظ ثقلین اور الثقلین سے بھی ہے اور عین وفات کے دن بھی فرمایا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵

یہ الفاظ خلیفتین و امرین و ثقلین و الثقلین یہ سب بصیغہ تثنیہ اور بلفظ انہما سے مذکور ہین -

یہی حبل اللہ (خدا کی رسی) ہین ایک قرآن مجید دوسرے عترت رسول اللہ جو بارہ حروف پر مشتمل ہے ایسے ہی امرین الثقلین اور خلیفتین ثقلین یہ بھی بارہ بارہ [۱۲ ۱۲] حرفون پر مطابق ہین -

اسی کی تائید اس حدیث کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد اور کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین صفحہ ۹۲ مطبوعہ لکھنؤ سے ہوتی ہے -

اخرج الحاکم عن ام سلمۃ سمعت	حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلعم یقول علی مع القران	رسولخدا سے کہ علی ساتھ قرآن کے اور قرآن ساتھ علی کے
والقران مع علی لن یتفرقا حتی	ہے ہرگز جدا نہونگے دونون ایک دوسرے سے یہان تک
یردا علی الحوض	کہ میرے پاس حوض پر وارد ہون -

یہی حدیث رسولخدا نے اپنے مرض موت مین ارشاد کی ہے چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر[1] کی باب تاسع حدیث اربعون مین ہے -

وفی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض	اور ایک روایت مین یہ حدیث حضرت نے اپنے
موتہ کذا کذا ثم اخذ بید علی فرفعہا	مرض موت مین فرمائی پھر حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑ کر
فقال ہذا علی مع القران القران مع	بلند کیا اور فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے
علی لا یفترقان حتی یردا علی	ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جُدا نہونگے یہان تک
الحوض -	کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون -

اور ساوسی تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۶۰ مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے بعد ولا تفرقوا کے تفسیر مین یہ حدیثین ہین -

واخرج ابن ماجہ وابن جریر وابن	ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے انس
ابی حاتم عن انس قال قال رسول اللہ صلی	سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر[۷۱] فرقون پر اور
اللہ علیہ وسلم افترقت بنو اسرائیل علی	میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہوگی کل ناری ہونگے
احدی وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ	مگر ایک فرقہ کہا گیا یا رسول اللہ یہ واحد فرقہ کون ہے
قالوا یا رسول اللہ ومن ہذہ الواحدۃ قال الجماعۃ	فرمایا جماعت ہے -

* ان امتی ستفرق علی ثنتین و سبعین فرقۃ

اس روایت مین لفظ جماعت کا تصرف آگے حدیث صحیح ترمذی سے باطل ہو جائیگا نیز اکہتر اور بہتر کی تصحیح ہو جائیگی اس بارے مین صحیح ترمذی جلد ثانی باب فراق ہذہ الامۃ سے دو حدیثین نقل کیجاتی ہین -

[1] توضیح و ابن حجر کی التعلیقات السنیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مین ہے - ہو احمد بن محمد بن علی بن حجر کان بحرانی الفقہ ماما اقتدی بہ الائمۃ مصنفاتہ فی العصر الخ
ایضاً کشف الظنون مین ہے - الصواعق المحرقۃ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی مفتی الحجاز المتوفی ۹۷۳ھ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تفرقت اليهود على احدى وسبعين فرقة او اثنين وسبعين فرقة والنصارى مثل ذلك وتفرق امتى على ثلث وسبعين فرقة وفى الباب عن سعد و عبد الله بن عمرو وعوف بن مالك حديث ابو هريرة صحيح

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ متفرق ہوگئے یہود اکہتر یا بہتر فرقون پر اور نصاری مثل انکے اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوجائیگی اور اس باب مین روایت ہے سعد اور عبد اللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے حدیث ابوہریرہ صحیح ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليأتين على امتى ما اتى بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذلك وان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفرق امتى على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالوا من هى يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابى حديث حسن غريب

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے ضرور آئیگا میری امت پر وہ وقت کہ آیا بنی اسرائیل پر جیسے جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے یہانتک کہ اگر ان مین سے اپنی مان کے پاس علانیہ آیا ہوگا تو ضرور میری امت مین سے بھی ایسا ہی شخص ہوگا جو یہ کام کریگا اور بنی اسرائیل بہتر مذہب پر متفرق ہوگئے ہین اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی سب کے سب ناری ہونگے مگر ایک مذہب کہا لوگون نے وہ مذہب کون ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث مین اصحابی کا لفظ ہے جو خود ترمذی کے مخرجہ حدیث ثقلین یوم عرفہ حجۃ الوداع سے جس کے راوی حضرت جابر۔ (احسن الصحابہ کما فی الزرقانی) اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری وغیرہ صحابی ہین نیز رسول اللہ ملت ابراہیمی پر تھے اور مذہب صحابہ بعد وفات رسول ملت ابراہیمی کے خلاف فرمان نبوی کے مخالف ہوکر متفرق ہوگیا۔ سو خدا نے حبل اللہ کو کتاب اللہ اور عترتی اہل بیتی پر منحصر فرمایا ہے جنکے اول جناب علی علیہ السلام اور دوسرے امام حسن علیہ السلام اور تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے علی بن الحسین پانچوین محمد بن علی یعنی امام باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام وغیرہ جنکے سند کی یہ حدیث وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین کے صہ ۴۵ سے لکھی جاتی ہے۔

واخرج الثعلبی فی تفسیر واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا عن جعفر الصادق انه قال نحن حبل الله

(ترجمہ) امام ثعلبی نے اپنے تفسیر مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ الآیہ کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حبل اللہ ہم ہین۔

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام لفظ عترتی اہل بیتی یا عترت رسول اللہ کے جو بارہ ہین جنکے چھٹے ہین شمار کرلو۔

آخر سورہ حج مین لفظ اجتبکم ہی جسکے بارے مین تفسیر عمدۃ البیان صہ ۲۰۲ مطبوعہ دہلی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالی کا خطاب اجتبکم ہماری طرف ہے خدا نے ہمکو برگزیدہ کیا ہے۔

اور قولہ تعالی ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سمیکم المسلمین من قبل وفی ہذا۔ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا) مذہب بنادیا!

اسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمان بردار بندے) نام رکھا قبل اسکے (یعنی توریت وانجیل مین) اور اس قرآن مین تفسیر عمدۃ البیان ص۲۵۴ مین یہ تفسیر ہو سمیکم المسلمین من قبل وفی ہذا مین منقول ہے من قبل پہلے اس قرآن سے پہلی کتابون مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہ خطاب بھی ہماری طرف ہے چنانچہ بشارت توریت باسمٰعیل علیہ السلام اثنی عشر عظیماً کی حدیث ص۲۲۵ مین گذری۔

یہ سمیکم المسلمین تیرہ حرفون پر مشتمل ہے یہ کل تیرہ اشخاص ہین جنکے اول رسولخدا ہین دیکھو آخر سورہ انعام حضرت عالم زمین فرماتے ہین قولہ تعالیٰ وانا اول المسلمین باقی بارہ حروف سے اثنا عشر عظیماً جو صلب اسمٰعیل علیہ السلام سے ہین اور لفظ فی ہذا سے اس قرآن (مین) مراد ہے جسکا اشارہ اس آیہ کریمہ سورہ بقرے ہے قولہ تعالیٰ۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور جب ابراہیم و اسمعیل خانہ کعبہ کی بنیادین بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے (اور) اے ہمارے پالنے والے تو ہمین اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

آیہ مبارکہ مین جو ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ہے اوسکی تفسیر مین حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اوس ذریت سے اولاد ہاشم بن عبدمناف ہے دیکھو تفسیر عمدۃ البیان ص۶۰ مطبوعہ یوسفی دہلی۔

انھین کے بارے مین حدیث اصطفی ص۲۵۶ مین نقل ہے جسکو ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے اور محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اسی حدیث اصطفی ہاشم کو اپنی تاریخ صغیر مین اخراج کی ہے یہ سب محمد و آل محمد ہین یہی سب کے سب سورۂ حج مین مجتبیٰ کئے گئے ہین جو صیغہ جمع سے ہے نیز سمٰکم المسلمین جمع سے ہے جو تیرہ اشخاص ہین۔

یہی تیرہ اشخاص منعم علیہم یعنی صاحبان انعام ہین جن پر اتمام نعمت کی گئی ہے۔

اس اتمام نعمت سے مراد نبوت اور امامت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم واسرائیل (ترجمہ) جنھین خدا نے اپنی نعمت دی آدم کی اولاد سے اور اونکی نسل سے جنھین ہم نے (طوفاں کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے ہین۔ وممن ہدینا واجتبینا یعنی اور اون لوگون مین سے ہین جنکی ہم نے ہدایت کی اور مجتبیٰ کیا اور سورہ یوسف مین ہے وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراھیم واسحاق ان ربک علیم حکیم (ترجمہ) یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے فرمایا کہ جس طرح تجھکو یہ خواب دکھلایا ہے اوسی طرح برگزیدہ کریگا تجھکو تیرا پروردگار اور سکھلائیگا تجھکو تاویل باتونکی (یعنی علم تعبیر خواب) اور تمام کریگا اپنی نعمت کو تجھپر اور اولاد یعقوب پر جس طرح کہ تمام کیا اوسکو تیرے دو جد امجد پر تجھسے پیشتر کہ وہ ابراہیم و اسحاق ہین تحقیق پروردگار تیرا علیم و حکیم ہے (یعنی اس بات کو وہی جانتا ہے کہ کون نبوت و امامت کے قابل ہے) حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب کو نبوت کے بعد امامت بھی دیگئی ہے حضرت ابراہیم کے امامت کا ذکر آیہ کریمہ قال انی جاعلک للناس اماما مین مذکور

دیکھو سورہ بقر اور حضرت اسحاق و یعقوب کے امامت کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وَوَہَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَۃً وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا اور بخشے ابراہیم کو انعام میں اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب جیسا پوتا) عنایت کیا ہم نے سب کو صالح گردانا اور ان سب کو (لوگوں کا) امام بنایا کہ ہمارے حکم سے اونکی ہدایت کرتے تھے۔ جو کہ نبی اسمٰعیل میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے امامت جو ظل رسالت ہے وہ آل محمد یعنی آئمہ اثنا عشر میں عطا ہوئی جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے قولہ تعالیٰ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ آیہ منعم علیہم میں پہلا لفظ النبیین ہے جس سے خاتم المرسلین یا خاتم النبیین مراد ہیں جس میں کچھ کلام نہیں جنکے بعد جو عترت صدیقین اور شہدا اور صالحین کی منعم علیہم مذکور ہے پس لفظ صدیقین سے جناب علی علیہ السلام اور لفظ شہدا سے حسنین مجتبٰی علیہما السلام اور لفظ والصالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام جس سے کل ائمہ اثنا عشر اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ثابت ہوگئے۔

اس آخر لفظ والصالحین میں نو حرف ہیں اور لفظ ولد الحسین میں بھی نو حرف ہیں پس یہ نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام سب صالحین ہیں جو سورہ حج میں قولہ تعالیٰ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ اوسی نے تمکو مجتبٰی کیا ضمیر جمع سے ہیں اسی آیہ کریمہ سے امام حسن مجتبٰی علیہ السلام لفظ مجتبٰی سے مخاطب ہیں پس یہ نو اولاد امام حسین علیہ السلام مجتبٰی ہو کر صالحین سے گردانے گئے ہیں اور صالحین سے پہلے مجتبٰی ہونا لازمی ہے جسکے لئے یہ آیت سورہ نون والقلم کی شاہد ہے فَاجْتَبٰہُ رَبُّہٗ فَجَعَلَہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ اولاً مجتبٰی سے انتخاب کیا پھر صالحین سے بنا دیا پس نو اولاد امام حسین علیہ السلام صالحین سے ثابت ہوگئے یہی سب عترتی اہلبیتی حبل اللہ ہیں انہیں کے پیرو ملت ابراہیم پر ہیں۔

کتاب ینابیع المودۃ قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۴۵ میں یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبی صلعم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام اخو امام وانت حجۃ ابن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم المھدی۔ سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ میں رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حسین آنحضرت کے زانو پر بیٹھے ہیں آپ کبھی اونکے آنکھوں کے بوسہ لیتے ہیں اور کبھی منہ چومتے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور سید کا بھائی ہے اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور تو حجۃ ہے اور حجۃ کا بیٹا ہے اور حجۃ کا بھائی ہے اور نو حجج اللہ کا پدر ہے انکا نواں قائم علیہ السلام ہونگے۔ انہیں حجج اللہ کا ذکر حضرت جابر کی حدیث مندرجہ صفحہ ۲۶ میں ہے انہیں کی پیروی امت پر واجب کی گئی ہے یہی حضرات ملت ابراہیم پر ہیں انہیں کے بارے میں قولہ تعالیٰ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا۔

لیکن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی لوگوں نے عمر بن خطاب کی پیروی کی یہ وہی صحابی ہیں جن سے مع کثیر صحابہ سے مخاطب ہو کر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث ثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث اور حدیث ولایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرما کر تہنیت کے پیرایہ سے خیمہ علی علیہ السلام میں بھیجکر عہد و پیمان لیا تھا نیز عین وفات کے دن بھی حضرت نے حدیث ثقلین فرما کر امت اور حاضرین صحابہ کو ہدایت فرمائی تھی اور طلب قرطاس فرما کر چاہا کہ کچھ بطور وصیت لکھکر مزید ہدایت فرما دیں جو انہیں حضرت عمر کے رخنہ اندازی سے نہیں لکھی جا سکی جیسا کہ اپنے مقام پر

شرح و بسط سے تمام واقعات لکھے گئے نیز رسول خدا کے وفات سے انکار کرکے اوسوقت تک ایک ہنگامہ آرائی رہی جب تک اپنے خواہش کے مطابق اوسکا موقع نہین آیا اسی کے بعد داخلہ سقیفہ بنی ساعدہ ہے۔

غرضکہ حسب تحریر شبلی صاحب جیساکہ الفاروق حصہ دوم مین رقمطراز ہین: "فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین اونکی تعداد کئی ہزار تک پہونچتی ہے انمین سے تقریباً ہزار مسئلے ایسے ہین جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہین ائمہ اربعہ نے انکی تقلید کی ہے"

پھر شاہ ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہین "ہمچنین در درس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند و این تقریب ہزار مسئلہ باشد"

اور دوسری جگہ الفاروق مین ہے۔ "فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی مجلسون کی بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابت عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس۔ عبدالرحمن بن عوف۔ حر بن قیس تھے"

اس مجلس کے ابی بن کعب اول رکن ہین جنھون نے اول بیعت خلیفہ اول نہین کی اور بنی ہاشم و دیگر صحابہ کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف تھے۔ زید بن ثابت حدیث ثقلین و خلیفتین کے راوی ہین۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس آیہ تبلیغ و تاکید کے جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہونے کے راوی ہین جن سب کے اجتماعی مسائل کا نام فقہ عمری رکھا گیا یہی وہ مسائل ہین جنکی پیروی بنی امیہ وغیرہ نے کی ہے یہ مذہب ملت ابراہیمی نہین ہے سوائے مذہب علی مرتضی کے جو رسول خدا کے ساتھ ساتھ ملت ابراہیمی کے پیرو ہے جسکا خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا۔ قولہ تعالی فاتبعو ملۃ ابراہیم حنیفا۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا۔ شاہد بین ہے

ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۸۹ مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین۔

شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق[1] اعظم و ذوالنورین مسلط شدند بر روی ارض و بر روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین چہ فقہاء و قراء و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین و بر سادات اہل بیت نگاہ ہے خلافت منتظم نشد لاخلافت حضرت مرتضی فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید و ایام خلافت

اس مین شک نہین ہے کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور ذوالنورین زمین پر مسلط ہوگئے اور روم و فارس کو فتح کیا قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام دنیا مین شایع ہوا اور اونہین کے جمع کردہ مسائل دنیا مین پھیل گئے۔ اور اکثر مسلمانون نے خواہ وہ محدثین و فقہاء اور قاری و مفسرین ہون یا روی زمین کے بادشاہ ہون سنی المذہب اختیار کرلیا ہے۔ اور حضرت علی مرتضی کے سوا اہل بیت نبوی کے کسی امام اور اونکی اولاد کو خلافت (ظاہری بھی) کبھی نہین ملی اور سب لوگ

---

[1] روضۃ الاحباب جمال الدین شیرازی جلد ثانی صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۲۹۶ھ مین ہے۔ و محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بار سیدہ کہ اہل کتاب اول وی را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درین باب چیزے نرسیدہ واللہ اعلم قال ابن جریر فی تاریخہ عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول من قال لعمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون ذالک من قولہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ ذکر من ذالک شیئا۔ یعنی صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اونکو سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہمکو یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو۔ (تاریخ احمدی الشیخ احمد حسین خان)

حضرت مرتضیٰ بمذہب شیعہ ایام ابتلاء ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہل سال (ہجری) کہ وے رضی اللہ عنہ بدار البقا انتقال فرمود بنوامیہ در اخفاء و استیصال امراد چہ کوشش ہا نمودہ اند۔

جانتے ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے ایام خلافت مین کیسے کیسے مصائب و نوائب دیکھے اور سے از روی مذہب شیعہ حضرت مرتضیٰ کے خلافت کا زمانہ بالمصیبت تقیہ اور خوف مین گذرا۔ اور چالیس سال (ہجری) کے بعد جب اونھون نے انتقال فرمایا تب بنی امیہ نے اونکے احکام کے چھپانے اور نیست و نابود کرنے مین کسقدر جان توڑ کوششین کی ہین۔

پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر و آشکار ہو گیا کہ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ اور امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ اور امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ) نے اوس فقہ عمری کی پیروی کی ہے جو ملت ابراہیمی نہین ہے جسکا ذکر قرآن مین ہے۔ دیکھو سورہ یوسف واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب اور مین تو اپنے باپ دادا ابراہیم واسحاق ویعقوب کے مذہب کا پیرو ہون جنکے بارے مین خدا کا قول وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا صفحات قبل نقل ہو چکا دیکھو سورہ انبیا مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے خطبہ مین آیہ موصوفہ کی تلاوت فرمائی ہے جیسا کہ جواہر العقدین سمہودی (منقول از عبقات الانوار غدیر جلد چہارم ص ۲۵) مین ہے۔

عن ابی الطفیل قال خطبنا الحسن بن علی بن ابیطالب فحمد اللہ واثنی علیہ واقتصر الخطبۃ (الی ان قال) ثم قال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فاما الحسن بن محمد صلے اللہ علیہ وسلم ثم تلی ھذہ الآیۃ واتبعت ملۃ ابائی ابراھیم و اسحاق ویعقوب ثم اخذ فی کتاب اللہ ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر انا ابن النبی انا ابن الداعی الی الحق باذنہ وانا ابن السراج المنیر وانا ابن الذی ارسل رحمۃ للعالمین فانا من اھل بیت الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا وانا من اھلبیت الذین افترض اللہ مودتھم وولایتھم فقال فیما انزل علی محمد صلے اللہ علیہ وسلم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

ابو طفیل کہتے ہین کہ خطبہ پڑھا ہم مین حسن بن علی بن ابیطالب نے پس خدا کی حمد و ثنا کی اور مختصر کیا خطبہ کو یہانتک کہ کہا حضرت نے جو شخص پہچانتا ہے مجکو وہ مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو شخص نہین پہچانتا مجھے پس مین حسن ابن محمد ہون پھر پڑہا حضرت نے اس آیت کو واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب پھر لیا کتاب اللہ کو تب حضرت نے کہا کہ مین فرزند ہون بشیر کا مین فرزند ہون نذیر کا مین فرزند ہون نبی کا مین فرزند ہون داعی الی الحق باذنہ مین فرزند ہون سراج منیر کا مین فرزند ہون اوسکا جو بھیجا گیا ہے رحمت کر کے عالم کیلیے مین اون اہل بیت سے ہون جنکے بارے مین خدا نے آیہ تطہیر نازل کی ہے اور مین اون اہل بیت مین سے ہون کہ فرض کیا ہے اللہ نے اونکی مودت اور ولایت (امامت) کو پس کہا ہے خدا نے اوس قرآن مین جو نازل ہوا ہے خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ اے ...... اے رسول کہدو کہ میں تم سے اس رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قرابتداروں کی محبت کے

زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۱ میں تفسیر قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کے ہے جو عند ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس انہا لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین نزلت فیہم الآیۃ قال علی وفاطمۃ وابناہما۔

خطبہ موصوفہ صاف صاف آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کا ملت ابراہیمی پر ہونا معلوم ہو گیا اسی ملۃ ابراہیمی کے لئے خدا کا صریح حکم اس آیہ کریمہ سے ہویدا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحبان امر کا اس آیت میں رسول اور اولو الامر کی اطاعت میں کچھ فرق نہیں کیا۔

یہی اولو الامر وہی لوگ ہیں جو رسولخدا کے شریک فی الامر ہیں۔ رسول اللہ کے شریک فی الامر جناب علی علیہ السلام ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے شریک فی الامر حضرت ہارون ہیں دیکھو قولہ تعالیٰ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیۃ۔ موسیٰ نے عرض کی تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما (دلیر بنا) اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں میرا شریک بنا۔ اسی آیہ کی تفسیر در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ میں ہے۔ ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول کو ثبیر (مکہ میں ایک پہاڑ ہے) کے مقابلہ میں دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ خداوندا میں بھی تجھسے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں اور میرے اہلبیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر اور میرے کام میں اسکو شریک بنا یہی وجہ ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں ثقلین وخلیفتین اور امرین بھی فرمایا ہے۔

پس رسولخدا کے بعد جن اولو الامر کی اطاعت واجب کی گئی وہ علی علیہ السلام اور انکی اولاد ہے۔

چنانچہ امام قندوزی ینابیع المودۃ باب سیوم میں رقمطراز ہیں۔

وفی المناقب عن ہشام[1] بن حسان قال	مناقب میں ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ امام حسن
خطب الحسن[2] ابن علی علیہ السلام بعد	بن علی نے لوگوں سے اپنی بیعت لینے کے بعد خطبہ پڑھا

---

[1] (توثیق) ہشام بن حسان یہ خاص رواۃ بخاری و ترمذی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ انصاری دہلی اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب بعث النبی میں ہشام بن حسان واقع ہے۔ قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل نا محمد بن بشار نا ابن عدی عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس بعث بمکۃ ثلث عشرۃ وبعث اربعین ومات وہو ابن ثلث وستین۔

ایضاً اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے۔ ہشام[1] ابن حسان بتشدید سین کہ ثقہ است واز اہل حدیث است۔

[2] ہشام بن حسان کا تلمیذ حسن بصری ہونا تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی میں ابن عون تابعی کے ترجمہ واقع سنہ ۱۵۱ھ میں ہے۔ شیخ البصرۃ وعالمہا وزاہدہا عبد اللہ بن عون قال ابن مہدی ما کان بالعراق اعلم بالسنۃ منہ وقال ہشام بن حسان تلمیذ الحسن البصری لم تر عینای مثل ابن عون

[3] اس خطبہ کی تائید کا خطبہ تاریخ مسعودی سے نقل ہے قال المسعودی فی مروج الذہب من خطب الحسن قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول صلعم واہل بیتہ الطاہرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والثانی کتاب اللہ فیہ تفصیل کل شیء لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ فالمعول علینا فی تفسیرہ لا نتظنی تاویلہ بل نتیقن حقائقہ فاطیعونا فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت بطاعۃ اللہ والرسول واولی الامر مقرونۃ الخ (ترجمہ) (دیکھو حاشیہ ۳۴۸)

بيعة الناس له بالامر فقال نحن حزب
الله الغالبون ونحن عترة رسوله الاقربون
ونحن اهلبيته الطيبون ونحن احد الثقلين
الذين خلفهما جدی صلے الله عليه وآله فی
امته ونحن ثانی كتاب الله فی
تفصيل كل شیٔ لاياتيه الباطل من بين
يديه ولا من خلفه فالمعوّل علينا
تفسيره ولا نظنّنيا تاويله بل يتيقنا
حقا يقته فاطيعونا فان طاعتنا مفروضة اذ كانت
بطاعة الله عزوجل وطاعة رسوله مقرونة قال
جلشانه يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله و
اطيعوا الرسول واولی الامر منكم وقال عزو
جل فان تنازعتم فی شیٔ فردوه الی الله
والی الرسول و قال عزوجل ولو ردوه الی
الرسول والی اولی الامر منكم لعلمه الذين يستنبطونه
منهم واحذروا الاصغاء لهتاف الشيطان
فانه لكم عدو مبين -

فرمایا کہ ہم حزب اللہ الغالبون ہیں یعنی ہم اللہ تعالے
کے لشکر ہیں اور یہی لشکر غالب ہے اور ہم ہی اسکے رسول کے
آل اور قریبی رشتہ دار ہیں اور ہم ہی وہ طیب و طاہر ہیں
جو اہلبیت کے نام سے موسوم ہیں اور ہم ہی اون دو وزنی
اشیا میں سے ایک ہیں جنکو ہمارے جد صلوات اللہ علیہ نے
اپنی امت کے سپرد کیا اور ہم ہی خدائے تعالیٰ کی دوسری
کتاب ہیں یعنی قرآن ناطق جس میں ہر شئی کی تفسیر موجود ہے
اور ہم ہی وہ ہیں کہ کوئی باطل امر نہ تو ہم پر سامنے سے آتا ہے
اور نہ پس پشت سے پس تفسیر قرآن مجید ہمارا کام ہے اور
ہم قیاس سے تفسیر قرآن شریف نہیں کرتے بلکہ ہم وہی تفسیر
بیان کرتے ہیں جو واقعی خدا متعالی کا مطلب ہے پس
ہماری اطاعت کرو کیونکہ ہماری اطاعت خدا و رسول
کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن
مجید میں فرماتا ہے اطیعوا الرسول واولی الامر ان احکام کے
صادر ہونے کی یہ وجہ ہے تاکہ لوگ جانیں کہ تفسیر قرآن شریف
ہم سے حاصل کرنی چاہیے اور اے لوگو شیطان کی آواز پر
کان نہ لگاؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے -

ابن ماجہ جو صحاح ستہ سے ہیں اپنے سنن باب طاعۃ الامام صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ نظامی دہلی ۱۲۳۳ھ میں یہ حدیث وارد کرتے ہیں -

حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة و علی بن محمد
قالا ثنا وكيع ثنا اعمش عن ابی صالح
عن ابی هريرة قال رسول الله
صلے الله عليه وسلم من اطاعنی فقد
اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله
ومن اطاع الامام فقد
اطاعنی ومن عصا الامام
فقد عصانی

حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ اور علی
بن محمد نے کہا دونوں نے حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے اعمش نے ابی صالح سے اونہے ابوہریرہ
سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس نے اطاعت کی میری
اوس نے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے نافرمانی کی میری
اوسنے نافرمانی کی اللہ کی اور جسنے اطاعت کی امام کی
اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی امام کی
اوس نے نافرمانی کی میری -

اور روایت مذکورہ کی تائید بمصداق الحدیث یفسر بعضہ بعضا اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی

محمد مبین کے صہ۹۲ مین لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین یہی روایت وارد کی ہے - اور مستدرک حاکم (قلمی) جلد سیوم اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صہ۲۹۵ مطبوعہ صدیقی ۱۲۸۶ھ سے بمضمون واحد نقل کیجاتی ہے -

اخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصا علیا فقد عصانی ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا علی من فارقنی فقد فارقک ومن فارقک یا علی فارقنی

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس شخص نے اطاعت کی میری اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی میری اوس نے نافرمانی کی اللہ کی اور جس شخص نے اطاعت کی علی کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی علی کی اوسنے نافرمانی کی میری یہ حدیث صحیح السند ہے نہین اخراج کیا بخاری و مسلم نے اور حاکم نے ابوذر صحابی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے اے علی جسنے فرق کیا مجھ مین اوسنے فرق کیا تجھسے اور جسنے فرق کیا اے علی تجھسے اوسنے فرق کیا مجھسے -

روایات مذکورہ آیہ وافی ہدایہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی پوری پوری مؤید ہو گئی پہلی حدیث مین لفظ امام ہے دوسری حدیث مین خود جناب علی علیہ السلام کی اطاعت مثل رسولخدا کے اطاعت کے واجب کی گئی ہے بعض حدیث مین لفظ امام کے بجاے لفظ امیر ہے وہ بھی جناب امیر علیہ السلام ہی پر مطابق ہے نیز حدیث ثقلین کی جگہ خلیفتین اور امرین بھی ہے جس امر سے بھی جناب امیر علیہ السلام ہی مراد ہین قبل کے واقعہ تبوک مین گذر چکا کہ رسولخدا نے جناب امیر کو لفظ امام المسلمین سے خطاب فرمایا ہے - دیکھو ص ۳۱۳

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم مین جناب فاطمہ صدیقہ کبریٰ سے جو غدیر کے موقع پر موجود تھین یہ حدیث وارد ہے -

عن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

حضرت فاطمہ صدیقہ کبریٰ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس کا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور جسکا مین امام یعنی پیشوا ہون اوسکا یہ علی پیشوا یا امام ہے -

اور آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین .... کے تفسیر مین شاہ عبد القادر محدث دہلوی اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن مین لکھتے ہین - اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اسقدر سمجھانے پر بھی

اگر نہ قائل ہون تو اونکے ساتھ قسم کردیہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اون نصارا مین جو دانا تھے اونہون نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دینا قبول رکھا۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ عصر ترجمہ اردو صفحہ ۱۵۶ و ۱۵۸ و ۱۶۷ یہ تفسیر سورہ والشمس والضحیٰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۲۶۷ھ مین ہے۔ النظر الی المصحف عبادة یعنی دیکھنا قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اوسی طرح حضرت علی کے حق مین آپ نے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادة یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اوسوقت مین وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

اور اس خاکدانی ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا اکیسوین رات رمضان کی جسد مبارک کو آپ کے نجف الحیرہ مین ایک جگہ کا نام ہے کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ حیرہ النعمان کی راہ مین وہان مدفون کیا۔

یہ قصہ ۴۰ھ مین واقع ہوا اور آپکی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نرہا اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسلاً آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔ ایک سوانحہ عجیبہ آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا پس کما حقہ ثابت و متحقق ہوگیا کہ وہ تہتر فرقون کا ایک فرقہ وہی ہے جو بعد رسولخدا جناب امیر علیہ السلام کا پیرو رہا اور وہی ملت ابراہیمی پر رہا اور وہی ناجی ہے۔ اسی ملت ابراہیمی کے ترویج کے لیے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا تھا اور جنکی امداد علی سے کرائی تھی جو بیس سال کامل مین تیار ہوا اور رسولخدا کے وفات پاتے ہی بدل گیا۔ جسکے بارے مین علی علیہ السلام کی تقریر دربار خلافت والی تصریح کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر کے بارے مین رسولخدا نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے چنانچہ کتاب کشف الغطا ترجمہ کتاب موطا صفحہ ۳۰۱ تا صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۶ھ مین یہ حدیث ہے عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ھولاء اشھد علیھم فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی ابو بکر ثم بکی قال ائنا لکا ئنون (ترجمہ کشف الغطا ترجمہ موطا) موطا مین ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے جنگ احد کے شہیدون کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنکا مین گواہ ہون بعض اون مین سے ایسے تھے جنھون نے نو بیٹیان چھوڑین اور خوشی سے شہید ہوئے جنکا مین گواہ ہون بعض نے کھجورین ہاتھ سے پھینکدین و بعضون نے یہ آرزو کی کہ ہم لوٹ کر گھر کو جاوین بعضون کو حضرت بڑہاپے کے وجہ سے چھوڑ گئے تھے مگر وہ شہادت کے آرزو مین چلے آئے۔ ف ابوبکر صدیق نے کہا کیا ہم انکے بھائی نہین ہین مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے اونہون نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہان مگر مجھے معلوم نہین کہ بعد میرے تم کیا احداث کروگے تو رونے لگے ابوبکر پھر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہینگے بعد آپ کے۔"

روایت مذکورہ کی تائید کی یہ روایت کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ لسید سمہودی جلد ثانی صلا مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(وروی) یحیی[1] انہ لما انکشف الناس یوم احد وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر فقال من المومنین رجال الی قولہ وما بدلوا تبدیلا۔ اللھم ان عبدک نبیک یشھد ان ھولاء شھداء فاتوھم وسلموا علیھم فلن یسلم علیھم احد ما قامت السموات والارض الا ردوا علیہ ثم وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقفاً آخر فقال ھولاء اصحابی الذین اشھد لھم یوم القیامۃ فقال ابوبکر فما نحن باصحابک فقال بلی ولکن لا ادری کیف تکونون بعدی انھم خرجوا من الدنیا خماصا۔

یحیی نے روایت کی ہے جبکہ روز جنگ احد لوگ مرگئے تو رسول اللہ مصعب بن عمیر کے قریب ایستادہ ہوکر یہ آیت تلاوت فرمائی من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ پھر آپ نے فرمایا خدایا یہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہدا ہیں اے مسلمان تم ان کے مزاروں کے پاس آنا اور ان پر سلام کرنا پس جو شخص آسمان وزمین کے قیام تک ان شہدا پر سلام کریگا یہ لوگ اوسکو جواب سلام دینگے پھر رسول اللہ نے دوسری جگہ قیام کرکے ارشاد کیا یہ میرے صحابہ ہیں جنکے متعلق میں بروز قیامت گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے عرض کیا آیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیسے رہوگے بیشک یہ شہدا ایسے حال میں دنیا سے نکلے ہیں کہ شکم اونکے خالی تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں جناب امام حسین علیہ السلام کا منبر پر سے اتارنا پہلے معلوم کرچکے اب حضرت امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کو منبر سے اتارنا یوں مذکور ہے۔

وفی تاریخ الخلفا للسیوطی قال	تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ حسن بن علی علیہ السلام
جاء الحسن ابن علی الی ابی بکر	حضرت ابوبکر کی طرف ہوکر گزرے اور اونکو رسول کے
وھو علی منبر رسول اللہ فقال انزل	منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو
عن مجلس ابی فقال صدقت انہ	حضرت ابوبکر بولے تم نے سچ کہا در حقیقت یہ منبر تمہارے
مجلس ابیک واجلسہ فی حجرہ وبکی	ہی باپ کا ہے یہ کہکر حضرت ابوبکر نے حضرت حسنؑ کو گود میں
فقال علی واللہ ما ھذا عن امری	بٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے ابوبکر سے فرمایا کہ جو کچھ
فقال واللہ ما اتھمک۔	تم سے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا ابوبکر بولے۔۔۔

[illegible]

[1] یحیی ہذا ہو السید ابو الحسن یحیی بن الحسین بن جعفر صاحب اخبار المدینۃ قال السمھودی فی جواھر العقدین فی اوائل الذکر الرابع عشر من قسم الثانی بعد ذکر حدیث عن علی علیہ السلام یتضمن ذکر اخبار جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان اھل بیتہ قتلی ومصارعھم شتی رواہ السید ابو الحسین بن یحیی بن الحسین بن جعفر فی اخبار المدینۃ رواہ ابن ابنہ الحسین بن محمد بن یحیی عنہ و ایضا قال السمھودی فی اوائل الذکر السادس من القسم الثانی بعد ذکر روایۃ عن الدارقطنی قلت ویحیی بن الحسین جد شیخ الدارقطنی فی ھذا الحدیث ھو صاحب اخبار المدینۃ کان فقیھا محدثا نسابۃ الخ منقول از عبقات الانوار منزلت ص ۵۰

تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۲۱۴۰ سطر ۱۰ و ۱۵ مطبوعہ لیڈن مین یہ عبارت مذکور ہے۔

ان ابا بکر الصدیق قال فی مرض موتہ لوددت انی لم اکشف بیت فاطمۃ عن شئی وان کانوا قد غلقوہ علی الحرب ووددت انی یوم سقیفۃ بنی ساعدۃ کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمر وابا عبیدۃ (مطلب ترجمہ) حضرت ابوبکر نے وقت وفات (نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ) ارشاد کیا کہ کاش مین فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے کیون نہ بند کیا گیا ہوتا۔ اور کاش بروز بعیت سقیفہ بنی ساعدہ مین خود امر خلافت کو اختیار نکرتا بلکہ خلافت کا قلادہ عمر یا ابو عبیدہ کے گلے مین ڈالدیتا۔ انتہی

تتمہ کتاب تکمیل ہذا

یہان تک لکھکر ہم اپنی تحقیق کو ختم کرتے ہین اسکے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے اوس خطبہ عظیم الشان کے بعض اقتباسات نقل کئے دیتے ہین جس خطبہ عظیمہ کو لوگون نے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اوسکا بہت بڑا خطبہ ہونا قبول کیا ہے۔ لیکن جسقدر خطبہ لکھا گیا ہے وہ پندرہ بیس سطور سے زیادہ کا نہین حالانکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس خطبہ مبارکہ کو کئی گھنٹہ تک بڑے عظیم الشان پیمانہ پر بیان فرمایا ہے اسکی وجہ آیہ تبلیغ وتاکید کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر مین نازل ہونا اور سر راہ خداوند عالم کا جناب رسولخدا کو مع ناقہ کے روکدینا اور حضرتؐ کو جو کچھ اس مین تامل ہورہا تھا اوسکی بابت اپنی ضمانتؐ کرلینا ہے جسکی آیہ وانی ہادیہ واللہ یعصمک من الناس شاہد ہے یعنی اللہ تمکو لوگون کے شر سے بچالیگا۔

اس خطبہ جلیلہ کو علامہ طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین وارد فرمایا ہے۔ اور ملا باذل نے اپنے مشہور کتاب حملہ حیدری مین نظم کیا ہے جس کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی واضح وآشکارا ہوجاتا ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خطبہ عظیم المنزلت مین تبلیغ کے تمامی مفہوم اور مقصود کو جو خداوند عالم کا منشا تھا ظاہر اور اعلان فرمادیا ہے اور کوئی امر ارشاد ہدایت بنیاد کا باقی نہین چھوڑا۔ اسی آیہ تبلیغ وتاکید کو امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کشف والبیان مین اور امام رازی نے اپنے تفسیر مفاتیح الغیب المشہور بہ تفسیر کبیر مین اور علامہ نظامؒ نیشاپوری نے اپنے تفسیر غرائب القران مین اور علامہؒ عینی حنفی نے اپنے کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور امام قندوزیؒ حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مین وارد فرمایا ہے۔ لیکن ان سب مین لفظ خطبہ کا صرف ایک فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ لیکن یہ خطبہ جسکے اقتباسات کو ہم لکھتے ہین اوسکے آغاز ہی سے رسولخدا نے اپنے تبلیغ رسالت کا تذکرہ اور وجہ نزول اس آیہ تبلیغ وتاکید کی اور چند مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس معاملہ خاص کے لئے خدا کے جانب سے تشریف لانا مع دیگر وجوہات کے سب کچھ فرمایا ہے جو درایت سے ایسا ہی ہونا پایا جاتا ہے لیکن صحابہ نے اخفا کیا اور خلافت وسلطنت کے اثر نے اونکو لکھنے سے باز رکھا۔ اوسپر بھی حق ظاہر ہوکر رہا۔ یہ اقتباسات کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۵ مطبوعہ طہران سے نقل ہین سب سے پہلے اسناد لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

حدثنی السید العالم العابد ابو جعفر مہدی
ابن ابی حرب الحسینی رضی اللّٰہ عنہ قال اخبرنا الشیخ
ابو علی الحسن بن الشیخ السید ابی جعفر محمد بن الحسن
الطوسی قال اخبرنی الشیخ السعید الوالد ابو جعفر قدس
اللّٰہ روحہ قال اخبرنی جماعۃ عن ابی محمد ہارون بن
موسی التلعکبری قال اخبرنا ابو علی محمد بن ہمام قال اخبرنا
علی السوری قال اخبرنا ابو محمد العلوی من ولد الافطس
وکان من عباد اللّٰہ الصالحین قال حدثنا محمد بن موسی
الہمدانی قال حدثنا محمد بن خالد الطیالسی قال
حدثنا سیف بن عمیرۃ وصالح بن عقبۃ جمیعا
عن قیس بن سمعان عن علقمۃ بن محمد
الحضرمی عن ابی جعفر محمد بن علی علیہما
السلام

+ + + + + + + + + + +

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک فی علی وان لم تفعل فما
بلغت رسالتہ واللّٰہ یعصمک من الناس
معشر الناس ما قصۃ من

کہا حدیث کی مجھسے سید عالم عابد ابو جعفر مہدی
ابن ابی حرب حسینی رضی اللہ عنہ نے کہا خبر دی ہمکو شیخ ابو علی
حسن بن شیخ سید ابی جعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ
نے کہا خبر دی ہمکو شیخ سعید والد ابو جعفر قدس اللہ
روحہ نے کہا خبر دی مجھکو ایک گروہ نے ابی محمد ہارون
بن موسی تلعکبری سے کہا خبر دی ہمکو ابو علی محمد بن ہمام
نے کہا خبر دی ہمکو علی سوری نے کہا خبر دی ہمکو ابو محمد علوی
نے اولاد افطس سے اور وہ خدا کے بندگان صالحین
سے تھے کہا حدیث بیان کی مجھسے محمد بن موسی ہمدانی
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خالد طیالسی نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سیف بن عمیرہ اور صالح بن
عقبہ سب نے قیس بن سمعان سے اوس نے علقمہ بن
محمد خضری سے اوس نے جناب ابو جعفر محمد بن علی
علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے رسول پہونچا دے تو اوس چیز کو کہ نازل کی گئی
ہے طرف تیرے پروردگار کی جانب سے علی کی باب
مین اور اگر نہ کریگا تو تو نہین پہونچایا تونے اوسکی
رسالت کو اور اللہ بچائیگا تجھکو آدمیون کے شر سے

---

۵۱ جناب امام محمد باقر علیہ السلام، شواہد النبوۃ ملا عبد الرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۲۵ مین ہے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم وے امام پنجم است کنیت وے ابو جعفر است و لقب وے باقر سمی بذلک لتبقرہ فی العلم ای توسعہ فیہ مادر وی فاطمہ بود بنت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما و ولادت وے در مدینہ بود روز جمعہ سوم ماہ صفر سنۃ سبع و خمسین من الہجرۃ بیش از قتل امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ بسہ سال و وفات وے در ۱۱۴ھ اربع عشر و مائۃ بود و سن وے آنوقت پنجاہ و ہفت بود و قبر وی در بقیع است نزدیک پدر وے وے گفتہ است کہ بر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در آمدم و بر وے سلام گفتم و ویرا چشم وے پوشیدہ شدہ بود سلام مرا جواب داد و گفت تو کیستی گفتم من محمد بن علی بن الحسین گفت اے فرزند من بیشتر آی بیشتر آمدم و دست مرا بوسید پس میل کرد تا پاے مرا بوسد من دور شدم گفت ان رسول اللہ صلعم یقرأک السلام من گفتم و علی رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ پس گفتم این چون بودہ است اے جابر گفت روزے با رسول اللہ بودم صلی اللہ علیہ وسلم مرا گفت اے جابر شاید کہ تو باقی مانی تا آن وقتی کہ ملاقات کنی با یکے از فرزندان من کہ ویرا محمد بن علی بن الحسین گویند خداے تعالی وے را نور و حکمت خواہد داد وے را از من سلام برسان

۵۲ آیہ تبلیغ مین جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے حضرت علی کا نام ہے ویسے ہی تفسیر در منثور سیوطی مین ابن مسعود کی روایت مین اسم علی موجود ہے دیکھو صفحہ ۶۱ و صفحہ ۲۰۱۔

ما انزل الله تعالیٰ الیّ وانا مبیّن لکم سبب نزول هٰذه الآیة ان جبرئیل هبط الیّ مرارًا ثلثا یامرنی عن السلام ربی وهو السّلام ان اقوم فی هذا المشهد فاعلم کل ابیض واسود ان علی بن ابیطالب اخی[۱] ووصیی وخلیفتی والامام[۲] من بعدی الذی محله منّی محلّ هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی وهو ولیکم من بعد الله ورسوله و قد انزل الله تبارك وتعالیٰ علیّ بذلك اٰیة من کتابه انما[۳] ولیکم الله ورسوله والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰة ویؤتون الزکوٰة وهم راکعون وعلی بن ابیطالب اقام الصلوٰة واتی الزکوٰة وهو راکع یرید الله عزوجل فی کل حال وسئلت جبرئیل ان یستعفی لی عن تبلیغ ذلك الیکم ایها الناس لعلمی بقلة المتقین وکثرة المنافقین وادغال الاٰثمین وختل المستهزئین بالاسلام الذین وصفهم الله فی کتابه بانهم

اے گروہ مردم نہین قصور کیا مین نے پہونچانے مین اوس کے کہ جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف نازل کیا ہے اور مین بیان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ جبرئیل تین مرتبہ میرے پاس آئے اور ہر مرتبہ بعد سلام کے میرے پروردگار کے جانب سے کہ وہ ہمیشہ زندہ وسلامت ہے مجکو حکم کرتے تھے کہ مین اس مجمع مین کھڑا ہون اور آگاہ کرون ہر ایک گورے اور کالے کو یعنی سب آدمیون کو اس بات سے کہ علی بن ابیطالب میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے میرے بعد امام ہے ایسا امام کہ مرتبہ اوسکا مجھسے مثل هارون کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا اور وہ تمھارا ولی ہے بعد اللہ کے اور بعد اوسکے رسول کے اور تحقیق نازل کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے اوپر اسکی ایک آیت اپنی کتاب مین ترجمہ آیت سوا اسکے نہین ہے کہ ولی تمھارا اللہ اور اوسکا رسول ہے اور وہ مومن ہین کہ جو قائم رکھتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو حالت رکوع مین انتہی۔ اور علی بن ابیطالب نے قائم رکھا نماز کو اور دی زکوٰۃ در آنحالیکہ وہ رکوع کرنے والا تھا چاہتا تھا اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ہر حال مین اور مین نے سوال کیا جبرئیل سے اس بات کا کہ معاف رکھے مجکو اللہ پہونچانے سے اس حکم کے تمھاری طرف اے لوگو اس سبب سے کہ مین واقف تھا ساتھ قلت متقین کے اور کثرت منافقین کے اور مخالفت کرنے گنہگارون کے اور فریب دینے مضحکہ کرنے والون کے ساتھ اسلام کے کہ جنکی کیفیت اللہ نے اپنی کتاب مین

---

[۱] جیسے خطبہ مین لفظ اخی ووصیی وخلیفتی ہے دیکھو ازل تبلیغ ص ۲۲ [۲] اور لفظ والامام من بعدی کے لئے دیکھو اشعار ملک الشعرا حسان بن ثابت صحابی ص ۲۹ جو میدان غدیر خم پر پڑھا گیا جس مین ہے فقال له قم یا علی فاننی رضیتك من بعدی اماما وهادیا ۱۲۔

[۳] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۷۱ مین ہے۔ وروی ابن مردویه من طریق سفیان الثوری عن ابی السنان عن الضحاک عن ابن عباس قال کان علی بن ابیطالب قائما یصلی فمر سائل وهو راکع فاعطاه خاتمه فنزلت انما ولیکم الله ورسوله الآیة۔ اور روضة الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے آخر ص ۱۳ مین ہے وکفاه شرفا نزول آیة الولایة۔

يقولون بالسنتهم ماليس فی قلوبهم
ويحسبونه هيّنًا وهو عند الله
عظيم وكثرة اذاهم لی فی غير
مرّة حتی سمّونی اذنًا وزعموا
انی كذلك لكثرة ملازمته ايّای
واقبالی عليه حتی انزل الله عز
وجل فی ذلك قرآنًا ومنهم
الذين يؤذون النبی ويقولون
هو اذن قل اذن علی الذين
يزعمون انه اذن خير لكم يؤمن
بالله ويؤمن للمؤمنين
ولو شئت ان اسمّی باسمائهم
لسمّيت وان اومی اليهم
باعيانهم لاومات وان
ادلّ عليهم لدللت ولكنّی
والله فی امورهم قد تكرمت
وكلّ ذلك لا يرضی الله منّی
الا ان ابلغ ما انزل الله
الیّ ثمّ تلی عليه السلام
يا ايها الرسول بلغ
ما انزل اليك من
ربك فی علی وان لم تفعل
فما بلغت رسالته والله
يعصمك من الناس

بیان فرمائی ہے اس طرح پر ترجمہ آیت کہتے ہین وہ لوگ
ساتھ اپنی زبانون کے جو کچھ اونکے دلون مین نہین ہے اور جانتے
ہین وہ لوگ اس بات کو آسان حالانکہ وہ
خدا کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور ان لوگون نے
اکثر مجکو اذیت دی ہے یہانتک کہ میرا نام اذن کہا
اور گمان کیا کہ مین ایسا ہون بسبب کثرت ملازمت
علی کے میرے ساتھ اور میرے متوجہ ہونے کے اوسکی
طرف یہان تک کہ نازل کیا اللہ تعالی نے اس باب
مین قرآن ترجمہ آیت اور بعضے اونھین منافقون
مین سے اذیت دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہین کہ وہ
کان ہے یعنی لوگون کا کہنا مان لیتا ہے کہہ اے محمد
اذن بنا بر اون لوگون کے کہ گمان کرتے ہین کہ وہ
اذن ہے بہتر ہے واسطے تمھارے ایمان لاتا ہے ساتھ
اللہ کے اور یقین کرتا ہے مومنون کی بات کا انتہی
اور اگر مین چاہتا کہ اون لوگون کا نام بتا دون تو
البتہ بتا دیتا اور اگر مین چاہتا کہ اون اشخاص کی
طرف اشارہ کرون تو البتہ اشارہ کرتا اور اگر مین
چاہتا کہ اون لوگون سے آگاہ کرون تو البتہ آگاہ
کرتا واللہ اون لوگون کے کام مین مین نے بزرگی
کی یعنی اون لوگون کے نام کا اظہار نہین کیا بہر حال
اللہ مجھسے راضی نہوگا سواے اس بات کے کہ پہونچا
دون مین اوس حکم کو کہ نازل کیا ہے اللہ نے
میری طرف بعد اس کے حضرت نے یہ آیت پڑھی ترجمہ
آیت اے رسول پہونچا دے تو وہ حکم کہ نازل کیا گیا ہے
تیری طرف تیرے پروردگار کے جانب سے علی کے باب
مین اور اگر نہ کریگا تو نہین پہونچائی ہے تو نے رسالت
اوسکی اور اللہ بچائیگا تجکو لوگون کے شر سے انتہی

فاعلموا یا معشر الناس
ان اللہ قد نصبہ لکم ولیّا
واماما مفترضا طاعتہ علی
المہاجرین والانصار و
علی التابعین لہم باحسان وعلی
البادی والحاضر وعلی الاعجمی
والعربی والحر والمملوک والصغیر
والکبیر وعلی الابیض والاسود و
علی کلّ موحّد ماض حکمہ جایز
قولہ نافذ امرہ ملعون من خالفہ مرحوم
من تبعہ مومن من صدقہ فقد غفر اللہ
لہ ولمن سمع منہ واطاع لہ

پس آگاہ ہو اے گروہ مردم کہ تحقیق اللہ نے نصب
کیا ہے اوسکو واسطے تمھارے ولی اور امام کہ فرض
ہے طاعت اوسکی اوپر مہاجرین کے اور انصار کے
اور اوپر تابعین کے واسطے اون کے ساتھ احسان
کے اور اوپر بادیہ نشین کے اور حاضر کے اور اوپر عجمی
کے اور عربی کے اور اوپر آزاد کے اور غلام کے اور اوپر
چھوٹے کے اور بڑے کے اور اوپر گورے کے اور کالے
کے اور اوپر ہر موحد کے جاری ہے حکم اوسکا جایز ہے
قول اوسکا نافذ ہے امر اوسکا لعنت کیا گیا ہے وہ
شخص کہ اوسکی مخالفت کرے رحم کیا گیا ہے وہ شخص
کہ جو اوسکی متابعت کرے مومن ہے وہ شخص کہ اوسکی
تصدیق کرے پس تحقیق بخشدیا اللہ نے اوسکو اور
اوس شخص کو کہ جو اوسکی بات سنے اور اوسکی طاعت
کرے۔

(٥)

معاشر الناس انہ آخر مقام
اقومہ فی ہذا المشہد
فاسمعوا واطیعوا وانقادوا
لامر ربکم فان اللہ عزوجل ہو
مولکم والہکم ثم من دونہ
رسولہ محمد ولیکم القائم
المخاطب لکم ثم من بعدی علیّ ولیکم
وامامکم بامر ربکم ثم الامامۃ
فی ذرّیتی من ولدہ الی یوم تلقون
اللہ ورسولہ لا حلال الا ما
احلہ اللہ ولا حرام الا ما حرمہ
اللہ عرفنی الحلال والحرام
وانا افضیت بما علمنی

اے گروہ مردم تحقیق یہ اخیر کھڑا ہونا ہے کہ کھڑا
ہوں میں اس مجمع میں پس سنو تم اور اطاعت کرو
تم اور انقیاد کرو تم واسطے اپنے پروردگار کے حکم کے
اس سبب سے کہ تحقیق اللہ عزوجل تمھارا مولی ہے
اور تمھارا معبود ہے پھر اوسکے بعد رسول محمد تمھارا
ولی ہے کہ قائم ہے خطاب کرنے والا ہے واسطے تمھارے
پھر میرے بعد علی تمھارا ولی ہے اور امام ہے تمھارے
پروردگار کے حکم سے بعد اوسکے امامت میری
ذریت میں ہے کہ جو اولاد علی کے ہے اوس دن تک
کہ ملاقات کروگے تم اللہ کو اور اوسکے رسول کو یعنی
قیامت تک نہیں ہے کوئی حلال مگر جو کچھ کہ حلال
کیا ہے اوسکو اللہ نے اور نہیں ہے کوئی حرام مگر جو کچھ
کہ حرام کیا ہے اوسکو اللہ نے بتادیا ہے مجکو اللہ نے

ربی فی کتابه وحلاله وحرامه الیه

معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاه الله فیّ وکلّ علم علمت فقد احصیته فی امام المتقین وما من علم الا علمته علیا وهو الامام المبین

حلال اور حرام اور میں نے پہونچا دیا جو کچھ سکھلایا تھا مجھکو میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے اور حلال اور حرام سے طرف اوسی علی کے اے گروہ مردم نہیں ہے کوئی علم مگر یہ کہ تحقیق احاطہ کیا ہے اوسکو اللہ نے مجھ میں اور ہر علم کہ میں سکھلایا گیا ہوں پس تحقیق احاطہ کر دیا ہے میں نے اوسکو بیچ امام متقین کے اور نہیں ہے کوئی علم مگر سکھلا دیا ہے میں نے وہ علی کو اور وہی علی امام مبین ہے۔

معاشر الناس لا تضلوا عنه ولا تنفروا منه ولا تستنكفوا من ولایته فهو الذی یهدی الی الحق ویعمل به ویزهق الباطل وینهی عنه ولا تاخذه فی الله لومة لائم ثم انه اول من امن بالله ورسوله وهو الذی فدی رسوله بنفسه وهو الذی کان مع رسول الله ولا احد یعبد الله مع رسوله من الرجال غیره

اے گروہ مردم نہ بہکو اوس سے اور نہ بھاگو اوس سے اور نہ سرکشی کرو تم اوسکی ولایت سے پس وہ ایسا ہے کہ ہدایت کریگا طرف حق کے اور عمل کریگا ساتھ اوسکے اور دفع کریگا باطل کو اور منع کریگا اوس سے اور نہ روکے گی اوسکو اللہ کے باب میں ملامت ملامت لانے والے کی بعد اوسکے آگاہ ہو کہ علی پہلے سب سے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور اوسکے رسول کے اور وہی ایسا ہے کہ فدا کیا اوس نے رسول پر اپنے نفس کو یعنی شب ہجرت اور وہی ایسا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ تھا جبکہ کوئی نہ تھا کہ عبادت کرتا اللہ کی ساتھ اوسکے رسول کے مردوں سے سوا اوسی علی کے

معاشر الناس فضلوه فقد فضله الله واقبلوه فقد نصبه الله

معاشر الناس انه امام من الله ولن یتوب الله علی احد انکر ولایته ولن یغفر الله حتما علی الله ان یفعل ذلك بمن خالف امره فیه وان یعذبه عذابا نکرا ابد الاباد و

اے گروہ مردم فضیلت دو اوسکو پس تحقیق فضیلت دی ہے اوسکو اللہ نے اور قبول کرو تم اوسکو پس تحقیق نصب کیا ہے اوسکو اللہ نے۔ اے گروہ مردم تحقیق وہ امام ہے اللہ کی جانب سے اور ہرگز نہ توبہ قبول کریگا اللہ کسی شخص کی کہ جو اوسکی ولایت کا انکار کرے اور نہ بخشے گا اللہ اوس انکار کرنیوالیکو حتما واجب ہے اللہ پر کرنا اوس کا واسطے اوس شخص کے

دهر الدهور فاحذروا ان تخالفوا فتصلوا نارا وقودها الناس والحجارة اعدّت للكافرين × ×

× × × ×

× × × ×

کہ جو اوسکے حکم کی مخالفت کرے علی کے باب مین اور یہ کہ عذاب کرے اوس مخالفت کرنے والے کو عذاب سخت ہمیشہ اور ہمیشہ پس ڈرو تم لوگ اس بات سے کہ مخالفت کرو تم اوسکی پس داخل ہوگے تم ایسی آگ مین کہ ایندھن اوسکا آدمی ہین اور پتھر مہیا کی گئی ہے وہ آگ واسطے کافرون کے

ايها الناس بي والله بشّر الاولون من النبيين والمرسلين وانا خاتم الانبياء والمرسلين والحجة على جميع المخلوقين من اهل السموات والارضين ومن شك في ذلك فهو كافر كفر الجاهلية الاولى ومن شك في شيء من قولي فقد شك في كل منه والشاك في ذلك فله النار

اے لوگو میرے ساتھ واللہ بشارت دیئے گئے ہین پہلے لوگ نبیون سے اور رسولون سے اور مین خاتم الانبیاء والمرسلین ہون اور حجت ہون تمام مخلوقات پر خواہ آسمانون کے رہنے والے ہون خواہ زمینون کے اور جو شخص کہ شک کرے اس باب مین پس وہ کافر ہے مثل کفر زمانۂ جاہلیت کے کہ جو پہلے تھا اور جو شخص کہ شک کرے کسی شئے مین میرے اس قول سے پس تحقیق شک کیا اوسنے کل مین اوسی امر نبوت سے اور شک کرنے والا اس مین جو ہے اوسکے لئے آتش دوزخ ہے۔

معاشر الناس حباني الله بهذه الفضيلة منا منه عليّ واحسانا منه اليّ ولا اله الا هو له الحمد منّي ابد الآبدين ودهر الداهرين على كل حال

اے گروہ مردم عطا فرمائی ہے مجکو اللہ نے یہ فضیلت در آنحالیکہ منت ہے اوسکے جانب سے اوپر میرے اور احسان ہے اوسکے جانب سے میری طرف اور نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے اوسی کے واسطے حمد ہے میری جانب سے ہمیشہ اور ہمیشہ اوپر ہر حال کے۔

معاشر الناس فضّلوا عليا فانه افضل الناس بعدي من ذكر وانثى بنا انزل الله الرزق وبقي الخلق ملعون ملعون مغضوب مغضوب على من ردّ قولي هذا

اے گروہ مردم فضیلت دو تم علی کو اس سبب سے کہ وہ افضل ہے سب آدمیون سے میرے بعد خواہ مرد ہون خواہ عورت ہمارے ہی سبب سے نازل کرتا ہے رزق کو اور ہمارے ہی سبب سے باقی ہے خلق لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہے

وان لم یوافقہ الا ان جبرئیل
خبّرنی عن اللہ تعالیٰ بذلک
ویقول من عادی علیا ولم
یتولہ فعلیہ لعنتی وغضبی
فلتنظر نفس ما قدمت لغد
واتقوا اللہ ان تخالفوہ فتزلّ
قدم بعد ثبوتہا ان اللہ خبیر
بما تعلمون

× × × × ×

× × × × ×

× × × × ×

معاشر الناس انہ جنب
اللہ الذی ذکر فی کتابہ
فقال تعالیٰ ان تقول یا
حسرتی علی ما فرطت فی
جنب اللہ۔ معاشر الناس
تدبروا القرآن وافہموا آیاتہ
وانظروا الی محکماتہ ولا
تتبعوا متشابہہ فواللہ لن یبیّن
لکم زواجرہ ولا یوضح لکم تفسیرہ
الّا الذی انا اخذ بیدہ ومصعدہ
الیّ وشائل بعضدہ ومعلمکم
انّ من کنت مولاہ فہذا علی
مولاہ وہو علی بن ابیطالب اخی
ووصیی وموالاتہ من اللہ عزو
جل انزلہا علی
معاشر الناس ان علیا والطیبین

غضب کیا گیا ہے غضب کیا گیا ہے اوس شخص پر
کہ جو میرے اس قول کو رد کرے اور اوس سے موافقت
نکرے آگاہ ہو تحقیق جبرئیل نے خبر دی ہے مجھکو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ساتھ اس بات کے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو
شخص دشمن رکھے گا علی کو اور نہ دوست رکھیگا
اوسکو پس اوسکے اوپر لعنت میری ہے اور غضب
میرا ہے پس چاہیے کہ نظر کرے ہر نفس یعنی ہر شخص
کہ کیا آگے بھیجتا ہے واسطے کل کے یعنی واسطے روز
قیامت کے اور ڈرو تم اللہ کو اس بات سے کہ مخالفت
کرو تم اوسکی پس لغزش کھائیگا قدم بعد اوسکے ثابت
ہونے کے تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔
اے گروہ مردم تحقیق وہی علی جنب اللہ ہے کہ
کہ جسکا ذکر کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب مین پس فرمایا
ہے (ترجمہ) ایسا نہو کہ کہے کوئی نفس کہ کیا افسوس
ہے اس بات پر کہ تقصیر کی مین نے جنب اللہ مین۔
اے گروہ مردم غور سے دیکھو قرآن کو اور سمجھو اوسکی
آیتون کو اور نظر کرو اوسکے محکمات کی طرف اور نہ پیروی
کرو اوسکے متشابہات کی پس واللہ نہ بیان کریگا واسطے
تمھارے اوسکے حکمون کو اور نہ واضح کریگا واسطے
تمھارے اوسکی تفسیر کو مگر یہ شخص کہ مین اوسکے ہاتھ
کو پکڑے ہوئے ہون اور اوسکو بلند کئے ہوئے ہون
اپنی طرف اور اوسکے بازو کو اوٹھائے ہوئے ہون اور
تمکو اس بات کا بتانے والا ہون کہ مین جسکا مولیٰ ہون پس
علی بھی اوسکا مولیٰ ہے اور یہ علی بن ابیطالب میرا بھائی ہے
اور میرا وصی ہے اور ولایت اوسکی اللہ عزوجل کی طرف
سے ہے کہ اوسنے میرے اوپر نازل کی ہے۔
اے گروہ مردم تحقیق علی اور پاکیزہ لوگ میری

من ولدی هم الثقل الاصغر والقرآن الثقل الاکبر فکل واحد منهم منبئ عن صاحبه موافق له لن یفترقا حتی یردا علی الحوض هم امناء الله فی خلقه و حکمائه فی ارضه الا وقد ادّیت الا وقد بلغت الا وقد اسمعت الا وقد اوضحت الا وان الله عزّ وجلّ قال وانا قلت عن الله عزّ وجلّ الا انه لیس امیر المومنین غیر اخی هذا ولا تحلّ امرة المومنین بعدی لاحد غیره ثم ضرب بیده الی عضده فرفعه وکان منذ اول ما صعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم شال علیا حتی صارت رجله مع رکبة[1] رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثم قال معاشر الناس هذا علی اخی ووصیی وواعی[2] علمی وخلیفتی علی امتی و علی تفسیر کتاب الله عزّ وجلّ والداعی

اولاد مین سے وہی ثقل اصغر ہین اور قرآن ثقل اکبر ہے پس ہر ایک خبر دینے والا ہے اپنی ساتھی سے موافق ہے واسطے اوسکے یعنی قرآن اہلبیت کے مراتب کی خبر دینے والا ہے اور اہل بیت قرآن کے معنی بیان کرنے والے اور یہ دونون ایک دوسرے سے موافق ہین ہرگز نہ جدا ہونگے یہ دونون یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر یہ لوگ امین ہین خدا کے اوسکی خلق مین اور حکیم ہین اوسکی طرف سے اوسکی زمین مین آگاہ ہو کہ تحقیق کہ ادا کیا مین نے رسالت کو آگاہ ہو کہ تحقیق پہونچادیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق سنا دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق واضح کردیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق اللہ عزّ وجلّ نے فرمایا ہے اور مین کہتا ہون اللہ عزّ وجلّ کے جانب سے کہ آگاہ ہو کہ تحقیق نہین ہے کوئی امیر المومنین سوا میرے اس بھائی کے اور نہین حلال ہے امارت مومنون کی بعد میرے واسطے کسی شخص کے سوا اوسکے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ) بعد اوسکے رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کا بازو پکڑا پھر اونکو بلند کیا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب سے کہ منبر پر تشریف لے گئے تھے علی کو اوٹھائے ہوئے تھے یہانتک کہ آپ کے پانون رسولخدا کے زانو[1] کے برابر ہوگئے بعد اوسکے فرمایا رسولخدا نے کہ اے گروہ مردم یہ علی ہے میرا بھائی اور میرا وصی اور یاد رکھنے والا میرے علم کا[2] اور خلیفہ میرا

---

[1] جیسے اس خطبہ مین حضرت علی کے پاے مبارک رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوی اقدس تک پہونچ گئے تھے ویسے ہی دیکھو خطبہ تاریخ روضۃ الصفا حاشیہ کتاب ہذا ۱۰۔

[2] اس خطبہ مبارکہ مین واعی علمی ہے یعنی علی یاد رکھنے والا میرے علم کا ہے۔ اور اس لفظ مبارک کے ثبوت مین خود کلام الٰہی ناطق ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ مین ہے تعیہا اذن واعیۃ یعنی تاکہ یاد رکھین اوس نصیحت کو ایسے کان کہ جو سننے والے اور یاد رکھنے والے ہین اکثر تفاسیر مین آیہ مبارکہ سے مراد گوش مبارک علی علیہ السلام ہین چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ مین ہے اخرج سعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن مکحول قال لما نزلت وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلعم سألت ربی ان یجعلہا اذن علی قال مکحول فکان علی یقول ما سمعت من رسول اللہ صلعم شیئا فنسیتہ الخ وحفاظ حدیث نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت وتعیہا اذن واعیہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین نے سوال کیا ہے اپنے پروردگار سے اس بات کا کہ گردانے اون کانون کو کہ جنکی صفت اس آیت مین ہے کان علی کے مکحول نے کہا ہے کہ علی کہتے تھے کہ مین نے رسولخدا سے کوئی بات نہین سنی کہ جسکو بھول گیا ہون۔

الیہ والعامل بما یرضاہ والمحارب لاعدائہ والموالی علی طاعتہ و الناھی عن معصیتہ خلیفۃ رسول اللہ وامیر المومنین[1] وامام الھادی وقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین[2] بامر اللہ اقول ما یبدل القول لدیّ بامر ربی اقول اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ والعن من انکرہ واغضب علی جحد حقہ اللھم انک انزلت علی ان الامامۃ بعدی لعلی ولیک عند تبیانی ذلک ونصبی ایّاہ بما اکملت لعبادک من دینھم واتممت علیھم بنعمتک ورضیت لھم الاسلام دینا فقلت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین اللھم انی اشھدک وکفی بک شھیدا انی قد بلغت

معاشر الناس انما اکمل اللہ

میری امت پر اور تفسیر کتاب اللہ عز و جل پر اور بلانے والا طرف اوسکے اور عمل کرنیوالا ساتھ اوس چیز کے کہ اوسکو راضی رکھے اور لڑنے والا دشمنان خدا سے اور یاری کرنے والا اطاعت خدا پر اور منع کرنے والا اوسکی معصیت سے خلیفہ رسول خدا کا اور امیر مومنون کا اور امام ہدایت کرنے والا اور قتل کرنے والا ناکثین اور قاسطین و مارقین کا بحکم خدا کہتا ہوں میں کہ نہیں بدل جاتی ہے بات میرے پاس ساتھ حکم پروردگار میری کے کہتا ہوں میں کہ اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور لعنت کر اوس شخص پر جو انکار کرے اوسکا اور غضب نازل کر اوس شخص پر جو انکار کرے اوسکے حق کا اے اللہ تحقیق تو نے نازل کیا اوپر میرے یہ امر کہ امامت بعد میرے واسطے علی کے ہے کہ جو تیرا ولی ہے قریب بیان کرنے میرے کے اس بات کو اور نصب کرنے میرے کے اوسکو بسبب اسکے کہ کامل کیا تو نے واسطے اپنے بندوں کے اونکے دین کو اور تمام کیا تو نے اون پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا تو اون سے از روی دین اسلام کے پس فرمایا تو نے ترجمہ آیت اور جو شخص کہ طلب کرے سوا اسلام کے کوئی دین تو نہ قبول کیا جائیگا اوس سے اور وہ شخص آخرت میں ہے نقصان پانے والا اے میرے اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں اور تو کافی گواہ ہے کہ تحقیق پہونچا دیا میں نے تیری بات کو

اے گروہ مردم سوا اسکے نہیں ہے کہ کامل کیا

[1] مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ رابعہ میں حدیث ششم میں ہے۔ وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیاً متی سمی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد۔ اور حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ علی کب امیر المومنین کے نام زد ہوئے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کریں علی اوسوقت امیر المومنین کے نام سے نام زد ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام بدن روح اور بدن کے درمیان تھے۔

[2] قال ابن الاثیر فی النہایہ الناکثین اصحاب الجمل والقاسطین اہل صفین والمارقین الخوارج ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

عزوجل دینکم بامامته فمن لم یؤتم به و بمن یقوم مقامه من ولدی من صلبه الی یوم القیامة والعرض علی الله عزّو جلّ فاولٰئك الذین حبطت اعمالهم وفی النار هم خالدون لا یخفّف عنهم العذاب ولا هم ینظرون

اللہ عزوجل نے تمہارے دین کو بسبب اوسکے امامت کے پس جو شخص نہ امام سمجھے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکا قائم مقام ہو میری اولاد مین سے کہ جو علی کی پشت سے ہوگی قیامت تک اور اوس دن تک کہ سامنے ہونگے لوگ اللہ عزوجل کے پس یہ لوگ کہ جو علی اور اوسکی اولاد کو امام نہ سمجھین ایسے لوگ ہین کہ برباد ہوگئے اعمال اونکے اور آتش جہنم مین وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہین نہ کم کیا جائیگا اون سے عذاب اور نہ وہ مہلت دیے جائینگے۔

معاشر الناس هذا علی انصرکم لی واحقکم بی واقربکم الیّ واعزّکم علیّ والله عزوجل وانا عنه راضیان وما نزلت آیة رضی الّا فیه وما خاطب الله الذین آمنوا الّا بدأ به ولا نزلت آیة المدح فی القرآن الّا فیه ولا شهد الله بالجنة فی هل اتیٰ[1] علی الانسان الّا له ولا انزلها فی سواه ولا مدح بها غیره

اے گروہ مردم یہ علی ہے کہ تم سے زیادہ میری مدد کرنے والا ہے اور تم سے زیادہ میرے اوپر اوسکا حق ہے اور تم سے زیادہ میرا قریب ہے اور تم سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اور اللہ عزوجل اور مین دونون اوس سے راضی ہین اور نہین نازل ہوی کوئی آیت رضامندی کی مگر اوسکے باب مین اور نہین خطاب کیا اللہ نے مومنون سے مگر ابتدا کے ساتھ اوسکے اور نہین نازل ہوی کوئی آیت مدح کی قرآن مین مگر اوسی کے باب مین اور نہین گواہی دی اللہ نے ساتھ جنت کے بیچ سورہ ھل اتی کے مگر واسطے اوسکے اور نہین نازل کیا اللہ نے اس سورہ کو سوا اوسکے اور کسی کے باب مین اور نہین مدح کی اللہ نے ساتھ اس سورہ کے اوسکے غیر کے۔

معاشر الناس سیکون من بعدی ائمة یدعون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون معاشر الناس

اے گروہ مردم عنقریب ہونگے میرے بعد ایسے امام کہ بلائینگے طرف آتش دوزخ کے اور بروز قیامت نہ مدد کیے جائینگے وہ لوگ اے گروہ مردم تحقیق اللہ اور مین اون لوگونسے

---

[1] یہ سورہ ہل اتی علی الانسان جسکی آیت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا واقع ہے۔ شبلی صاحب اپنے سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۱۳۲ مین صرف اسقدر لکھتے ہین "قرآن مجید مین جہان خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتلائے ہین وہان فرمایا ہے (ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا) چونکہ یہ سورۂ مبارکہ خاص جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے شان مین اترا ہے اسلئے شبلی صاحب بندگان خاص لکھکر رہ گئے۔ حالانکہ عقد الفرید مین جہان اوس مشہور مناظرہ کا ذکر ہے جس مین مامون الرشید ایکطرف اور چالیس فقہا مشاہیر کا مد مقابل تھا اوس مین سورہ ہل اتی کا جناب علی علیہ السلام کے شان مین نازل ہونا قبول کیا گیا ہے۔ اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیة قال نزلت ہذہ الآیة فی علی بن ابیطالب وفاطمة بنت رسول اللہ صلعم۔ یہی مضمون تفسیر فتح القدیر شوکانی حصہ چہارم مین ہے۔ اور دیکھو تفسیر ابو السعود حاشیہ ... تفسیر فخر الدین رازی ... مطبوعہ مصر ... اور تفسیر اسباب النزول واحدی ...

ان الله وانا بریئان منهم۔	دونوں بری ہیں۔
معاشر الناس ان الله قد امرنی ونهانی وقد امرت علیا ونهیته فعلم الامر والنهی من ربه عزوجل فاسمعوا لامره تسلموا واطیعوه تهتدوا وانتهوا لنهیه ترشدوا وصیروا الی مراده ولا تتفرق[1] بکم السبل عن سبیله انا الصراط المستقیم الذی امرکم باتباعی ثم علیؑ من بعدی ثم ولدی من صلبه ائمة یهدون الی الحق وبه یعدلون ثم قرء المصطفی صلی الله علیه وآله وسلم الحمد لله رب العلمین الی اخرها وقال فیّ نزلت وفیهم نزلت ولهم عمّت وبایاهم خصّت اولئک اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الا ان حزب الله هم الغالبون +++++	اے گروہ مردم تحقیق اللہ نے مجھکو امر فرمایا اور نہی فرمائی اور میں نے علیؑ کو امر کیا اور نہی کی پس جان لیا اوسنے امر و نہی کو اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے پس سنو تم لوگ اوسکے حکم کو تاکہ سالم رہو تم اور اطاعت کرو تم اوسکی تاکہ ہدایت پاؤ تم اور باز رہو تم بسبب اوسکے منع کرنے کے پس رشد پاؤ تم اور جاؤ تم طرف اوسکے مراد کے اور نہ متفرق کردیں تمکو راستے اوسی علی کی راہ سے میں صراط مستقیم ہوں کہ حکم کیا ہے اللہ نے میری پیروی کرنے کا پھر علی میرے بعد صراط مستقیم ہی پھر میری اولاد ہے جو علی کی پشت سے ہے وہ لوگ ایسے امام ہیں کہ ہدایت کرینگے ساتھ حق کے اور ساتھ اوسی حق کے عدل کرینگے بعد اوسکے پڑھا حضرت نے الحمد للہ رب العالمین آخر سورہ تک اور فرمایا کہ میرے باب میں یہ سورہ نازل ہوا ہے اور اونہیں آئمہ کے باب میں نازل ہوا ہے اور اونکے واسطے عام ہے اور اونہیں کیلئے مخصوص ہے وہ لوگ دوست ہیں خدا کے کہ نہ خوف ہے اون پر اور نہ وہ لوگ غمگین ہونگے یعنی قیامت میں آگاہ ہو کہ تحقیق گروہ اللہ کا جو ہے وہی لوگ غالب ہیں
معاشر الناس القران یعرفکم ان الائمة من بعده ولده وعرفتکم انه منی وانا منه حیث یقول الله عزوجل	اے گروہ مردم قرآن بتاتا ہے تمکو کہ تحقیق ائمہ بعد اوسکے اوسکی اولاد سے ہونگے اور میں نے بھی تمکو بتا دیا ہے کہ وہ یعنی علی مجھسے ہے اور میں اوس سے ہوں

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله الایه (رکوع ۱۹)

[1] یہ حصہ خطبہ مبارکہ کا آخر آیہ کریمہ سورہ انعام کے اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اوسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمکو خدا کے راستے سے جدا کر کے تتر بتر کردینگی چنانچہ تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان صفحہ ۲۴۳ جلد سیوم میں ہے۔ اخرج احمد وابن حمید والبزار والنسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححه وابن مردویه عن ابن مسعود قال خط رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خطا بیده ثم قال هذا سبیل الله مستقیما ثم خط خطوطا عن یمین ذلک الخط وعن شماله ثم قال وهذه السبل لیس منها سبیل الا علیه شیطان یدعو الیه ثم قرأ هذه الآیة وقال ابن عباس السبل الضلالات۔ یعنی امام احمد وابن حمید والبزار ونسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ راہ خدا ہے جو سیدھی ہے پھر کچھ خطوط داہنے بائیں کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہیں کہ جن پر شیطان مسلط ہے اور انکی طرف دعوت دیتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ابن عباس نے کہا ہے کہ اس سے گمراہی کے راستے مراد ہیں۔ اور اسی آیت کی تفسیر میں امام قندوزی حنفی اپنے ینابیع المودة صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں فی المناقب عن محمد الباقر وجعفر الصادق علیهما السلام قال الصراط المستقیم الامام ولا تتبعوا السبل یعنی غیر الامام فتفرق بکم عن سبیله یعنی سبیله۔

وجعلها کلمۃ[1] باقیۃ فی عقبہ وقلت لن تضلوا ما تمسکتم بهما ++++

جس جگہ کہ فرمایا ہے اللہ عزوجل نے کہ گردانا ابراہیم نے اوسکو ایسی بات کہ جو باقی رہنے والی ہے اوسکی اولاد مین اور کہہ چکا ہون مین کہ نہ گمراہ ہوگے تم لوگ جب تک کہ تمسک کروگے تم ساتھ اونہین دونون کے یعنی ساتھ قرآن اور اہل بیت کے

معاشر الناس من یطع اللہ و رسولہ وعلیا والائمۃ الذین ذکرتہم فقد فاز فوزا عظیما۔

اے گروہ مردم جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور علی کی اور ان امامون کی کہ ذکر کیا ہے مین نے اونکا پس تحقیق رستگاری پائی اوسنے رستگاری عظیم۔

جس طرح رسولخدا نے حضرت علی کے بارے مین فرمایا ہے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون ویسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے مین بھی وارد ہے چنانچہ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے۔

قال الترمذی حدثنا الحسن بن عرفۃ نا اسمعیل بن عیاش عن عبداللہ بن عثمان بن خیثم عن سعید بن راشد عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط ھذا حدیث حسن (ترجمہ) کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے حسن بن عرفہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے کہا اوس نے حدیث کی ہمسے عبداللہ بن عثمان بن خیثم نے سعید بن راشد سے اوس نے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہے اللہ اوسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے اسباط جمع ہے یعنی نو فرزند حسین کے اسباط ہین اور حضرت امام حسینؑ ایک سبط ہین یہ دسؔ ہوئے اور اون جناب کے بڑے بھائی حضرت حسن علیہ السلام یہ سبط اکبر ہین جو مع اپنے پدر جناب علی علیہ السلام ابو السبطین کے اثنا عشر ائمہ ہوگئے یہی سب کے سب صراط مستقیم ہین جیسا کہ حضرت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ مین ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ ملا باذل رحمہ اللہ نے جو خطبہ مبارکہ کو نظم کیا ہے اس موقع کی یہ نظم نقل کیجاتی ہے۔

منم ایها الناس آن مستقیم — صراطی کہ پروردگار علیم — بہ تبعیت آن شدہ رہنمای — بود از پی من علی پیشوای
چنین از پی او ہمان چند تن — کہ از صلب وینند اولاد من — بتحقیق باشند امامان دین — بحق رہنمای عدالت گزین
وزان بعد الحمد را با لتمام — بخوانند وبفرمود خیر الانام — کہ نازل شد این سورہ در شأن من — بشان ہمان جانشینان من
در ایشان بود عام وانہم بشان — بود خاص بے شرکت دیگران — کہ ایشان بوند اولیائے خدا — بر آن سرور آن خوف نبود روا
نباشند خود نیز اندوہناک — کہ بودند در حکم یزدان پاک — بدانید اے مردمان آشکار — کہ غالب بود لشکر کردگار

ارشاد پیغمبر سے خود حضرت کا صراط مستقیم ہونا اور بعد رسولخدا جناب علی اور اونکی اولاد کا صراط مستقیم ہونا یعنی سورۂ فاتحہ کا محمد وآل محمد کے شان مین نازل ہونا اور اونہین کے لئے عام اور خاص ہونا حدیث پیغمبر سے معلوم کر چکے۔

---

[1] اور آیہ کریمہ جعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کی تفسیر ینابیع المودۃ صـ[illegible] مین ہے فی المناقب الثابت الثمالی عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین علی علیہم السلام قال فینا نزل قول اللہ عزوجل وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ ای جعل الامامۃ فی عقب الحسین الی یوم القیمۃ۔

چنانچہ روی الثعلبی فی تفسیرہ قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد وآلہ یعنی امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں مسلم بن حیان سے روایت کی ہے کہ ابا بریدہ نے کہا ہے کہ صراط المستقیم سے مراد محمد اور آل محمد ہیں۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی میں ہے قال ابو العالیۃ والحسن رسول اللہ وآلہ وصاحباہ یعنی صاحب معالم التنزیل بغوی نے لکھا ہے کہ ابو العالیہ اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ اور اونکے آل اور اصحاب مراد ہیں۔

وقال عبد الرحمٰن بن زید ان رسول اللہ واہلبیتہ اور عبد الرحمٰن بن زید نے کہا ہے کہ صراط المستقیم رسولخدا اور اونکے اہل بیت ہیں۔

یہ سورۂ فاتحہ سہ ترجمہ قرآن مجید سے نقل ہے۔ اول ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسرا شاہ رفیع الدین تیسرا ترجمہ شاہ عبد القادر ہے۔

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ سَبْعُ اٰیٰتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

بنام خدائے بخشایندہ مہربان

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الحمد للہ رب العلمین ﴿۲﴾ | الرحمٰن الرحیم ﴿۳﴾ | ملک یوم الدین ﴿۴﴾

ستایش خدا راست پروردگار عالمہا | بخشایندہ مہربان | خداوند روز جزا

سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا | بخشش کرنے والا مہربان | خداوند دن جزا کا

سب تعریف اللہ کی ہے جو صاحب سارے جہان کا | بہت مہربان نہایت رحم والا | مالک انصاف کے دن کا

ایاک نعبد وایاک نستعین ﴿۵﴾

ترا می پرستیم واز تو مدد می طلبیم

تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم

تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں

اہدنا الصراط المستقیم ﴿۶﴾

بنما ما را راہ راست

دکھا ہمکو راہ سیدھی

چلا ہمکو راہ سیدھی

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ﴿۷﴾

راہ آنانکہ اکرام کردہ بر ایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گمراہان [1]

راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر اونکے سوای اون کے جو غصہ کیا گیا اوپر اونکے اور نہ گمراہون کی

راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے [2]

سلہ فتح الرحمٰن

سلہ موضح القرآن

سلہ فتح الرحمٰن شاہ ولی اللہ صاحب ہے۔ مراد از آنانکہ اکرام کردہ شد بر آنہا چار فرقہ اند نبیین صدیقین شہدا و صالحین و مراد از آنکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا یہود اند و گمراہان نصاریٰ آمین قبول کن دعا را (فتح الرحمٰن ۱۲) سلہ موضح القرآن شاہ عبد القادر۔ جن پر تو نے فضل کیا اون سے چار فرقے مراد ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جن پر غصہ ہوا اون سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں۔ یہ سورت اللہ صاحب نے بندوں کے زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں۔

شاہ ولی اللہ اور انکے بیٹے شاہ عبد القادر سورہ فاتحہ کے منعم علیہم کو چار فرقے مراد لیتے ہین یہ چار فرقے نہین ہین بلکہ یہ ایک جماعت ہے اور وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جو آل ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام ہین جن پر نماز مین درود بھی ہے اور سلام بھی ہے درود

اللھم صل علی محمد و ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید

پھر السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اس دوسرے سلام مین جو لفظ عباد اللہ الصالحین ہے یہی آل محمد ہین جسکے لفظ عباد اللہ کے لئے دیکھو سورہ ہل اتی۔

چنانچہ کتاب منصب امامت مولوی محمد اسمعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ صـ۴۲ مطبوعہ فاروقی دہلی سورہ ہل اتی کے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر مین ہے۔

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئین گے جسمین کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جسمین خدا کے خاص بندے پئین گے اور جہان چاہینگے بہا لے جاینگے مراد عباد اللہ درین مقام حضرت مرتضی و حضرت زہرا و امامین شہیدین علیہم السلام اند (منصب امامت صـ۴۲)

اور (سورہ ہل اتی کے لئے) دیکھو تفسیر عزیزی فارسی ملقب بہ فتح العزیز پارہ ۲۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور جسکی تفسیر صفحہ ۲۰۷ سے شروع ہے۔

و از ہمین مقام گفتہ اند کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بنان خود گرفتہ اند و ملک عقبی را بہ نان خریدہ اند۔

اسی مقام مین کہا گیا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے دنیا کو اپنے سنان سے اور عقبیٰ کو نان سے خرید لیا ہے۔

اور صالح کے لئے دیکھو آیہ سورہ تحریم صالح المومنین جس سے مراد خاص جناب امیر علیہ السلام ہین دیکھو تفسیر ثعلبی و حسینی و فتح البیان مولوی صدیق حسن خان و فتح القدیر شوکانی وغیرہ۔ عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت النبی صلعم یقول صالح المومنین علی بن ابیطالب اخرجہ ابن مردویہ — فتح البیان جلد ۹ صـ۲۴۲

ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ عبد القادر سے

قولہ تعالی و من خلقنا امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ اور جن لوگون سے پیدا کیا ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہین ساتھ حق کے اور ساتھ اوسکے عدل کرتے ہین جسکی تفسیر مین شاہ عبد القادر لکھتے ہین یعنی شرع پر صـ۱۳ موضح القرآن اسی شرع پر رسولخدا نے بروز غدیر خم جناب علی علیہ السلام کو امیر مقرر کیا دیکھو کتاب حدیقۃ الحقیقۃ[1] حکیم سنائی[2] صـ۲۹۹ کا ساتوان شعر مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء

کرد بر شرع خود مراد امیر ۔۔۔ نائب مصطفی بروز غدیر

اور ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ ولی اللہ سے۔ ازالۃ الخفا صـ۹ مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ مین ہے۔

و این جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا اند در شریعت مسمی اند بصدیقین و شہدا و صالحین و این مضمون مستفاد میشود ازین دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالے علی لسان عبادہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

لہ توضیح حدیقہ کشف الظنون مین ہے۔ حدیقۃ الحقیقۃ و شریعۃ الطریقۃ المعروف بفخری نامہ فارسی منظوم لابی المجد مجدود بن آدم الشہیر بالحکیم السنائی المتوفی خمس و خمسین و خمسمائۃ ۵۵۵ھ۔

عہ حکیم سنائی غزنوی مولوی روم سے پہلے ہین۔ بشنو از قول سنائی دو سخن تا وقف کی ... حکیم غزنوی شیخ کبیر گفتہ است این پند نیکو یاد گیر

وقال اللہ تبارک وتعالی اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا اور یہ جماعت یعنی صدیقین وشہدا وصالحین کی جو وضع طبعی سے خلفاء انبیا مین جنکا نام شریعت مین الفاظ مذکورہ سے ہے یہ مضمون ان دو آیتون سے فائدہ دیتا ہے۔

پہلی آیت بندون کے زبان سے خدانے ارشاد فرمایا ہے جیساکہ ترجمہ سورہ فاتحہ مین گذرا۔ اور دوسری آیت کا حاصل ترجمہ یہ لوگ ساتھ اون لوگون کے ہین کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اون کے پیغمبرون سے صدیقون سے اور شہیدون سے اور صالحون سے اور اچھے ہین یہ لوگ رفیق۔

عبارت مذکورہ سے پہلے لفظ جماعت کے ثبوت کی یہ عبارت ہے۔

ازمیان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ واین جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیا اند یعنی اس امت مین ایک ایسی جماعت ہے کہ جنکی خلقت جوہر نفوس انبیا کے قریب خلق کی گئی ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین خلفاء انبیا ہین۔ (ص۹ ازالۃ الخفا)

جب یہ امر متحقق ہوگیا کہ سورہ فاتحہ مین جو جماعت منعم علیہم ہے وہ نبیین سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین جو خاتم النبیین ہین جنکے بعد تین فرد ین خلفاء انبیا کی ہین پس سورہ فاتحہ مین نبوت کے بعد خلافت یعنی امامت ہے اور اونکی تعداد بارہ کی ثابت ہے پس وہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہین۔

جنکو شاہ ولی اللہ نے چار فرقے قرار دیکر لکھا تھا اونھین کی عبارت (مذکورہ) مین لفظ جماعت لکھا ہے جس سے یہ امر واضح و مبیّن ہوگیا۔ کہ اس امت مین ایک جماعت ایسی ہے جو جوہر نفوس انبیا کے قریب پیدا کی گئی ہے اور وہی اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین پس وہی منعم علیہم ہین اور وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکے اول جناب علی علیہ السلام صدیقین سے اور پھر جناب حسین مجتبیٰ علیہما السلام شہداء سے اور باقی نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام صالحین سے یہ سب اثناعشر ائمہ ہوگئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بعد رسولخدا اصحابہ سورہ فاتحہ کو نماز مین پڑھتے ہوئے کس کی راہ پر چلنے یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے نیز تابعین کسکی راہ پر چلنا تصور کرتے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی مین عکرمہ کا قول مذکور ہے قال عکرمۃ النبیون ھھنا محمد والصدیق ابوبکر والشہداء عمر وعثمان وعلی والصالحین سائر الصحابۃ یعنی عکرمہ کہتا ہے کہ نبیین سے مراد محمد رسول اللہ اور صدیق سے ابوبکر اور شہدا مین عمر وعثمان اور علیؑ اور صالحین مین کل صحابہ ہین۔

عکرمہ کا یہی طریقہ تھا جسکا وہ راوی ہے جسکی حقیقت کلام الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ حضرات منعم علیہم آل ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام سے ہین کیونکہ انہین کو نبوت وامامت دیگئی ہے۔

خود کلام مجید مین لفظ صدیق وصدیقہ جن کے لئے آیا ہے مثل حضرت ادریس حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ پیغمبران کے اور حضرت مریم صدیقہ غیر انبیا مین یہ سب کے سب مصطفےٰ ومجتبیٰ اور منعم علیہم ہین یہی وجہ ہے کہ رسالتمآب نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو صدیقہ کبریٰ ارشاد فرمایا ہے (دیکھو ص۲۹۲ سطر ۱۵۔ کتاب ہذا)

ایسے ہی لفظ شہدا ہے چنانچہ آخر سورہ حج مین شہدا علی الناس اونہین کے لئے مخصوص ہے جو مجتبیٰ ہو چکے ہین ۔
نیز صالحین وہی لوگ ہین جو مجتبیٰ کئے جا چکے ہین جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے دیکھو (سورہ نون والقلم) فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین ۔ پس برگزیدش پروردگار او پس ساخت از جملہ صالحان (فتح الرحمن)

اس آیہ کریمہ نے عکرمہ کے سایر الصحابہ کو داخلہ صالحین سے خارج کر دیا پس آیہ منعم علیہم مین جو لفظ صدیقین ہے اوس سے جناب علی مرتضیٰ اور لفظ شہدا سے حضرت حسنین مجتبیٰ اور لفظ صالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام اسباط پیغمبر سے مراد ہین یہ کل بارہ اشخاص ہوئے یہی آل محمد ہین جو اصل وحقیقت مین خلفا و انبیا ہین جنکی خلقت جوہر انبیا سے خلق کی گئی ہے ۔
یہی حضرات مصطفیٰ اور مجتبیٰ اور مرتضیٰ اور مختار کے الفاظ سے منتخب ہو کر آیہ تطہیر مین داخل ہین مثال کے لئے دیکھو آیہ تطہیر مریم (سورہ آل عمران) ۔

یا مریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک	اے مریم تمکو خدا نے مصطفیٰ کر کے طاہرہ قرار دیا اور سارے
واصطفٰک علی نساء العالمین	دنیا و جہان کی عورتون مین سے تمکو منتخب کیا ۔

دیکھو پہلی آیت جس مین لفظ اجتبیٰ مقدم ہے صالحین پر اور اس آیہ مریم مین اصطفیٰ مقدم ہے طہارت پر اس رتبہ کے بعد حضرت مریم صدیقہ قرار پائین تو نہ تعالیٰ وامہ صدیقۃ اور اونکی مان (یعنی حضرت عیسیٰ کی) صدیقہ تھین دیکھو (سورہ مائدہ) ۔
یہ انتخاب خدا نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے چنانچہ بمصداق القران یفسر بعضہ بعضاً سے یہ آیت سورہ قصص کی لکھی جاتی ہے ۔

وربک یخلق مایشاء ویختار وماکان	اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور
لہم الخیرۃ ؕ	جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے یہ انتخاب لوگون کے اختیار مین نہین ہے

چنانچہ خدا نے جب حضرت ابراہیمؑ کو صراط مستقیم اور ہادی قرار دیا تو سب سے پہلے مجتبیٰ گردانا ۔ دیکھو آیہ (سورۃ النحل)

ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ؕ	اس مین شک ہی نہین کہ ابراہیم (لوگون کے) پیشوا خدا کے
ولم یک من المشرکین شاکرا	فرمان بردار بندے اور باطل سے کترا کے چلنے والے اور مشرکین سے
لانعمہ اجتبٰہ وھدٰہ الٰی	(ہرگز) نہ تھے اسکی نعمتون کے شکر گذار اونکو خدا نے منتخب کر لیا تھا
صراط مستقیم	اور اپنی سیدھی راہ کی اونھین ہدایت کی تھی ۔

دوسری جگہ سورہ انعام مین ذریت ابراہیمؑ کے لئے جس مین سترہ انبیا مذکور ہین جنکے شمول مین جناب موسیٰ و ہارون نبی اسرائیل سے ہین خدا فرماتا ہے ۔

واجتبینٰہم وھدینٰہم الٰی صراط مستقیم	اور اونکو منتخب کیا اور اونہین سیدھے راہ کی ہدایت کی

اور سورہ والصافات مین صرف حضرت موسیٰ و ہارون کے لئے خدا کا یہ قول ہے ۔

وھدینٰہما الصراط المستقیم و	اور دونون کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اور بعد کے
ترکنا علیہما فی الاٰخرین سلام علٰی	آنے والون مین اونکا ذکر خیر باقی رکھا (ہر جگہ) موسیٰ اور
موسیٰ وھارون	ہارون پر سلام (دعا) سلام ہے ۔

دیکھو حضرت ابراہیم کا ذکر ضمیر واحد سے اور ذریت ابراہیم کا ضمیر جمع سے اور موسیٰ و ہارون کا تذکرہ صیغہ تثنیہ سے خدا نے اپنے قول مین فرمایا ہے۔

آیات موعودہ سے صراط مستقیم ہونا اونہین حضرات کا ثابت ہو گیا جنکا انتخاب خدا نے مصطفےٰ المجتبیٰ سے کر چکا ہے۔ پس سورۂ فاتحہ مین منعم علیہم محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز مقبول نہین ویسے ہی سورہ فاتحہ جس مین سات آیتین ہین بدون کامل سورۂ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی دیکھو صحیح ترمذی کی یہ حدیث عن عبادۃ بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوٰۃ لمن یقرا بفاتحۃ الکتاب وفی الباب عن ابی ہریرۃ وعائشۃ وانس وابی قتادۃ وعبد اللہ بن عمرو قال ابو عیسیٰ حدیث عبادۃ بن صامت حدیث حسن صحیح عبادہ بن صامت نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین نماز ہوتی اوس شخص کی جو فاتحۃ الکتاب نہ پڑھے اور اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ اور عائشہؓ اور انسؓ اور ابوقتادہؓ اور عبداللہ بن عمرو سے کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے کہ حدیث عبادہ بن صامت حسن صحیح ہے۔

اور صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن مین بہ تفسیر آیہ کریمہ سبعاً من المثانی والقرآن العظیم کے وارد ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب والسبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب اور سات آیتین ہین کہ دہرائی جاتی ہین یہ حدیث حسن صحیح ہے اور تفسیر بیضاوی مطبوعہ اسلامبول صــ۲ــ مین ہے۔ روی ابوہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فاتحۃ الکتاب سبع آیات اولٰہن بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ابوہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب مین سات آیات ہین پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمہ موسومہ فتح الرحمن مین آیہ کریمہ ولقد آتینٰک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم کا ترجمہ لکھتے ہین ہر آئینہ دادیم ترا ہفت آیت از انچہ در نماز مکرر خواندہ میشود یعنی سورہ فاتحہ ودادیم ترا قرآن بزرگ (فتح الرحمن مطبوعہ ہاشمی پریس) اور اردو تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر مین ہے۔ سات آیتین وظیفہ کما سورہ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی کما سکو۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز صــ۳ــ مطبوعہ چھاپہ محمدی حاجی ولی محمد ۱۲۹۴ھ مین ہے۔

واعمال محسوسہ در نماز ہفت رکن وآیات این سورہ نیز ہفت ارکان سبعہ نماز قیام و رکوع و قومہ و سجدہ اولیٰ و جلسہ بین السجدتین و سجدہ ثانیہ و قعدہ است۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم را مقابل قیام تصور باید نمود وقیام ابتدائے اعمال نماز است الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع است الخ اور صــ۳۵ــ مین ہے وازانجملہ است سبع المثانی یعنی ہفت آیتے کہ تکرار کردہ میشود در ہر نماز وآن ہفت آیت این است بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح باب ذکر است والحمد للہ رب العالمین کہ مفتاح باب شکر است الخ اور صــ۹ــ مین ہے۔ پس قسم اول انچہ متعلق بہ تسمیہ است این ست کہ جمیع علوم در چہار کتاب الٰہی مندرج است وقرآن مجید حاوی آن جمیع علوم ست وعلوم قرآن در سورہ فاتحہ وعلوم سورہ فاتحہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلوم بسم اللہ در حرف با ترجمہ پس پہلی قسم جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تمام علوم خدا چار کتابون (توریت زبور انجیل اور قرآن) مین سموئے ہوئے ہین اور قرآن مجید اون کل علوم پر حاوی ہے اور کل علوم اوس مین موجود ہین اور قرآن کے کل علوم سورہ فاتحہ مین ہین اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سب علوم بائے بسم اللہ مین ہین۔

(یہان تک لکھکر شاہ عبد العزیز خاموش ہوگئے) لیکن امام سلیمان قندوزی حنفی اپنے کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۶۹ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین۔

وفی الدر المنظم اعلم ان جمیع
اسرار الکتب سماویۃ فی القرآن
وجمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ
وجمیع ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ
وجمیع ما فی البسملۃ فی الباء البسملۃ وجمیع
ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی تحت الباء
قال الامام علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ التی تحت الباء

اور در منظوم مین ہے کہ تمامی کتب سماویہ کے
اسرار قرآن مین جمع ہین اور جمیع علوم قرآن سورہ فاتحہ
مین اور سورہ فاتحہ کے اسرار بسم اللہ مین ہین اور کل
اسرار بسم اللہ کے با بسم اللہ مین اور بار بسم اللہ کے
اسرار اوسکے نقطہ مین ہے امام علی کرم اللہ وجہہ سے
مروی ہے کہ فرمایا آپنے کہ مین وہ نقطہ ہون جو بار بسم اللہ
کے نیچے ہے۔

وفی المناقب و لما ارادا اھل الشام ان یجعلوا القرآن حکماً بصفین قال الامام علی رضی اللہ عنہ انا القرآن الناطق۔ اور مناقب مین ہے کہ جب اہل شام نے چاہا کہ قرآن کو حکم بنائین تو امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مین قرآن ناطق ہون

جب ہم سورہ فاتحہ اور اوسکی سات آیتون کے ثبوت سے جسکی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے فارغ ہوچکے اور یہ بھی دکھلا چکے کہ بدون سورہ فاتحہ (یعنی سات آیتون کے) پڑہے ہوئے نماز نہین ہوتی تو اب ہمکو یہ دکھلانا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان نماز مین سورہ فاتحہ کی ابتدا کہان سے کرتے تھے نیز منعم علیہم کے جماعت کے بارے مین رسولخدا اور رسولخدا کے بعد کس کی راہ پر چلنے کی یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے کیونکہ رسولخدا نے حجۃ الوداع مین پھر مکرر غدیر خم مین قرآن اور عترتی اہلبیتی کو حبل اللہ اور ثقلین و خلیفتین وامرین کے الفاظ سے صحابہ مذکورین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا تھا کہ جوان ہر دو سے متمسک ہوگا وہ ہرگز گمراہ نہوگا اور یہ دونون ایک دوسرے سے حوض (کوثر) تک علیحدہ نہونگے۔ اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام کے بازو کو پکڑکر منبر پر کھڑے ہوکر بلند فرماکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا ہے جسکو ہم شرح وبسط سے ثابت کرچکے ہین دیکھو حدیث ثقلین وحدیث غدیر جس مین ابو عوانہ نے سلیمان اعمش کے واسطہ ابوطفیل اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۳۰۲۔

لیکن حدیثون سے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان کا نماز مین سورہ فاتحہ کی چھ آیتون کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کرکے الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۸۳ باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ مین ہے۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ

کہا بخاری نے کہ حدیث کی ہے حفص بن عمر نے کہا حدیث کی

لہ یہ شہاب الدین محمود بن عبد اللہ بغدادی آلوسی زادہ اپنے تفسیر روح المعانی مین بذکر بحث لوح محفوظ لکھتے ہین یہ ثمان الاسکان مما لا ننا لح فیہ ولیس الکلام الا فی الوقوع و ورود ذلک عن النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم و اجلۃ اصحابہ کالصدیق والفاروق و ذی النورین وباب مدینۃ العلم و النقطۃ تحت الباء رضی اللہ تعالے عنھم اجمعین (منقول عبقات الانوار مدینہ ج۔ اول ص ۵۰۳)

عن قتادة عن انس ان النبی صلعم وابابکر وعمر کانوا یفتتحون الصلوة بالحمد للہ رب العلمین

ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اونے انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم اور ابوبکر اور عمر افتتاح نماز الحمد سے کرتے تھے

اور صحیح ترمذی۔ جلد اول۔ باب افتتاح القراۃ بالحمد للہ رب العالمین یعنی باب شروع کرنے قرات ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا ابو عوانة عن قتادة عن انس قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و عثمان یفتتحون القراءة بالحمد للہ رب العالمین قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند اهل العلم من اصحاب النبی والتابعین من بعدهم کانوا یفتتحون بالحمد للہ رب العالمین

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عوانہ نے قتادہ سے اونے انس سے کہا اونہوں نے کہ رسول صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان قرات کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے کہا ابو عیسی (ترمذی) نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمل اہل علم کے نزدیک نبی صلعم کے صحابہ اور تابعین اور من بعدہم سے اسی پر ہے یہ لوگ قرات کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے۔

تنبیہ:۔ حدیث مذکورہ مین انس نے رسول مقبول کو بھی شامل کیا ہے جنکا شمول اس حدیث ابن عباسؓ مخرجہ ترمذی سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

باب من رای الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔

باب جس شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہر سے پڑھنا جائز رکھا

قال الترمذی حدثنا احمد بن عبدة نا المعتمر بن سلیمان قال حدثنی اسمعیل بن حماد عن ابی خالد عن ابن عباس قال کان النبی صلعم یفتتح صلوته ببسم اللہ الرحمن الرحیم

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے احمد بن عبدہ نے کہا حدیث کی ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا حدیث کی مجھ سے اسمعیل بن حماد نے ابی خالد سے اونے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے شروع کرتے تھے۔

جسکے تائید کی یہ حدیث جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سند کی جنھون نے صحابہ سے سات[1] سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے رہے لکھی جاتی ہے چنانچہ سیرت حلبیہ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون جلد اول صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے:۔

عن علی کرم اللہ وجہہ کما فی اسباب النزول للواحدی انها نزلت بمکة من کنز تحت العرش وفیها عنه لما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین (ترجمہ) سیرت حلبیہ مین جناب علی کرم اللہ وجہہ سے جیسا کہ امام واحدی نے اپنے اسباب نزول مین وارد کیا ہے۔ روایت کی ہے کہ آیہ کریمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مکہ مین خزانہ تحت العرش سے نازل ہوا اور اوسی مین حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جب رسول مقبول مکہ مین (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو

[1] ینابیع المودۃ ص۲۰۲ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین ہے ابن ماجہ القزوینی واحمد فی مسندہ وابو نعیم الحافظ والثعلبی والحموینی اخرجوا جمیعا باسانیدهم عن عباد بن عبد اللہ قال قال علیؑ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولها بعدی الا کذاب لقد صلیت قبل الناس بسبع سنین۔

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین کہا۔ جسکے تائید کی یہ روایت کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین کے رکن ثالث صلاو۱۱ مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اما اول سورہ از روایات متقدمہ چنان
معلوم شد کہ سورہ اقرا بودہ و روایتے
آنست کہ یا ایہا المدثر بودہ و روایتے
دیگر از خدیجہ رضہ آوردہ اند کہ سورہ فاتحۃ
الکتاب بودہ و روایت آنست کہ پیغمبر صلوات اللہ
وسلامہ علیہ با وے فرمود بدرستیکہ چون
تنہا میشوم آوازے می شنوم کہ یا محمد یا
محمد و ہیچ گوئیندہ نمی بینم خوف بر من
غالب میشود و از آنجا می گریزم
خدیجہ آنحضرت را بنزد ورقہ برد
تا صورت واقعہ را تقریر فرمود
ورقہ گفت دیگر چنین مکن ہر وقت
کہ آن ندائے شنوی در محل خود قرار
گیر تا دیگر چہ میگوید آنحضرت کہ این
نوبت ندا شنید برجائے خود بایستاد
جواب داد کہ لبیک ندا کنندہ گفت
بگوئی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد رسول اللہ بعد از ان گفت بگو
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین
تا آخر سورہ فاتحۃ الکتاب بخواند۔

لیکن اگلی روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا سورہ
سورہ اقرا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ (پہلا سورہ)
سورہ یا ایہا المدثر تھا اور دوسری روایت لوگوں نے
حضرت خدیجہ کے زبانی یہ بیان کی ہے کہ (سورہ اول)
سورہ فاتحہ یعنی الحمد تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ
پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ نے حضرت خدیجہ سے
ارشاد فرمایا کہ جسوقت مین اکیلا ہوتا ہون ایک آواز
غیبی سنتا ہون اور کوئی کہتا ہے یا محمد یا محمد اور کہنے والا
مجکو دکھائی نہیں دیتا مین ڈرجاتا ہون اور وہان سے
چلا جاتا ہون (یہ سنکر) حضرت خدیجہ آنحضرت کو
ورقہ کے پاس لے گئین اور اون سے واقعہ مذکور
بیان کیا ورقہ نے کہا آیندہ ایسا نکرنا جب وہ آواز
سنتا تو اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا (وہان سے نہ ہٹنا)
اور دیکھنا کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اسکے بعد جب
آنحضرت نے وہ آواز سنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے
اور اوس آواز کے جواب مین لبیک فرمایا منادی
نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد
رسول اللہ اسکے بعد ندا دینے والے نے کہا کہو
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا اینکہ
کل سورہ فاتحہ پڑھا۔

اور اسباب النزول واحدی کے صلا مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ مین ہے۔

عن عبد اللہ بن نافع عن ابیہ عن ابن
عمر قال نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم
فی کل سورۃ۔

عبد اللہ بن نافع نے اپنے پدر (نافع) سے اونے
ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
کل سورہ مین نازل ہوا ہے۔

شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ صلا۹۶ مطبوعہ رزاقی کانپور سے صحیح مسلم اور صحیح نسائی کی روایتین مع دیگر

روایتون کے لکھی جاتی ہین۔

اور روایت مسلم کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پس نہ سنا مین نے کسی کو اون مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

امام شافعی کے نزدیک تسمیہ باواز بلند پڑھے کہ جز فاتحہ ہے اور اونکے نزدیک اور بہت سی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔

صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی مین ہے نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے ابوہریرہ کے سو پڑھی اونہون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ یہان تک کہ پہونچے ولا الضالین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کر کہا قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے تحقیق میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ کے۔ کہا ابن خزیمہ نے نہین شک ہے اسکی صحت مین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہین۔ کیونکہ جایز ہے سننا نعیم مجمر کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا مین تب تک سنائی دیتا ہے خصوصًا پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت کے اور صحیح کیا اسکو دار قطنی نے۔

پس صحیح ترمذی والی روایت ابن عباس کی روایتًا و درایتًا صحیح ہوگئی نیز ابوہریرہ کی روایت صحیح نسائی کی جناب سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم سے سورہ فاتحہ یا سبع المثانی کا قرأت فرمانا کتاب اللہ کے مطابق ثابت ہوگیا۔ جس نے انس کی روایت مخرجہ بخاری و مسلم و ترمذی کے اول شق کو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم چھوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے مطلقًا باطل و دروغ کردیا پس خلفاء ثلاثہ کا صرف چھ آیتون سے قرأت کرنا صحیح ہوگیا جسپر بقول ترمذی صحابہ اور تابعین اور اونکے بعد کے عمل کرتے رہے۔

اور روایت جناب امیر علیہ السلام کی اوپر گذری کہ رسولخدا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ نماز مین پڑھتے تھے اور فخر الدین رازی نے اپنے تفسیر کبیر مین بعد ذکر اس امر کے کہ جناب علی علیہ السلام جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا ہے

ومن اقتدی فی دینہ بعلی فقد اهتدی — اور جس شخص نے اپنے دین مین علی کی اقتدا کی اوسنے

واصاب للحق والدلیل علیہ قولہ صلعم — بیشک ہدایت پائی کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ

اللھم ادر الحق معہ حیثما دار — خداوندا پھیر دے حق کو جدہر علی پھرین۔

پس خلفاء ثلاثہ اور اونکے متبعین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا یہانتک کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی کا عمل قرآن اور رسولخدا کے خلاف صرف چھ آیتون سے قرأت کرنا غلط راستہ کے چلنے کو ثابت کرتا ہے نیز نماز کا سبع مثانی یعنی سات آیتون کے خلاف ناقص اور ناتمام ہونا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کے مخالف ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس سے بھی رسول اللہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام باب مدینۃ العلم ونقطہ تحت الباء اور ہادی اور مہدی اور مہتدی کا اولوا الامر ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین جو نبی صلوات اللہ علیہ کے بعد منعم علیہم کی جماعت صدیقین وشہداء وصالحین کی ہے وہی اولوا الامر یعنی امام ہے وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکی تعداد بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ مین اثنا عشر امیرًا اثنا عشر خلیفۃ واثنا عشر

عظیماً کی جابر بن سمرہ و ابن مسعود کے حدیثون مین ہے

اور شاہ عبد العزیز نے اپنی تفسیر فتح العزیز سورہ بقر کے صفحہ ۳ مین ساتوین آیت سورہ فاتحہ کے بارے مین یہ تفصیل و تشریح لکھی ہے۔

نیز منعم علیہ را مقابلہ آوردہ اند کہ مغضوب علیہ است و ضالین کہ در مقابل مہتدین است مناسب مقابلہ منعم علیہم نمی نماید لیکن چون منعم علیہم بالیقین مہتدین بلکہ ہادین اند چہ راہ آنہا طلب می کنند ہدایت بآن راہ میخواہد ناچار ضالین نیز در مقابل منعم علیہم افتادند۔

یعنی منعم علیہ کو مغضوب علیہ کے مقابل مین لائے اور ضالین کے مقابلہ مین جسکا مقابلہ مہتدین سے ہونا چاہیے منعم علیہم ہے اسکا مقابلہ مناسب نہین مگر چونکہ معلوم ہے کہ منعم علیہم بالیقین مہتدی ہین بلکہ ہادی ہین کیونکہ ہدایت اونکو طلب کرتی ہے اور اونکو چاہتی ہے مجبوراً ضالین مقابلہ منعم علیہم مین پڑا۔

اور فتاوائے شاہ عبد العزیز سے جناب علی مرتضیٰ کا ہادی مہتدی ہونا کہ تلقیب ایشان بذو القرنین و یعسوب الدین و مسابق و فاروق و سابق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد و امین و شریف و ہادی و مہتدی و ذو الاذن الواعی مروی و ثابت کے الفاظ سے اور تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ مین امیر المومنین کو یعسوب المومنین سے قبول کر چکے ہین دیکھو کتاب اکمال مولفہ صفحہ ۹۵ اور دیکھو صفحہ ۳۰ و ۳۱ کتاب اکمال مذکورہ۔

پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین خاتم النبیین کے بعد جماعت منعم علیہم مین اول منعم علیہ جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین بالیقین ہین۔

اور اسی سورہ فاتحۃ الکتاب یا سبع المثانی کو قرآن عظیم بھی کہا ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ مشہور حدیث ہے جسکی آخری حدیث ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے نمبر ۲۶ کی لکھی جاتی ہے۔

اخرج ابن عقدۃ عن طریق عروۃ بن خارجۃ عن فاطمۃ الزہراء قال سمعت ابی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ یقول وقد امتلأت الحجرۃ من اصحابہ ایہا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم انی مخلف فیکم کتاب ربی عز و جل و عترتی اہل بیتی ثم اخذ بید علی فقال ہذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلکم ما تخلفونی فیہما۔

ابن عقدہ نے عروہ بن خارجہ کے طریق حضرت فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ مین نے اپنے پدر رسولخدا صلعم سے مرض الموت مین یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اوسوقت حضرت کا حجرہ صحابہ سے بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہون اور تمکو جتلائے دیتا ہون تاکہ میرے گردن پر بار نرہے کہ مین تمھارے پاس دو چیزین چھوڑتا ہون ایک تو اپنے خدا کی کتاب اور ایک اپنی عترت اہل بیت یہ فرماکر علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ یہ علی ہے قرآن کے ساتھ اور قرآن اسکے ساتھ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ میرے پاس حوض پر پہونچین وہان تمسے پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جیسے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت سے کامل سورہ فاتحہ یعنی سات آیتون سے رسولخدا کا قرأت فرمانا انس کی روایت مخرجہ صحیحین و ترمذی کے اول شق کو باطل کر دیا ویسے ہی ابوہریرہ نے حضرت عمر کی اوس روایت صحیحین و ترمذی کو جس مین آیہ اکمال دین کا نزول بروز عرفہ جمعہ مذکور ہے اوس صحیح اسناد حدیث مندرجہ صفحہ ۲۱۹ سے غلط اور باطل کر دیا جس مین ابوہریرہ نے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو رسولخدا کے ارشاد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا نازل ہونا وارد کیا ہے جو ابن عباس کی روایت آیہ تبلیغ و تاکید کے نزول ۱۰ ذیحجہ اور ۱۸ یوم آخری مدت رسولخدا کے عمر کے مطابقت مین ہے ۔

اور جسکی تائید ابوسعید خدری کے روایت مندرجہ صفحہ ۲۲۰ سے ہو چکی ہے جبکہ رسولخدا غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کو نصب کرکے اونکے ولایت یعنی خلافت و امامت کی ندا کی تو جبرئیل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے ۔ اسی ولایت یا امامت کا سوال روز حشر امت سے عموماً اور صحابہ و امہات مومنین سے خصوصاً ہوگا جنکو رسولخدا نے غدیر خم کے مقام مین خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر تہنیت ولایت کے سلسلہ مین عہد و پیمان لے لیا تھا ۔ چنانچہ اونہین ابوسعید خدری سے یہ روایت مروی ہے ۔

جسکو امام قندوزی حنفی نے اپنے کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربیٰ کے مودۃ نہم مین وارد کیا ہے ۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئولون عن ولایۃ علی و کان ہذا مراد الواحدی بقولہ انہم مسئولون عن ولایۃ علی واہل البیت لان اللہ افترض المودۃ فی القربیٰ فیکون علیہم المطالبۃ

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت نے آیہ وقفوہم انہم مسئولون ٹھراؤ انکو اون سے سوال کیا جائیگا کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اون سے علی علیہ السلام کے ولایت کا سوال کیا جائیگا اور یہی مراد واحدی کی ہے آیت انہم مسئولون مین کہ ولایت علی اور اہلبیت کی ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مودۃ فی القربیٰ کو واجب گردانا ہے اور اسی کا مطالبہ کیا ہے ۔

روایت مذکورہ کی مؤید یہ روایت ہے جسکو اوسی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ھ سے نقل کیا جاتا ہے ۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم فی ینابیع المودۃ ابو نعیم الحافظ بسندہ عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فی ہذہ الآیۃ قال النعیم ولایۃ امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

ثم اوس دن نعمتون کے بابت ضرور بازپرس ہوگی ینابیع المودۃ مین آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابونعیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نعیم سے ولایت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام مراد ہے ۔

یہ ہین ائمہ اہلسنت کے احادیث و تصریحات جسکے بعد کوئی شبہ باقی نہین رہتا اور مطلب آنجناب کا زیادہ روشن ہوجاتا ہے ۔

تمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ ۔

احقر سید مرتضیٰ حسین
(ایرایاں ضلع فتحپور) ۲۹ شعبان [illegible]

قطعہ تاریخ طبع کتاب "تکمیل"

سخن سنج رفیع المنزلت ادیب والا مرتبت وحید الزمن عالیجناب مولانا سید میر حسن صاحب المتخلص بہ اشہر متوطن "بہیرہ سادات ضلع فتح پور" ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور

مرتضیٰ آنکہ حسین است پیش	ہست فی الفہم و خبر دار و عقیل	در پزشکیست بہ شک حاذق	گو ندارد بعبادات مثیل
موبد نبض شناس رنجور	بغرض درد دوائے ز علیل	جان بلب آید اگر بیمارے	گرد و شن است شفا بخش کفیل
چون تصحیح وفات احمد	کس نپرداخت محقق نہ نبیل	کرد تالیف حکیم اکمل	در ہمان باب کتاب تکمیل
یوم فوت نبوی آنچہ صحیحست	ثابتش کرد ببرہان و دلیل	جانشینی علیؑ ہم ضمناً	کرد ثابت باسانید جزیل
مرتضیٰ صاحب تکمیل آن را	مینویسد بگر زین تفصیل	ہجدہم یوم خمیس از ذی الحجہ	داد خم را چو محمد تفضیل
کار تبلیغ بانجام رسید	آیہ آمد ز خداوند جلیل	دین حق گشتہ ز کملت عزیز	و دو دلی فیض حسد گشت ذلیل
روز کے چند چو از خم غدیر	رفت شادی بالم شد تبدیل	ارتحال نبوی را ہنگام	در رسیدہ ز قضا گشت علیل
بُرد دہ و یک ز ربیع الاول	یازدہم سال بُدہ کن تعویل	روز دو شنبہ رسول مقبول	حیف بگذشت از این دار رحیل
گو بد این سانحہ زین نوع حکیم	کان ندان بہ پیمبر تمہیل	گر ز ہجدہ مہ ذی الحجہ کہ بود	پنجشنبہ بشماری چو عقیل
تا بتاریخ دہ و یک کہ بُوَد	روز دو شنبہ بد و تیرہ چو نیل	در چہ مہ ماہ ربیع الاولے	در سن یازدہم بے تسویل
روز ہشتاد و یک آید بشمار	گر شماری چو خردمند جلیل	در ہمین روز کہ ہشتاد و یکم	روز دو شنبہ نبی شد بخلیل
	سال ہجری و مسیحی بنویس	اشہر ایش مکن زین تطویل	
گفت اشہر شنو تاریخش	بے بدیل است سراپا تکمیل ۱۳۵۱ھ	سال طبعش دگر اشہر نیست	جلوہ آرائے صداقت تکمیل ۱۳۵۱ھ
بے شش و پنج بگو گفت سُرش	قلکے بطل حق شد تکمیل ۱۳۵۱ھ	از سر انس شد این سال مسیح	نام مرغوب طبائع تکمیل ۱۹۳۲ء
	عیسوی سال دگر باز شنو	سر فراز است کتاب تکمیل ۱۹۳۲ء	
	آخری سال مسیحی نیست	رافع لمع مضامین تکمیل ۱۹۳۲ء	

ناظرین ملاحظہ سے پہلے کتاب کو غلط نامہ سے درست کر لیں

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲	۲۶	ح	تحویز	تجویز	۲۲	۲	م	سہیل	ابن بجیر	۳۹	۲۲	ح	الایۃ	الآیۃ	۵۶	۳	م	خذیفہ	حذیفہ
۴	۲۱	〃	الثلاثۃ	الثلاثۃ	۲۵	۱۰	م	کی	کی	〃	〃	〃	۱۳۳ھ	[illegible]	〃	۷	〃	ابجحفۃ	بالجحفۃ
〃	۳۱	〃	سانگگی	سانگھی	〃	۱۹	〃	وجیہ	وجہ	〃	〃	〃	لیدن	لیڈن	〃	۱۰	〃	تجحجن	تخحن
۵	۲۵	م	غلبہ	علیہ	۲۷	۳	م	متعارفہ	متارفہ	〃	۲۳	〃	بالیاقر	بالباقر	〃	۱۱	〃	اغدا	غدا
۶	۱۱	م	کیے	کئے	〃	۱۲	〃	کنب	کتب	〃	۲۷	〃	رکت	وکت	〃	۱۵	〃	نبالی	نبالی
〃	۱۸	ح	لے	لئے	〃	۱۴	〃	مجی	مجیی	〃	〃	〃	رروی	وروی	〃	۱۹	〃	تقول	نقول
〃	۲۹	ح	مطبوعہ	مطبع	〃	۲۴	〃	غظیم	عظیم	۴۰	۷	م	خدلفہ	حذیفہ	〃	۲۰	〃	مجزاک	فجزاک
〃	۳۰	〃	تبغیر	تفسیر	۲۸	۱۰	م	دے	دے	〃	۲۰	〃	ولحہ	ولن	〃	۲۵	〃	الآ	الا
〃	〃	〃	مبسرہ	میسرہ	〃	۲۰	ح	نودی	نودی	۴۴	۲	م	شحد	تشہد	〃	〃	〃	الآ	الا
〃	۳۲	〃	۱۶۱	۲۶۱	〃	۲۶	〃	عن	من	۴۸	۸	م	غذیر	غدیر	۵۷	۱	م	فرفعا	ذرفعا
۷	۲	م	نیب	انیب	〃	〃	〃	تہبین	تہبین	〃	۱۳	〃	بجتر	بکتر	〃	۵	〃	سفا	صفا
〃	۱۸	〃	سفر	صفر	〃	۲۸	〃	سہ	سلہ	۵۰	۳	م	خذری	خدری	〃	۱۳	〃	الجبیر	الخبیر
〃	۳۰	ح	الکلت	الکلمت	۲۹	۲	م	کردمہ	کردمہ	〃	۱۰	〃	جحفہ	جحفہ	۵۸	۷	م	لغذیر	لغدیر
۸	۳	م	پدرھواں	پندرھواں	〃	۶	〃	خرف	حرف	〃	۲۳	〃	نسوح	منسوخ	۵۹	۸	م	کہ	کی کر
〃	۱۳	〃	سے	سلہ	〃	۱۲	〃	زود	زود	〃	۲۵	〃	چنانچہ	چنانچہ	۶۰	۲	م	دے	دے
〃	۱۸	〃	؎	۔	〃	۲۰	ح	خطبیا	خطیبا	۵۱	۲	م	عیاس	عیاش	۶۱	۹	م	حذری	خدری
〃	۲۳	〃	شنبہ	دوشنبہ	〃	〃	〃	غنیۃ	نغیۃ	〃	۲۲	〃	غذیر	غدیر	〃	۱۲	〃	زودی	نودی
〃	۲۶	〃	آنجاز	آغاز	۳۰	۴	م	دوشانہ	دوشانہ	۵۲	۱۲	م	بیہ	بید	۶۲	۱۱	م	۱۳۳ھ	۴۳ھ
۹	۱۱	م	الحاز	الحجاز	〃	۱۵	ح	اورد	اور	〃	۱۴	〃	واال	وال	〃	۲۲	〃	نخشو	تحشو
〃	۲	〃	۱ھ	؎	〃	۱۸	〃	دوون	دودن	〃	۲۳	م	بن حضرت	میں نے حضرت	۶۴	۶	م	حذری	خدری
۱۱	۵	م	صنت	منت	〃	۲۲	〃	سنہ	سنتہ	〃	۲۵	〃	نے	سے	〃	۱۰	〃	الخمس	الخمیس
۱۲	۱۵	م	کو	لو	〃	۳۰	〃	اُبتی	اُبیّ	〃	〃	〃	فخطب	فخطب	〃	۱۳	〃	الکت	الکات
〃	۲۰	ح	روضہ	روض	۳۱	۲۵	ح	۳۴	۱۳۴	۵۳	۱	م	واقحنی	واثنی	۶۵	۲	م	خودب	خوذب
〃	۲۳	〃	عشر	عشرۃ	〃	۲۹	〃	۱۳ھ	۱۴ھ	〃	۱۹	〃	جحفہ	جحفہ	〃	۲۰	ح	طبقات	طبقۃ ابن سعد
〃	۲۸	〃	القعدہ	القعدۃ	〃	۳۰	〃	ہوگئی	رہ گئی	〃	〃	〃	غذیر	غدیر	۶۶	۱۴	م	الحسینی	الحسینی
۱۳	۱	م	مفیرین	مفسرین	۳۲	۵	م	رجانی	رحمانی	〃	۲۶	〃	خی	فی	〃	۱۷	〃	الکذری	الخدری
۱۴	۳	م	پکیسویں	پچیسویں	〃	۶	〃	بابالی	پاپالی	۵۴	۱	م	بعضہ	بعضہ	۶۸	۵۰	ح	سپر	پر
〃	۸	م	سرایامہ	سرۃ اسامۃ	〃	۷	〃	جیرانی	جیرانی	〃	۳	〃	القرف	الضرف	۶۹	۱	م	حذری	خدری
〃	〃	〃	قریۃ	قریۃ	〃	۱۱	〃	موید	مؤید	〃	۱۳	〃	ثم	م	۷۱	۳	م	ازکمہ	ازکمہ
〃	۹	〃	حارثہ	حارثۃ	۳۴	۱۲	ح	روایۃ	روایۃ	〃	۲۵	〃	لآ	لا	〃	۲۵	ح	شکر	شکر
〃	۱۳	〃	لاسامہ	لاسامۃ	〃	۱۷	〃	نودی	نودی	〃	۲۶	〃	تزدوا	تزدوا	۷۳	۹	م	ھ	۶
〃	۲۴	〃	عبدربہ	عبدربہ	۳۷	۲	م	خاج	حاج	۵۵	۱۱	م	قادل	فاذل	〃	۲۰	〃	دال	دال
۱۵	۱۹	م	نشان	شنبہ	〃	۱۶	ح	الحمد سلام	الحمد سلام	〃	۱۳	〃	امر	امۃ	〃	〃	〃	الغفر	النصر
۱۶	۱۶	م	کے سے	سے	〃	۳۴	〃	ناتتہ	ناتتہ	〃	۱۵	〃	ثغل	ثقل	〃	۲۳	〃	یا	تا
〃	〃	〃	دوشنبہ	دوشنبہ	۳۸	۲۸	ح	ابن جحج	ابن جحج	〃	۱۸	〃	جبیر	خبیر	۷۴	۵	۵	الاکمل	اکمال
۲۲	۱	م	چاردن	چاردن	۳۹	۲۹	م	خذیفہ	حذیفہ	〃	۳۴	〃	وال	وال	〃	۲۹	ح	نخضہ	کخضہ
															۷۵	۳	م	ترے	نرجی

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۷۶	۱۴	م	وال	دال	۱۰۴	۱۹	م	کی	کے
۷۸	۲۹	ح	سبب	سب	۱۰۵	۱۴	〃	آلاٰخرہ	الآخرہ
۷۹	۶	م	سب	شب	〃	۱۶	〃	کی	کے
۸۰	۱۱	م	اسول	رسول	۱۰۶	۳	م	ماموربن	مامورین
〃	۲۲	م	لدعا	للدعا	۱۰۹	۲۳	م	حفش	جیش
〃	۲۶	〃	استخلفہ	استخلف	〃	۲۴	〃	〃	〃
۸۱	۲۵	〃	ولہ	ولد	〃	۲۷	〃	ے	کے
۸۲	۶	م	صدیق	صدق	۱۱۲	۱۴	م	لیدن	لیڈن
〃	۱۰	م	موئید	مؤید	〃	۲۴	ح	المخزدمی	المخزومی
۸۳	۳	م	ثقلی	فعلی	۱۱۳	۲	م	معنت	مغنت
〃	۴	〃	وال	دال	〃	۱۲	ح	عائشہ	عائشۃ
۸۴	۴	〃	وال	دال	〃	۲۷	〃	النخفی	النخعی
〃	۲۳	〃	ندعو	ندعوا	۱۱۴	۱۹	〃	بقول	یقول
۸۶	۱۱	م	یابند	پابند	〃	۲۶	〃	یڑھے	پڑھے
〃	۲۵	ح	النغیرین	النخریر	〃	۲۷	〃	ھروسہ	بھروسہ
〃	۲۹	〃	دحمہ	رحمہ	〃	〃	〃	اتھاریٹی	اتھاریٹی
۸۸	۱۵	م	دحل	دخل	〃	۲۸	〃	لیدن	لیڈن
۸۹	۱۲	م	انغا	انقا	۱۱۵	۱۲، ۱۶	م	نخار	بخار
۹۰	۴	م	حصرت	حضرت	۱۱۶	۱۰	〃	تطیفہ	قطیفۃ
۹۰	۷	〃	نغمہ	نغمہ	〃	۲۰	ح	سُد	سند
〃	〃	〃	آقلاردن	اقراردون	〃	۳۰	〃	اوراور	اور
〃	〃	〃	واپس	واپس	۱۱۹	۷	م	للقاسم	القاسم
〃	۱۰	〃	تلادہ	تلاوۃ	۱۲۱	۲	م	اویس	اویس
〃	〃	〃	لعد	بعد	〃	۵	〃	کے	کیلئے
〃	۱۳	〃	نقی	نفی	〃	۱۹	〃	تعطنون	تطعنون
۹۲	۲	م	ذاخل	داخل	۱۲۴	۵	م	اثا	اسامہ
〃	۹	〃	رور	روز	۱۳۱	۱۵	م	یقولی	یقول
۹۳	۲۲	〃	عیاسی	عباسی	〃	〃	〃	الفدوا	الغدوا
۹۴	۱۰	〃	والام	والالام	۱۳۷	۱۳	م	یعنی	نبی
〃	۱۱	〃	جرزی	جزری	〃	۲۷	ح	بتر	نیز
〃	۲۶	〃	لمحافظ	لمحافظ	۱۳۳	۱۹	م	ودیاربکری	دیاربکری
۹۸	۱۶	م	لیدن	لیڈن	〃		〃	لیدن	لیڈن
〃	۱۹	〃	یرند	یزید	〃	۲۵	ح	بیجم	بیجم
۹۹	۱۴	م	گذربن	گذرین	۱۳۴	۳	م	لیدن	لیڈن
〃	۱۵	〃	ماعکل	ماعکل	〃	۸	〃	ودیاربکری	دیاربکری
〃	۱۸	〃	لیدن	لیڈن	۱۳۵	۲۷	ح	روضۃ الشہدا	روضۃ الشہدا
۱۰۳	۸	م	خلافتہ	خلافۃ	〃	۲۸	〃	ماہ	سماہ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۳۶	۷	م	ردی	ردّی	۱۵۵	۱۵	〃	بھوپال	بریلی
〃	۱۱	〃	ذریہ	ذریۃ	〃	۱۷	〃	ذکرہ	ذکر
〃	۱۳	〃	اونکے	اونکے	〃	۱۸	〃	تصلوا	تفضلوا
〃	۲۵	〃	دوسرے	دوسری	۱۵۶	۱	ح	۲۲۳ھ	۲۵۱ھ
۱۴۲	۳	م	سروار	سردار	〃	۴	م	امین	مین
۱۴۳	۸	م	تاریخ ابن جم	تاریخ ابن رنگ	۱۵۹	۲۹	ح	البخاری	البخاری
〃	۵	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۰	۱۴	م	مومنہ	مومنۃ
〃	۲۳	ح	ناریخ	تاریخ	۱۶۱	۲	م	رو	دو
〃	۲۵	〃	عینیہ	عیینہ	〃	۴	〃	بلایا	بلایا
۱۴۴	۹	م	لیدن	لیڈن	۱۶۵	۲۹	م	سبلع	سبیع
〃	۱۳	〃	جبۃ	جبۃ	۱۶۶	۵	م	فو	و
۱۴۵	۱۲	م	معنیت	معنت	〃	۲۳	ح	النخفی	النخعی
۱۴۶	۲	م	حزری	جزری	〃	۲۴	ح	التعذیب	التہذیب
〃	۲۶	ح	اتحاف	اتحاف	〃	۲۵	〃	النخفی	النخعی
〃	۳۲	〃	پورب	یورپ	〃	۳۱	〃	طائقۃ	طائفۃ
〃	۳۳	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۹	۲	م	نہتی	انتہی
۱۴۷	۱۴	م	لیدن	لیڈن	۱۷۰	۲۴	ح	منعہ	صنعۃ
〃	۱۶	〃	ازوجہ	زوجہ	〃	۲۶	〃	الخضم	الخصم
۱۴۹	۱	م	وکیین	دکین	۱۷۱	۹	م	عمرۃ	عمرۃ
〃	۲۲	〃	مین	بن	〃	〃	〃	بت	بنت
۱۵۰	۵	م	او	و	〃	۱۰	〃	کھنس	کخمس
〃	۹	〃	قالوا	قال	〃	۱۳	〃	الخلیفتہ	الخلیفۃ
〃	۱۴	〃	بنوتہ	بنوتہ	۱۷۲	۲۲	ح	لیدن	لیڈن
〃	۱۷	〃	لیدن	لیڈن	۱۷۳	۲	م	د	و
〃	۲۳	ح	اذی	اری	〃	۲۴	ح	لرتا	کرتا
۱۵۱	۲۷	〃	علیھا	علیھا	〃	۲۸	〃	حدثیا	حدثنا
۱۵۲	۷	م	کے	کا	〃	۳۲	〃	الیندی	السندی
۱۵۳	۱۷	م	خذری	خدری	۱۷۴	۴	م	بکم	لکم
〃	۲۶	ح	زیاض	ریاض	۱۷۵	۳۰	ح	بھی	بھی
〃	۲۷	〃	النفرۃ	النفرۃ	۱۷۶	۲۷	م	ان	این
					۱۷۷	۷	م	اذاستقی	اذا استقی
۱۵۴	۴	م	کا	اور	〃	۹	〃	غلیہ	علیہ
〃	۲۳	ح	غیر	غیر	〃	۲۰	〃	سطابق	مطابق
〃	۲۵	〃	یرند	یرید					
〃	۲۷	〃	الطرای	الطبری	〃	۲۳	ح	جحاج	حجاج
〃	۲۸	〃	خمسہ	خمت	〃	۲۷	〃	الاعلام	الاعلام
۱۵۵	۳	م	تحقیق	تحقیق	۱۷۸	۱۵	م	دال	دال
〃	۸	〃	فانظروا	فانظروا	〃	۱۷	ح	رباح	رباح

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۸۲	۱	م	صبا	حبا	۲۱۳	۱۵	م	کر	۔	۲۴۶	۲۱	م	مجلد	جلد	۲۷۵	۲۵	ح	تجفہ	تحفہ
〃	۲	〃	حریرۃ	ھریرۃ	۲۱۴	۱۹	ح	بقدیر	بقدیر	۲۴۷	۷	م	محجت	حجت	۲۷۶	۵	م	مجلد	جلد
〃	〃	〃	انحا	انحا	〃	۲۳	〃	فارو	وارد	〃	۲۳	ح	الصفات	الصفات	〃	۸	〃	بخاری	بخاری
〃	۳	〃	حذری	خدری	۲۱۵	۱	م	یحولون	یحولون	۲۴۹	۱۷	م	رحمتہ	رحمتہ	۲۸۱	۱۴	ح	جزطبری	جریر طبری
۱۸۳	۹	م	یس	یُس	〃	۵	〃	لغلم	نعلم	۲۵۰	۲۹	ح	اطیاسی	الطیالسی	〃	۲۷	〃	افرلقیہ	افریقیہ
〃	۱۳	〃	فجۃ	حجۃ	〃	۲۴	ح	لیدن	لیڈن	۲۵۱	۱۸	م	لبیاک	لبیک	〃	۲۵	〃	عیلیہ	عیینہ
〃	۱۵	〃	کازران	کازران	۲۱۶	۲۴	〃	لیلتہ	اللیلۃ	〃	۲۴	ح	عینہ	عنہ	۲۸۲	۲۰	ح	بخاری	بخاری
۱۸۴	۷	م	المستیب	المسیب	۲۱۷	۶	م	کتابکم	کتابکم	۲۵۴	۲۰	م	طاذی	طاری	〃	۲۷	〃	البوزرعۃ	ابوزرعۃ
〃	۱۸	〃	محمد	محمد	〃	۲۱	ح	لپسند	لبسند	۲۵۸	۳	م	ول	ولد	۲۸۳	۳	م	النبی	النبی
۱۸۵	۲	م	ابی رین	ابی زین	۲۱۸	۳	م	زاعت	زاغت	۲۵۹	۱۳	م	طاوربا	طاربا	〃	۶	〃	بر	بر
〃	〃	〃	بحین	بقین	〃	۲۱	ح	خسین	خمسین	〃	۱۴	〃	عبدالطلب	عبدالمطلب	۲۸۴	۲۲	م	کی	کہ
۱۸۶	۲۶	ح	جلاف	اختلاف	۲۲۰	۲۳	〃	توثق	توثیق	۲۶۰	۱۱	م	انا	ان	۲۸۵	۵	م	تیسری	تیسری
〃	۲۸	〃	سلطانۃ	سلطانۃ	〃	۲۶	〃	بہ	ہے	۲۶۱	۱۲	〃	تبلی	ابتلی	〃	۱۰	〃	۳۲۹	۲۳۹
〃	۲۹	〃	۵۵ھ	۵۵ھ	〃	۲۸	〃	ے	ے	〃	۱۴	〃	میتال	میثال	۲۸۶	۸	م	آتیثن	آتشین
۱۸۸	۹	م	مبسر	نمبر	۲۲۱	۲	م	فراتے	فرماتے	〃	〃	〃	عہد	عہدی	〃	۴	〃	مجلد	جلد
۱۹۰	۹	م	حذری	خدری	〃	۸	〃	تعجت	حجت	۲۶۲	۱	م	المغنی	اٰتی	〃	۱۳	〃	نفر	نصر
〃	۲۴	〃	محجت	حجت	۲۲۲	۸	م	ضمرہ	ضمرۃ	〃	۱۸	〃	حج	حج	〃	۱۵	〃	شعبہ	شعبۃ
〃	۲۶	〃	نغم	نعم	〃	۹	〃	شرجیل	شرحبیل	〃	۲۵	〃	بناتہ	نباتۃ	〃	۲۰	ح	یورپ	یورپ
۱۹۱	۴	م	الضباء	العضباء	۲۲۴	۹	م	الرجل	الرجل	۲۶۳	۱۸	〃	بحاالانوار	بحارالانوار	〃	۲۱	〃	الامامیۃ	الامامیۃ
۱۹۲	۵	〃	قال	قال	۲۲۵	۲۵	ح	جلہ	جملہ	〃	۲۵	〃	ونیا	دنیا	〃	〃	〃	جبید	جنید
۱۹۳	۱۲	〃	الہی	الٰہی	۲۲۷	۱۳	م	علی	علی ان	۲۶۴	۱۳	〃	وصیت	وصیت	〃	۲۶	〃	او	او
۱۹۵	۶	〃	خدلفہ	حذیفہ	〃	۲۶	〃	ذال	وال	〃	۱۹	〃	سجیع	تسجیع	۲۸۸	۲۷	〃	ایضا	ایضاً
〃	۷	〃	خدیفہ	حذیفہ	〃	۴	〃	حیف	خیف	۲۶۶	۱۰	〃	وکیک	وبکیک	۲۸۹	۱۵	〃	غالبؔ	غالب
〃	۱۹	〃	تو	۔	۲۲۸	۴	م	منخا	سخا	۲۶۹	۲۰	ح	مبیٔی	مبنی	〃	〃	〃	ساکنی	ساکنی
۱۹۶	۹	〃	تہفیت	تہنیت	〃	۲۱	〃	تعین	تعیین	〃	۲۲	م	ابضاری	انصاری	〃	۱۹	〃	ذکاب	وکتاب
۱۹۹	۹	〃	کثہ	کثر	۲۳۰	۷	〃	حجفہ	جحفہ	۲۷۰	۱	〃	لیدن	لیڈن	〃	〃	〃	کثیرۃ	کثیرۃ
۲۰۱	۱۱	م	دکر	ذکر	〃	۳۰	〃	عنترقی	عترتی	〃	۱۹	〃	اتیا	اتینا	〃	۳۲	〃	اور	او
〃	۱۲	〃	اسنطاقا	استنطاقا	〃	〃	〃	اینی	اپنی	۲۷۱	۱۰	〃	النصر	النضر	۲۹۰	۳	م	سعقق	محقق
〃	۲۰	〃	لاشعال	لاشتغال	۲۳۱	۱۸	〃	تھاتھا	تھا	〃	〃	〃	نصر	نضر	〃	۳۰	〃	المغربۃ	المدینۃ
〃	〃	〃	امر	بامر	۲۳۳	۱۹	〃	ذی کجہ	ذی الحجہ	〃	۲۴	ح	نفوا	نفرا	۲۹۱	۲۰	ح	[illegible]	[illegible]
۲۰۲	۴	〃	لیدن	لیڈن	۲۳۴	۲	〃	زاعت	زاغت	۲۷۳	۴	م	ابنانا	انبانا	۲۹۲	۱	م	۔	فعلی مولاہ
۲۰۶	۸	〃	۳ھ	۱۳ھ	۲۴۰	۱۳	〃	عمرہ	عمرۃ	〃	۲۷	〃	زقعا	رفعا	۲۹۳	۱	〃	البیت	الست
۲۰۷	۱۴	م	جریج	جریج	〃	۱۸	〃	عیینہ	عیینۃ	۲۷۴	۱	م	وعاو	وعاد	۲۹۴	۱۸	〃	لغم	نعم
۲۰۹	۲۲	〃	ام معید	ام معبد	۲۴۱	۵	〃	النشیرق	التشریق	〃	۶	〃	الشکونی	الشکونی	۲۹۵	۳	〃	غدیرحم	غدیرخم
۲۱۰	۲۷	〃	۳۰ھ	۲۰ھ	۲۴۲	۱	〃	غذیفہ	حذیفہ	〃	۲۲	ح	الخطائص	الخصائص	۲۹۶	۷	〃	سبروۃ	شیروۃ
۲۱۱	۲	〃	لیدن	لیڈن	۲۴۹	۳۱۰	〃	مسندرک	مستدرک	۲۷۵	۹	م	بدایہ	بدایۃ	۲۹۷	۳	〃	ابیطاب	ابیطالب
〃	۲۱	ح	〃	〃															

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۹۷	۱۵	م	التماسا	التماسایا
″	۱۶	″	اوز	اور
۲۹۸	۲۶	ح	دلی	دلی
۲۹۹	۱	م	ستدرک	مستدرک
″	۲۳	″	نجاری	بخاری
۳۰۰	۱۲	م	لستحد	نشحد
″	۲۰	″	خندوزی	قندوزی
۳۰۳	۱	م	تم	ثم
۳۰۶	۲۵	ح	لیدن	لیڈن
۳۰۷	۳۱	″	قابی	قابلی
۳۰۸	۲	م	صاحب	صاحب
۳۰۹	۱	″	الجفنۃ	الجفنۃ
۳۱۲	۱۴	″	حرجہ	خرجہ
۳۱۵	۸	″	افرات	اعراف
۳۱۶	۱۹	″	درداژہ	دروازہ
۳۱۷	۲۸	ح	اضاری	انصاری
۳۱۸	۳	م	بع	بن
۳۲۰	۲۳	ح	بے پروا	بے پرواہ
۳۲۱	۳	م	عشیرتک	عشیرتک
″	۷	″	تے	نے
۳۲۲	۱	م	ادعولہ	ادعوکہ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۲۲	۲۰	ح	لیدن	لیڈن
″	۳۰	″	ذکرد	ذکرہ
۳۲۴	۲	م	یجمعوا	یجمعوا
۳۲۶	۲۰	″	سرنا	صرنا
″	″	″	النثار	انصار
۳۲۸	۲۷	″	اُینی	اُبنی
۳۳۴	۸	″	عذا	ھذا
″	۱۱	″	قنفد	قنفذ
۳۳۵	۲۵	م	کادوما	کادوا
۳۳۸	۷	″	اجتجتم	اجمجم
۳۴۱	۱۶	″	غلے	علے
۳۴۳	۳	″	بتارت	بشارت
″	۱۴	م	۳۴۵ صفحہ ۲۵۲	۳۱۳ صفحہ ۲۵۶
″	۱۵	″	تارتخ	تاریخ
۳۴۴	۲۰	″	صفحہ ۲۶۰	صفحہ ۲۶۳
۳۴۵	۱۹	″	ردم	روم
″	۱۴	″	مقتشر	منتشر
″	۲۴	ح	ثانی	ثانی
۳۴۶	۲۶	م	سے	اُسی
۳۴۷	۵	″	ایام الدین	ایا الذین
″	۸	″	یسرل	یسرلہ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۴۸	۱	ح	حاسیہ	حاشیہ
″	۳	م	طیب	طیب
″	۷	″	است	است
″	۱۱	″	راقعی	واقعی
″	۱۲	″	کر	کرد
۳۴۹	۶	م	ناترانی	نافرمانی
″	۱۷	″	نقظ	لفظ
۳۵۱	۵	″	طن	ظن
۳۵۲	۲	″	لوروت	لوروت
″	۱۳	″	یاذل	باذل
۳۵۳	۱۰	م	عتبہ	عقبہ
۳۵۴	۹	م	دالالامام	والامام
۳۵۶	۲۶	″	خرام	حرام
۳۵۷	۱۹	″	کی	کے
۳۵۸	۱۵	″	ونشاک	واشاک
″	۱۷	″	جانی	حبانی
۳۶۵	۲۲	″	لغت	نعمت
″	۲۴	ح	الامین	امین
۳۶۶	۱۸	م	ابجکوبہ	ابن مردوی
″	۲۲	″	اوما	اورا
″	۲۵	″	المستقم	المستقیم

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۶۷	۱۲	م	خلافت	خلافت
۳۶۹	۵	م	بدر	بدون
″	″	″	البلی	النبی
″	۶	″	الکاب	الکتاب
″	″	″	نی	فی
۳۷۰	۷	م	البسملۃ	البسملۃ
۳۷۱	۱	م	انس	انس
″	۲	″	الحمد	الحمد للہ
″	۲۳	م	یکتہ	بکتہ
″	۲۴	″	حیرت	سیرت
″	۲۷	ح	باجہ	ماجہ
″	″	″	الجبوینی	الحموینی
″	۲۸	″	ل	لا
″	″	″	صلت	صلیت
۳۷۳	۴	م	سے	ہے
″	۸	″	تحتیق	تحقیق
″	۹	″	کیونکہ	کیونکہ
۳۷۴	۱۳	″	صفحہ ۱۹۵	صفحہ ۹۵
۳۷۵	۴	″	س	من
″	۲۶	″	البیت	البنت

کتاب ہٰذا مرزا محمد جواد صاحب کے نظامی پریس میں طبع ہو کر رہنمائے خاص و عام ہوئی

عاجز

سید مرتضیٰ حسین